بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوار آفتاب صداقت

۱۳۳۷ھ



قاضی فضل احمد نقش بندی لدھیانوی علیہ الرحمہ

پنشنر کورٹ انسپکٹر، لدھیانہ

تقریظ یافتہ

مجدد اسلام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ

ومشاہیر علما ومشائخ کرام ۱۳۳۸ھ و ۱۳۳۹ھ

ناشر

طلبۂ درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول) ۱۴۳۱-۳۲ھ / ۲۰۱۰-۱۱ء

الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ضلع اعظم گڑھ، یوپی

اشاعت: ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ/اپریل ۲۰۱۱ء

تفصیل اشاعت کتاب

نامِ کتاب (تاریخی): انوارِ آفتابِ صداقت-۱۳۳۷ھ

مصنف: قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ

بارِاول: ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء، طباعت کریمی پرنٹنگ پریس لاہور
اشاعت: قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ

باردوم: ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء- طابع وناشر: نامعلوم، (یہ محض ایک اندازے پر مبنی ہے)

بارسوم: ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء یا اس کے بعد، اشاعت: سمنانی کتب خانہ، میرٹھ

بارچہارم: ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ/ اپریل ۲۰۱۱ء

ناشر: طلبۂ درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول) الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

تقدیم وتعارف: مولانا ساجد علی مصباحی، استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

ترجمہ، تعلیق، تخریج، پروف وغیرہ: مولانا اختر حسین فیضی، مولانا محمد قاسم مصباحی، مولانا محمود علی مشاہدی، مولانا محمد عابد رضا مصباحی، مولانا محمد کہف الوریٰ مصباحی
مولانا محمد قطب الدین رضا مصباحی، مولانا محمد ہارون مصباحی، مولانا محمد شاہد رضا مصباحی
اساتذہ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

کمپوزنگ: مہتاب پیامیؔ، پیامی کمپیوٹر گرافکس، مبارکپور، موبائل: 9235647041

صفحات: ۶۰۸

تعداد اشاعت: ۱۱۰۰

قیمت: ۳۶۰روپے

ملنے کے پتے

۱- طلبۂ درجۂ سابعہ، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، موبائل نمبر: 9506518626-9918340432

۲- مجلس برکات، الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، موبائل نمبر: 9452621974

۳- مجلس برکات، کٹرہ گوکل شاہ، بازار، مٹیامحل، جامع مسجد، دہلی، موبائل نمبر: 9911198459

۴- المجمع الاسلامی، ملت نگر، مبارک پور، اعظم گڑھ، موبائل نمبر: 9838189592

تهديه

ببارگاہ

تاج دارِ اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت

حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری بریلوی

علیہ الرحمۃ والرضوان

[ولادت: ۱۳۱۰ھ/ ۱۸۹۳ء---وفات: ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء]

و

عزیز الاولیا، استاذ العلما، جلالۃ العلم

حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی

علیہ الرحمۃ والرضوان

بانی الجامعۃ الاشرفیہ، مبارکپور، اعظم گڑھ

[ولادت: ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء---وفات: ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء]

من جانب

طلبۂ درجۂ سابعہ [فضیلت سال اول] ۱۴۳۲-۳۱ھ/ ۱۱-۲۰۱۰ء

تشکر و امتنان

انوار آفتابِ صداقت کی طباعت و اشاعت کا سہرا تو جامعہ اشرفیہ کے طلبہ درجۂ سابعہ کے سر ہے مگر جن اساتذۂ کرام نے اس انداز میں اسے اشاعت کے قابل بنا دیا دراصل یہ سہرا ان ہی کے سر جاتا ہے۔ اس لیے صمیم قلب سے ان کے شکریے کے ساتھ یہاں ان کی کاوشوں اور ان کے اسمائے گرامی کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جزاهم الله عنا و عن المنتفعين بالكتاب خير الجزاء.

شمار	اسمائے گرامی	جن اجزا پر کام کیا	صفحات
۱-	حضرت مولانا ساجد علی مصباحی	تقدیم وتعارف	۱۱-۳۸
		تقریظات	۳۹-۶۹
۲-	حضرت مولانا اختر حسین فیضی مصباحی	ابتدائے کتاب تا باب چہارم	۷۱-۱۵۴
		نیز مضامین کتاب کی فہرست	۵۹۸-۶۰۵
۳-	حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی	باب پنجم و ششم	۱۵۵-۲۲۵
۴-	حضرت مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی	باب ہفتم تا سیزدہم	۲۲۶-۲۹۱
۵-	حضرت مولانا محمد عابد رضا مصباحی	باب چہاردہم	۲۹۲-۳۸۵
۶-	حضرت مولانا محمد کہف الوریٰ مصباحی	باب چہاردہم، پانزدہم، شانزدہم	۳۸۶-۴۵۸
۷-	حضرت مولانا محمد قطب الدین رضا مصباحی	باب ہفت دہم تا بست ویکم	۴۵۹-۵۴۲
۸-	حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی	باب بست و دوم تا بست و پنجم	۵۴۳-۵۸۶
۹-	حضرت مولانا محمد شاہد رضا مصباحی	پوری کتاب میں حوالوں کی تخریج	۷۱-۵۸۶
		اور مراجع کی فہرست	۵۸۷-۵۹۷

کیا کام ہوا؟ (۱) حوالے کی عبارتوں کا دست یاب اصل مراجع سے مقابلہ اور تخریج (۲) پیرا گرافنگ (۳) بعض مشکل الفاظ کی وضاحت (۴) جزوی تعلیق و تسہیل (۵) آیاتِ قرآنی کے ترجمہ میں کنز الایمان کا التزام (۶) فارسی عربی عبارتوں کا ترجمہ (۷) بعض مقامات پر اعراب (۸) پروف ریڈنگ (۹) سابقہ حواشی کو "۱۲ منہ" کی علامت سے ممتاز کر دیا گیا ہے۔

منجانب:- طلبۂ درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول) ۱۴۳۱-۳۲ھ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

دعائیہ کلمات

محدثِ جلیل حضرت علامہ **عبدالشکور** مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا

اپنے بزرگوں کی یادگار تصنیفات کی تحقیق وتخریج، ترجمہ وتسہیل اور پھر نئے انداز میں ان کی اشاعت کا اہتمام، ایک مستقل کام ہے۔ جو زبردست محنت اور کثیر سرمایہ کا طالب ہے۔ اس جہت میں بھی منظم کام کی ضرورت ہے۔ ورنہ اپنے ہی قیمتی سرمایوں سے ہماری نسل کو واقفیت نہ ہوگی۔ ایسی بہت سی کتابیں ہیں جنھیں لوگ فراموش کرتے چلے جا رہے ہیں۔ انھیں میں ایک نام کتاب ہٰذا "انوارِ آفتابِ صداقت" کا بھی ہے۔

حضرت قاضی فضل احمد لدھیانوی نے اپنی اس لاجواب تصنیف میں کثیر متنازعہ مسائل پر سیر حاصل گفتگو کی ہے اور نہایت شرح و بسط کے ساتھ معتقدات ومعمولات اہل سنت کو ثابت فرمایا ہے۔ کتاب کی خوبی اور کمال یہ ہے کہ تمام باتیں معتبر ومستند حوالوں کی روشنی میں کہی گئی ہیں۔ مشاہیر اہل سنت وجماعت کی تقاریظ نے اس کے پایۂ اعتبار کو بہت ہی مضبوط اور مستحکم بنا دیا ہے۔ یقیناً اس کتاب کے مطالعہ سے دل وجان کو فرحت وانبساط حاصل ہوگا، عقائد میں پختگی پیدا ہوگی اور فرقۂ وہابیہ کا بطلان روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم درجۂ سابعہ کے طلبہ بڑے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس مبسوط کتاب کی طباعت واشاعت کا بیڑا اٹھایا، اور نہ صرف یہ کہ اصل کتاب کو منظر عام پر لانے کا اہتمام کیا بلکہ اپنے قابل قدر اساتذۂ کرام کے ذریعہ ترجمہ وتخریج کا کام کرا کر اس کی وقعت کو دوبالا اور حسن میں چار چاند لگا دیا ہے۔ عہد طالب علمی میں اتنا بڑا کام انجام دینا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ میں ان کی ہمت وحوصلہ پر انھیں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ طلبہ کی یہ کاوشیں قبول فرمائے، اس کی اشاعت میں حصہ لینے والے تمام لوگوں کو دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے اور مزید خدمات دینیہ کی توفیق خیر سے نوازے۔ آمین بجاه النبي الأمين الكريم عليه و علىٰ آله و صحبه أفضل الصلوٰة وأكرم التسليم.

عبدالشکور عفی عنہ
جامعہ اشرفیہ، مبارک پور
۲۹؍ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ/ ۵؍ مارچ ۲۰۱۱ء

---- ۷۸۶ ----

تقریباً انھیں کلمات کے ساتھ میں بھی تائید، تبریک اور دعا میں شریک ہوں۔ **محمد احمد مصباحی**
صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور
۹؍ ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ/ ۱۵؍ مارچ ۲۰۱۱ء، سہ شنبہ

تاثرجلیل

شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی مصباحی حفظہ اللہ تعالیٰ وادام فیوضہ

زیبِ سجادہ حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ، کچھوچھا شریف

الحمد لله رب العٰلمين، والصلوٰة والسلام علىٰ سيّد المرسلين، وعلىٰ آله وصحبه أجمعين و علىٰ من تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين.

بڑی مسرت وشادمانی کی بات ہے کہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں زیر تعلیم جماعت سابعہ (۳۲-۱۴۳۱ھ/۱۱-۲۰۱۰ء) کے ہونہار طلبہ نے مجاہد تحریک ختم نبوت قاضی فضل احمد حنفی، نقش بندی، لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی معرکہ آرا کتاب «انوار آفتاب صداقت» کی جدید طباعت کا ارادہ کیا ہے، اسے مزید کار آمد بنانے کے لیے اپنے اساتذہ سے مل کر اس کی پیرا گرافنگ کرائی اور حسب ضرورت فارسی وعربی عبارتوں کا ترجمہ، مشکل الفاظ کی تشریح اور تخریج جیسے اہم کام کرانے میں بھی انھوں نے کامیابی حاصل کر لی، اس طرح یہ کتاب قارئین کے لیے اور مفید ہوگئی۔

کتاب کے شروع میں ایک جامع مقدمہ کو بھی جگہ دی گئی ہے، جس میں تصنیف کتاب کا پس منظر بڑی خوب صورتی سے بیان کیا گیا ہے اور اس کتاب پر تقریظ لکھنے والے علمائے کرام کے ناموں کی فہرست بھی یک جا دے دی گئی ہے جس سے کتاب کی وقعت میں اور اضافہ ہوتا نظر آتا ہے۔ قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ ان شیر دل مجاہدین میں تھے جنھوں نے اپنی تقریر وتحریر کے ذریعہ ایوان باطل میں زلزلہ پیدا کر دیا اور ایسے کارہائے نمایاں انجام دیے جنھیں رہتی دنیا تک یاد کیا جائے گا، مثلاً مرزائیوں کے رد میں «کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی» اور «نیام ذو الفقار علی بر گردن خاطی مرزا فرزند علی» لکھی جن میں انھوں نے مرزائیوں کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

«انوار آفتاب صداقت» دیوبندیوں اور وہابیوں کے باطل عقائد کے رد میں لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں قاضی صاحب نے امکان کذب باری، علم غیب رسول اور اہل سنت کے دوسرے بنیادی عقائد اور حساس مسائل پر خامہ فرسائی کی ہے اور اہل باطل کی خوب خوب خبر لی ہے اور باتیں حوالوں کے ساتھ کہی ہیں تا کہ مخالفین کو مجال دم زدن نہ ہو۔ إن شاء الله اس کتاب کے مطالعہ سے دیوبندیت و وہابیت کا بطلان روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گا اور اہل سنت کی صداقت و

حقانیت آفتابِ نیم روز کی طرح منور و تاباں۔

دعا ہے کہ مولائے کریم ان طالبان علوم نبوت کے حوصلوں کو مزید جلا بخشے تا کہ یہ تا عمر اسلام و سنیت کا علم بلند کرتے رہیں، اور باطل کی سرکوبی کے لیے ہمہ وقت تیار رہیں، اور جب دنیا سے کوچ کریں تو نبی آخر الزماں، شفیع روزِ جزا ﷺ کے وفاداروں میں شمار کیے جائیں۔ فقط۔ آمین۔

یا مجیب السائلین بحق طٰہٰ و یٰسٓ
و بحرمۃ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
ابوالحمزہ محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہٗ
جانشین مخدوم الملت حضور محدث اعظم قدس سرہ
کچھوچھہ شریف - امبیڈکر نگر
۲ جنوری ۲۰۱۱ء

ابوالحمزہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی غفرلہٗ
جانشین مخدوم الملت، حضور محدثِ اعظم قدس سرہ
کچھوچھہ شریف، امبیڈکر نگر
۲؍جنوری ۲۰۱۱ء

عرضِ حال

از: طلبۂ فضیلت سال اول ۳۲-۱۴۳۱ھ

جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں ہر سال ۱۳؍محرم الحرام کو طلبۂ سابعہ کی جانب سے عظیم الشان پیمانہ پر "یوم مفتی اعظم ہند" کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس موقع پر تحریری اور تقریری مسابقہ کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔ جس میں شرکت کرنے والے طلبہ کو گراں قدر انعامات دیے جاتے ہیں، نیز اس تقریب میں کسی متعین موضوع پر توسیعی خطاب کے لیے باہر سے کسی دانش ور کو مدعو کیا جاتا ہے۔ الحمدللہ! روز بہ روز اس پروگرام کی معنویت میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اب یہ طلبۂ اشرفیہ کا بہت ہی محبوب اور پسندیدہ پروگرام بن چکا ہے اور ہر درجہ والے بڑی چاہتوں سے اپنی باری آنے کا انتظار کرتے ہیں۔

امسال اس پروگرام کے موقع پر بعض اساتذۂ کرام نے ہمیں یہ ذہن دیا کہ اس پروگرام کی مناسبت سے اگر کسی کتاب کی اشاعت کا بھی انتظام ہو جاتا، تو یہ ایک یادگار اور تاریخی محفل قرار پاتی۔ ہم نے اساتذۂ کرام کی اس تجویز کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار سمجھا اور کتاب کی اشاعت کا منصوبہ بنالیا۔ پھر باہم مشورہ سے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا قادری برکاتی محدث بریلوی قدس سرہ کے ہم عصر حضرت علامہ قاضی فضل احمد نقش بندی علیہ الرحمہ کی تاریخی تصنیف "انوارِ آفتابِ صداقت" کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس کتاب پر نئے سرے سے کام کرنے کی ضرورت تھی۔ اس کے لیے ہم نے اپنے اساتذۂ کرام کو زحمت دی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اساتذۂ اشرفیہ پورے سال بے پناہ مصروف رہتے ہیں، اُن کے ذمہ ہمیشہ کاموں کا انبار لگا ہوتا ہے۔ مگر جب ہم نے ان کے سامنے اپنا منصوبہ رکھا تو انھوں نے حوصلہ افزائی اور مبارک باد کے ساتھ اسے قبول فرمالیا۔ اور تخریج، ترجمہ، تعلیق، پیرا بندی اور حسب ضرورت مشکل الفاظ کی وضاحت کا کام پوری محنت اور ذوق وشوق کے ساتھ شروع کر دیا۔ کام شروع ہونے کے بعد اندازہ ہوا کہ ۱۳؍محرم الحرام تک اسے پورا کرنا بہت مشکل ہے۔ اس وجہ سے یہ پروگرام ربیع الآخر تک کے لیے مؤخر کر دیا گیا اور "یوم مفتی اعظم" کے لیے ۱۳؍محرم الحرام کی جگہ ۲۸؍ربیع الآخر ۱۴۳۲ھ مطابق ۳؍اپریل ۲۰۱۱ء کی تاریخ طے پائی۔ اس درمیان پوری محنت و جفاکشی سے کام کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ پورا کام "انوارِ آفتابِ صداقت" مطبوعہ میرٹھ کو سامنے رکھ کر انجام دیا گیا۔ آخری مرحلے میں کچھوچھہ شریف کی مختار اشرف لائبریری اور مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد کی لائبریری سے کتاب کا دوسرا ایڈیشن، مطبوعہ کریمی پرنٹنگ پریس لاہور دستیاب ہوا۔ اس سے بھی مختلف مقامات پر استفادہ کیا گیا ہے۔ کام کرنے والے اساتذۂ کرام کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں:

(۱) حضرت مولانا ساجد علی مصباحی
(۲) حضرت مولانا اختر حسین فیضی مصباحی
(۳) حضرت مولانا محمد قاسم مصباحی
(۴) حضرت مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی

(۵) حضرت مولانا محمد ہارون مصباحی
(۶) حضرت مولانا محمد عابد رضا مصباحی
(۷) حضرت مولانا محمد شاہد رضا مصباحی
(۸) حضرت مولانا محمد قطب الدین رضا مصباحی
(۹) حضرت مولانا محمد کہف الوریٰ مصباحی

ان حضرات کے کام کی تفصیل اسی کتاب میں ص: ۴ پر ملاحظہ کریں۔

ہمارے ان اساتذۂ کرام نے اپنی مصروف زندگی سے جس طرح اپنا قیمتی وقت نکال کر اس علمی کام کو انجام دیا، اس کے شکریہ کے لیے ہمارے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ بس اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ پروردگار عالم ان اساتذۂ کرام کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے اور ان کے علمی فیضان سے ہمیں مالا مال فرمائے۔ آمین۔

واضح ہو کہ یہ سارا کام استاذی الکریم ادیب شہیر حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی دام ظلہ استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی سرپرستی میں انجام پذیر ہوا۔ اس سلسلے میں آپ نے ہر موڑ پر ہماری دست گیری کی، حوصلہ افزائی فرمائی اور اپنے مفید مشوروں سے نواز کر ہمارے لرزتے قدموں کو سہارا دیا۔ استاذ گرامی حضرت مولانا ساجد علی مصباحی دام مجدہ نے ایک گراں قدر مبسوط مقدمہ تحریر فرما کر اس کتاب کے حسن کو دوبالا کر دیا اور قارئین کے لیے بڑی آسانیاں فراہم کر دی ہیں۔ اس کے لیے ہم ان دونوں حضرات کے شکر گزار ہیں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ عبد الشکور صاحب دامت برکاتہ، شیخ الجامعہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ محمد احمد مصباحی دامت برکاتہٗ اور شیخ الاسلام حضرت علامہ سید محمد مدنی میاں اشرفی مصباحی دامت برکاتہ کی بارگاہوں میں بھی ہم ہدیۂ تشکر پیش کرتے ہیں، جنھوں نے اپنے وقیع تاثرات سے ہماری پیش کش کو سند اعتبار فراہم کر دیا۔

اخیر میں ہم اپنے درجہ (فضیلت سال اول) کے تمام طلبہ کے خلوص و ایثار کو سلام پیش کرتے ہیں جنھوں نے اس کتاب کی اشاعت اور اس سے منسلک پروگرام "یوم مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ" کی خاطر اپنا ہر طرح کا تعاون پیش کیا، جب بھی کسی ضرورت کے لیے انھیں آواز دی گئی ہمہ دم وہ تیار نظر آئے اور اس راہ میں اپنی کسی ذاتی ضرورت کو حائل نہیں ہونے دیا۔ اس موقع پر اپنے کرم فرما ماسٹر مہتاب پیامیؔ صاحب کے بھی ہم شکر گزار ہیں۔ جنھوں نے کتاب کی کمپوزنگ اور تزئین میں اپنی بھرپور محنتیں صرف کیں اور ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنھوں نے کسی طرح بھی اس راہ میں ہمارا تعاون کیا۔ رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ و امان میں رکھے اور دین متین کی زیادہ سے زیادہ خدمات انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے اور طلبہ سابعہ کی اس حقیر خدمت کو شرفِ قبول سے نوازے۔ آمین بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ آلہ و صحبہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

من جانب طلبۂ فضیلت سال اول
بقلم: محمد امام الدین گریڈیہ
متعلم درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول)
جامعہ اشرفیہ مبارکپور، اعظم گڑھ (یو. پی.)

۲۷؍ ربیع الاول ۱۴۳۲ھ
مطابق ۳؍ مارچ ۲۰۱۱ء
جمعرات

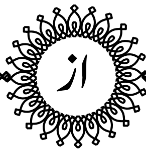
تقدیم

و

تعارفِ مصنّف

و

تعارفِ کتاب



مولانا ساجد علی مصباحی
استاذ الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور

تقدیم

حضرت مولانا **ساجد علی مصباحی**
استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یو. پی.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلي ونسلّم علیٰ رسولہ الکریم

انوارِ آفتاب صداقت ہوئی طلوع — اب مردنی سی چہرۂ دشمن پہ چھا گئی
کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر — اے نجدیانِ ہند ! قیامت ہے آ گئی

یہ اشعار میرے نہیں ہیں اور نہ ہی دورحاضر کے کسی شاعر نے انھیں نظم کیا ہے، بلکہ یہ اس وقت کے حقائق کی ترجمانی ہے جب پہلی بار «انوارِآفتابِ صداقت» کتابت وطباعت کے مراحل سے گزر کر منظر عام پر آئی تھی۔ اس کتاب کو دیکھ کر اربابِ علم ودانش کا حلقہ مسرت وشادمانی سے مچل اٹھا اور خوش عقیدہ سنی مسلمانوں میں اس کی خوب پذیرائی ہوئی۔ دوسری جانب بدعقیدہ عناصر کو اپنے پاؤں تلے زمین سرکتی معلوم ہوئی اور ان کے خیموں میں صف ماتم بچھ گئی۔ اس وقت حضرت علامہ مفتی سید محمد حنیف صاحب چشتی مفتی نکودر، ضلع جالندھر نے مذکورہ اشعار میں اپنے گردوپیش کے حالات کی منظر کشی کی تھی۔

واقعہ یہ ہے کہ آج سے قریب ایک صدی پہلے شہر لودھیانہ کے بدمذہبوں کی فتنہ پروری وشرانگیزی سے تنگ آکر حضرت علامہ قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے ۱۳۳۷ھ میں یہ کتاب تصنیف فرمائی اور اس کا تاریخی نام «انوار آفتاب صداقت» رکھا۔ مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں ایسے بیشتر مسائل کو جمع کر دیا جن میں اپنے کو اہلِ سنّت کہنے والے وہابیوں، دیوبندیوں نے اہل سنت وجماعت کے عقائد سے انحراف کیا ہے، پھر مصنف نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ دلائل واضحہ وبراہین قاطعہ کی روشنی میں اہلِ سنت کے عقائد کو ثابت کیا ہے اور مخالفین کے خودساختہ نظریات کا بطلان واضح کیا ہے۔

اگرچہ علماے اہل سنت وجماعت کی جانب سے فرقِ باطلہ کے ان تمام مُزخرفات کا جواب متفرق طور پر مختلف انداز میں دیا جا چکا تھا، لیکن اس طرح آسان لب ولہجہ میں ان کے بیشتر عقائد باطلہ قبیحہ کا مفصل ومدلل جواب یک جا، ایک کتاب میں نہیں تھا۔ اس لیے جیسے ہی یہ کتاب ۱۳۴۱ھ/ ۱۹۲۲ء میں کریمی پریس لاہور (پاکستان) سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر مارکیٹ میں آئی، ہر چہار جانب اس کی خوبیوں کے تذکرے ہونے لگے۔ کسی نے اس کتاب کے لب ولہجہ کی شائستگی اور نوع بہ نوع کتابوں کے حوالے دیکھ کر کہا ؎

حروفش چہرہ آرائے گلستاں
سطورش رونمائے سنبلستاں

اور کسی نے اس کی جامعیت کی جانب نظر کی، قرآن وحدیث اور کتب فقہ وتفسیر اور کتبِ تاریخ وسیَر سے دلائل و براہین کا انبار دیکھا تو اس طرح اظہار خیال فرمایا ؎

چناں تردید نہ آید در جہانے
خریدارش شود ہر کس بجانے

اس کتاب کی بے پناہ مقبولیت اور اس کی واقعی افادیت کو دیکھتے ہوئے صدر العلما حضرت علامہ سید غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے کتب خانہ سمنانی اندرکوٹ، میرٹھ کی معرفت خواجہ پریس یا جمال پریس دہلی سے طبع کرا کے اس کی اشاعت فرمائی۔ اس نسخہ کے ٹائٹل پیج پر نام کتاب کے دائرے میں ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء درج ہے۔ مگر یہ میرٹھ میں صدر العلما علیہ الرحمہ کی تشریف آوری کا سن ہے۔ اس وقت کتب خانہ سمنانی کا قیام بھی نہ ہوا تھا۔ اس کتب خانے سے نشر شدہ جو کتابیں دیکھنے میں آئیں وہ سب تقریباً ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۰ء کے کچھ قبل یا بہت بعد کی ہیں۔ "انوارِ آفتابِ صداقت" اس مکتبہ سے بشیر القاری، البشیر الکامل، فتاویٰ رضویہ دوم وغیرہ کے بعد شائع ہوئی ہے۔ اس لیے اس کا سالِ اشاعت تخمیناً ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء ہوگا۔ رہا اس نسخے پر ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء کا اندراج تو اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ کاتب کو جو نسخہ کتابت کے لیے دیا گیا تھا اس پر یہی سنہ نام کتاب کے دائرے میں درج تھا، اس نے بعینہٖ اسی طرح نقل کر دیا۔ اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انوارِ آفتابِ صداقت کا ایک ایڈیشن ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء میں بھی شائع ہوا تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.

اشاعتِ مکتبہ سمنانی کے بعد اس کی نشر واشاعت کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ کتاب مارکیٹ سے بالکل غائب ہوگئی جب کہ اربابِ علم ودانش اس کی طباعت واشاعت کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہے تھے اور اپنی علمی محفلوں میں اس کا تذکرہ بھی کرتے رہتے تھے، مگر نامعلوم اسباب کے باعث اس کی اشاعت نہیں ہو پا رہی تھی۔ اور ہوتی بھی کیسے کہ یہ سعادت عظمیٰ تو جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے طلبۂ درجۂ سابعہ کے حصے میں لکھی جا چکی تھی۔ «وَ کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِوَقْتِهٖ» سچ فرمایا ہے تاج دارِ شعر وسخن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ؎

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

اس سال درجۂ سابعہ کے طلبہ نے اس عظیم الشان کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا اور دل وجان سے اس میں لگ گئے۔ یقیناً ان کا یہ اقدام قابل تحسین ولائق صد مبارک باد ہے۔ اور دوسروں کے لیے قابلِ تقلید ونمونۂ عمل بھی ہے۔

طلبۂ اشرفیہ کی علمی سرگرمیاں: یہ جان کر آپ کو بڑی حیرت ومسرت ہوگی کہ جامعہ اشرفیہ کے طلبہ کا یہ کوئی پہلا کارنامہ نہیں ہے، بلکہ اس طرح کے کارہائے نمایاں وہ انجام دیتے رہتے ہیں۔ اور یہ سب جلالۃ العلم ابوالفیض حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبدالعزیز محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان بانی «جامعہ اشرفیہ» کا روحانی فیضان اور ان کے خلوص وللّٰہیت کا ثمرہ ہے، بلکہ یوں کہا جائے کہ یہ اس خدا رسیدہ مرد درویش کی زندہ کرامت ہے کہ اس کے لگائے ہوئے گلستانِ علم وفن میں نشوونما پانے والے طالبانِ علومِ نبویہ کے اندر دورِ طالب علمی ہی سے خدمتِ علم اور اشاعتِ دین کا جذبۂ فراواں موج زن ہو جاتا ہے اور وہ گوناگوں دینی وعلمی اور تقریری وتحریری کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے لگتے ہیں۔ شاید اسی لیے حضور شارح بخاری حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ والرضوان اکثر فرمایا کرتے تھے۔

جو ابر یہاں سے اٹھا ہے　　سارے جہاں پہ برسا ہے
جو ابر یہاں سے اٹھے گا　　سارے جہاں پہ برسے گا

طلبہ کے مذاقِ علم کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جامعہ اشرفیہ کی مرکزی لائبریری «امام احمد رضا لائبریری» ہے جس کی شان دار عمارت گزرنے والوں کو دور ہی سے دعوتِ نظارہ دیتی ہے۔ کئی وسیع کتاب ہال اور کئی طویل وعریض مطالعہ ہال پر مشتمل ہے۔ ریسرچ اسکالروں اور اسٹاف کے لیے متعدد رہائشی کمرے بھی ہیں۔ اس کے اندر عربی، فارسی، اردو، ہندی وغیرہ میں مختلف علوم وفنون کی بڑی بیش بہا کتابیں موجود ہیں جن سے اساتذہ اور طلبہ برابر استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی سے متصل دارالافتا اور اس کی اپنی لائبریری ہے۔ اس کے علاوہ طلبہ کے لیے ایک لائبریری «اشرفی دارالمطالعہ» ہے جس میں غیر درسی معلوماتی کتابوں کا بڑا اچھا ذخیرہ موجود ہے یہ لائبریری طلبہ کی سہولت کے لیے رات میں کھلتی ہے۔ بایں ہمہ طلبہ نے اپنے ذوقِ مطالعہ کی تسکین کے لیے اپنے طور پر چھوٹی چھوٹی متعدد لائبریریاں قائم کر رکھی ہیں۔ ان کا انتظام وہ خود کرتے ہیں اور اپنے جیب خرچ سے پیسے بچا کر اور اہل خیر حضرات سے رابطہ کر کے کتابوں کی فراہمی کرتے ہیں۔ اس طرح کی چند لائبریریاں درج ذیل ہیں:

(۱) امام احمد رضا لائبریری　　(۲) شاہ وجیہ الدین علوی گجراتی لائبریری
(۳) صدر الافاضل لائبریری　　(۴) حافظ ملت اکیڈمی
(۵) تاج الشریعہ لائبریری　　(۶) نظامی لائبریری
(۷) تحریک دعوت واصلاح لائبریری　　(۸) حسامی لائبریری
(۹) ہدیٰ فاؤنڈیشن　　(۱۰) تیغیہ لائبریری
(۱۱) الرضوان لائبریری　　(۱۲) گلشن ادب لائبریری
(۱۳) فروغ ادب جہاں نما　　(۱۴) قادری لائبریری

⑮ پاسبان ملت لائبریری　　⑯ مسعودی لائبریری

اسی طرح نصابِ تعلیم میں اردو، عربی اور انگریزی ادب و انشا اور مضمون نگاری شامل ہے اور درجہ بدرجہ ان علوم وفنون میں کافی حد تک مہارت پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر باذوق طلبہ اپنے قلم کو مزید رواں اور سیّال بنانے کے لیے متعدد زبانوں میں مختلف علمی وادبی، تاریخی وثقافتی اور دینی وفکری جدارے شائع کرتے ہیں، جو عموماً ہفت روزہ یا پندرہ روزہ ہوتے ہیں۔ ان میں چند جدارے یہ ہیں:

عربی جداریوں کے نام: ① الھادی ② المصباح ③ السراج ④ الکوکب ⑤ البلاغ وغیرہ۔

اردو جداریوں کے نام: ① ہادی ② ضوفشاں ③ نوائے نظامی ④ انکشاف ⑤ ادب نما ⑥ آئینہ ⑦ گل دستہ ⑧ اتحاد ⑨ ہلال ⑩ فکر واصلاح ⑪ مہکتا چمن ⑫ جام رشیدی ⑬ نکہت سراج ⑭ ضیائے مجبی ⑮ اشہر ⑯ موج خیال ⑰ جہاں نما ⑱ صدائے حق ⑲ پرواز ⑳ صوت القرآن وغیرہ۔

انگریزی جداریوں کے نام: ① Unity (یونائٹی) ② Argument (آرگومنٹ) ③ Image (امیج) ④ Miror (میرور) وغیرہ۔

ہندی جداریوں کے نام: ① क्रान्ति (کرانتی)، ② दीप (دیپ)، ① पथप्रदर्शक (پتھ پردرشک) وغیرہ۔

اور **درجہ سابعہ** کے طلبہ ہر سال ۱۳ر محرم الحرام کو بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ « **جشن یومِ مفتی اعظم ہند** » مناتے ہیں۔ اس میں مختلف دینی وعلمی اور تاریخی وفکری موضوعات پر تحریری وتقریری مقابلہ کا بھی اہتمام ہوتا ہے اور کسی خاص موضوع پر بصیرت افروز ونصیحت آمیز توسیعی خطبہ دینے کے لیے کسی ماہر علم وفن کو دعوت دی جاتی ہے۔ اور آخر میں ہر موضوع پر اول، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے طلبہ کو مہمان خصوصی اور شیخ الجامعہ کے مبارک ہاتھوں انعامات سے نوازا جاتا ہے۔ اور بعد میں باقی شرکاے مقابلہ کی حوصلہ افزائی کے لیے انھیں ترغیبی انعامات دیے جاتے ہیں۔ اس سال تحریری مقابلے میں ۳۳۰ر طلبہ نے حصہ لیا اور تقریری مقابلے میں ۹۰ر طلبہ نے اپنا نام درج کرایا۔

اسی طرح جامعہ اشرفیہ کا ایک منفرد اشاعتی ادارہ « **مجلس برکات** » ہے اس کے زیر اہتمام اب تک ستر کتابیں شائع کی جا چکی ہیں۔ یہ ادارہ عمدۃ المحققین حضرت علامہ **محمد احمد مصباحی** صاحب قبلہ صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ کے زیرنگرانی امتیازی شان وشوکت کے ساتھ درسی کتابوں کی اشاعت میں پیہم مصروف عمل ہے۔ ادھر طلبہ وقتاً فوقتاً نایاب یا کم یاب علمی اور تحقیقی کتابیں نئے رنگ وآہنگ کے ساتھ منظر عام پر لا کر یہ سند فراہم کرتے ہیں کہ وہ مادرِ علمی کی آغوش سے نکل کر جب میدان عمل میں قدم رکھیں گے تو ضرور نشر واشاعت کی دنیا میں نمایاں کارنامے انجام دیں گے۔

اس سے پہلے ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء کے طلبۂ درجۂ فضیلت نے اپنے مضامین کا ایک انتہائی وقیع مجموعہ بنام ” دینی

دعوت" شائع کیا، جو دو سو اٹھاسی (۲۸۸) صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اسی درجہ کے طلبہ نے عرسِ عزیزی ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء کے موقع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد حضرت علامہ نقی علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کی تحقیقی کتاب "إذاقة الأثام لما نعي عمل المولد والقيام" شائع کی۔ اس کتاب کا اردو نام ہے "محفلِ میلاد و قیام تعظیمی دلائل کی روشنی میں" یہ کتاب اپنے موضوع پر بے نظیر ہے۔

اسی سال درجۂ سادسہ کے طلبہ نے ایک کتاب بنام "الصوارم الهندية" شائع کی۔ یہ کتاب برصغیر کے ڈھائی سو سے زائد علمائے کرام و مفتیانِ عظام کی تصدیقات کا مجموعہ ہے جو انھوں نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "حسام الحرمين على منحر الكفر والمين" کا مطالعہ کر کے رقم فرمائی تھیں۔ ان کی تصدیقات کو شیر بیشۂ اہلِ سنت مولانا حشمت علی خاں قادری لکھنوی علیہ الرحمہ نے جمع کر کے پہلی بار ۱۳۴۵ھ میں بنام "الصوارم الهندية" شائع کیا تھا۔

۱۴۲۸ھ/ ۲۰۰۷ء کے طلبۂ درجۂ فضیلت نے میلاد و فاتحہ اور قیام میلاد وغیرہ پر ایک زبردست تاریخی کتاب «انوارِ ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ» نئے طرز اور نئی کمپوزنگ کے ساتھ شائع کی۔ (اس میں حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی، استاذ جامعہ اشرفیہ کے قلم سے ایک مبسوط مقدمہ بھی شامل ہے۔) یہ کتاب حضرت مولانا عبد السمیع بے دل سہارن پوری، خلیفۂ مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہما اللہ کی تصنیف ہے اور عرصہ دراز سے مارکیٹ سے غائب تھی۔

۱۴۳۰ھ/ ۲۰۰۹ء کے طلبۂ درجۂ فضیلت نے مشکوٰۃ المصابیح کی بڑی جامع اور مستند عربی شرح «لمعات التنقيح في شرح مشكوٰة المصابيح» نئے انداز میں نئی کمپوزنگ کے ساتھ شائع کی۔ (اس پر حضرت مولانا صدر الوریٰ قادری استاذ جامعہ اشرفیہ کے حواشی بھی ہیں)۔ یہ کتاب عارف باللہ شیخ محقق حضرت علامہ شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اور ایک زمانے سے نایاب تھی۔

طلبۂ اشرفیہ کی ایک انجمن «پیغامِ اسلام» ہے جو مختلف مواقع پر متعدد کتابچے شائع کر چکی ہے مثلاً علم اور ایمان، کیا صحیح کیا غلط، ایک روشن ستارہ، تحفۂ رمضان المبارک، مسائل قربانی، ہمارا عمل حسینی یا یزیدی؟ وغیرہ۔

طلبۂ جامعہ اشرفیہ کے ان قابل ستائش جذبات اور لائق تقلید خدمات سے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کے روحانی فیضان کا کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ گویا آپ زبان حال سے ارشاد فرما رہے ہیں ؎

کوئی کہکشاں سے کہہ دے کہ اپنی کرنوں کو چن کے رکھ لے
میں اپنے صحرا کے ذرے ذرے کو خود چمکنا سکھا رہا ہوں

اس سال درجۂ سابعہ (فضیلت سال اول) کے طلبہ نے «جشن یوم مفتی اعظم» کے موقع پر کسی اہم دینی کتاب کی طباعت و اشاعت کا ارادہ کیا اور اس سلسلے میں استاذ گرامی ادیب شہیر حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب قبلہ استاذ

جامعہ اشرفیہ سے رابطہ کیا اور کسی خاص کتاب کی نشان دہی چاہی، تو آپ نے «انوار آفتاب صداقت» کی اہمیت و افادیت بیان کرتے ہوئے اس کی اشاعت کا مشورہ دیا۔ طلبہ نے اسے بسر وچشم قبول کرتے ہوئے کام آگے بڑھا دیا، مگر اس راہ میں ایک بڑی دشواری یہ تھی کہ یہاں لائبریری میں اس کتاب کا جو نسخہ موجود تھا وہ ناقص تھا، شروع اور آخر کے بعض اوراق غائب تھے اور مارکیٹ میں بھی کتاب نایاب تھی۔ حسن اتفاق کہ اس کا تذکرہ مفکر اسلام حضرت علامہ عبد المبین نعمانی رکن المجمع الاسلامی مبارک پور کی مجلس میں چھڑ گیا تو آپ نے فوراً یہ مشکل حل کر دی اور فرمایا: میرے پاس اس کتاب کا ایک نسخہ موجود ہے۔ اور پھر اپنی ذاتی لائبریری سے لاکر طلبہ کے سپرد کر دیا۔ اس سے لائبریری کی ناقص کتاب بھی کامل ہوگئی اور اس کی طباعت کا کام بھی آسان ہوگیا۔ فجزاه الله تعالیٰ خير الجزاء في الدارين.

مولانا اختر حسین فیضی مصباحی، راقم الحروف (ساجد علی مصباحی) مولانا محمد قاسم مصباحی، مولانا محمود علی مشاہدی مصباحی، مولانا محمد ہارون مصباحی، مولانا محمد کہف الوریٰ مصباحی، مولانا محمد شاہد رضا مصباحی، مولانا محمد عابد رضا مصباحی اور مولانا قطب الدین رضا مصباحی اساتذۂ جامعہ اشرفیہ نے اس کی تصحیح وتجدید اور تخریج کا کام کیا اور جا بجا مشکل الفاظ کے معانی اور عربی وفارسی عبارات کے ترجمے کا حاشیہ میں اضافہ کیا۔ اس طرح سے اب نئے رنگ وآہنگ اور نئی کمپوزنگ کے ساتھ یہ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ امید ہے کہ آپ اس سے فائدہ اٹھائیں گے اور فرزندانِ اشرفیہ کی ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے۔

اللہ جل شانہ ہمارے کرم فرماؤں اور عزیزوں کے جذبۂ بے کراں کو سلامت رکھے اور دارین میں ان کی خدمات کا وہ صلہ دے جو اس کی شان کریمی کے لائق ہے اور ہم سب کو مزید توفیق خیر سے نوازے۔ آمین۔

"انوار آفتابِ صداقت" اربابِ علم ودانش کی نظر میں

اس کتاب کی اہمیت وافادیت اور اس کے مصنف علیہ الرحمہ کی سعادت وخداداد صلاحیت کے سلسلے میں خود کچھ لب کشائی نہ کرکے ان اجلۂ علماے کرام ومشائخ عظام کی تقریظات وتاثرات کے چند اقتباسات ناظرین وقارئین کی ضیافت طبع کے لیے پیش کرتے ہیں، جنھوں نے قریب ایک صدی پہلے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اپنے تاثرات کو الفاظ کا جامہ پہنایا۔ امید ہے کہ اس سے «انوار آفتابِ صداقت» کی بے پناہ مقبولیت اور فرقِ باطلہ کی تردید میں اس کی گراں قدر افادیت کا اندازہ کیا جا سکے گا۔

- **اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (بریلی شریف، یوپی)**

"فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولانا المکرم، ذی اللطف والکرم، حامی سنت، ماحی بدعت، راشد ارشد، مولوی قاضی فضل احمد أيده الله بفضل أحمد صلى الله تعالىٰ عليه وسلم و کرّم و مجد کی یہ کتاب «انوار آفتابِ

صداقت» خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی۔ان کے ثبات علی الیقین وصلابت فی الدین واعانت مہتدین واہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا ولله الحمد في الأولیٰ والآخرة هو أهل التقویٰ و أهل المغفرة جعل الله سعيه مشكورا و ذنبه مغفورا وعدوه في الدين مقهورا ولقي أهل السنة نضرة وسروراً ورزقهم في الدارين فضلا و نورا وجعل الوهابية قوماً بورا وجعل مكائدَهم هباءً منثورا. یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اوراصول وفروع وہابیت کی قامع ہے۔"[1]

● **زبدۃ العارفین حضرت صوفی جماعت علی شاہ نقش بندی، محدث علی پوری علیہ الرحمۃ والرضوان (سیالکوٹ پنجاب)**

"فقیر نے اس کتاب «انوارآفتاب صداقت» کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردیداورعقائد حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔

الحمد للہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرقِ باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات کو قلم بند کیا ہے، وہ خالصۃً ان کی سعی کا نتیجہ اور قابلِ امتنان ہے۔عوام الناس جو کہ فرقِ ضالہ کے مکائد سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں۔وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراطِ مستقیم کی طرف رجوع کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔"[2]

● **حضرت مولانا نور بخش توکلی، نقش بندی، ناظم تعلیمات دارالعلوم نعمانیہ، لاہور (پاکستان)**

"خاکسار نے «انوارآفتاب صداقت» مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔مصنف نے ہر جگہ عقیدۂ اہل سنت وجماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ وبراہینِ قاطعہ پیش کیے ہیں اوران مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی تردید اس زمانۂ پرآشوب میں نہایت ضروری ہے۔فرقہ وہابیہ نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کارآمد ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عرق ریزی کو درجۂ قبولیت عطا فرمائے اور اسے مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔"[3]

● **حضرت مولانا غلام احمد صاحب اخگر، نقش بندی، امرتسری۔**

"اس کتاب کو میں نے بہ نظر عمیق دیکھا، کتاب کیا ہے ایک خزانہ ہے جس میں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ واحادیث واقوال بزرگانِ دین سے رد کیا ہے۔

---

[1] انوار آفتاب صداقت، تقاریظ علماے کرام، ص:۲۳. [2] مصدر سابق، ص:۲
[3] انوار آفتاب صداقت، تقاریظ علماے کرام، ص:۲۳

بعض دیوبندی وہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کر دیا کرتے ہیں اور کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افترا ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب وفتاویٰ وغیرہ سے نقل کر کے حوالہ دے دیا ہے، تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

اہل اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا جو اس طائفہ طاغیہ کے دانت توڑنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ نہ صرف ان کے عقائد و مکائد سے کما حقہ واقف ہو جائیں گے بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور وشور سے رد کر سکیں گے۔

الغرض اس کتاب نے اردو علم وادب و علم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا، جس کے لیے ہمیں قاضی صاحب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انھوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جاں فشانی اور محنتِ شاقہ گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاے خیر دے۔"[۱]

- **حضرت مولانا مفتی سید محمد حنیف چشتی، خطیب جامع مسجد و مفتی نکودر، ضلع جالندھر۔**

"اس نیاز مند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق عقائد وعمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس سعادت عظمیٰ کے لیے منتخب فرمایا۔

فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب
کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ"[۲]

- **حضرت مولانا سید غلام قطب الدین چشتی، نظامی صدر حلقہ اشاعت الحق، بریلی شریف۔**

"میرے محترم بزرگ حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی جو نہ صرف سنی ہونے کا فخر رکھتے ہیں بلکہ سنی گر اور محی السنہ ہیں۔ آپ نے تمام دنیا کے سنیوں پر احسانِ عظیم بہ صورت کتاب «انوار آفتابِ صداقت» فرمایا ہے۔ کتاب «انوار آفتابِ صداقت» اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور اور درخشاں کرے گی۔"[۳]

- **حضرت مولانا محمد کرم الٰہی، سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ، پنجاب۔**

"واقعی قاضی صاحب نے اس کتابِ بے نظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانانِ اہل سنت و جماعت پر بے حد احسان کیا ہے۔ اور فرقۂ ضالہ وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ دے کر اہل اسلام کو گمراہی سے اور فرقۂ ضالہ وہابیہ وغیرہ کے دامِ تزویر سے بچایا ہے۔

واقعی کتاب «انوار آفتاب صداقت» ایسی لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حنفی کے لیے مطالعہ

---

[۱] انوار آفتاب صداقت، تقاریظ علماے کرام، ص: ۱۴. مطبوعہ، کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ۱۳۵۸ھ
[۲] مصدر سابق، ص: ۲۲
[۳] انوار آفتابِ صداقت، تقاریظ علمائے کرام، ص: ۲۴، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ۱۳۵۴ھ.

کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

خداوند کریم کی بارگاہ عالی میں دعا ہے کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب کو ان کی بے حد محنت اور دماغ سوزی کے عوض میں سعادت دارین عطا فرمائے آمین۔" [1]

● **ادیب بے بدل حضرت مولانا اصغر علی روحی، پروفیسر اسلامیہ کالج، لاہور، پاکستان۔**

"ہمارے مکرم و معظم اور غیرت مند فاضل قاضی فضل احمد صاحب پنشنر لدھیانوی (جو ہمیشہ اسلامی خدمات کے لیے کمر بستہ رہے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام اہل سنت و جماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انھوں نے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ مخالفین کے دعاوی باطلہ کا رد اور عقائدِ حقّہ کا اثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگر چہ متفرق طور پر بہت سے اصحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے، مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہیے کہ انصاف سے پڑھیں اور حق کو قبول کریں اور شکریہ حضرت مولف کا بجالائیں۔" [2]

● **حضرت مولانا معوان حسین نقش بندی، مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم، رام پور (یوپی)**

"میں نے «انوار آفتابِ صداقت» کو اکثر جگہ سے دیکھا، جناب محترم مولانا قاضی فضل احمد صاحب نے حق تالیف ادا فرمایا ہے اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب حق اہل سنت و جماعت جواب لاجواب دیا ہے۔ فللّٰہ در المؤلف وجعل سعیہ مشکوراً۔ حضرات اہل سنت ایسی ہستیوں پر جس قدر فخر کریں بجا ہے۔" [3]

● **حضرت مولانا مولوی سید احمد علی صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج و خطیب مسجد شاہی، لاہور۔**

"میں نے اس کتاب «انوار آفتاب صداقت» رد وہابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست، حامی شریعت، ماحی ضلالت، رافعِ سنت، دافعِ بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد نے بڑی محنت و سعی سے نہایت عمدہ ترتیب و خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم بامسمیٰ پایا۔ عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقی ہے۔ وہابیوں، وہابیان زمانہ ماضی و حال کے عقائد فاسدہ وآرائے کاسدہ کو آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔ عوام اہل سنت کے بچانے اور خواص کے مفید معلومات والزامات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے۔" [4]

● **حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی، نقش بندی، توکلی، سابق مدرس انجمن نعمانیہ لاہور۔**

"بندہ نے کتاب مبارک «انوار آفتابِ صداقت» کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کیے۔ مصنف علام نے نہایت محنت اور جاں فشانی اور اخلاص سے فرقۂ نجدیہ کا رد فرمایا۔ میں حرفاً حرفاً ان عقائد میں مصنف علام کا من کل الوجوہ متفق

[1] مصدر سابق، ص:٤ [2] مصدر سابق، ص:١٢. [3] مصدر سابق، ص:٢٥.

[4] انوار آفتابِ صداقت، و تقاریظ علماے کرام، ص:٦، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ١٣٥٤ھ.

ہوں اورنہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علمائے اہل سنت و جماعت اس میں متفق ہوں، تاکہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔

میں مدت سے منتظر تھا کہ عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگرچہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مائۃ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی، مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریقہ پرنہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اب ہوگئی۔[1]

یہ کل گیارہ علمائے کرام ومشائخ عظام کی تقاریظ کے اقتباسات ہیں جن سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ مندرجہ ذیل تیس علمائے کرام و مشائخ عظام نے بھی اس کتاب کے حوالے سے اپنے تاثرات رقم فرمائے ہیں جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اوراس کتاب میں شامل اشاعت ہیں۔

(۱) حضرت مولانا سید نور حسین صاحب، علی پور سیداں، سیال کوٹ۔

(۲) حضرت مولانا سید خادم حسین صاحب، علی پور سیداں، سیال کوٹ۔ (۳) حضرت مولوی عبدالعزیز صاحب، پشاور

(۴) حضرت مولوی پیر عبدالغفار صاحب حامی اشاعت درود شریف، لاہور۔

(۵) حضرت مولانا مفتی عبدالقادر صاحب، لاہور۔ (۶) حضرت مولانا تاج الدین صاحب چشتی، لاہور۔

(۷) حضرت مولانا محمد عالم صاحب، لاہور۔ (۸) حضرت مولانا غلام مرشد صاحب، لاہور۔

(۹) حضرت مولانا قمر الدین صاحب قادری، لاہور۔ (۱۰) حضرت مولانا مفتی محمد یار صاحب، لاہور۔

(۱۱) حضرت مولانا محمد گوہر علی علوی، لاہور۔ (۱۲) حضرت مولانا حاکم علی صاحب، لاہور۔

(۱۳) حضرت مولانا محمد عظیم صاحب، لاہور۔ (۱۴) حضرت مولانا جمال الدین صاحب توکلی، لاہور۔

(۱۵) حضرت مولانا غلام اللہ صاحب قصوری، لاہور۔ (۱۶) حضرت مولانا محبوب احمد (میر واعظ) صاحب امرتسری۔

(۱۷) حضرت مولانا مفتی عبدالرحمٰن صاحب قصوری۔ (۱۸) حضرت مولانا سید عبدالحق صاحب ہمدانی، قصوری۔

(۱۹) حضرت مولانا مفتی سید محمد ابن سید غیاث الدین صاحب سیال کوٹ۔

(۲۰) حضرت مولانا سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری، کشمیر۔ (۲۱) حضرت مولانا محمد فیروز الدین صاحب، ہری پور، ہزارہ۔

(۲۲) حضرت مولانا محمد فضل حق صاحب، ہزارہ۔ (۲۳) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب، حیدرآبادی۔

(۲۴) حضرت مولانا مفتی غلام محمد صاحب سہروردی، جالندھر۔ (۲۵) حضرت مولانا ابوالفرید خوشی محمد صاحب نقش بندی، جالندھر۔

(۲۶) حضرت مولانا محمد ظہور الحسین صاحب نقش بندی، رام پور۔

(۲۷) حضرت مولانا محمد نور الحسین صاحب، رام پوری۔ (۲۸) حضرت مولانا محمد رشید الرحمٰن نقش بندی، رام پور۔

(۲۹) حضرت مولانا محمد شجاعت علی صاحب، رام پور۔ (۳۰) حضرت مولانا محمد اشہد الدین صاحب، مرادآباد۔

---

[1] مصدر سابق، ص:۱۳.

صاحب انوار آفتاب صداقت (۱۳۴۷ھ)

حضرت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمۃ والرضوان

علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمۃ والرضوان قصبہ شاہ پور، تحصیل پٹھان کوٹ، ضلع گورداس پور، پنجاب میں پیدا ہوئے۔[۱]

آپ کے پردادا «کاکی شاہ» کے والد گرامی پہلے غیر مسلم راج پوت تھے، ان کا نام بہادر سنگھ تھا۔ شاہ عالم بادشاہ دہلی کے دورِ حکومت میں انھوں نے ۱۶/سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور ان کا اسلامی نام «عبدالوہاب» رکھا گیا۔ وہ اپنے آبائی وطن سوجوال علاقہ، تحصیل شکر گڑھ، ضلع گورداس پور سے نکل کر قصبہ شاہ پور، تحصیل پٹھان کوٹ آ گئے اور بعد میں بادشاہ کی طرف سے اس علاقہ کے قاضی بنائے گئے۔

آپ کا سلسلۂ نسب یہ ہے: قاضی فضل احمد بن قاضی الہ دین بن بانی شاہ بن کاکی شاہ بن قاضی عبدالوہاب۔ اس سلسلے میں آپ خود رقم طراز ہیں:

«قاضی فضل احمد بن قاضی الہ دین بن بانی شاہ بن کاکی شاہ بن قاضی عبدالوہاب۔

شاہ عالم شاہ بادشاہ دہلی کے وقت بہادر سنگھ نامی قوم کائل راج پوت ۱۶/سال کی عمر میں مسلمان ہوا جس کا نام «عبدالوہاب» رکھا گیا۔ وہ اپنے والدین سکنہ سوجوال علاقہ، تحصیل شکر گڑھ، ضلع گورداس پور سے نکل کر مقام اڑیلی اور قصبہ شاہ پور، تحصیل پٹھان کوٹ میں آ گئے اور اس علاقہ میں بادشاہ کی طرف سے قاضی بنائے گئے۔ مفصل حالات کا غذات میں درج ہیں۔ گویا مجھے پانچویں پشت مسلمان ہونے کو ہے۔ فالحمد للہ۔ ۱۲ منہ۔»[۲]

آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی (متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) اور حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری (متوفی ۱۳۱۵ھ) صاحبِ «تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل» سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض مخالفین آپ کو ان کا مرید کہتے تھے جب کہ آپ سید صادق علی شاہ نقش بندی علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ چناں چہ مولوی عبداللہ دیوبندی از بسی، ریاست پٹیالہ کے ایک خط کے جواب میں آپ تحریر فرماتے ہیں:

«اور یہ جو آپ نے اپنے علم غیب سے لکھا ہے کہ تم ان مبتدعین یعنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور اعلیٰ حضرت فاضل قصوری کے مرید ہو۔ سو فوراً میرے منہ سے لعنۃ اللہ علی الکاذبین نکل گیا، کیوں کہ میں ان حضرات کا مرید ہرگز نہیں۔ لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں بزرگوں کو نہایت اعلیٰ اور ارفع، حامی اہل سنت و جماعت جانتا ہوں، اور مجدد دین ماننے میں کوئی شک نہیں کرتا جنھوں نے اپنی سعی بلیغ سے دنیا کے ناواقف لوگوں کو بد دین و ملحدین و زندیقین کے شر سے اور مکر و فریب سے بچایا ہے۔ ان کے مراتب و مدارج اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو ہیں ان کو ہمیشہ کے لیے قائم

---

[۱] کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی، از: قاضی فضل احمد لدھیانوی، مطبوعہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، ملتان، ۱۹۸۸ء، ص: ۱۔

[۲] حاشیہ انوار آفتاب صداقت، باب بست و چہارم، ص: ۵۴۰، مطبوعہ کتب خانہ سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ۱۳۵۴ھ۔

رکھے اور جو خدا کے یہاں تشریف لے گئے ان کے مدارج اور مراتب بھی جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ ہوں اور قیامت کے دن ہمارے لیے شفاعت کا ذریعہ ہوں۔ آمین ثم آمین............

ہاں! مجھے حضرت قبلہ وکعبہ قدوۃ العارفین وزبدۃ السالکین، پیر دستگیر سید صادق علی شاہ نقش بندی، مجددی، حسینی رحمۃ اللہ علیہ ساکن مکان شریف رتڑ چھتڑ، ضلع گورداس پور سے شرف بیعت حاصل ہے۔ فَالحَمدُ للهِ عَلٰی ذٰلِكَ[1]۔ »

قاضی صاحب علیہ الرحمہ بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے، مگر دین کے معاملے میں بڑے متصلّب اور سخت تھے۔ جب اپنے علماے کرام وصوفیۂ عظام کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بڑی نیازمندی سے پیش آتے، مگر جب وہابیوں دیوبندیوں، قادیانیوں وغیرہ دشمنانِ خدا اور سول جل شانہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم کی شر انگیزیاں دیکھتے تو شمشیر بے نیام ہوجاتے اور زبان وقلم سے ان کے عقائد باطلہ وافکار فاسدہ کی تردید فرماتے۔ جیسا کہ آپ کے خطبات اور تصنیفات سے ظاہر ہے۔ گویا آپ کی شان یہ تھی کہ ؎

ہو حلقۂ یاراں تو بریشم کی طرح نرم   رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

آپ کے انکسار وتواضع کا اندازہ اس گزارش نامہ سے لگایا جا سکتا ہے جو آپ نے «انوار آفتاب صداقت» جیسی تحقیقی اور بے مثال کتاب کی تصنیف کے بعد غیر منقسم ہندوستان کے علماے کرام وصوفیۂ عظام کی خدمت میں پیش فرمایا۔ اس کی عبارت یہ ہے:

«نہایت ادب سے گزارش ہے کہ اس خاکسار، ہیچ مداں، ذرۂ بے مقدار من عباد اللہ الصمد قاضی فضل احمد بن قاضی الہ دین عفا اللہ عنہما متوطن قصبہ شاہ پور، ضلع گورداس پور، پنجاب، حال مقیم شہر لدھیانہ نے بوجہ تنگ آجانے قوم وہابیہ، دیوبندیہ کے اقوال اور افعال، اہانتِ خداوند تعالیٰ ذوالجلال وتوہینِ حضرت شفیع المذنبین وخاتم النبیین، خیر الخلق من الاولین والآخرین محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اشتہار بغرض اظہار عقائد وہابیہ دیوبندیہ متضمن ۲۳/عقائد کے شائع کیا جس پر قوم وہابیہ آگ بگولا ہوگئی جس کا ذکر تمہید کتاب ہذا میں آچکا ہے۔

اس کا جواب متفقہ کمیٹی وہابیہ لودھیانہ کی طرف سے تیار ہو کر مولوی عبد اللہ ساکن ازبی، ریاست پٹیالہ اپنے رشتہ دار کے نام سے ایک رسالہ موسومہ «قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف» شائع ہوا جس کا جواب یہ کتاب «انوار آفتاب صداقت (۱۳۴۷ھ)» نہایت محنت اور احتیاط کے ساتھ بموجب مذہب حق اہل سنت وجماعت باوضو تالیف ہو کر آپ حضرات کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے، اس کو تکلیف فرما کر بغور ملاحظہ فرمایا جائے اور بقول حضرت علی کرم اللہ وجہہ «انظر إلى ما قال ولا تنظر إلى من قال» کے میری بے بضاعتی پر خیال نہ فرما کر جو کچھ لکھا گیا ہے اس پر توجہ مبذول فرمائیں اور اپنی اپنی قیمتی رائے سے اس کو مزین فرمائیں، اور جہاں کہیں فقیر سے بباعث بشریت «الإنسان مُسَاوِقُ النسیان» غلطی سرزد ہوئی ہو براہ لطف واحسان اس کی تصحیح فرمائیں تاکہ طبع ہو کر مفید خاص وعام بالخصوص ہمارے سنی بھائی اپنے ایمان کو فرق باطلہ سے بچا کر حضرات کو دعاے خیر سے یاد کریں۔

فقیر نے اس میں نہایت سلیس اردو، عام فہم عبارات کو لکھا ہے تاکہ ہر اردو خواں اس سے مستفید ہو سکے۔ علمی، منطقی، صرفی، نحوی بحثوں کی طرف رخ نہیں کیا تاکہ روز روز کے اعتراضات وہابیہ سے مسلمانوں کو رستگاری ہو۔

[1] انوار آفتاب صداقت، باب بستم، ص: ٤٨٧، مطبوعه کتب خانه سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ١٣٥٤ھ

فقیر کے خیال میں پہلے اس سے اس قسم کی کتاب کہ جس میں فرقۂ وہابیہ کے مجموعۂ عقائد اور اس کے اعتراضات من کل الوجوہ ایک ہی کتاب میں لکھے گئے ہوں مرتب نہیں ہوئی اور نہ فقیر کی نظر سے گزری ہے۔ اس لیے فقیر نے اس خدمت اسلامی کو عین فرض تصور کر کے محض لا بتغاء مر ضات اللہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے ادا کروایا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا ہے کہ اس کتاب کو فقیر حقیر، عاصی پر معاصی کے حق میں من جملہ باقیات صالحات کرے اور اپنی رحمت کاملہ سے بہ طفیل حضور پر نور موفور السرور سرور عالم حضرت محمد ﷺ کے قبول و منظور فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین ورنہ اپنی حالت یہ ہے ؎

صرفت العمر في لهو ولعب فاها ثم اها ثم اها
يلوح الخط في القرطاس دهرا وكاتبه رميم في التراب

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد إذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة إنك أنت الوهاب وصلى الله على خير خلقه محمد وآله وأصحابه وأهل بيته وذرياته وأتباعه أجمعين برحمتك يا أرحم الراحمين.

خاکسار فقیر حقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی، حنفی، نقش بندی، مجددی، صادقی، کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لودھیانہ، مقام لودھیانہ۔ ۱۵؍ ذی الحجہ ۱۳۳۷ھ/ ۱۱؍ستمبر ۱۹۱۹ء روز پنج شنبہ۔" [۱]

اور یہ جان کر آپ کو بڑی حیرت ہوگی کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کسی بڑے ادارے کے شیخ الحدیث یا کسی عظیم خانقاہ کے سجادہ نشین نہیں تھے، بلکہ محکمۂ پولیس کے کورٹ انسپکٹر تھے، دل خوف خدا و محبت رسول سے معمور تھا، دین کی خدمت اور مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کرنا ان کا پسندیدہ عمل تھا۔ چناں چہ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنوں سے عام مسلمانوں کو بچانے کے لیے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام رکھا «کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی» اس کتاب میں ایک جگہ آپ یوں رقم طراز ہیں:

«اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کے لیے خالی از منفعت تعارف نہ ہوگا کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور سخت درجہ گنہ گار، لیکن الحمد للہ عقائد و اعمال جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے۔ یہی امید فضل رحمانی سے ہے کہ مغفرت کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل میں ہے۔ یا الٰہی اس کو قائم رکھ۔ آمین ثم آمین [۲]»

اس ملازمت کے دوران آپ تین سال خاص دہلی میں بھی رہے، چناں چہ فضل الوحید میں ہے:

"میں خود ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۲ء سے ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۴ء تک خاص دہلی میں تین سال تک کورٹ انسپکٹر کے عہدے پر رہا۔" [۳]

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے «انوار آفتاب صداقت» کو بالاستیعاب سننے کے بعد ارشاد فرمایا:

«فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولانا المکرم، ذی اللطف والکرم، حامی سنت، ماحی بدعت، راشد ارشد، مولوی قاضی

---

[۱] انوار آفتاب صداقت، باب بست و چهارم، ص: ۵۴۰، مطبوعه کتاب خانه سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ۱۳۵۴ھ.
[۲] کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوهام غلام قادیانی، ص: ۱۳۱، مطبوعه، ملتان.
[۳] فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید المعروف به "انوار آفتابِ صداقت" جلد دوم، ص: ۲۲۸، مطبوعه سراج الدین اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاهور.

فضل احمد أیده الله بفضل أحمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و کرّم و مجّد کی یہ کتاب «انوار آفتابِ صداقت» خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی۔ ان کے ثبات علی الیقین وصلابت فی الدین واعانت مہتدین واہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا، یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اوراصول وفروع وہابیت کی قامع ہے[۱]»

اس تقریظ سے متعلق "فضل الوحید" میں ہے: "فقیر اس کتاب (انوارِ آفتابِ صداقت) کو لے کر بریلی شریف میں بخدمت اعلیٰ حضرت مجدد مأۃ حاضرہ، فاضل ابنِ فاضل ابنِ فاضل مولانا، مولوی قاری حاجی شاہ احمد رضا خاں علیہ الرحمہ حاضر ہوا۔ حضرت دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا: جب تک میں خود اس کتاب کو بالاستیعاب نہ دیکھ لوں تب تک میری تسلی نہیں ہوسکتی اور نہ میں اس پر کوئی تقریظ لکھ سکتا ہوں، لیکن بوجہ آشوبِ چشم خود پڑھ نہیں سکتا۔ دوسری صورت یوں ہوسکتی ہے کہ آپ مجھے یہ کتاب حرف بہ حرف ابتدا سے اخیر تک سنا دیں تو میں اظہارِ رائے کرسکتا ہوں، مگر آپ کو اس میں تکلیف ہوگی اور عرصہ تک ٹھہرنا پڑے گا- فقیر نے عرض کیا: میں اس تکلیف کو برداشت کرنے کے لیے تیار ہوں کہ جناب کو اس کتاب کے سنانے کی تکلیف دوں اور اس تکلیف دہی کی معافی چاہوں۔ حضرت نے منظور فرمایا۔ ۲۱؍محرم ۱۳۳۹ھ کو میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ۲؍ربیع الاول ۱۳۳۹ھ کو اس کام سے فارغ ہوا۔ بتیس (۳۲) یوم میں اس کتاب کو ابتدا سے لے کر اخیر تک سماعت فرما کر اظہارِ خوش نودی فرمایا اور اپنی تقریظِ زریں سے کتاب کو مزین فرمایا اور اس پر ایک "اجازت نامہ وعظ و تردید فرقِ باطلہ" عنایت فرمایا:"[۲] اس کے بعد اس کتاب کی کتابت، طباعت، اشاعت اور دوسری جلد بنام "فضل الوحید" بہ جواب "اثبات التوحید" (مشتمل بر ۲۵۲ صفحات) لکھنے کا ذکر ہے۔

آپ کی تحریروں میں جہاں تحقیق وتدقیق کا حسن وجمال پایا جاتا ہے وہیں فریق مخالف کی عبارتوں پر خوب طنز و مزاح اور دلچسپ تردید وگرفت کا جلوہ بھی نظر آتا ہے۔ اس کی بعض مثالیں آپ کی ضیافت طبع کے لیے پیش خدمت ہیں:

ایک مرتبہ آپ نے مولوی عبداللہ دیوبندی، ازبسی کے بعض بے سروپا اعتراضات کے بارے میں فرمایا: «میں ان کا جواب دینا دردسری اور تضییع اوقات تصور کرتا ہوں۔»

ازبسی صاحب نے اس کے جواب میں یوں خامہ فرسائی کی: «کیوں کر تصور نہ کریں، آپ کے ہماری تحریر دیکھتے ہی اوسان خطا ہو گئے۔»

قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں فرمایا: «واقعی سچ فرمایا، کیوں کہ آپ کی تحریر کیا تھی، ایک بھوتنی کی شکل میں تھی نہ سر نہ پیر۔ لیکن جب میرا قلم اس پر حملہ آور ہوا تو اس سسری کو بھاگتے ہوئے راستہ نظر نہ آیا۔ اب میرے قلم کے نیزے کو دیکھیے جو بلم اور برچھے کا کام دے گا، وار پار ہونے سے نہیں رکے گا، اس کے زخم کا اندمال بھی نہیں[۳]»

قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے ازبسی صاحب موصوف کی اصلاح فکر واعتقاد کے لیے انھیں تحریری مشورہ دیا کہ آپ حضرت مولانا عبدالسمیع بے دل سہارن پوری صاحب کی ایمان افروز کتاب «انوار ساطعہ» اور حضرت مولانا فقیر محمد

---

[۱] انوار آفتاب صداقت، ص:۲۳، تقاریظ علماے کرام، مطبوعه کتب خانه سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ۱۳۵٤.
[۲] فضل الوحید فی جواب اثبات التوحید المعروف به "انوار آفتابِ صداقت" جلد دوم، ص:۲، ۳، مطبوعه سراج الدین اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاهور.
[۳] مصدر سابق، باب بستم، ص:٤٧٢.

جہلمی صاحب کی باطل سوز کتاب « آفتاب محمدی » کا مطالعہ فرمائیں اور اپنی آتش غضب کوٹھنڈا کریں۔
اس کے جواب میں ازبسی صاحب نے لکھا کہ « یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں، اگر کچھ علم ہے تو میری تحریر کا جواب دیں۔ یہ معلوم ہو گیا کہ آپ نے دین کا علم نہیں حاصل کیا ہے۔ چند اردو کتابیں انوار سامعکی مانند دیکھی ہیں، الخ »۔
قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں فرمایا: « آپ کی تحریر سے کہ « یہ کتابیں دیکھی بھالی ہوئی ہیں » آپ کا سچ معلوم ہورہا ہے۔ اگر آپ نے ان کتابوں کو دیکھا ہوتا تو کتاب « انوار سامع » نہ لکھتے۔ یہ آپ کی کذب بیانی کی دلیل ہے۔ کسی شخص نے شہر « کابل » کو قافِ قرشت کے ساتھ « قابل » لکھ دیا، اس کے جواب میں لکھا گیا کہ « قابلیتِ شما از قاف کابل معلوم شد[1] »
خدائے وحدہ لاشریک نے قاضی صاحب علیہ الرحمہ کو فکر وفن، زبان وقلم، علم ودانش اور انسانی خیر خواہی، مذہبی دردمندی جیسی بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ اس کا اندازہ آپ کی مختلف موضوعات پر ڈیڑھ درجن سے زائد کتابوں کے مطالعہ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ گویا آپ شہر لودھیانہ میں اپنی جماعت کے میر کارواں تھے۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لیے

مگر افسوس کہ ایسی ہمہ گیر شخصیت کے تفصیلی حالات، تاریخ ولادت ووفات، اور پس ماندگان کے متعلق تلاش بسیار کے بعد بھی مجھے خاص مواد نہ مل سکے۔ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِكَ أَمْرًا۔
ہاں! ان کی اہلیہ صاحبہ کے بارے میں اتنا ضرور ملا کہ وہ ۱۰؍محرم الحرام ۱۳۳۲ھ/ یکم دسمبر ۱۹۱۳ء کو اس دار فانی سے کوچ کر گئیں۔ چناں چہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ ایک اعتراض کے جواب میں خود تحریر فرماتے ہیں:
« جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ میرا اپنا واقعہ ہے کہ میری بیوی ۱۰؍محرم ۱۳۳۲ ہجری کو فوت ہو گئی اور ۱؍دسمبر ۱۹۱۳ء تھا[2] »
مگر "ہفت روزہ الفقیہ" امرتسر نے آپ کی اہلیہ کی وفات پر جو تعزیت نامہ شائع کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اہلیہ صاحبہ کا انتقال ۲؍اپریل ۱۹۲۸ء کو ہوا۔ اس تعزیت نامہ کے الفاظ یہ ہیں:
« حادثۂ ارتحال: نہایت رنج وافسوس سے یہ اندوہ ناک خبر درج کی جاتی ہے کہ قبلہ قاضی فضل احمد صاحب پنشنر انسپکٹر پولیس لدھیانہ مدظلہ العالی کی اہلیہ صاحبہ ۲؍اپریل ۱۹۲۸ء بروز دوشنبہ ۹؍بجے دن کے اچانک دل کی حرکت بند ہوجانے سے انتقال فرما گئیں۔ اس وقت مولانا موصوف مرادآباد میں جلسۂ اہل سنت کے سالانہ اجلاس میں تشریف رکھتے تھے اور وہاں سے ایک وفد کی صورت میں صوبہ بہار تشریف لے جانے والے تھے۔ ان کی خدمت میں بذریعۂ تار اطلاع دی گئی تو وہاں سے ۳؍اپریل کو تشریف لائے اور مرحومہ کو بدست خود سپرد زمین کیا۔ ہمیں مرحومہ کے پس ماندگان سے دلی ہم دردی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر کی توفیق دے اور مرحومہ کی مغفرت فرمائے۔[3] »

---

[1] انوار آفتاب صداقت، باب بستم، ص: ٤٧٢ ، مطبوعه کتب خانه سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ١٣٥٤ھ.
[2] انوار آفتاب صداقت، باب هشت دهم، ص: ٤٥٩ ، مطبوعه کتب خانه سمنانی، اندر کوٹ، میرٹھ، ۱۳۵۴ھ.
[3] هفت روزه الفقیه امرتسر، شماره ٢٢، شوال: ١٣٤٦ھ/ ١٤ اپریل ١٩٢٨ء، ص: ٤، از ماه نامه جهان رضا، لاهور، جون ٢٠٠٠ .

اب اس سلسلے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے پہلی بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی کی ہوگی، یا بیک وقت دونوں آپ کے نکاح میں رہی ہوں گی۔ ایک کے انتقال کی خبر «انوارآفتاب صداقت» میں ہے اور دوسری بیوی کے انتقال کی خبر"ہفت روزہ الفقیہ"میں ہے۔

قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی یادگار تصانیف

(۱) الإمامة بالعمامة والصلوٰة بالمروحة. تصنیف، ۱۳۳۹ھ۔ مطبوعہ لاہور۔
(۲) الدر المکنون في دعاء دفع الطاعون. تصنیف، ۱۳۳۶ھ۔ مطبوعہ جہلم۔
(۳) گفتگوے جمعہ (محمود شاہ وہابی کے ساتھ بحث) مطبوعہ جہلم، ۱۸۹۲ء
(۴) مفید النساء (چھوٹی بچیوں کی تعلیم کے لیے) مطبوعہ، ۱۸۸۴ء
(۵) إزالة الریب عن مبحث علم الغیب (مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد سے بحث) مطبوعہ ۱۹۲۰ء
(۶) اطلاع حالاتِ واہیہ فرقۂ گاندھویہ وہابیہ نجدیہ تصنیف، ۱۳۴۳ھ
(۷) فضل الوحید في جواب إثبات التوحید (مولوی محمد حسین قریشی کی کتاب کا رد۔ (اس کا نام انوارِ آفتابِ صداقت، جلد دوم، بھی ہے) مطبوعہ سراج اینڈ سنز، لاہور، ۱۳۴۴ھ
(۸) قرن الشیطان اعمٰی کے شیطانی کام مطبوعہ، ۱۳۴۳ھ
(۹) تردید فتوی ابوالکلام آزاد و مولوی محمد علی مرزائی مطبوعہ لاہور، ۱۳۴۲ھ
(۱۰) اتفاق ونفاق بین المسلمین کا موجب کون ہے؟ مطبوعہ انجمن نعمانیہ ہند لاہور، ۱۳۴۵ھ
(۱۱) کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مطبوعہ لاہور، ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۶ھ
(۱۲) نیام ذوالفقار علی برگردن خاطی مرزائی فرزند علی مطبوعہ لاہور، ۱۳۲۵ھ
(۱۳) جمعیت خاطر (غلام رسول انسپکٹر مرزائی سے تحریری بحث) مطبوعہ لاہور، ۱۳۳۳ھ
(۱۴) شطرنج بازی حرام ہے (ایک دوست کے لیے نصیحت)، مطبوعہ لاہور، ۱۸۹۸ء/ ۱۳۱۶ھ
(۱۵) مسلک الدرر (۱۶) خالص حمیت اسلام، مطبوعہ، ۱۳۴۲ھ
(۱۷) مخزنِ رحمت بردّ قادیانی دعوت (۱۸) میزان الحق (ایک وہابی رسالہ کی تردید)، مطبوعہ، ۱۸۹۲ء/ ۱۳۰۹ھ
(۱۹) عہدۂ پولیس کی ملازمت، مطبوعہ ۱۳۴۰ھ (۲۰) افتتاح الہدایت۔ (ردشیعہ)
(۲۱) کیا مرزا قادیانی مسلمان تھا؟ ہرگز نہیں۔ (۲۲) انوارآفتاب صداقت[۱] (یہ آپ کے ہاتھ میں ہے)

اب قاضی صاحب علیہ الرحمہ ہمارے درمیان نہیں ہیں، لیکن ان کی تصانیف باقی ہیں گویا ان کے واسطے سے وہ

[۱] ماہ نامہ جہانِ رضا، لاہور، جون ۲۰۰۰ء، ص:۶۱، مضمون خلیل احمد رانا، بعنوان مجاہد تحریک ختم نبوت علامہ قاضی فضل احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور انوارِ آفتابِ صداقت، جلد دوم، مطبوعہ سراج اینڈ سنز، کشمیری بازار، لاہور، ص:۲۵۱، ۲۵۲

ہمارے مابین زندہ ہیں۔ شاید ان ہی حقائق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اپنی عظیم الشان کتاب «انوارآفتابِ صداقت» کے آخر میں یہ شعر رقم فرمایا ہے ؎

نوشتہ بماند سیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید

«انوارآفتابِ صداقت» کی تصنیف کا سبب

خدائے وحدہ لاشریک کا ارشاد ہے:

● وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ [1]۔ (ترجمہ) اور یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہے اور وہ جو تم پر کتاب وحکمت اتاری تمھیں نصیحت دینے کو۔ (کنزالایمان)

● وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ [2]۔ (ترجمہ) اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔ (کنز الایمان)

● وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ [3]۔ (ترجمہ) اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

ان آیاتِ قرآنیہ میں رب تبارک وتعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی نعمتوں کے یاد کرنے اور ان کا چرچا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مختارِ کائنات، فخرِ موجودات، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ طیبہ اور آپ کی تشریف آوری اللہ جل شانہٗ کی نعمتوں میں ایک بڑی اور عظیم الشان نعمت ہے۔ چناں چہ اس نعمتِ جلیلہ کا ذکرِ جمیل قرآن مقدس میں اس طرح ہے:

● لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ [4]۔ (ترجمہ) بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے۔ (کنزالایمان)

علماے اہلِ سنت و جماعت جب تزک واحتشام اور غایتِ اہتمام کے ساتھ خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے درمیان اس نعمتِ عظمیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ، حیاتِ طیبہ، اوصافِ عالیہ، اخلاقِ حمیدہ اور آپ کی ذاتِ والا جاہ سے رونما ہونے والے معجزاتِ باہرہ کا بیان کرتے ہیں اور تمام حاضرین خوشیاں مناتے ہیں تو اسے عرفِ عام میں «محفلِ میلادِ پاک یا جشنِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم» کا نام دیا جاتا ہے۔

اس محفل میں جب خاص ولادتِ مبارکہ کا ذکر ہوتا ہے تو عاشقانِ رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء مسرت وشادمانی سے سرشار ہو کر دست بستہ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسی عالمِ کیف ومستی میں درود وسلام کا نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرتے ہیں اور زبانِ حال سے کہتے ہیں ؎

پیدا ہوا جس دن سے محمد سا نبی ہے صلی اللہ علیہ وسلم یہ شادیِ میلادِ رسولِ عربی ہے

[1] پارہ: ۲، البقرۃ: ۲، آیت: ۲۳۱۔ [2] پارہ: ۱٤، النحل: ۱٦، آیت: ۱۱٤۔
[3] پارہ: ۳۰، الضحیٰ: ۹۳، آیت: ۱۱۔ [4] پارہ: ٤، آلِ عمران: ۳، آیت: ۱٤٦۔

تعظیم کھڑے ہوکر بجا لاؤ ادب سے　　　اس کام کا انکار بڑی بے ادبی ہے

یہ محفل میلاد اور اس میں ذکرِ ولادت شریفہ کے وقت قیام تعظیمی بے پناہ خیر و برکت کا باعث ہے اور اس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے اس لیے ہمیشہ سے یہ علما و مشائخ اور اکابر امت کا معمول رہا ہے۔ اس کی قدرے تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔

اسی طرح فاتحہ پڑھنا اور مرحومین کی ارواح کو ایصال ثواب کرنا بھی ہمارے اکابر و مشائخ کا معمول رہا ہے جو بلا شبہہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ ہدیۃ الحرمین میں ہے:

«وفي فتاوى الأوزجندي لملا علی قاري الحنفي رحمة الله تعالىٰ عليه: وكان يوم الثالث من وفاة إبراهيم بن محمد ﷺ جاء أبو ذرّ عند النبي ﷺ بتمرة يابسة ولبن فيه خبز من شعير فوضعها عند النبي ﷺ، فقرأ رسول الله ﷺ الفاتحة و سورة الإخلاص ثلاث مرات، إلى أن قال: رفع يديه للدعاء ومسح بوجهه فأمر رسول الله ﷺ أباذرّ أن يقسمها بين الناس، وأيضا قال النبي ﷺ: وهبت ثواب هذه لابني إبراهيم»[1]

«یعنی حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب «فتاویٰ اوزجندی» میں ہے کہ ابراہیم بن محمد ﷺ کی وفات کا تیسرا دن تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشک کھجوریں اور دودھ جس میں جو کی روٹی ملی ہوئی تھی لے کر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے پاس رکھ دیا تو اللہ کے رسول ﷺ نے فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھی، راوی کا بیان ہے کہ حضور نے دعا کے لیے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اپنے چہرۂ انور پر پھیرا، پھر سرکار نے حضرت ابوذر کو حکم دیا کہ اسے لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیں۔ اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اس کا ثواب اپنے بیٹے ابراہیم کو بخشا۔»

قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی علیہ الرحمہ بھی ان ہی معمولاتِ علما و مشائخ پر کاربند تھے اور بڑے اہتمام سے محفل میلاد پاک کا انعقاد کرتے اور دوسروں کے یہاں محفل میلاد شریف میں حاضر ہوتے، ذکر ولادت مبارکہ کے وقت قیام کرتے اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب کو جائز سمجھتے تھے، مگر افسوس کہ ان معمولاتِ اسلاف پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے شہر لودھیانہ کے وہابی دیوبندی انھیں کافر و مشرک کہنے لگے ؎

کیا زمانہ یہ آگیا الٹا　　　داڑھیاں سیدھی اور عقیدہ الٹا

ان حالات میں قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی کتاب رسالہ یک روزی، تقویۃ الایمان،

---

[1] هدية الحرمين، الباب الثالث عشر، ص:٦٨، -٦٩ اس کتاب پر ستائیس علماے عظام و مفتیان عرب مکہ شریف اور مدینہ منورہ کے دستخط ہیں اور مواہیر بھی ہیں۔ انوار آفتاب صداقت، باب ہشت دہم۔

ایضاح الحق، صراط مستقیم اور مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان، بسط البنان اور مولوی رشید احمد گنگوہی کی کتاب سبیل الرشاد، فتاویٰ رشیدیہ، اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کتاب براہینِ قاطعہ سے عقائد وہابیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کی ایک مختصر فہرست تیار کی جس میں درج ذیل ۲۳ / عقائد تھے۔

(۱) خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔
(۲) آں حضرت ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔
(۳) آں حضرت ﷺ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔
(۴) آں حضرت ﷺ خدا کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔
(۵) اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔
(۶) آں حضرت ﷺ مر کر مٹی ہو گئے۔
(۷) آں حضرت ﷺ کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔
(۸) آں حضرت ﷺ کو علم غیب خدائے تعالیٰ کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔
(۹) آں حضرت ﷺ کو ایک بات کا بھی غیب داں جاننا شرک ہے۔
(۱۰) آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔
(۱۱) آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔
(۱۲) آں حضرت ﷺ کو یا محمد، یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔
(۱۳) آں حضرت ﷺ کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔
(۱۴) آں حضرت ﷺ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔
(۱۵) آں حضرت ﷺ سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔
(۱۶) آں حضرت ﷺ کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید و عمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے۔
(۱۷) خدا سے ہم کو کام ہے آں حضرت ﷺ سے نہیں۔
(۱۸) حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔
(۱۹) آں حضرت ﷺ کا مولد شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔
(۲۰) آں حضرت ﷺ کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔
(۲۱) کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے وہ مذموم ہیں۔

(۲۲) آں حضرت ﷺ کی فاتحہ، بارہویں شریف کی شیرینی، میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام ہے مثل ہنود کے۔

(۲۳) ختم فاتحۂ بزرگاں مثل سویم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں[1]۔

عقائد وہابیہ دیوبندیہ کی یہ مختصر فہرست مرتب کی اور ہر عقیدہ کے سامنے کتاب، مصنف اور صفحہ نمبر کا حوالہ درج کر کے شہر لودھیانہ کے مفتی عبدالحمید صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں پیش کیا، انھوں نے اس انداز میں اس کی تصدیق فرمائی:

«بندہ نے ان عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا، واقعی ایسا ہی پایا۔ بلاشبہہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔ بقلم خود عبدالحمید عفی عنہ، مفتی شہر لودھیانہ[2]»

اس تصدیق کے ساتھ قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے وہ فہرست بموقعۂ عیدالاضحیٰ ۱۳۳۴ھ شائع کر دی[3]۔ اب ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہاں کے وہابی دیوبندی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھتے، اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرتے اور قاضی صاحب موصوف کا احسان مانتے، مگر اس کے برخلاف ان کے اندر آتش غضب وحسد بھڑک اٹھی اور وہ سب وشتم، طعن و تشنیع پر اتر آئے۔ سچ کہا ہے جگر مرادآبادی نے ؎

اللہ جسے توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں
فیضان محبت عام تو ہے عرفان محبت عام نہیں

ان کی دشنام طرازیوں کا سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا رہا یہاں تک کہ مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے خلاف شائع کیا جس میں قاضی صاحب کو خوب برا بھلا کہا اور دل کھول کر ان کی توہین وتنقیص کی، اور جب اس سے بھی نہیں جی بھرا تو متفقہ کمیٹی وہابیہ لودھیانہ نے ۴۴ صفحات پر مشتمل ایک رسالہ بنام «قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف» مرتب کیا اور اسے اپنے ایک قریبی رشتہ دار مولوی عبداللہ ساکن ازبسی علاقہ، ریاست پٹیالہ کے نام سے شائع کیا۔

یہ کتاب «انوارآفتاب صداقت» اسی رسالۂ مذکورہ کا جواب ہے۔ اس کا طرز بیان یہ ہے کہ **قولہ** کے بعد رسالۂ مذکورہ کی عبارت نقل کی گئی ہے اور **اقول** کے بعد قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی طرف سے اس کا مدلل ومفصل جواب دیا گیا ہے۔ گویا قاضی صاحب کی طرف سے ارباب علم ودانش کے لیے اعلان عام ہے ؎

کوئی جی بھر کے دیکھ لے اے کاش لیے پھرتا ہوں کتنی سوغاتیں

ان تمام حقائق کا بیان خود قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اس طرح کیا ہے: عرصہ تخمیناً دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ

---

[1] انوار آفتاب صداقت، ص: ٤، تمهيد، مطبوعه كتب خانه سمناني، اندر كوٹ، ميرٹھ، ١٣٥٤ھ.
[2] انوار آفتاب صداقت، ص: ٦، تمهيد، مطبوعه كتب خانه سمناني، اندر كوٹ، ميرٹھ، ١٣٥٤ھ.
[3] انوار آفتاب صداقت، ص: ٤٩٠، باب بست و يكم، مطبوعه كتب خانه سمناني، اندر كوٹ، ميرٹھ، ١٣٥٤ھ.

لودھیانہ نے خاکسار (قاضی فضل احمد عفی عنہ) کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا ﷺ کے ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا ہے اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب موتی کو جائز رکھتا ہے کافر اور مشرک کہنا شروع کیا۔ اس لیے میں نے ایک فہرست مختصر عقائد وہابیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبدالحمید صاحب مفتی شہر لودھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیوبندیہ لودھیانہ آگ بگولا اور جل کر کوئلے ہوگئے۔ اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا جس میں مجھے گالیاں دے کر توہین کی گئی .... اس پر بھی کفایت نہ ہوئی تو ایک وہابی دیوبندی اپنے رشتہ دار قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا « قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف » نام کا شائع کیا .... اس کے جواب لکھنے کو اس لیے دل نہیں چاہتا تھا کہ بہتیری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرداً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اس لیے مفتی ساکن ازبسی علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالۂ مذکورہ لودھیانہ میں چھاپا گیا جواب لکھنے میں تعویق کی...... ناواقفوں کو خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شاید نہ ہوسکتا ہو جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلّی کی ہے۔ مناسب تصور کیا گیا کہ جواب رسالہ مذکورہ کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔ لہٰذا خدائے تعالیٰ اور آں حضرت ﷺ کے فضل وکرم سے جواب اس کا بطرز قولہ اور اقول تحریر کرتا ہوں تا کہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے اور اپنے خالص سنی (اہل سنت وجماعت) بھائی کو تقویت ایمان وایقان کا باعث ہو۔ واللہ المستعان[۱]

جب اس رسالہ کا جواب پورا ہو گیا تو قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اس کے چھ تاریخی نام منتخب فرمائے اور ان میں پہلے نام سے اس کی اشاعت فرمائی۔ چناں چہ آپ اکیسویں باب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں: لیجیے مفتی جی! آپ کے رسالہ کا جواب پورا ہو گیا اور اس کے پورا ہونے کی تاریخ اس طرح پیدا ہوئی:

پہلی تاریخ:	انوار آفتاب صداقت۔	۱۳۳۷ھ
دوسری تاریخ:	اثبات عقاید معیوب وہابیہ دیوبندیہ۔	۱۳۳۷ھ
تیسری تاریخ:	آئینۂ اثبات عقاید باطل وہابیہ دیوبندیہ۔	۱۳۳۷ھ
چوتھی تاریخ:	صمصام فضل باہلاک وہابیہ حمل۔	۱۳۳۷ھ
پانچواں تاریخی نام:	قاطع الوتین جان ناحق گو منافقین ووہابیین۔	۱۳۳۷ھ
چھٹا تاریخی نام:	قاضی فضل احمد کا وہابی۔	۱۹۱۹ء

یہ چھ تاریخی نام اس کتاب کے کافی ہیں اور بس۔[۲]

اب اخیر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب کے مشمولات کا ایک اجمالی تعارف بھی پیش کر دیا جائے تا کہ قارئین کی نظر میں اس کی جامعیت وافادیت اصل کتاب کے مطالعہ سے پہلے ہی واضح ہو جائے۔

---

[۱] انوار آفتاب صداقت، تمهيد، ص: ۱، ۲، ۳. مطبوعه كتب خانه سمناني، اندركوٹ، ميرٹھ، ۱۳۵٤ھ.

[۲] انوار آفتاب صداقت، ص: ۵۰۳،۵۰۲. باب بست و يكم. مطبوعه كتب خانه سمناني، اندركوٹ، ميرٹھ، ۱۳۵٤ھ.

«انوارآفتاب صداقت» کے مشمولات پر ایک نظر

اس کتاب میں تقاریظ علمائے کرام اور تمہید کتاب کے علاوہ پچیس ابواب ہیں۔

تقاریظ علمائے کرام:-اس عنوان کے تحت سیال کوٹ، پشاور، لاہور، امرتسر، ہزارہ، جالندھر، حیدرآباد، کشمیر، بریلی شریف، رام پور اور مرادآباد کے اکتالیس علمائے کرام ومشائخ عظام کی تصدیقات وتاثرات مندرج ہیں۔

تمہید کتاب:-اس میں «انوارآفتاب صداقت» کی تصنیف کا سبب، وہابیوں دیوبندیوں کی شرانگیزی وفتنہ پروری کا بیان اور ان کے ۲۳؍عقائد باطلہ کی فہرست شامل ہے۔

باب اول:-اس باب میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: «خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے»
اس کے بعد قرآن پاک، مختلف تفاسیر، کتب علم کلام اور دیگر کتب سے اس عقیدہ کے باطل ہونے کی وضاحت ہے۔ساتھ ہی براہین قاطعہ کے ان سات مسائل کا بھی تذکرہ ہے جن پر حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب حنفی قصوری اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کے درمیان ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ ہوا جس میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو شکست فاش ہوئی اور وہ ریاست بھاول پور سے نکال دیے گئے۔

باب دوم:-اس میں پہلے دیوبندیوں کے ان تین عقائد کا بیان ہے کہ:

- آں حضرت ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔
- آں حضرت ﷺ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔
- آں حضرت ﷺ خدا کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

پھر دلائل و براہین کی روشنی میں اس امر کی وضاحت ہے کہ یہ عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف اور از روئے شرع باطل ہیں۔

باب سوم:-اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: «اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا، تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں»
پھر دلائل کے ساتھ اس امر کی وضاحت ہے جو اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ دارین میں ہمارے شفیع ہیں۔

باب چہارم:-اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ مر کر مٹی ہو گئے۔»
پھر دلائل واضحہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ یہ عقیدہ باطل ہے، کیوں کہ حضور ﷺ آج بھی حیاتِ ظاہری کی طرح

اپنے جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور جہاں چاہتے ہیں تصرف کرتے رہتے ہیں۔

بابِ پنجم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں »

پھر دلائل کی روشنی میں اس عقیدہ کو غلط ثابت کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کو بے پناہ قدرت ہے، سارے جہان میں آپ کا تصرف ہے اور اپنے عاشقوں کا درود وسلام خود سنتے ہیں اور انھیں پہچانتے بھی ہیں۔

بابِ ششم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے دو عقائد کا بیان ہے:

- آں حضرت ﷺ کو علم خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔
- آں حضرت ﷺ کو ایک بات کا بھی غیب داں جاننا شرک ہے۔

اس سلسلے میں ان کے دلائل کا تفصیلی ذکر، پھر آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ، تفاسیر معتبرہ اور کتب سیر سے ان کے مدلل ومفصل جوابات ہیں اور ساتھ ہی اس امر کی وضاحت بھی ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے علم غیب کا مطلقاً انکار کرے وہ کافر، مرتد ہے۔

بابِ ہفتم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اِن عقائد کا بیان ہے کہ:

- آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔
- آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔

پھر ان عقائد کا رد کرتے ہوئے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کے لیے سفر کرنا اور اس کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک نہیں، بلکہ ایمان ہے۔

بابِ ہشتم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کو یا محمد، یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ »

پھر اس عقیدہ کی تردید اور اس امر کا اثبات ہے کہ۔ یا رسول اللہ کہنا شرک نہیں، بلکہ جائز اور مصیبت کے وقت نفع بخش ہے۔

بابِ نہم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ »

پھر دلائل وافرہ سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مذکورہ عقیدہ غلط ہے، کیوں کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی نظیر ہونا محال ہے۔ یہی قرآن وحدیث اور کتب فقہ سے مستفاد ہے۔

بابِ دہم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ »

پھر دلائل کی روشنی میں اس کی بھرپور تردید ہے، اور کیوں نہ ہو؟ جب جملہ بنی آدم آپس میں برابر نہیں تو فخر بنی آدم

ﷺ کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔آپ کا حال تو یہ ہے کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔اور تفسیر عزیزی کے حوالہ سے حضور ﷺ کی ۷۴ رخصوصیات کا ذکر ہے اور اَیکم مثلي وغیرہ متعدد احادیث مبارکہ سے اس امر کی صراحت پیش کی گئی ہے کہ کوئی بھی سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کے برابر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

باب یازدہم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔»

پھر اس عقیدہ کے ابطال میں گزشتہ ابواب کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اس امر کی صراحت ہے کہ حضور ﷺ کے علم کی شان یہ ہے کہ لوح محفوظ آپ کے علوم کا ایک ذرہ ہے، مخلوق الٰہی میں کسی کا علم حضور ﷺ کے برابر نہیں ہے۔

باب دوازدہم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید وعمرو، بلکہ ہر صبی و مجنون، بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔»

پھر اہل سنت و جماعت کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب کو تمام علوم ما کان و ما یکون عطا فرما دیے ہیں حتی کہ ایک ذرہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں ہے۔اس کی مفصل بحث اور علم غیب کا اثبات باب ششم میں گزر چکا ہے۔

باب سیزدہم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اِن دو عقائد کا بیان ہے کہ:

- خدا سے ہم کو کام ہے، آں حضرت ﷺ سے نہیں۔
- حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزّہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔

پھر قرآن و حدیث اور کتب فقہ کی روشنی میں ان دونوں عقائد باطلہ کی تردید ہے، اور آخر میں دوسرے عقیدہ کی وجہ سے مولوی اسمٰعیل دہلوی پر علماے دیوبند کا فتوی کفر بھی شامل ہے۔گویا: ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

باب چہاردہم:- اس میں پہلے دیوبندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا بدعت و شرک ہے اور مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔»

پھر اس عقیدہ کی تردید اور کنھیا کے جنم سے تشبیہ دینے والوں سے متعلق فتاویٰ ہیں۔اور محفل میلاد شریف کی حقیقت، اس کے آداب کا تفصیلی ذکر ہے اور قرآن پاک، توریت، زبور، انجیل، احادیث رسول علیہ الصلاۃ والسلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عمل سے میلاد رسول ﷺ کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔اور ذکر ولادت کے وقت قیام تعظیمی کے سلسلے میں علماے حرمین طیبین کے فتاویٰ اور ان مفتیان کرام و مشائخ عظام کی ایک لمبی فہرست ہے جو محفل میلاد شریف منعقد کرتے ہیں اور بوقت ذکر ولادت قیام تعظیمی کرتے ہیں۔گویا یہ باب میلاد شریف اور قیام تعظیمی کے جواز پر ایک تاریخی دستاویز ہے جو ڈیڑھ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔

نبی کی شان و شوکت ہے قیام محفل مولد | عجب تعظیم حضرت ہے قیام محفل مولد
نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک وکفر وبدعت ہے | یہ ردّ شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد
خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے | یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد
ادب دل میں، ثنا لب پر، کھڑے ہوں سر وقد اٹھ کر | عجب یہ ذوق و حالت ہے قیام محفل مولد
اٹھے جب صف بہ صف محفل، کھڑا ہو تو بھی اے بے دل | ادب کی خاص صورت ہے قیام محفل مولد

(بے دل رام پوری)

باب پانز دہم: - اس میں پہلے دیو بندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کا خیال نماز میں آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ »

پھر اس کا عقلی ونقلی ردّ ہے، اور اس امر کا اثبات ہے کہ نماز میں حضور کا خیال لانا ضروری ہے، اور درمیان میں ایک شیعہ کا اعتراض اور اس کا جواب بھی ہے جو بہت دلچسپ ہے۔

باب شانز دہم: - اس میں پہلے دیو بندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے وہ مذموم ہیں۔ »

پھر اس عقیدہ کی تردید کے ساتھ اس حقیقت کا انکشاف ہے کہ یہ چار مصلے بحکم سلطان الوقت اولوالامر باتفاق علماے کرام ومفتیان عظام بنائے گئے ہیں، اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے بعض غلط فتاویٰ ان کے جد فاسد مولوی محمد صاحب لدھیانوی کی کتاب « تحفۂ قادریہ » سے نقل کیے گئے ہیں، اور آخر میں بدعت کی تعریف اور اس کے اقسام کی تشریح ہے۔

باب ہفت دہم: - اس میں پہلے دیو بندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « آں حضرت ﷺ کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی، میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا حرام ہے مثل ہنود ہے۔ »

پھر اس عقیدۂ قبیحہ کی تردید ہے۔ اور گیارہویں شریف حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے تفصیلی بحث ہے۔ اور میلاد شریف کا مفصل بیان تو پہلے ہی باب چہار دہم میں ہو چکا ہے اس لیے اس پر مزید کلام نہیں کیا گیا ہے۔

باب ہشت دہم: - اس میں پہلے دیو بندیوں کے اس عقیدہ کا بیان ہے کہ: « وہ ختم فاتحہ بزرگاں مثل سوم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔ »

پھر ان کے اس عقیدہ کی تردید ہے اور کتب معتبرہ کے حوالے سے ختم فاتحہ بزرگاں کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔ اور درمیان میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے غصہ کا ایک حیرت انگیز واقعہ مذکور ہے کہ انھوں نے اپنے پیر ومرشد کی کتاب « فیصلہ ہفت مسئلہ » کو نذر آتش کر دیا۔

باب نوز دہم: - اس میں ان اعتراضات کا ذکر ہے جو وہابیوں، دیو بندیوں نے حضرت مولانا عبد الحمید

صاحب مفتی شہر لودھیانہ کو مخاطب کر کے کیے ہیں، پھر قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی طرف سے ان کا جواب ہے اور مولوی شاہ دین صاحب مرید مولوی رشید احمد گنگوہی کے فاتحہ مروجہ کے فتویٰ پر تصدیقی دستخط کی تفصیل ہے۔

باب بستم:- اس میں قاضی فضل احمد صاحب علیہ الرحمہ کے ایک خط کا جواب اور جواب الجواب مفصل مذکور ہے۔ اس میں **ق** سے اشارہ ہے حضرت قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی طرف، اور **ع** سے اشارہ ہے مولوی عبد اللہ ازبسی دیوبندی کی طرف۔ اس لیے آپ دیکھیں گے کہ اس باب میں ہر جگہ **ع** و **ق** کے درمیان ہے۔ پہلے ق سے اشارہ ہے قاضی صاحب علیہ الرحمہ کے اصل خط کی طرف، پھر **ع** سے اشارہ ہے اس کے جواب کی طرف اور دوسرے **ق** سے اشارہ ہے جواب الجواب کی طرف۔

اور درمیان میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کتاب «التصدیقات لدفع التلبیسات معروف بہ مہنّد» کا جعلی اور فرضی ہونا پچپن وجوہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

باب بست و یکم:- اس میں مولوی اکبر حسین دیوبندی واعظ ساڈھوروی کے اٹھارہ سوالات کے جوابات ہیں۔ اور درمیان میں مولوی اکبر حسین صاحب کی گھناؤنی کارستانیوں کا ذکر ہے کہ انھوں نے مدرسہ کی نوکری کے لیے اپنی لمبی داڑھی کٹا کر حد شرع سے کم کر لی، اور اپنی تاریخ پیدائش اور نسب وغیرہ تبدیل کر لیا۔

باب بست و دوم:- اس میں وہابیوں کے تاریخی حالات اختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں اور یہ واضح کیا گیا ہے کہ وہابی کون ہیں اور کب سے ان کا خروج ہوا، ہندوستان میں یہ فرقۂ وہابیہ نجدیہ کب پیدا ہوا اور کیسے اس کے نظریات عوام میں پھیلے، اور خلیفہ سید احمد و مولوی اسماعیل دہلوی کے حالات کا بیان ہے۔

باب بست و سوم:- اس میں وہابیوں، نجدیوں اور ان کی کتاب تقویۃ الایمان پر علمائے حرمین شریفین کے فتاویٰ منقول ہیں۔

باب بست و چہارم:- اس میں ان کتابوں کی مختصر فہرست ہے جو علمائے کرام و مفتیان عظام نے مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب «تقویۃ الایمان» کے رد میں لکھی ہیں۔ اور آخر میں علمائے کرام و صوفیہ عظام کی بارگاہ میں ایک گزارش نامہ ہے۔

باب بست و پنجم:- یہ باب «ضمیمۂ کتاب» پر مشتمل ہے۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ جب اس کتاب کی تالیف میں مصروف تھے تو چار دیوبندیوں نے بعض تحریری اعتراضات کیے۔ ان کے نام درج ذیل ہیں:

(۱) حافظ محمد اسحاق، فیروز پور، پنجاب (۲) مولوی عبد اللطیف سونی پتی۔
(۳) مولوی ابونعیم عبد العظیم نمازی پور، یوسف پور (۴) عبد الخالق ناظم جمعیۃ العلما (وہابیہ) رنگون، مغل اسٹریٹ

اس باب میں ان کے اعتراضات وشبہات نقل کرنے کے بعد بڑے اچھوتے انداز میں حقائق پیش کیے گئے ہیں۔

اللہ جل شانہ قاضی صاحب علیہ الرحمہ کی اس کتاب کو مفید سے مفید تر بنائے اور اس کے سبب ان کی قبر پر رحمت و انوار کی بارش فرمائے۔

اظہار حقیقت: - اس کتاب کا مقدمہ سپرد قلم کرنا استاذ گرامی حضرت مولانا نفیس احمد مصباحی صاحب قبلہ، استاذ جامعہ اشرفیہ کے ذمۂ کرم پر تھا، اور اس میں شک نہیں کہ اگر ان کا رہوار قلم اس میدان میں تیز گام ہوتا تو ہر منزل پر ادب و تحقیق کے نشانات نمایاں ہوتے اور ان کے شستہ وشائستہ لب ولہجہ سے قارئین کے ذہن وفکر میں تازگی و بالیدگی پیدا ہوتی، مگر ان کی قسمت کا ستارہ تو اوج ثریا پر تھا کہ اچانک اللہ تعالیٰ کے مقدس گھر اور تاج دارِ حرم علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ میں حاضری کا پروانہ مل گیا اور وہ حرمین طیبین کی طرف جادہ پیما ہوگے ؎

جسے چاہا اپنا بنا لیا، جسے چاہا در پہ بلا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے، یہ بڑے نصیب کی بات ہے

جب جامعہ اشرفیہ سے رخت سفر باندھ رہے تھے تو اسی درمیان میری تربیت کے لیے انھوں نے یہ کام میرے سپرد کر دیا اور کوچ کر گئے، ادھر دیکھتے ہی دیکھتے قریب دو ماہ گزر گئے اور حضرت اپنے سفر حج سے واپس تشریف لے آئے، مگر یہ کام شروع بھی نہ ہو سکا، پھر میں مطمئن ہو گیا کہ اب حضرت ہی کے خامۂ زرنگار سے یہ مقدمہ مرتب ومرصع ہوگا۔ مگر قربان جائیے ان کی شفقت ومحبت پر، ایک دن فرمایا: آپ مقدمہ لکھ دیجیے، ہم اسے دیکھ لیں گے، اور ساتھ ہی کچھ نشان دہی بھی فرمائی تو میں نے یہ کام شروع کر دیا۔ اب اگر اس میں کچھ خوبیاں نظر آئیں تو اسے حضرت کی حوصلہ افزائی واصلاح کا ثمرہ سمجھیں۔ ہاں! جو خامیاں دیکھیں انھیں میرا ہی کارنامہ سمجھ کر نشان دہی فرمائیں۔ اللہ جل شانہ آپ کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ إن اللہ لا یضیع أجر المحسنین۔ و صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و صحبہ اجمعین.

ساجد علی مصباحی
استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور
اعظم گڑھ (یو. پی.)

۱۳ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ
۱۸ر جنوری ۲۰۱۱ء
بروز سہ شنبہ

تقاریظ

سرآمد مشاہیر صوفیۂ کرام و
علماے عظام
ملک پنجاب و ہندوستان
ابقاہم اللہ تعالیٰ

جمع کردہ مصنف کتاب

قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ

تقاریظ صوفیۂ عظام وعلماے کرام علی پور سیداں، ضلع سیال کوٹ

(۱) تقریظ جناب قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین حضرت پیر حاجی صوفی جماعت علی شاہ صاحب نقش بندی، مجددی، محدث علی پوری، دام ظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہِ الکریم

فقیر نے اس کتاب «انوارآفتابِ صداقت» کا بعض جگہ سے مطالعہ کیا۔ حقیقت میں فاضل مصنف نے عقائد باطلہ کی تردید اور عقائد حقہ کی تصدیق کے اظہار میں وہ کام کیا ہے جس کی نظیر قبل ازیں فقیر کی نظر سے نہیں گزری۔

الحمدللہ کہ قاضی صاحب نے جس وضاحت اور دلائل حقہ سے کام لے کر فرقِ باطلہ کی کتب مفصلہ سے ان کے مزخرفات[۱] کو قلم بند کیا ہے، وہ خالصۃً ان کی سعی کا نتیجہ اور قابلِ امتنان ہے۔ عوام الناس جو کہ فرقِ ضالہ کے مکائد[۲] سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان کے دام تزویر[۳] میں پھنس جاتے ہیں، وہ بھی اس کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد صراطِ مستقیم کی طرف رجوع کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

نفس الامر میں یہ «انوارِ آفتابِ صداقت» عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقیٰ[۴] ہے۔ اس لیے فقیر اہل اسلام کو عموماً اور یاران طریقت کو خصوصاً ہدایت کرتا ہے کہ اس کتاب کو اپنا حرز جان بناویں اور اس مخزنِ ہدایت ومعدنِ صداقت کو اپنا نصب العین قرار دیں۔

اخیر میں فقیر قاضی صاحب موصوف کے لیے دعا کرتا ہے کہ خداوند عالم ان کی ہمت میں برکت دیوے اور اہل اسلام کو ان کے فیض سے دیر تک متمتع[۵] ہونے کا موقع عطا فرمائے:

ع: ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

الراقم: **جماعت علی عفی اللہ عنہ**
بقلم خود از علی پور سیداں، ضلع سیال کوٹ۔ ۲۱ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

---

[۱] مزخرفات: جھوٹی باتیں جو سچ کی طرح آراستہ کی گئی ہوں، بناوٹی باتیں۔ [۲] مکائد، واحد مکیدہ۔ مکروفریب، دھوکا، خباثت۔
[۳] دامِ تزویر: مکروفریب کا جال۔ [۴] عروۃ الوثقیٰ: مضبوط گرفت، بہت زیادہ قابلِ اعتماد چیز۔
[۵] متمتع: فائدہ اٹھانے والا، نفع پانے والا۔

(۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحب زادۂ اکبر سید محمد حسین صاحب علی پوری، سند و دستار فضیلت یافتہ مدرسہ دیو بند، مدظلہ العالی

حامدًا و مصلیاً و مسلماً

میں نے کتاب «انوارآفتاب صداقت» کے بعض مقامات کو دیکھا، مصنف کتاب ہذا یعنی مولوی قاضی فضل احمد لدھیانوی کی ہمت واقعی قابل تعریف وتحسین ہے۔ عقائدِ فرقِ باطلہ کے استیصال[۱] میں اوران کے ہفوات[۲] کی تقلیع[۳] میں اس کتاب کے مقابلہ میں اور کوئی کتاب اس وقت تک موجود نہیں۔ اللہ تعالیٰ قاضی صاحب کی سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس سے راہ ہدایت حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و با اللہ التوفیق و السلام۔

محمد حسین عفی اللہ عنہ
مہتمم مدرسہ نقش بندیہ، علی پور سیداں، ضلع سیال کوٹ

(۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ صاحب زادۂ اصغر سید نور حسین صاحب علی پوری، مدظلہ العالی

ما قال أخي المكرم (صاحب زاده مولوى حافظ سيد محمد حسين صاحب علی پوری) على تنقيد هٰذا الكتاب حق صحيح صريح و أنامتفق به.[۴]

احقر **نور حسین جماعتی علی پوری عفی عنہ**
محلہ مشرقی، علی پور سیداں، ضلع سیال کوٹ

---

(۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی صاحب زادۂ اوسط سید خادم حسین صاحب مولوی عالم علی پوری مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

آج مورخہ ۱۲رمئی ۱۹۲۰ء کو بندہ نے کتاب «انوارآفتاب صداقت» کا بعض چیدہ چیدہ جگہ سے مطالعہ کیا، جس کے پڑھنے سے میں اس امر کی بہت زور سے تصدیق کرتا ہوں کہ ایسی جامع اور مانع کتاب مخالفین فرقۂ باطلہ وہابیہ دیو بندیہ کے رد کی بندہ کی نظر سے ازیں قبل نہیں گزری ہے۔

میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ کتاب ہر ایک مسلمان اہل سنت والجماعت کے گھر میں موجود رہنی چاہیے تا کہ وہ اس کے

---

[۱] استیصال: بیخ کنی، جڑ سے اکھیڑنا۔ [۲] ہفوات: بے ہودہ باتیں۔ [۳] تقلیع: جڑ سے اکھیڑنا۔

[۴] میرے بڑے بھائی مولوی حافظ سید محمد حسین صاحب علی پوری نے اس کتاب کے تعلق سے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے، وہ حق وصحیح اور صریح ہے، میں اس سے متفق ہوں۔

مطالعہ سے مخالفین کو دنداں شکن جواب دے سکے، کیوں کہ فی زمانہ ایک معمولی شخص جو کہ صرف اردو لکھنا پڑھنا جانتا ہے وہ اردو کے رسائل وغیرہ پڑھ کر خواہ مخواہ اعتراض کر کے اپنے آپ کو مولوی ثابت کرنا چاہتا ہے۔ حالاں کہ اگر اس سے پوچھا جائے تو وہ مولوی کے لفظ کے معنی بھی نہیں جانتا۔ ایسے شخصوں کے منہ بند کرنے کے واسطے اس کتاب کے دیکھنے کی ہر ایک مسلمان کو ضرورت لاحق ہونی چاہیے۔

اگر ہر ایک صاحبِ استطاعت اپنی گرہ[1] سے چند جلدیں خرید کر کے مساجد کے علما اور مدرسۂ دینیات کے طلبہ کو مفت تقسیم کر دے تو اس سے بہت اچھا ثمرہ ظاہر ہوگا۔ لہٰذا اس بات کو مدنظر رکھ کر بندہ بھی بیس جلد خرید کرنے کا قاضی صاحب سے وعدہ کرتا ہے۔

میں رب العزت کی بارگاہ میں استدعا کرتا ہوں کہ خداوند ذوالجلال! میرے واجب التعظیم حضرت قاضی فضل احمد صاحب کو محنت شاقہ کا صلہ راحت دارین عطا فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

(مولوی عالم) خلف الرشید جناب قبلۂ عالم حاجی حافظ محدث **سید جماعت علی شاہ** صاحب، علی پوری

---

⑤ تقریظ مولوی محمد کرم الٰہی صاحب، بی، اے۔
سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ پنجاب، علی پور سیداں، ضلع سیال کوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر می خواست آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید[2]

جناب قاضی صاحب کی کتابِ لاجواب «انوارِ آفتابِ صداقت» کے بعض مقامات سرسری نظر سے خاکسار نے مطالعہ کیے۔ واقعی قاضی صاحب نے اس کتابِ بے نظیر کی تالیف سے جملہ مسلمانانِ اہل سنت والجماعت پر بے حد احسان کیا ہے۔ اور فرقۂ ضالہ وہابیہ دیوبندیہ کے اعتراضات کا جواب بدلائل ساطعہ و براہین قاطعہ دے کر اہل اسلام کو گمراہی سے اور فرقۂ ضالہ وہابیہ وغیرہ کے دامِ تزویر[3] سے بچایا ہے۔

واقعی کتاب «انوارِ آفتابِ صداقت» ایسی لاثانی اور ضروری کتاب ہے جس کا ہر ایک مسلمان حنفی کے لیے مطالعہ کرنا اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔

---

[1] ترجمہ: گرہ: جیب۔
[2] ترجمہ: الحمدللہ! عرصۂ دراز سے دل جو چاہ رہا تھا وہ سب (اس کتاب کی شکل میں) پردۂ تقدیر کے پیچھے سے سامنے آ گیا۔
[3] ترجمہ: دامِ تزویر: مکر و فریب کا جال۔

خداوندکریم کی بارگاہ عالی میں دعاہے کہ مولیٰ کریم قاضی صاحب کوان کی بے حدمحنت اوردماغ سوزی کے عوض میں ان کوسعادت دارین عطافرمائے۔آمین۔

احقرالعباد بندہ **کرم الٰہی بی۔اے۔**

سکریٹری انجمن خدام الصوفیہ، پنجاب۔ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

---

(۶) تقریظ مولوی عبدالعزیز صاحب، امام پلٹن چھاؤنی، مردان، ضلع پشاور، سلمہ ربّہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! میں نے اس کتاب «انوارآفتاب صداقت» کودیکھا۔نہایت صحیح پایااورعقائدوہابیہ دیوبندیہ کے رد میں لاجواب پایا۔مصنف قاضی فضل احمد صاحب نے اہل اسلام بالخصوص اہل سنت والجماعت پر بہت بڑااحسان کیاہے، اس سے پیش ترایسی جامع ومدلل کتاب نظر سے نہیں گزری۔اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف کوخیرالدارین عطافرمائے اوراہل اسلام کواس سے مستفیض فرمائے۔آمین ثم آمین۔

الراقم: **عبدالعزیز** امام پلٹن تھرڈ گائڈ چھاؤنی، مردان، ضلع پشاور

مورخہ ۲۲ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ (مقام علی پورسیداں)

تقاریظ علمائے لاہور، دارالسلطنت لاہور

---

(۷) تقریظ حضرت مولوی پیر عبدالغفار، حامی اشاعتِ درودشریف، واقع مسجد سادھواں، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ما قال المحقق الحاجي القاضی فضل أحمد اللودیانوي في رد عقائد الدیوبندیة الباطلة الکاسدة صحیح و خلافه قبیح وذٰلك لأنه حق صریح. جزی الله مولفه أحسن الجزاء وجعل جنته ماواہ و مثواہ.[1]

بقلم خود **پیر عبدالغفار** ومہر خادم وحامی اشاعت درودشریف

---

[1] ترجمہ: محقق الحاج قاضی فضل احمد لدھیانوی صاحب نے دیوبندیوں کے گم راہ کن عقائد باطلہ کے رد میں جوکچھ تحریرفرمایاوہ صحیح ہے۔اور اس کا خلاف قبیح ہے، کیوں کہ ان کا بیان حق صریح ہے۔اللہ جل شانہ اس (انوارآفتاب صداقت) کے مولف کوبہترین بدلہ عطافرمائے اور جنت کوان کی منزل اورٹھکانہ بنائے۔

(۸) تقریظ حضرت مولانا الفاضل جامع علوم معقول ومنقول مفتی عبد القادر صاحب
مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ، مسجد سادھواں، لاہور، مدّظلّہٗ

۷۸۶

---: کتاب «انوار آفتاب صداقت» پر سرسری نظر اور وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ پر صرصری گزر: ---

نبی ﷺ کا علم «مَاکَان» اور «مَایَکُوْن» کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: «عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ»[1] اس آیت شریف میں کلمہ «مَا» کا موجود ہے۔ کلمہ «مَا» کا عام ہے ہر فرد معروض عدم العلم کو شامل ہے، جس پر پہلے علم نہیں تھا ان سب کا علم عطا کیا گیا ہے۔ اس صورت میں کسی چیز کی استثنا نہیں ہوئی، استثنا اور شرط بیان تغییر میں داخل ہے، بیان تغییر میں موصول ہونا شرط ہے «اِذَا فَاتَ الشَّرطُ فَاتَ الْمَشْرُوْطُ»[2] زمان حیات میں علم بوجہ آیت متلو کے ثابت ہے۔ بعد از وفات اس آیت ذیل سے ثابت ہے۔ «وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ. الآية»[3]

قال الشيخ الأكبر في الفصوص: إن للنفس ترقيا بعد الموت في العلوم كلها. انتهىٰ.[4]

عوام الناس کے نفوس بعد از موت ترقی کیا کرتے ہیں، ہر روز ان کو علم جدید حاصل ہوتا رہتا ہے۔

اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ حدیث شریف میں وارد ہے: «إذا مات ابن اٰدم انقطع عمله»[5] اس حدیث سے عدم ترقی معلوم ہوتی ہے۔

جواب اس کا یہ ہے کہ انقطاع عدم ترقی پر دلالت نہیں کرتا کیوں کہ ترقی علم محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوگی۔ لہٰذا حدیث شریف اس کے منافی نہیں ہے۔ نفوس ناطقہ بعد از مفارقت ابدان جمیع معلومات ان کے سامنے رہتے ہیں۔ ان پر ان کا علم حضوری ہوتا ہے لقوله «إنه من المقرر في مقره أن الله سبحانه والعقول المفارقة وكذا النفوس الناطقة بعد مفارقة الأبدان لا يمكن أن يكون من معلوماتها موجودة بالقوة بل لابد من حضورها بالفعل.»[6] (میرزاہد)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ معلومات نبی کریم ﷺ کے سب کے سب جناب کے سامنے موجود بالفعل

---

[1] (پارہ:٥، النسا:٤، آیت:١١٣) -- ترجمہ: اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (کنز الایمان)
[2] جب شرط نہیں ہوگی تو مشروط بھی نہیں ہوگا۔ (یہ ایک مسلمہ ضابطہ ہے)
[3] (پارہ:٢٤ الزمر:٣٩، آیت:٤٧) -- ترجمہ: اور انھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی۔ (کنز الایمان)
[4] شیخ اکبر نے «فصوص» میں فرمایا کہ مرنے کے بعد نفس کے لیے تمام علوم میں ترقی ہوتی ہے۔
[5] (سنن ترمذی، باب فی الوقف.) - ترجمہ: انسان مرجاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے۔
[6] ترجمہ: علامہ میرزاہد نے فرمایا کہ یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ، عقول مجردہ اور یوں ہی نفوسِ ناطقہ، جب ابدان سے جدا ہوجائیں تو ان کے معلومات بالقوہ نہیں ہوسکتے، بلکہ ان معلومات کا بالفعل حاضر رہنا ضروری ہے۔

ہیں۔ یہ مسئلہ صفحہ: ۱۳۰ میر زاہد میں لکھا ہوا ہے۔ اس کا انکار کرنا باطل ہے۔ ع: «انبیارا ہمچو خود پنداشتند »[۱] کا مصداق ہوگا۔ ایسے گمان فاسد سے خداوند کریم محفوظ رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

دیو بندی نے بوجہ کمال جہالت کے خدائے تعالیٰ کے کذب کو ممکن قرار دیا ہے۔ جب کذب ممکن ہوا تو قابل وقوع بھی ضرور ہوگا، اگر قابل وقوع نہ ہو تو وہ ممکن نہ ہوگا، بلکہ وہ محال ہوگا۔ اس وقت وہ خدا کی صفت ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کے جمیع اوصاف ذاتیہ قدیم ہیں، قدیم کا ازالہ ممکن نہیں ہوتا، بنا بریں تقدیر خداوند کریم جو کذب سے منزہ علی الدوام ہے، متصف بالکذب ہو جائے گا۔ ایسے لغویات کوئی فرد اہل اسلام قبول نہیں کر سکتا۔ کذب صفت نقصان ہے۔ اللہ تعالیٰ منبع کمالات ہے۔ صفت نقصان سے مبرا اور منزہ ہے۔

اگر کذب باری ممکن ہو جائے تو بعثت رُسُل میں بھی امکانِ کذب ہوگا، پھر دیو بندی قرآن اور قرآن کے لانے والے پر کس طرح خلوص اور اعتقاد سے ایمان لائے گا کیوں کہ مُومَنْ بہٖ[۲] میں بھی امکان کذب ثابت ہوگا۔ علی ہذا القیاس ہر ایک امر اور نہی میں بھی امکان کذب کی بلا ثابت ہوگی۔ لہٰذا مناسب بلکہ واجب ہے کہ عقیدۂ باطلہ «امکان کذب» سے دیو بندی توبہ کرے اور جو کچھ جناب قاضی فضل احمد نے اس کتاب «انوارِ آفتاب صداقت» میں امکان کذب کی تردید اور تغلیط میں بقدر طاقت تحریر فرمایا ہوا ہے وہ بجمیع اجزائہٖ[۳] صحیح اور درست ہے۔

قاضی فضل احمد صاحب کا ہر ایک جملہ قابل تحسین ہے۔ نیز نبی ﷺ کا ذکر ولادت کرنا موجبِ ثواب ہے، بلکہ نبی ﷺ کے جمیع افعالِ حمیدہ و اقوالِ مجیدہ کا ذکر احسن ہے۔ اور احسن کو غیر احسن کہنا بد دینی کی علامت ہے۔ خداوند تعالیٰ اہل ایمان کو ایسے لامعنی مسائل سے محفوظ رکھے اور مستحسنہ کو دکھائے، أرنا الأمور کما هي۔[۴]

اعوجاج مذکور تسویل شیطان[۵] سے ہے۔ اس کا پیرو شیطان کا عزیز ہے، مسلمان ہر گز اس کو ناجائز نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا اس کے بارے میں بھی جو کچھ قاضی صاحب نے تحریر فرمایا ہے، وہ عین ثواب ہے۔ علی ہذا القیاس جو کچھ قاضی صاحب نے مذاہب باطلہ کی تردید قوانین منضبطہ حنفیہ سے کی ہے وہ سب اصح ہے۔ مذہب حنفی قرآن اور حدیث نبوی کے موافق ہے، اس کا مخالف باطل ہے۔ اس وجہ سے علمائے کرام نے بالاتفاق فرمایا ہے: رجل قال: قیاس أبي حنیفۃ حق نیست یکفر»[۶]

اس تکفیر کی علت یہ ہے کہ امام ابی حنیفہ رحمہ اللہ کا قیاس قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہے۔ اس کو غلط کہنا کفر ہے اھ- هکذا جو کلام اور جو کتاب قرآن اور حدیث کے موافق، بلکہ قرآن و حدیث پر بنی ہو اس کو غلط کہنے کا بھی یہی حکم ہے۔ هذا فتامل۔

کتبہ: **مفتی عبد القادر** عفی عنہ، مدرس مدرسہ غوثیہ عالیہ، مسجد سادھواں، لاہور، ۲ شعبان ۱۳۳۸ھ

---

[۱] ترجمہ: انبیائے کرام کو اپنی طرح سمجھ لیا۔ [۲] مُومَن بِہٖ: وہ شے جس پر ایمان لایا جائے۔
[۳] بِجَمِیعِ اَجزَائِہٖ: اپنے تمام اجزا کے ساتھ۔ [۴] ترجمہ: اے اللہ! ہمیں تمام امور کا صحیح علم عطا فرما جیسا کہ وہ حقیقت میں ہیں۔
[۵] ترجمہ: مذکورہ بے راہ روی شیطان کے بہکانے سے ہے۔
[۶] ترجمہ: جس نے کہا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیاس صحیح نہیں ہے، اس کی تکفیر کی جائے گی۔

(۹) تقریظ حضرت مولانا الفاضل والکامل مولوی سید احمد صاحب
پروفیسر اسلامیہ کالج، وخطیب مسجد شاہی، لاہور

حامدًاو مصلیاً ومسلماً

میں نے اس کتاب «انوار آفتاب صداقت» ردوہابیہ کو جسے ہمارے فاضل دوست، حامی شریعت، ماحی ضلالت، رافعِ سنت، دافعِ بدعت جناب مولوی قاضی فضل احمد صاحب سلمہ اللہ الصمد نے بڑی محنت وسعی سے نہایت عمدہ ترتیب و خوش اسلوبی سے تالیف فرمایا ہے بعض مقامات سے دیکھا تو فی الواقع اسم بامسمیٰ پایا۔ عقائد درست کرنے کے لیے عروۃ الوثقیٰ[1] ہے۔ وہابیوں وہابیان زمانہ ماضی وحال کے عقائد فاسدہ وآرائے کاسدہ کو آئینہ کی طرح دکھلایا ہے۔ عوام اہل سنت کے بچانے اور خواص کے مفید معلومات والزامات معلوم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے۔ عقائد حقہ کا مومن کے دل میں ہونا ضروری ہے، کیوں کہ نجات اخروی کے لیے ایمان ہی کا ہونا لازمی ہے گو کہ ذرہ بھر ہو، اگر ایمان ہی نہ ہوگا تو اعمال کسی کام نہ آئیں گے۔ منافقین کے اعمال تو تھے، لیکن ایمان کے نہ ہونے سے اعمال نے کچھ کام نہ دیا۔ اس لیے ہر مسلمان کو اعمال سے پہلے عقائد حقہ کو سیکھنا بہت ضروری ہے۔ سو اس کے لیے یہ کتاب ایک ہادی ورہنما کا کام دے گی۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو ہاتھوں ہاتھ خریدیں اور اپنی اولاد کو اس کی تعلیم دیں۔

اللہ تعالیٰ مؤلف کی سعی کو مشکور کرے اور ہر مومن کو عقائد حقہ کی رہ نمائی کرے اور زمانہ کے گم راہان کے فریب اور مکر سے بچائے، آمین یارب العٰلمین وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمين والسلام والصلوٰة على رسوله و حبيبه خاتم ا لنبيين سيدنا ومولانا محمد و آله و أصحابه و أهل بيته أجمعين.

خاکسار **احمد علی** عفی عنہ حنفی، چشتی

پروفیسر اسلامیہ کالج وخطیب مسجد شاہی، لاہور۔ ۲۰ شعبان ۱۳۳۸ھ

---

(۱۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش صاحب، ایم. اے. حنفی، نقش بندی، توکلی
ناظم التعلیم دار العلوم نعمانیہ ومدیر رسالہ ماہوار انجمن نعمانیہ ہند، لاہور

حامدًاو مصلیاً ومسلماً

امابعد! خاکسار نے «انوار آفتاب صداقت» مصنفہ مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کو متعدد مقامات سے دیکھا۔ مصنف نے ہر جگہ عقیدۂ اہل سنت وجماعت کے ثبوت میں دلائل واضحہ وبراہینِ قاطعہ پیش

---

[1] عُروۃ الوثقیٰ: مضبوط گرفت، بہت زیادہ قابل اعتماد چیز۔

کیے ہیں اوران مسائل پر قلم اٹھایا ہے جن کی تردیداس زمانۂ پرآشوب میں نہایت ضروری ہے۔فرقۂ وہابیہ نجدیہ کی تردید میں یہ مجموعہ بڑا کارآمد ہے۔

اللہ تعالیٰ مصنف کی اس عرق ریزی کو درجۂ قبولیت عطا فرمائے اوراسے مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی تقویت ایمان کا ذریعہ بنائے۔ بجاه حبيبه سيدنا و مولانا ووسيلتنا في الدارين محمد نالمصطفىٰ صلى الله عليه و آله وسلم .

حرره العبد العاصي الفقير التوكلي **نور بخش** الحنفي، النقشبندي
ناظم التعلیم نعمانیہ ومدیررسالہ ماہوارانجمن نعمانیہ ہند، لاہور۔یکم شعبان ۱۳۳۸ھ

---

(۱۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی نور بخش خلیفہ تاج الدین احمد صاحب حنفی، چشتی، فخری، سلیمانی دبیر انجمن نعمانیہ ہند، لاہور

کتاب زیر تقریظ فقیر نے بھی بحالت مجموعی دیکھ لی ہے۔واقعی قاضی صاحب کا یہ کام بہت قابل شکر یہ ہے، اللہ تعالیٰ ان کی سعی مشکور فرمائے، اور مذبذبین[1] کی ہدایت کا ذریعہ ہو۔

ع   ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

فقیر تاج الدین احمد حنفی، چشتی، رفاعی، فخری، سلیمانی
سابق وکیل چیف کورٹ، دبیر انجمن نعمانیہ ہند، لاہور

---

(۱۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل محمد عالم، مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند، لاہور

فقیر نے کتاب «انوارآفتاب صداقت» کوکئی جگہ سے مطالعہ کیا۔سو کتاب مذکور کو سیف قاطع اعناق نجدیہ کا پایا۔احناف کے لیے یہ عروة الوثقىٰ لا انفصام لها[2] ہے۔اس کے ہوتے ہوئے قوی امید ہے کہ کوئی مخالف میدان مجادلہ میں نہیں آسکے گا۔کیوں کہ یہ براہین ساطع ہیں ان کے مقابلہ میں دلائل واہیہ کب ظہور کرسکتی ہیں ؎

بلے کانجا بود مہر آشکارا   سُہا راجز نہاں بودن چہ یارا[3]

حرره احقر العالم **محمد عالم**، مدرس مدرسہ نعمانیہ ہند، لاہور

---

(۱۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی فاضل جید غلام مرشد صاحب، مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند، لاہور

فقیر نے اس کتاب کے باب اول اور باب چہارم کو دیکھا۔مصنف علام نے جس عجیب وغریب طرز بیان سے

---

[1] مُذبذبین: حیران، پس وپیش کرنے والے۔ [2] ترجمہ: یہ مضبوط گرہ ہے جو کبھی نہیں کھلے گی۔
[3] ترجمہ: ہاں! جس جگہ آفتاب طلوع ہوجائے وہاں سُہا جیسے ننھے ستارے کے لیے روپوش ہونے کے سوااور کیا صورت ہوسکتی ہے۔

انکشاف مبحث کے بعد فریقین کے ادلہ بلا ازدیاد وانتقاص کے بیان فرمائی ہیں، اور پھر فریق مخالف کی زبردست تردید فرمائی ہے، فقیر کو قوی امید ہے کہ حاجی صاحب موصوف نے اول سے لے کر بست وپنجم تک اسی طرح عرق ریزی فرمائی ہوگی۔

خداوند کریم مصنف علام کو جس غیر معمولی صلہ کے وہ مستحق ہیں اپنی زیارت فیض بشارت سے مبرور فرمائے، اور اس کتاب کو من اولہ الی آخرہ[1] مخالفین کی ہدایت اور موافقین کی زیادت ایمان کا باعث بنائے۔ آمین۔

فقیر **غلام مرشد** کان اللہ لہ (مدرس اعلیٰ مدرسہ نعمانیہ ہند، لاہور)

---

(۱۴) تقریظ حضرت مولانا مولوی قمر الدین صاحب قریشی، صدیقی، حنفی، قادری، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اس پاک ذات لایزال کا ہر آن میں حمد ہے جس نے اپنے محبوب برحق ومحمود مطلق، بے مثل و بے نظیر حضرت رسالت مآب محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنے ازلی مکتب خانہ میں وہ کتابِ پر اسرار پڑھائی جس میں دو جہاں کی کیفیت اور ہر چیز کی ہیئت[2] بتائی۔ اور اسے کل کتابوں کی ناسخ ٹھیرائی۔

یتیمے کہ نا کردہ قرآں درست کتب خانۂ چند ملت بشست

اور اس نور عکس الٰہی کو اپنے خزائن علوم سے ایسا کچھ عطا فرمایا جس سے کل جہان کے اہل علوم وعقول کو حیران ولاجواب پایا[3] عالم غیب وعالم شہادت کی کچھ سمجھ میں نہ آیا۔ انھیں کارخانہ کا مختارِ کل کیا، جو کسی کو نہ دیا وہ ان کو دیا۔

اور ہزار ہزار اور بے شمار اس واجب الوجود لاشریک کا ہر حال میں شکر ہے، جس نے اس مشت خاک ضعیف البنیان حضرت انسان کو بہ خطاب «وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ»[4] اشرف المخلوقات بنایا۔ اور نہ صرف اسے مسجود ملائک ہی کیا، بلکہ کل کائنات کا سرِ اطاعت اس کے آگے جھکایا، فرشتوں سے اس کا مرتبہ بڑھایا۔ جو اُن کو نہ آیا وہ اس[5] نے بتایا۔ کسی موجود نے اس کے درجہ کو نہ پایا۔ یہ مسعودِ ازلی ہوا اور وہ محسودِ ابدی۔

اور درود نامحدود اس نور لولاک، رونده ازنہ افلاک پر ہو جس نے علمائے حقانی[6] کو ورثۃ الانبیا[7] فرمایا اور

---

[1] من اولہ الی آخرہ: شروع سے آخر تک۔ [2] اشارہ بہ آیت کریمہ «فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ»۔ ۱۲ منہ

[3] علم لدنی اور «وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ» سے ظاہر ہے۔ ۱۲۔ منہ

[4] (پارہ: ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۷، آیت: ۷۰) -- ترجمہ: اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔ (کنز الایمان)

[5] اشارہ بہ آیت «اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ»۔ ۱۲ منہ

[6] اس سے بھی تمام علمائے فرقِ باطلہ اور دنیادار مولوی اور درہم ودینار پرست واعظ وغیرہ سب نکل گئے۔ ۱۲۔ منہ

[7] «العلماء ورثۃ الانبیاء» حدیث شریف ہے۔ ۱۲ منہ

علماے ربانی[۱] کو انبیا علیہم السلام کے مشابہ ٹھہرایا، انھیں ہادی اور رہ نما کا لقب دلایا اور ان کے ہاتھ میں شمع علم و ہدایت دے کر راہ بدعت و تاریکی ضلالت کو منور فرمایا۔

سید و سرور محمد نورِ جاں مہتر و بہتر شفیع مجرماں

اور اصحاب کبار رضی اللہ عنہم نے بھی سرتوڑ کوششوں اور اپنے زورِ کلام و بیان سے اہل جہان کو ہر طرح کے فسق و فجور اور نافرمانی و قصور سے بچایا۔ اور اپنی خداداد طاقت سے محض لوجہ اللہ تمام عالم گیتی کو نُورٌ عَلٰی نُورٌ کیا، جملہ بے دینی و گم راہی کو صفحۂ ہستی سے دور کیا، ہر ناخلف و نالائق کے ظرف بدعقائد کو چکنا چور کیا۔ علماے ربانی و فضلاے حقانی کے فیض و برکت سے کفر و شرک دور ہوا۔ ہر جگہ دینِ اسلام کا ظہور ہوا۔ اور سنانِ قلم اور تیغ وعظ و علم کے ساتھ معاندان اسلام و مخالفان حنفیۂ کرام سے لڑے بھڑے، حاسدوں و فاسدوں سے سینہ سپر ہوئے، جس سے کل کے کل تتر بتر ہوئے۔

بدنہ بولے زیر گردوں[۲] گر کوئی میری سنے ہے یہ گنبد کی صدا، جیسی کہے ویسی سنے

چناں چہ اس ٹوٹے پھوٹے وقت اور گئے گزرے و پرآشوب زمانہ میں میرے مکرم و معظم مفخم کاشف الدقائق محبوب بین الخلائق کالانسان للعین والعین للانسان، صاحب دانش و مجد مولانا قاضی فضل احمد خاں صاحب، سابق انسپکٹر پولیس، جامع تالیفات کثیرہ نے ٹھیکے دار شرک و بدعت، قرنِ شیطان، غرابیب سود[۳] دشمنانِ خدا اور رسول ﷺ، اہل عقائد فاسدہ و اعمالِ کاسدہ، حاسد ائمۂ مجتہدین، بدخواہ اسلامِ متین، گم راہ گر، راہ زن، بدنام کنندۂ اسلام، نام کے مسلمان، ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنے والے، رسی کے سانپ بنانے والے، دَم باز[۴]، دھوکے باز، پہلوں کو گالیاں دینے والے، نیا دین، نئی شریعت بنانے والے، بدمذہب، کور باطن، گندم نما جوفروش[۵]، جھوٹے حنفی، فریبی پیر، ظاہر میں پیارے، باطن میں دکھ کے مارے، وہابیہ نجدیہ و غیر مقلد اور دیوبندی پھندی، گنگوہی کوہی وغیرہ خذلہم اللہ کے جملہ عقائد و اعمالِ باطلہ کو کل متفرقہ کتابوں سے ایک جگہ جمع کر کے مع جوابات دنداں شکن، ایک کتاب بنام «انوار آفتاب صداقت» بنائی، جس کے لکھنے اور تالیف کرنے میں بہت محنت اٹھائی، بڑی بے نظیر بنائی، نہ کہیں ایسی سنی نہ سنائی۔ گویا دریا کو کوزہ میں پُر کیا، خرمہرہ کو دُر کیا[۶]۔ ع: «آفتاب آمد دلیلِ آفتاب» سے بڑھ کر اور کیا کہا جائے، سلیس اردو میں لکھا ہے، حق کا آفتاب بے حجاب جلوہ نما ہے، خدا نے چاہا تو یہ اوراق حنفی سنی مسلمانوں کے کام آئیں گے، بڑے ہول ناک دن کے صدموں سے بچائیں گے۔

تنش[۷] بناز طبیباں نیاز مند مباش وجود نازکش آزردۂ گزند مباش[۸]

وہابیوں وغیرہ کی قلعی کھولنے والی کتاب مذکور کے اعلیٰ مضامین کے درخت ہمیشہ سرسبز و خوش بودار ہیں، اس کی

---

[۱] اس سے کل علماے بدمذہب خارج ہو گئے۔ ۱۲ منہ [۲] زیرِ گردوں: آسمان کے نیچے۔
[۳] شیطان کے دوست، سخت کالے۔ [۴] دَم باز: فریبی، دغاباز۔ [۵] گندم نما جوفروش: گیہوں دکھا کر جو بیچنے والے۔
[۶] کوڑی کو موتی بنا دیا۔ [۷] ضمیر راجع بہ قاضی صاحب موصوف الصدر۔ ۱۲۔ منہ
[۸] ترجمہ: قاضی صاحب کا جسم ڈاکٹروں کے نازنخرے اٹھانے کا محتاج نہ ہو اور نہ ہی موصوف کا نازک وجود کبھی رنج و غم میں مبتلا ہو۔

سلسلہ بیانی نوجوانی کی طرح پر بہار ہے، اس کا ہر نقطہ وہ شگفتہ باغ ہے جو گو ہر شب چراغ سے زیادہ روشن ہے، اس کے کامل اکمل کمال کلام سے دانائی کا نور شعلہ زن ہے، اس کے معنی اقبال کی انگوٹھی اور دولت کا نگینہ ہے، ہر عقیدت مند کا سینہ اس کے راز و نیاز اور کنایہ واستعارہ کا خزینہ ہے، اس کے جملے وکلمات نور ایمان کا دفینہ ہے ؎

حروفش چہرہ آرائے گلستاں سطورش رونمائے سنبلستاں[1]

دراصل یہ کتابِ لاجواب، ہادیِ پیر وشاب، گم گشتۂ راہِ ہدایت کے لیے چراغ ہے، جس سے دشمنانِ دین و عدوانِ ملت حنفیہ متین کا دل پارہ پارہ، جگر پُر از داغ ہے، اس کا حسن خط دل آویز پُر از نور ہے، اس کے الفاظ سے معان پر معانی کا ظہور ہے، ان کے مضمون ہدایت مشحون[2] سے ضلالت کا نور ہے، اس کی ہر سطر مشحون از علم وفن ہے، اس کے واصفان زمان کی انگشت حیرت بدہن ہے۔ جانِ وہابیہ پر زحمت کا پہاڑ ہے، حنفیوں کے لیے رحمتِ کردگار ہے۔ اس کے فوائد کی توصیف فزوں از حساب ہے۔ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ[3] ہے۔

(دعا) خدائے تعالیٰ ایسے مردِ یگانہ کو حوادثاتِ زمانہ سے مصئون و مامون رکھے، ایسے فرید وحید خوش عقائد کو تا قیامِ قیامت سلامت رکھے اور اس کے حاسد و بدخواہ کا منہ مثل قلم روسیاہ و نگوں سار[4] ہو اور اس کے معاند کا سر قلم، قلم و تباہ کار ہو۔ آمین بحرمت صاحب یٰسٓ۔

ایسے ہی لوگوں نے دولتِ دنیائے دنی کو دُو لت مار کر صَولتِ عقبیٰ حاصل کی ہے[5] اور خدائے واصل سے زندگی کی خوش خبری لی ہے، اور جو لوگ مذہب حنفیۂ کرام وملت اہل سنت عظام کو ہر طرح مٹانے کی کوشش بلیغ کرتے ہیں، وے خود ہی مٹ جائیں گے اور وہ انشاء اللہ نہیں مٹے گا، کیوں کہ یہ اللہ کا نور ہے۔ اس کو کون مٹانے والا ہے:

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَیَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ[6]

راقم (آثم) قمر الدین بن مولوی عمر الدین مرحوم قریشی، صدیقی، حنفی، قادری

محلہ چابک سواران، قریب مسجد چینیاں والی (اہل حدیث) متصل حویلی میاں شمس الدین۔ ۶ شعبان المعظم ۱۳۳۸ھ

---

(۱۵) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد یار صاحب، مفتی وامام وخطیب مسجد طلائی، لاہور

بدو كلامي باسم قديم . بسم الله الرحمٰن الرحيم. حامدًا و مصليًا

فی الجملہ مطالعۂ ایں کتاب صداقت اکتساب کہ مسمیٰ بہ «انوار آفتابِ صداقت» است، بلکہ تعویذِ جان ایمان از ہر

---

[1] ترجمہ: اس کتاب کے حروف گلستانِ تحقیق کا چہرہ سنوارنے والے ہیں اور اس کی سطریں سنبلستاں کا منظر پیش کر رہی ہیں۔
[2] ہدایت سے پُر مضمون۔
[3] (پارہ: ۱۸، النور: ۲۴، آیت: ۴۴) -- اس کتاب میں عقل مندوں کے لیے عبرت کا سامان ہے۔
[4] قلم کی طرح کالا اور اوندھا ہو۔ [5] تسہیل: بے وقعت دنیا کی دولت کو ٹھکرا کر عقبیٰ کی شان وشوکت حاصل کی۔
[6] (پارہ: ۱۰ لتوبۃ: ۹، آیت: ۳۲) - ترجمہ: چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا، پڑے برا مانیں کافر۔ (کنز الایمان)

آفت است نمودم و از عنوان فہرست دُرِّ بصیرت وافرہ افزودم۔ درحقیقت مصنفِ کتاب جناب مولانا و بالفضل اولانا مولوی فضل احمد صاحب موصوف بہ القابہ مصنف تصنیفات مفیداست، خصوصاً ایں تالیف جدید کہ در تردید فرقۂ نجدیہ سعی بلیغ بہ عمل آوردہ وکوششے منیع بکار بردہ کہ از زمان سلف تا بہ آوان خلف چنیں سرمۂ نور بخش دیدۂ جہانیاں در دیدہ نہ کشیدہ، و خدشات مخالفین راچناں بہ استیصال رسانیدہ کہ پیش ترازیں بگوش ہوش علمائے محققین نہ رسید۔ شعر

چناں تردید نا آید در جہانے　　　　خریدارش شود ہر کس بجانے

فالحمد لله علىٰ ذٰلك أنا مصدق بذٰلك إنه لقولٌ فصلٌ وما هو بالهزل.[1]

الراقم: خادم العلماء والأبرار **محمدیار خلیق، امام وخطیب ومفتی مسجد طلائی، لاہور، بقلم خود**

---

(۱۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد گوہر علی علوی، امام مسجد پٹولیاں، لاہور

بسم الله الرحمٰن الرحيم. حامدًا و مصليًا و مسلماً

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب　　　　اے بذی از حقیقت رومتاب[2]

کتاب «انوارآفتابِ صداقت» جس کو مولانا مولوی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی نے تالیف وتصنیف فرمایا ہے، فقیر نے اس کتاب کی فہرست مضامین اور بعض دیگر مقامات کو دیکھا ہے اور بعض مضامین مصنف کی زبانی بھی سنے ہیں۔ کتاب نہایت عمدہ اور مضامین کے لیے جامع ہے۔

مصنف نے فرقِ وہابیہ کے عقائد ذمیمہ کی تردید میں یہ کتاب لکھی ہے۔ سب سے پہلے عقیدۂ امکانِ کذبِ باری تعالیٰ کی تردید کی ہے۔ اس مسئلہ پر قلم اٹھانا نہایت باریک بینی اور نکتہ شناسی کا کام ہے، پھر فرقۂ مذکورہ کے ان عقائد کی تردید کی ہے، جس میں رسول اللہ ﷺ کی معاذ اللہ توہین پائی جاتی ہے۔ پھر آں حضرت ﷺ کے عالم الغیب ہونے پر بمقتضاے «تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ »[3] و بہ مضمون «فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ»[4] الآیہ،

---

[1] ترجمہ: کتاب جس کا نام «انوارِ آفتابِ صداقت» ہے، حقائق پر مشتمل ہے، بلکہ یوں کہیے کہ یہ جانِ ایمان کو ہر آفت سے بچانے والا تعویذ ہے۔ میں نے بعض مقامات سے اس کا مطالعہ کیا اور عنوانِ فہرست سے بیش قیمت بصیرتوں میں اضافہ کیا۔

یقیناً اس کتاب کے مصنف حضرت علامہ مولانا فضل احمد صاحب مفید ونفع بخش کتابوں کے مصنف ہیں، بالخصوص یہ نئی تصنیف جو فرقۂ نجدیہ کے رد میں ہے، اس میں انھوں نے بڑی کوشش اور کافی محنت کی ہے کہ زمانۂ سلف سے اب تک اس طرح بینائی عطا کرنے والا سرمہ دنیا والوں کی آنکھوں میں نہیں لگایا گیا اور مخالفین کے خدشات کی اس طرح بیخ کنی کی ہے کہ اس سے پہلے علمائے محققین کی نظر وہاں تک نہیں پہنچی۔

اس طرح سے فرقۂ نجدیہ کا رد دنیا میں اب تک نہیں ہوا، ہر شخص دل وجان سے اس کتاب کا خریدار ہوگا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ میں اس کتاب کی تصدیق کرتا ہوں، بلاشبہہ یہ ایک فیصلہ کن کلام ہے، کوئی لغو ولایعنی گفتگو نہیں ہے۔

[2] ترجمہ: اے بے شرم حقیقت سے چہرہ مت پھیر کیوں کہ آفتاب خود اپنے وجود کی دلیل بن کر آ گیا۔

[3] (پارہ: ۱۲، ہود: ۱۱، آیت: ۴۹) ترجمہ: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمھاری طرف وحی کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

[4] (پارہ: ۲۹، الجن: ۷۲، آیت: ۲۶) ترجمہ: تو (غیب جاننے والا) اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا، سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ (کنزالایمان)

کے دلائل سے ثبوت دیا ہے۔

ابحاثِ مذکورہ کے بغیر اور بھی بہت سے امور پر بحث کی ہے۔ مضامین ادلّہ اور سیاقِ عبارت کو لائق مصنف نے اپنے انفاسِ مبارکہ اور الفاظِ برجستہ سے نہایت شائستہ اور دلچسپ بنا دیا ہے۔ غرض کہ اپنے بنی نوع کے رفاہ اور شادمانی عام کے لیے تخم ریزیِ کوشش اور آبیاریِ محنت سے ایک کھلا پھلا باغ اور سرسبز گلزار تیار کر دیا ہے۔ جزاه الله عنا و عن سائر المسلمین خیر الجزاء۔ حررہ الفقیر **محمد گوہر علی علوی**

امام مسجد پٹولیاں، لوہاری منڈی، لاہور

---

(۱۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی حاکم علی صاحب، بی۔ اے، پروفیسر اسلامیہ کالج، لاہور

بسم الله الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم النذیر لا نظیر له و علیٰ آله و أصحابه أجمعین

جیسے حضور سرورِ کائنات ﷺ کا نظیر نہیں ہے، نہ ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ الحمدللہ کہ اس درِشاہوار کا نظیر نہ تو ہوا ہے اور نہ ہی اس وقت ہے۔ اصلی حنفیوں نے اصلی شافعیوں، اصلی مالکیوں اور اصلی حنبلیوں یعنی اہل سنت و جماعت کے ہر فرد کے لیے لازمی ہے کہ اس کتابِ لاجواب کو تمام کا تمام خود پڑھیں، یا کم از کم سن لیں اور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ مدارسِ اسلامیہ کے لیے لازمی و ضروری ہے کہ اس کتابِ بے بہا کو تعلیمی کورس میں لازمی مقرر فرمائیں اور اپنے بچوں اور بھائیوں کو دوزخ کی آگ سے بچائیں۔ خیرخواہ مومنین فقیر حاکم علی، حنفی مذہباً و مجددی طریقۃً

---

(۱۸) تقریظ مولانا الاجل وفاضل ادیب بے بدل حضرت مولوی اصغر علی صاحب روحی، پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور، مدظلہ العالی

بسم الله الرحمٰن الرحیم

خذ ما تراه و دع شيئًا سمعت به
في طلعة الشمس ما يغنيك عن زحل[1]

عقائد کا معاملہ جس قدر اہم ہے، اسی قدر ہمارے زمانہ میں اس کی طرف سے عامہ تعلیم یافتگان کو ذہول[2] ہو رہا ہے۔ تقلید کی ضرورت پر بحث کرنا فضول ہے، کیوں کہ اس کے متعلق یہی کہنا کافی ہے کہ اسلامی دنیا میں شروع سے گیارہویں صدی ہجری تک کتب تاریخ سے کسی ایسے محدث و مفسر و فقیہ کا پتہ نہیں ملتا جو غیر مقلد ہو۔ اگرچہ حضرات

---

[1] ترجمہ: جو اپنی آنکھوں سے دیکھو اسے مانو اور سنی سنائی بات چھوڑو۔ آفتاب کے چہرہ میں اتنا کچھ ہے جو تمھیں زُحل ستارہ سے بے نیاز کر دے گا۔

[2] ذہول: غفلت، بھول۔

غیر مقلدین نے کھینچ تان کر بعض اکابر سلف کو غیر مقلد ثابت کرنا چاہا ہے، مگر یہ سب باتیں صرف منہ سے کہہ دینے کی ہیں۔

عدم تقلید کا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں اتباع ہوائے نفس کا دروازہ کھل گیا۔ اور جس نے جو چاہا کہہ دیا۔ چناں چہ اسی بےلگامی اور نااہلی کا نتیجہ ہے کہ عقائد صحیحہ اور اسلامیہ کا جو حضرات اکابر ائمہ قرون ثلاثہ کا شعار تھا، تار و پود[1] منتشر ہو گیا۔ اور قاعدہ ہے کہ جب عقائد باطلہ، بدعات سیئہ دل میں جاگزیں ہو جائیں۔ اس کا نتیجہ ضرور یہ ہوا کرتا ہے کہ بزرگان کی نسبت سوءِ ظن پیدا ہو کر دریدہ دہنی تک نوبت پہنچ جاتی ہے جس سے انواع و اقسام کی بےاعتدالیاں پھیل جاتی ہیں۔

ہمارے زمانہ میں تو ہب کا کسی قدر زور ہو گیا ہے، جس سے اولیائے کرام اور ائمۂ عظام کی نسبت مختلف قسم کی نکتہ چینیاں تجویز کی جاتی ہیں۔ نتیجہ یہ کہ روحانی فیضان کا بہ کلی سد باب ہو چکا ہے۔ اسی عدم تقلید پر آئے دن نئے نئے فرقے اسلام میں پیدا ہو رہے ہیں اور بدعقیدگی کی حد ہو چکی ہے۔ ایسے وقت میں علمائے اسلام کا فرض ہے کہ وہ بہ مقتضائے حدیث شریف «لا يزال طائفة من أمتي .الحديث»[2] مفاسد مذکورہ بالا کا قلع قمع کر کے عوام الناس کو غیر مقلدوں اور وہابیوں کے دام سے بچائیں۔

ہمارے مکرم و معظم اور غیرت مند فاضل قاضی فضل احمد صاحب پینشنر لدھیانوی (جو ہمیشہ اسلامی خدمات کے لیے کمر بستہ رہے ہیں) نے اس ضرورت کو بوجہ اتم پورا کر کے تمام اہل سنت والجماعت کو اپنا ممنون بنایا ہے۔ انھوں نے نہایت شرح اور بسط کے ساتھ مخالفین کے دعاوی باطلہ کا رد اور عقائد کا اثبات پوری محنت اور عرق ریزی سے کیا ہے۔ اگرچہ متفرق طور پر بہت سے اصحاب نے ان مسائل پر قبل ازیں بحث کی ہے، مگر حق یہ ہے کہ اس قدر مسائل مجموعی طور پر شاید ہی کسی کتاب میں مندرج ہوں۔ غیر مقلدین اور وہابیوں کو چاہیے کہ انصاف سے پڑھیں اور حق کو قبول کریں اور شکریہ حضرت مولف کا بجالائیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَن يَّشَاۤءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ[3]۔

حررہ خاکسار **اصغر علی روحی**، پروفیسر اسلامیہ کالج، لاہور

---

(۱۹) تقریظ حضرت مولوی محمد عظیم صاحب، منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی اسکول، لاہور

بسم الله الرحمٰن الرَّحيم

الحمد لله رب العٰلمين والصلٰوة والسلام على سيد المرسلين و اٰله الطيبين إلىٰ يوم الدين.

قاضی صاحب کی یہ لاثانی کتاب فرقۂ ضالہ کے عقائد کے اظہار اور ان کے اوہام باطلہ کے قلع قمع میں اپنا نظیر نہیں

---

[1] تار و پود: تانا اور بانا۔

[2] «لا يزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لايضرهم من خذلهم إلى يوم القيامة حتى ياتي أمر الله» یعنی میری امت میں ایک گروہ روزِ قیامت تک دینِ حق کی اعانت کرتا رہے گا اور جو ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے وہ انھیں کچھ نقصان نہ پہنچا سکیں گے، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آجائے گا۔ (دلائل النبوة، ج:۱، ص:۲۲٥)

[3] (پارہ:۱۸، النور: ٢٤، آیت: ٤٦) -- اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے۔ (کنز الایمان)

رکھتی۔ اس وصف میں ان جامع صفات کے ساتھ یہ پہلی تصنیف ہے، جو اللہ تعالیٰ نے محض فضل و کرم سے قاضی صاحب کے دل و دماغ سے اپنی مخلوق کے ایمان کی حفاظت کے لیے اس زمانہ میں ظاہر فرمائی۔ اہل ایمان کو لازم ہے کہ اس آفتاب صداقت کے انوار سے مستفیض ہوکر قاضی صاحب کو مشکور فرمائیں۔ اور اس نعمت سے بہرہ ور ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ جل جلالہ مصنف کے لیے یہ کتاب نجات اخروی کا وسیلہ بنا دے اور قاضی صاحب کو اجر جمیل عطا فرما دے۔ آمین۔

فقیر **محمد عظیم** عفی اللہ عنہ، منشی فاضل مدرس اسلامیہ ہائی اسکول، لاہور

---

(۲۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی جمال الدین صاحب حنفی، نقش بندی، توکلی سابق مدرس انجمن نعمانیہ، حال امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندہ نے کتاب مبارک «انوارِ آفتابِ صداقت» کے اکثر مقامات بغور مطالعہ کیے۔ مصنف علام نے نہایت محنت اور جاں فشانی اور اخلاص سے ردِ فرقۂ نجدیہ کا فرمایا۔ أجاد كل الإجادة فجزاه الله أحسن الجزاء و أطال الله بقائه. آمین۔[1]

میں حرفاً حرفاً ان عقائد میں مصنف علام کا من کل الوجوہ متفق ہوں اور نہایت زور سے ترغیب دیتا ہوں کہ کل علماے اہل سنت والجماعت اس میں متفق ہوں، تا کہ عوام الناس افراد ایسے عقائد باطلہ سے بچ جائیں۔

میں مدت سے منتظر تھا کہ عقائد باطلہ کی کافی تردید ہو۔ اگر چہ ہندوستان میں حضرت احمد رضا خاں مجدد مأۃ حاضرہ نے جامع تردید فرمائی، مگر پنجاب میں عقائد نجدیہ کی تردید احسن طریق پر نہیں ہوئی تھی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر ہے اب ہوگئی۔ كل أمر مرهون بوقته.[2] «وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآىِٕنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ»[3]۔

حررہ **جمال الدین نقش بندی، توکلی،** سابق مدرس نعمانیہ، ساکن کوٹھیاں والہ شیخاں، ضلع گجرات، پنجاب، تحصیل پھالیہ، حال وارد امام مسجد کوچہ میاں سراج الدین، لاہور، مورخہ ۲ شعبان ۱۳۳۸ھ

---

(۲۱) تقریظ حضرت مولانا و بالفضل اولانا مولوی غلام اللہ صاحب قصوری پروفیسر دینیات، چیفس کالج، لاہور۔ مدظلہم

باسمه سبحانه و جل شانه

کتاب «انوارِ آفتابِ صداقت» مولفہ و مصنفہ جناب مولانا مولوی حاجی قاضی فضل احمد صاحب عم فیوضہم کو میں

---

[1] ترجمہ: انھوں نے بہت بہتر اور عمدہ لکھا، اللہ جل شانہ انھیں اس کا بہتر بدلہ دے اور ان کی عمر دراز فرمائے۔ آمین۔

[2] ترجمہ: ہر کام اپنے وقت پر ہوتا ہے۔

[3] (پارہ: ١٤، الحجر: ١٥، آیت: ٢١) ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم اسے نہیں اتارتے مگر ایک معلوم اندازے سے۔ (کنز الایمان)

نے مجملاً نہایت غور سے سنا۔ زمانہ موجودہ میں ایسی مکمل کتاب جس میں ہر ایک مختلف فیہ مسائل کے استدلال درج ہوں اور وہ بھی اصولِ شرعیہ کے مطابق قرآن وحدیث واقوالِ سلف صالحین سے واضح طور پر بیان کیے جاویں، نہایت ضرورت تھی جس کو مولوی صاحب موصوف نے (علی اللہ أجرھم) بہ کمال جاں فشانی وہم دردی اسلامی وخدمت اسلامی مہذبانہ طور پر پایۂ ثبوت کو پہنچایا ہے جس سے ہر ایک مسلمان فائدہ حاصل کرسکتا ہے اور اپنے عقائد کو صحیح بنا سکتا ہے۔

اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ جب تک عقائد کی درستی اور صحت نہ ہو اور انبیاے کرام اور اولیاے عظام اور بزرگانِ دین کی عزت اور قدر دل میں کامل طور پر نہ ہو اس کی کوئی عبادت بھی مقبول نہیں ہوسکتی۔

اگر چہ قبل اس کے علماے اہل سنت والجماعت جزاہم اللہ ایسے عقائد کی تردید فرداً فرداً کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں، مگر اس طرح مجموعی حالت میں لاکر تہذیب کے ساتھ ہر ایک کا جواب دینا، یہ حصہ حضرت قاضی صاحب موصوف ہی کا ہے۔ جزاهم الله خير الجزاء.

أنا الراجي إلى رحمة الله فقير **غلام الله**

الحنفي مذهباً ،والقصوري مسكناً، و النقش بندی، المجددی طريقةً، پروفیسر دینیات، چیف کالج، لاہور

تقاریظ حضرات علماے کرام امرتسر

---

(۲۲) تقریظ حضرت مولانا وبالعلم اولانا مولوی غلام احمد صاحب اخگر

بسم الله الرحمٰن الرحيم

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الكريم

رسولِ اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع حاصل کر کے خبر دے دی تھی کہ قرن الشیطان نجد سے طلوع ہوگا۔[۱] چناں چہ ہوگیا۔ اور بدقسمتی سے ہمارا ملک ہندوستان بہ ذریعہ اسماعیل دہلوی کے اس فتنہ کے لیے مخصوص ہوگیا۔ اس جماعت کے دو فریق ہوگئے، ایک فریق تو کھلم کھلا غیر مقلد ہوگیا اور دوسرا فریق اگر چہ تمام اصولِ وہابیہ کا عامل رہا، مگر بہ ظاہر اپنے آپ کو حنفی ظاہر کرنے لگا۔ اس کی منافقانہ تعلیم سے ہندوستان کے عوام دھوکے میں آگئے، کیوں کہ حنفیت کے لباس میں ان لوگوں نے مسلمانوں کو گم راہ کرنا شروع کیا تھا۔ اس گروہِ ضالہ کے مسائل کفریہ کے رد میں علماے اسلام نے کوشش فرمائی، مگر کوئی جامع کتاب اب تک ایسی تصنیف نہیں ہوئی تھی جو تمام مسائل کفریہ وہابیہ کے رد میں جامع ہو۔ اس ضرورت کو ہمارے مکرم مولانا

---

[۱] ترجمہ: چناں چہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ «نجد میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطان کا گروہ پیدا ہوگا» تفصیل کے لیے دیکھیے: صحيح البخاري، باب ما قيل في الزلازل۔

قاضی فضل احمد صاحب پنشنر کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے پورا کیا اور کتاب «انوارِ آفتابِ صداقت» تصنیف فرمائی۔

اس کتاب کو میں نے بہ نظرِ عمیق دیکھا، کتاب کیا ہے ایک خزانہ ہے، جس میں وہابیہ دیوبندیہ کے تمام عقائد باطلہ کفریہ کا بالتفصیل بیان ہے اور ہر ایک عقیدہ کے بیان کے بعد دلائل قرآنیہ واحادیث واقوال بزرگانِ دین سے رد کیا ہے۔

بعض دیوبندی وہابی کسی عقیدہ سے انکار بھی کر دیا کرتے ہیں اور کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہم پر افترا ہے۔ قاضی صاحب نے ہر ایک عقیدہ کو ان کی کتب وفتاویٰ وغیرہ سے نقل کر کے حوالہ دے دیا ہے، تاکہ کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے۔

اہلِ اسلام کے پاس یہ کتاب ایک زبردست ہتھیار ہوگا جو اس طائفۂ طاغیہ[1] کے دانت توڑنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتا۔ جن لوگوں کے پاس یہ کتاب ہوگی وہ نہ صرف ان کے عقائد ومکائد[2] سے کما حقہ واقف ہو جائیں گے، بلکہ ان کے عقائد باطلہ کا بڑے زور وشور سے رد کر سکیں گے۔

الغرض اس کتاب نے اردو علم وادب وعلم مناظرہ میں ایک جدید اور قیمتی اضافہ کیا، جس کے لیے ہمیں قاضی صاحب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرنا چاہیے کہ انھوں نے اپنی خداداد قابلیت سے بڑی جاں فشانی اور محنتِ شاقہ کو گوارا فرما کر یہ کتاب تصنیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور ان کی ہمت میں اور زیادہ برکت عطا فرما دے۔

ہمارے نزدیک قاضی صاحب مبارک باد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام ان ہی کے حصہ میں رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو قبول فرمائے اور اس کی برکت سے لوگوں کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور لوگوں کے قلوب کو روشن کرنے میں یہ «انوارِ آفتابِ صداقت» اسم بامسمیٰ ثابت ہو۔ آمین۔

تصنیفات تو عام طور پر ہوا کرتی ہیں، مگر کسی نہ کسی بزرگ کو کچھ اختلاف ہوا کرتا ہے، لیکن «انوارِ آفتابِ صداقت» میں یہ خوبی ہے کہ علمائے کرام وصوفیۂ عظام نے بالاتفاق اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا۔ قاضی صاحب موصوف کے لیے یہ ایک ایسی کامیابی ہے جو کسی دوسرے کو نصیب نہیں ہو سکی۔ و اٰخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمین.

وأنا المفتقر إلى رحمة ربه الأحد **غلام أحمد** (عافاه الله و أيد) الأمرتسري وطناً

والسني الحنفي مذهباً، والنقش بندي، المجددي، النوري، الجماعتي طريقةً

---

(۲۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی محبوب احمد، المعروف خیر شاہ حنفی، نقش بندی، مجددی، امرتسری الملقب میر واعظ مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ بات اہلِ علم پر بخوبی واضح ہے کہ جس طرح تمام دنیا میں تین رُبع[3] حنفی ہیں، اور ایک ربع باقی سب مذاہب۔ اسی

---

[1] طائفۂ طاغیہ: سرکش گروہ۔ [2] مکائد: مکروفریب، دھوکے۔
[3] تین رُبع: تین چوتھائی (۳/۴)

طرح یہ بات بھی علم میں ہے کہ سارے ہندوستان کے مسلمانوں میں تین ربع سے زیادہ حنفی مسلمان تھے اور ایک ربع سے کم شیعہ آباد تھے۔ بارہ صدی کے بعد ہندوستان میں فرقۂ وہابیہ نمودار ہوا[1] ان سے بچنے کے لیے مسلمانوں نے بہت سا سامان کیا اور ہر طرح سے محفوظ رہنے کی امیدیں حاصل ہونے لگیں، مگر افسوس کہ بدقسمتی سے ایک گروہ درمیان میں پیدا ہو گیا جس پر کوئی ظاہری اطلاق وہابیت کا وارد نہ ہو سکا، کیوں کہ ان کے عقائد سے جس طرح اہلِ سنت کی تائید ہوتی ہے، اس سے صدہا درجہ بڑھ کر وہابیہ کو قوت ہوتی ہے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ اس گروہ کے وجود سے وہابیہ کو بالکل آرام ہو گیا۔ وہابیہ تو خاموش ہو گئے، مگر ان کی تائید کے لیے حضرات دیو بندیہ نے نہایت ہی جاں فشانی سے جھنڈا کھڑا کیا۔ اس پر لطف یہ ہے کہ نام وہی حنفی، جس طرح محمد بن عبدالوہاب نجدی نقلی حنبلی کہلاتا تھا۔

وہابی ہمیشہ یہ کہا کرتے ہیں کہ مسائل اعتقادیہ میں ہمارا تمھارا جھگڑا نہیں، بلکہ تمھارے دیو بندی حنفی بھی بڑے زور سے ہمارے ساتھ ہیں۔ مثلاً امکانِ کذب باری تعالیٰ و امکان نظیر رسول اللہ ﷺ و عدم جواز میلاد شریف، وعلمِ غیب رسول اللہ ﷺ، نذر و نیاز و استمداد اولیاء اللہ و اعراسِ اہل اللہ، بلکہ «لا إله إلا الله أشرف علي رسول الله» کہنے کو تو برا نہ مانا گیا[2] اور شیطان کو عالم الغیب مانا گیا[3]۔ مگر حضور علیہ السلام کے متعلق اعتقادات ایمانیہ کو ان لوگوں نے کفر قرار دیا[4]۔ ہر چند اہل سنت نے عرباً و عجماً دیوبندیہ کے عقائد پر کفر کا فتویٰ دیا، مگر افسوس یہ لوگ اپنی روش سے باز نہ آئے۔ یہ فرقہ فرقۂ دیوبندیہ کے نام سے موسوم ہے عام اس سے کہ اس کے ارکان تھانہ میں رہتے ہوں یا نانوتہ میں، گنگوہ میں رہتے ہوں یا انبیٹھ میں۔

ہمیں ان کی ذاتیات سے کوئی تعلق نہیں، صرف مسلمانوں کو ان کے اعتقاداتِ کفریہ سے بچانا مقصود ہے۔ چناں چہ ناظرین کو کتاب «انوار آفتابِ صداقت» مصنفہ جناب مولانا مولوی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر صاحب پنشنر لدھیانہ کے مطالعہ سے یہ امر روشن ہوگا۔

فقیر محبوب احمد، المعروف خیر شاہ حنفی، نقش بندی، مجددی، امرتسری (الملقب میر واعظ)

تقاریظ علماے کرام قصور، ضلع لاہور

---

(۲۴) تقریظ حضرت مولانا فاضل مولوی عبدالرحمٰن صاحب خلف الرشید حضرت جامع علوم معقول ومنقول فاصل تحریر مولانا مولوی غلام دست گیر رحمۃ اللہ علیہ، قصور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ألحمد لله رب العٰلمين قامع أبنية المتهمين الدجالين الكذابين والصلوٰة والسلام على من جعله

---

[1] وہابیوں کے تاریخی حالات اس کتاب کے باب بست و دوم میں ملاحظہ فرمائیں۔

[2] تفصیل کے لیے دیکھیے: رسالہ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۶ھ، ص: ۳۵، اور برہان دہلی، فروری ۱۹۵۲ء، ص: ۱۰۷۔

[3] تفصیل کے لیے دیکھیے: براہین قاطعہ، مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، ص: ۵۱۔

[4] تفصیل کے لیے دیکھیے: تقویۃ الایمان، از: مولوی اسماعیل دہلوی اور فتاویٰ رشیدیہ، جلد دوم وسوم۔

رحمة للعٰلمين وأعطاه أخبار المغيبات على اطلاع الضالين المضلين للمؤمنين المتأدبين و على اٰله الطٰهرين قامعي أساس الملحدين المرتدين.أما بعد!

اس زمانِ فتن نشان میں جیسا کہ حضرت سرورِ کائنات، اغزر المعلومات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات نے اخبار فرمائی تھی: «يكون في اٰخر الزمان دجالون كذابون ياتونكم من الأحاديث مالم تسمعوا أنتم ولا اٰباؤكم. الحديث»[1] سب کچھ ظاہر ہورہا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین ہے، ویسے ہی ہمارے نبی اکرم ﷺ اس کی تعلیم کے سبب سب مغیبات کے علوم میں سچے ہیں، اور سچی خبریں دے رہے ہیں۔

الحمد للہ والمنۃ کہ اس فتنوں والے زمانہ میں ملحدین مرتدین کے ہفوات رد یہ کے رد کرنے والے موجود ہیں۔ یہ ہیچ مدان، غلام ایرمان[2] حضرت محبوب یزدان، کم ترین متأدبان، ابو المبارک محمد عبد الرحمٰن عفا عنه المنان وكان له الديان و حفظهٔ عن أهل فتن الزمان خلف لوذعي كبير السقطري الشهير بالفضل الغزير، الالمعي المولوي ابی عبد الرحمٰن غلام دستگیر رحمه الله النصير اگرچہ اپنے قبلہ گاہ اعلیٰ جاہ کی وفات کے بعد اہل فتن کے شرور سے بہت ہی مضطرب تھا، مگر قدیر مطلق کے افضال کا نہایت ہی شکر گزار ہے کہ اپنے والد ماجد کی جگہ پر قائم ہونے والے اور ان کے دلی رفیق مرضی ومقبول رب احد حضرت قاضی فضل احمد صاحب سلمہ الواہب ذو المواہب کو دیکھ رہا ہے۔ الحمد للہ المعبود الودود علیٰ ذلک الکرم والجود۔

اللہ تعالیٰ اپنے حبیب اکرم ﷺ اور سب مقابیل علیہم الرحمہ کی حرمت سے ان کی سعی بلیغ کو مشکور اور ان کو ماجور فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حررہ فقیر **ابو المبارک محمد عبد الرحمٰن قصوری** عفا اللہ عنہ

---

(۲۵) تقریظ حضرت مولانا وبالفضل والعلم اولانا سید عبد الحق شاہ صاحب ہمدانی، قصوری

بسم الله الرحمٰن الرحيم

سبحانه ما أعظم شانه يضل من يشاء ويهدى من يشاء والصلوٰة والسلام على من شيَّد الإيمان و رفع بنيانه مبشرا ونذيرا و داعيا إلى الله و على اٰله وأصحابه الذين أيدوا الإسلام وإيقانه يبتغون فضلا من الله ورضوانه.

---

[1] (صحيح مسلم، مقدمه، باب النهي عن الرواية عن الضعفاء، حديث: ١٦) ترجمہ: اخیر زمانہ میں کچھ دجال وکذاب ہوں گے جو تمھارے پاس ایسی حدیثیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں اور نہ تمہارے آباواجداد نے سنیں۔

[2] ایرمان: کسی کا طفیلی۔

امابعد! مدت سے اہل اسلام میں تشتّت وتفتّت[۱] شروع ہے اورمخالفین تماشہ بیں ہیں، اپنے گریباں میں نظرنہیں کی جاتی۔ اہل حق کی مخالفت پرخود بینی[۲] غرور، اغواے شیطانی سے روزافزوں[۳] زور ہے۔ یا أرحم الراحمین و یادلیل المتحیرین دلنا بحرمة من جعلته رحمة للعالمین[۴]

جب ادلۂ اربعہ سے ائمۂ اربعہ اعتقادات وعملیات کا ثبوت نہایت درجہ تک اجتہاد مجتہدانہ سے پہنچا چکے۔ اورتمام اہل عقل ونقل واصحاب کشف نے اس بارے میں آمنا و صدقنا کی صدا بلند کردی ہے تو یہ خواہ مخواہ اسلامی دنیا میں شور و غل برپا کرنا، ایک ہی گھر، ایک طریق کے ہوکر بے گناہوں کی طرح آپس میں خانہ جنگی کرنا کیا ہے۔ باہم بیٹھ کر غرور کو مٹا کر توفیق ہدایت اللہ ہادی سے مانگ کر تماش بینوں سے علیحدہ کیوں تصفیہ نہیں کیا جاتا۔

کیا وہ معتقدات ومعمولات جن پر ادلۂ اربعہ سے ائمۂ اربعہ اورسلف سے خلف تک کاربند ہوں۔ قابل اختلاف ہوسکتے ہیں؟ ہرگزنہیں۔ ایسے بے جا اختلاف میں اپنی تضییع اوقات اور دوسرے عزیز اسلامی برادروں کی کرنی سخت گم راہی اور بے جا کارروائی نہیں تو اور کیا ہے: «اللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ[۵]»

چندروزہ دنیا کی زندگی معبود حقیقی اورافضل الرسل تحقیقی کی اتباع میں بسر کرنا کیوں غنیمت نہیں سمجھا جاتا۔ افسوس اہل حق کو مشاغل ضروریہ عبادات ومعاملات کے استغراق سے اہل شر کے جواب دینے پر بحکم اللہ ورسولہ تکلیفات کا متحمل بنانا بہت نازیبا ہے۔

نسخہ «انوارآفتاب صداقت» مولفہ جناب حاجی قاضی فضل احمد صاحب جو مطالعہ میں آیا مکرم موصوف کی محنت اور جاں فشانی اورتحقیق عجیب وغریب پر دل سے ہزاروں آفرین کی صدا برآئی۔

اللہ کریم کی مخلوق میں اگر اہل شر کا وجود ہے تو اہل اصلاح کا پرزور ہاتھ ماحی شر بھی غالب ظہور میں آجاتا ہے۔ «انوارآفتاب صداقت» کی جواب دہی نے ظلمات اشرار کو اس طرح غرقاب فنا کیا ہے کہ سر نکالنے کی جرأت نابود کردی۔

اللہ کریم رحیم جناب موصوف کو جزاے خیرعطا فرما کر شادمانی دوجہانی سے سرفرازی بخشے، آمین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ.

حررہ **سید عبدالحق شاہ ہمدانی، قصوری**

تقاریظ علماے کرام کشمیر

(۲۶) تقریظ حضرت مولانا مولوی سید محمد بن سید غیاث الدین، المفتی والواعظ الکشمیری، شاہ آبادی المعروف بہ سید میر جی شاہ (مقام علی پور سیداں، ضلع سیال کوٹ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

---

[۱] تشتت: پراگندگی، پریشانی۔ تفتت: ریزہ ریزہ ہونا۔ [۲] خود بین: تکبّر، گھمنڈ۔ [۳] روز افزوں: آئے دن زیادہ۔

[۴] ترجمہ: اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے، اوراے حیران وپریشان انسانوں کو راستہ بتانے والے، اپنے محبوب کے صدقہ وطفیل جنھیں تونے سارے جہان کے لیے رحمت بنایا ہے، ہماری رہ نمائی فرما۔

[۵] ترجمہ: اے اللہ! توہمیں سیدھا راستہ چلا۔

الحمد لله الذي جعلنا من الناصحين وأفهمنا من علوم العلماء الراسخين والصلوٰة والسلام علىٰ من نسخ دينه أديان الكفر والطاغين وعلىٰ اٰله وأصحابه الذين كانوا يتمسكون بشريعته صالحين.

و بعد فيقول البائس الفقير إلى رحمة ربه القدير السيد محمد بن السيد غياث الدين المعروف بـ مير جي شاه الحنفي مذهباً والقادري النقش بندي مشربا المفتي الواعظ الشاه اٰبادي الكشميري أكرمه الله بلفظه و كرمه قد رأيت وطالعت الكتاب «انوار آفتاب صداقت»وهو كتاب الحاج القاضي فضل أحمد اللوديانوي بنظر عميق فرأيته مملوءً من الأيات والبينات والأحاديث المباركة من رد أقاويل أهل الضالة والمبتدعين الوهابية والديوبندية الذين ينتحلون اتباع المذهب الحنفي فعلى المسلمين أن يلاقوه بالقبول ويدخروه ليوم الجزاء جزى الله المصنف عنا خير الجزاء ووفقنا وإياه لما يحب ويرضىٰ وما علينا إلا البلاغ.

أنا العبد الفقير **سيد محمد بن غياث الدين** المفتي الواعظ الكشميري الشاه اٰبادي المعروف بسيد مير جي شاه عفي عنه.

ترجمہ: تمام تعریفیں ثابت اس اللہ کے لیے جس نے ہم لوگوں کو نصیحت کرنے والوں سے بنایا اور ہمیں علماے راسخین کے علوم سے سمجھایا، اور درود و سلام اس نبی پر جس کا دین کافروں اور سرکشوں کے دینوں کو منسوخ کرنے والا ہوا۔ اور ان کے آل اور اصحاب پر جو دین کی باتوں کے لینے میں نیک نیت تھے۔

اس کے بعد کہتا ہے عاجز فقیر طرف رب قدیر کی رحمت کے سید محمد بن سید غیاث الدین المعروف بہ میر جی شاہ جو حنفی ہے مذہب میں، اور قادری نقش بندی ہے مشرب میں، اور مفتی واعظ شاہ آباد کشمیر کا۔ عزت دے اللہ اس کو اپنے لطف اور کرم سے۔ کہ میں نے البتہ تحقیق دیکھا اور مطالعہ کیا کتاب «انوار آفتاب صداقت» کو۔ اور وہ (ایسی کتاب ہے جس کا دوسرا سرمہ زمانہ کی آنکھ نے نہیں دیکھا) مولانا مکرم حاوی فروع واصول حاجی قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی کی تصنیف ہے۔ نظر عمیق سے دیکھا۔ پس میں نے دیکھا اس کو بھری ہوئی ہے آیات بینات اور احادیث مبارکہ سے گمراہ اور مبتدع فرقوں کے اقوال کے رد میں جو وہابیہ دیوبندیہ ہیں، جو جھوٹ موٹ اپنے آپ کو حنفی مذہب کے اتباع والے بتاتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو لازم ہے کہ اس کتاب کو قبولیت سے لیویں اور قیامت کے دن کی جزا کی امید رکھیں۔ اللہ تعالیٰ مصنف کو جزا دے اور اچھی جزا دے اور ہمیں اور ان کو اس چیز کی توفیق دے جس سے وہ محبت رکھے اور راضی ہو اور نہیں مجھ پر مگر پہنچانا۔

*میں ہوں عبد فقیر **سید محمد بن سید غیاث الدین** مفتی واعظ شاہ آبادی کشمیری معروف بہ سید میر جی شاہ۔*

---

(۲۷) تقریظ حضرت مولانا الصوفی سید میر عطاء اللہ شاہ بخاری، سجادہ نشین، قصبہ کریزی شریف، کشمیر (نزیل بہ مقام راولپنڈی، پنجاب صدر)

بسم الله ومن يتوكل على الله

نحمده ونصلي على سيد المرسلين مفخر الأولين والآخرين و عالم الأسرار الخفية من رب العالمين.

قد نظرت في الكتاب «انوار آفتاب صداقت» الكل صحيح صريح لا ريب فيه. جزیٰ الله المصنف أحسن الجزاء في الدارين.[١]

حرره **السيد مير عطاء الله شاه البخارى** نسباً، الحنفي مذهبا، القادري، النقش بنديمشربا، المتوطن في القصبة الكريزي الشريفة، سجاده نشين. عفي عنه.

تقاریظ علماے کرام ضلع ہزارہ

---

(٢٨) تقریظ حضرت مولانا الفاضل مولوی محمد فیروز الدین صاحب قاضی القضاۃ درویش تحصیل ہری پور، ضلع ہزارہ، مدظلہ

الحمد لله الذي تعالىٰ ذاته عن سمات النقص خصوصا عن الكذب والعجز والنسيان، و شمل قدرته لكل ما هو صالح له هو نوع الإمكان، والصلوٰة والسلام على جميع الأنبياء خصوصاً على من هو مختص بعلم مايكون وما كان، ومنزّه ذاته عما ينسب إليه الجهلة مما لايليق بعظمته والشان، وعلىٰ اٰله وأصحابه و علماء أمته الذين ناظروا الجهال باللسان والسنان والفرقان.

أما بعد! فقد رأيت هذا الكتاب النفيس فيه هداية لكل شريف وخسيس وانتباه على عقائد النجدية، والاسمٰعيلية، والديوبندية، و إيقاظ لقلوب الغافلين عن مكائدهم الخبيثة كيف لا وقد صنّفه إمام المناظرين، مرجع الهداية واليقين، مركز دائرة تحقيق، منطقة كرة تدقيق، صاحب التصانيف الكثيرة، ناصر السنة، قامع البدعة، حافظ أهل الإسلام عن ضلالات القادياني والمرزائية، مولانا وبالفضل والكمال أولانا، المولى الصدر القاضي محمد فضل أحمد الصاحب جزاه الله تبارك و تعالىٰ عني و عن سائر أهل الإسلام خير الجزاء صلى الله تعالىٰ على خير خلقه رسول الثلقين و علىٰ اٰله و أصحابه أجمعين.[٢]

حرره المسكين **محمد فيروز الدين** عفي عنه (درويش ضلع هزاره)

---

[١] ترجمہ: میں نے یہ کتاب «انوار آفتاب صداقت» دیکھی، پوری کتاب صحیح اور صریح ہے اس میں شک وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ مصنف کو دنیا وآخرت میں بہتر بدلہ عطا فرمائے۔

[٢] ترجمہ: امابعد! میں نے یہ عمدہ کتاب دیکھی، اس میں ہر شریف وخسیس اور فرقۂ خبیثہ کے لیے ہدایت کا سامان ہے۔ اور کیوں نہ ہو جب کہ اس کے مصنف مناظروں کے امام، ہدایت ویقین کے مرجع، دائرۂ تحقیق کے مرکز، کرۂ تدقیق کے محور، صاحب تصانیف کثیرہ، حامی سنت، ماحی بدعت اور اہل اسلام کو فرقۂ قادیانیہ ومرزائیہ کی گمراہیوں سے بچانے والے، صاحب فضل وکمال حضرت علامہ ومولانا قاضی محمد فضل احمد صاحب ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ انھیں میری جانب سے اور تمام مسلمانوں کی جانب سے بہتر بدلہ عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوق میں سب سے بہتر، جن وانس کے رسول اور ان کی آل اور تمام اصحاب پر رحمت نازل فرمائے۔

(۲۹) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد فضل حق، خلف الصدق حضرت مولانا قاضی القضاۃ مولوی فیض عالم علیہ الرحمہ، درویش ضلع ہزارہ، ابقاہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذي هدانا وكفى والصلوٰة والسلام علىٰ سيد الأنبياء الذي فاق علىٰ جميع الخلائق وعلىٰ. أما بعد!

کتاب مزین بالسنۃ والفرقان الموسومہ بہ «انوارآفتاب صداقت» میری نظر سے گزری۔ تردید عقائد وہابیہ اسماعیلیہ میں بے نظیر پائی۔ اللہ جل شانہ تبارک وتعالیٰ مصنف دام فیضہ کو اجر دارین عنایت فرمائے اور آئندہ بھی ہدایت خلق اللہ کے لیے ان کو توفیق عنایت فرمائے۔

حررہ العبد **محمد فضل حق** ابن مولانا الصدر المعظم، قاضی القضاۃ ہزارہ
مولانا المولوی حاجی محمد فیض عالم صاحب مرحوم، درویش ضلع ہزارہ۔

---

(۳۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب، حیدرآبادی

بندۂ ناچیز جناب قاضی صاحب کی کتاب «انوارآفتاب صداقت» جو پیاری لاجواب واسطے اہل سنت والجماعت کے تصنیف فرمائی ہے تصدیق کرتا ہے۔ خداوند عالم جناب مصنف صاحب کے فیض سے علی العموم برادران اہل اسلام کو مستفید کرے۔ آمین۔

حررہ خادم نقش بندی **شیخ محمد عبداللہ**، حیدرآبادی، عفی اللہ عنہ
اندرون دروازہ قاضی پورہ، کمسن گراں عقب مسجد۔

(۳۱) تقریظ حضرت مولانا وبالعلم والفضل اولانا صوفی صافی سلطان اولیا مولوی مفتی غلام محمد صاحب سہروردی، شہابی، بھالی نواں شہری، ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الحنان المنان ذي الفضل والإحسان والامتنان، مبين البيان، ملهم الجان والجنان، رازق أهل الخير والطغيان، جاعل الزمان والمكان، باسط الأرض بالأركان، فاطر السماء، باشد البنيان ونحمده على القلب واللسان ونشكره في كل حال وزمان ونشهد أن لا إلٰه إلا الله وحده لاشريك له شهادةً فاصلة بين أهل الجنة والنيران ووسيلة موصلةً إلىٰ لقاء الرحمٰن ونشهد أن سيدنا محمداً عبده و رسوله ويشفع لأصحاب الجرم والعصيان ومقبول الشفاعة عند السبحان صلى الله عليه وسلم.

أما بعد! فقد طالعت هذا الكتاب يعني "انوار آفتاب صداقت" مصنفه العالم المحقق والصوفی المدقق المسمى فضل أحمد الملقب القاضی بعهده كورٹ انسپکٹر پنشنر ساكن لودهيانه فجزاه الله جزاءً كاملاً وفضلاً شاملا فوجدت أعلیٰ الرد للفرقة الوهابية الديوبندية التي يطعنون علیٰ المجتهدين المومنين المتقدمين رحمهم الله كالإمام جلال الدين السيوطی والعلامه طغربك الحنفي الدمشقي و زبدة القراء العلامة شمس الدين الجزري مصنف حصن حصين ، والإمام محي الدين نووي شارح مسلم و شيخ علامه أبو شامه و إمام المحدثين شيخ ابن حجر و علامه ناصر الدين و شيخ ملا علي قاري و شهاب الدين قسطلاني أبو سعيد بوراني و معدن العلم شيخ بوراني و علیٰ مصنف سيرت حلبي و صاحب سيرت شامي و إمام أبو الخير سخاوي و ناظم گوهر إمام برزنجي و حضرت أبوزرعہ عراقي و شيخ أبوبكر و شيخ أبو الحسن ابن فضل و شيخ صالح جمال همداني و علامه أحمد بن محمد مدني و شيخ علامه عرب مزوري و صاحب لمجمع البحار و حافظ شمس الدين محمد دمشقي و شيخ عبد الله فاضل أنصاري و أبو جعفر مسمى نصير الدين و فاضل نصير الدين و حافظ عماد الدين ابن كثير و شيخ جمال الدين مبارك و شيخ أبو طيب علامه صدر الدين شافعي و علامه محمد رفاعي و مفسر أفندي إسماعيل و زين الدين سيد مرشد همايون بادشاه و شيخ عبد الحق محدث دهلوي و حضرت شاه ولي الله محدث دهلوي مع جدهم رحمهم الله تعالیٰ و قول الخصم فی ما خصم قولا سوء وجد الإفتاء والتعمل على عمل مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم وهكذا في مسائل أخرى. فقط.

الراقم الآثم المفتقر إلى الله الصمد فقير **غلام محمد**، حنفی، سہروردی، شہابی، بھالی نواں شہری، ضلع جالندھر۔

---

(۳۲) تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالفرید خوشی محمد صاحب، حنفی، نقش بندی، امام وخطیب جامع مسجد، جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں نے اس کتاب «انوارآفتابِ صداقت» لاجواب کو ملاحظہ کیا، بے شک اسم بامسمیٰ پایا۔ اگر چہ علمائے ذوی الکرام کی تقاریظ کافی سے زیادہ ہوچکی ہیں اور ان کی نظروں میں یہ کتاب مقبول ہوچکی ہے۔ فقیر اپنے آپ کو اس قابل نہیں سمجھتا کہ زمرۂ علمائے کرام میں بہ حیثیت ایک مقرظ کے شمار ہو، لیکن بہ حسنِ ظنِ مصنفِ موصوف اپنے ناقص خیالات کا اظہار کرتا ہوں۔ اختلاف پر فرقہ دیوبندیہ وغیر دیوبندیہ کا امتیاز عوام پر تو درکنار خواص پر بھی مشکل تھا۔ چناں چہ فقیر کو بھی زمانۂ طالب علمی میں ایک مدت تک ان ہی مسائل کی ناواقفی کی وجہ سے اس فرقہ کے ساتھ حسن ظن رہا تھا۔ لیکن مدرسۂ دیوبند کے چند ایک طلبہ کے بے ادبانہ گفتگو سے ان کے حالات باطنہ کی واقفی ہوئی۔ اور ان کے اکابرین کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے اس فرقہ کے عقائد باطلہ کی اچھی طرح قلعی کھل گئی، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے راہ راست دکھائی۔ الحمد للہ علیٰ منتہٖ

مدت سے یہ خیال بھی تھا کہ کوئی صاحب ان مسائل پر محققانہ تفصیل کے ساتھ بحث کریں اور اس کو تحریر میں لائیں تا کہ عوام امت بھی ان کے پنجۂ ضلالت سے نجات پائیں۔ سوالحمدللہ کہ یہ کام ازل میں مکرم جناب قاضی صاحب موصوف کے نام تحریر ہو چکا تھا۔ اس لیے قاضی صاحب نے نہایت عرق ریزی سے ان مسائل کو بہ دلائل عقل ونقل کما حقہ ثابت کر دکھلایا۔ اور فرقۂ دیوبندیہ وہابیہ کی برسوں کی خفیہ خباثت کو ایسا ظاہر کیا کہ مزید برآں ممکن نہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء في الدارین۔ آمین۔

فقیر (ابوالفرید) **خوشی محمد** عفی عنہ، حنفی، نقش بندی، خطیب مسجد کیمپ، جالندھر

جو ہے خوشی خدا کی وہ ہے خوشی محمد ذی قعدہ ۱۳۳۸ھ

---

(۳۳) تقریظ حضرت مولانا مولوی مفتی سید محمد حنیف صاحب، حنفی، چشتی سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ، نکودر، ضلع جالندھر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

انوار آفتاب صداقت ہوئی طلوع — اب مردنی سی چہرۂ دشمن پہ چھا گئی

کہتے ہیں اہل حق یہ مخالف کو دیکھ کر — اے نجدیان ہند! قیامت ہے آ گئی

یہ کتاب جو "انوار آفتاب صداقت" کے نام سے ظلمت کدۂ عالم پر آفتاب بن کر ضوفگن ہونے کو ہے اور جس کے مضامین کی بلند پروازی مصنف کے زور تخیل کی رہین منت ہے اس قابل ہے کہ اس کو اختلافی مسائل میں حکم دے کر عمل پیرا ہوں۔

اس نیاز مند نے مختلف مقامات سے اس کو دیکھا اور موافق عقائد وعمل اہل حق پایا۔ یہ اس کا مخصوص فضل ہے جس نے عالی جناب قاضی صاحب کو اس سعادت عظمیٰ کے لیے منتخب فرمایا۔

فضل احمد نے لکھی فضل محمد سے کتاب — کیسے باریک مضامین ہیں اللہ اللہ

حررہ فقیر سید **محمد حنیف چشتی**

سجادہ نشین درگاہ حضرت شاہ امانت علی قدس سرہ، خطیب جامع مسجد ومفتی نکودر۔ ۱۲/اگست ۱۹۲۰ء

تقاریظ علماے کرام ہندوستان

---

(۳۴) تقریظ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، رفیع الدرجت، مجدد مأۃ حاضرہ، موید ملت طاہرہ، حضور پرنور حافظ قاری حاجی مولانا وبالعلم والفضل اولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قادری دام ظلہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ألحمد لله الذي فضل أحمد على العٰلمين جميعًا، وأقامه يوم القيٰمة للمذنبين شفيعًا، وبعثه رحمة

للعٰلمین، فکان فضل أحمد ملاذا للائذین ومعاذا للعائذین فی الدنیا و یوم الدین، فمن لاذبه فقد لاذ بملاذ کریم، و من عاذبه فقد عاذ بمعاذ عظیم، و من جاد عنه فقد باد وحاد إلی نار جهنم و بئس المهاد، و صلی الله تعالیٰ وسلم علیٰ هٰذا الحبیب المصطفیٰ و الشفیع الرفیع المرتجیٰ ، و علیٰ آله و صحبه و ابنه و حزبه دائما أبد الآبدین، و سرمدا دهر الداهرین، و لعن الکفرة التبابیة، خصوصاً النجدیة الوهابیة، لا سیما الشیطانیة الکذابیة، فانهم بعدا لهم وسحقا أعداء الله و رسوله حقا، بملأ فیهم یسبون الله والرسول، ویقولون في أنفسم لولا یعذبنا الله بما نقول، حسبهم جهنم یصلون فبئس المصیر، لا یعجزون الله مهربا والله بما یعملون بصیر.

فقیر غفرلہ المولی القدیر نے مولانا المکرم ، ذی اللطف والکرم ، حامی سنت ، ماحی بدعت ، راشد ارشد ، مولوی قاضی فضل احمد أیّده الله بفضل أحمد صلی الله تعالیٰ علیه وسلم و کرّم و مجّد کی یہ کتاب «انوار آفتابِ صداقت» خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب سنی ۔ ان کے ثبات علی الیقین وصلابت فی الدین واعانت مہتدین واہانت مفسدین پر حمد الٰہی بجالایا وللہ الحمد في الأولیٰ والآخرة هو أهل التقویٰ و أهل المغفرة، جعل الله سعیه مشکورا و ذنبه مغفورا وعدوَّه في الدین مقهورا، ولقي السنة نضرة وسروراً، ورزقهم في الدارین فضلا و نورا، وجعل الوهابیة قوماً بورا، وجعل مکائدَهم هباءً منثورا.

یہ کتاب اکثر مسائل متنازع فیہا کی جامع اور اصول وفروع وہابیت کی قامع ہے کأنه علی الوهابیة سقر لاتبقی ولا تذر جمع فأوعی، واستقصی فما أبقی من غث ولا سمین، ولا رخیص ولا ثمین.

انصاف خیر الاوصاف ہے، اگر وہ پیشِ نظر ہو تو راہ صاف ہے ۔ مردود پر سَو رَدّ کیے جائیں اور ایک ہی لاجواب ہے تو اسی قدر کافی ۔ اعتراض مطرود کے سو جواب دیے جائیں اور ایک ہی قاطع ہو تو اتنا ہی وافی ، نہ کہ جہاں قواطع وافر ، لوامع متکاثر ۔ اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح امام بخاری علیہ رحمۃ الباری ہے، اس کے بھی شواہد ومتابعات میں نہ التزامِ اصول ، نہ تراجم وتعلیقات میں مراعات شرط موصول ، تو سخت بے انصافی ہوگی اگر کہیں کہیں سے کچھ زوائد یا نوازل لے کر ان پر الٹے سیدھے اعتراض کریں اور اس کا نام جواب رکھیں ، بلکہ کل کلام سے گلوکشاں ہوں تو عہدہ برآ ہوں ۔ و أنّٰی لهم ذٰلک والله لا یهدي الوهابیة إلا إلی طریق المهالک.

فقیر اپنے تمام اخوان اہل سنت اور بالخصوص برادرانِ طریقت سے اس کتاب کی سفارشِ خیر کرتا ہے ۔ ومن یشفع شفاعة حسنة یکن له نصیب منها، رزقنا الله شفاعة المصطفیٰ في الأولیٰ والأخریٰ یوم القضاء، صلی الله تعالیٰ علیه و اٰله و صحبه و أحمد رضا آمین. والحمد لله رب العٰلمین.

قاله بفمه و أمر برقمه العبد الفقیر **أحمد رضا القادري** البریلوي

كان الله له و حقق أمله و صانه عن شر كل غبي و غوي لأربع بقين من صفر المظفر ،سنة تسع و ثلثين و ألف و ثلاث مأة من هجرة من به الظفر ، صلى الله تعالىٰ و سلم عليه و من أمته جميعا عفا و غفر ،أمين.

مہر مدرسہ اہل سنت و جماعت بریلی	مہر محمد رضا خاں قادری عرف محمد عبد الرحمٰن
مہر عبد المصطفیٰ احمد رضا خاں قادری	مہر مصطفیٰ رضا خاں قادری آل الرحمٰن محمد عرف ابو البرکات محی الدین جیلانی
	مہر محمد عبد اللہ السنی الحنفی القادری الرضوی

---

(۳۵) تقریظ حضرت مولانا المکرم سید غلام قطب الدین صاحب، چشتی، نظامی، پردیسی، برہمچاری، سہیل ہند، سہسوانی، سرپرست حلقہ انجمن اشاعت الحق، بریلوی

هو الحق۔ میرے محترم بزرگ حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب لدھیانوی جو نہ صرف سنی ہونے کا فخر رکھتے ہیں، بلکہ سنی گر اور محی السنہ ہیں۔ آپ نے تمام دنیا کے سنیوں پر احسانِ عظیم بہ صورت کتاب «انوار آفتابِ صداقت» فرمایا ہے۔ کتاب «انوار آفتابِ صداقت» اپنی خوبیوں سے یقیناً ہر قلب کو منور اور درخشاں کرے گی۔

مسلمانو، سنیو!! دل کے ہاتھوں سے، عقیدہ کے ہاتھوں سے اس کتاب کو تھامو۔ دل میں عمل اور محبت سے رکھو۔ میں حقیر واعظ اس کتاب کی تعریف اور قدر کے موافق اپنے پاس الفاظ نہیں رکھتا، مگر مختصر عرض کرتا ہوں کہ بہت کتابوں اور بہت عالموں کے مسائل سب «انوارِ آفتابِ صداقت» میں جمع کر دیے گئے ہیں۔

خادم دین سید المرسلین سید غلام قطب الدین، چشتی، نظامی، سہیل ہند، سہسوانی، عرف پردیسی، برہمچاری

صدر حلقہ اشاعت الحق، بریلی۔ یکم ربیع الاول ۱۳۳۹ھ

تقاریظ علماے کرام ریاست رام پور افغاناں

---

(۳۶) تقریظ حضرت مولانا الفاضل ادیب کامل مولوی محمد ظہور الحسین العمری، الفاروقی، النقش بندی، المجددی، مقام رام پور

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الحمد لله الذي أقمع الأباطيل و أعوانه وأزهق الخزعبيل و أنصاره و أظهر الحق و أبهر برهانه و أزهره بحيث لا يمكن كتمانه وأوضح مناهجه ومناطه وشدّد أركانه و رفع أعلام الدين و شيّد بنيانه و نضّر أهله و نوّر حزبه و أعلىٰ نمائه و قمع أعدائه و نصلي ونسلم على حبيبه محمد ن الذي ظهر دينه فانهدم الباطل وأساطينه.

أما بعد! فقد اطلعت علیٰ هٰذا الكتاب الذي ألّفه الفاضل المفضل صديقنا الأوحد الأسد الأشد الأرشد الحصي الحفي المولوي فضل أحمد النقش بندي المجددي متّع الله المسلمين بطول بقائه وصانه في حرزه ووقائه عن شر كل عمي و غوي فاذا سفر دافع لمكائد الفرق الباطلة الدنية وقامع لمكائد أهل الحقائد ورؤسائهم النجدية. اللّٰهمّ اجعله نافعاً للمسلمين وقامعا لما ابتدع في الدين بحرمة حبيبك سيد المرسلين واٰله و صحبه الهادين المهتدين اٰمين يارب العٰلمين۔[ل]

كتبه: الفقير إلى ربه الغني **محمد ظهور الحسين** العمري، الفاروقي، النقش بندي، المجددي، الحنفي، الرامفوري، عامله الله سبحانه بلطفه الصوري والمعنوي في السادس من شهر الربيع الأول سنة تسع وثلاثين بعد ثلاث مأة وألف من الهجرة النبوية على صاحبها ألف ألف تحية۔

---

(۳۷) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد نور الحسین خلف الرشید حضرت مولانا مولوی محمد ظہور الحسین فاروقی، نقش بندی، مجددی، رام پوری

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله تعالیٰ عمّ نواله و صلوٰته مع صلاته علیٰ مظهر الأم لجلاله و جماله و علیٰ اٰله الشارحين لمقاله و أصحابه الحاملين لكماله.

أما بعد! فقد اطلعت علیٰ الرسالة الجليلة والعجالة النافعة اللطيفة التي ألّفها أسد السنة سدّ الفتنة العالم الفاضل الفهامة الألمعي المولوي فضل أحمد النقش بندي، المجددي فوجدتها لكشف مكائد أهل الحقائد جامعة ولمقالات المبتدعين دامغة ولعقائد هم الكاسدة الباطلة رادعة قدملأت الوطاب بالدلائل الساطعة والحجج القاطعة. فيا لجهد من ألّفها ولشان من صنفها ولسعي من ورصّفها حيث لم يال جهداً فيما سعى فجزاه الله تعالیٰ خير الجزاء وتَقَبَّل جهده وشكر سعيه وأحسنَ في الدارين رعيه. اٰمين يارب العٰلمين بحرمة من لانبي بعده.

قاله بفمه و رقمه العبد المفتقر الي رأفة رب النشأتين **محمد نور الحسين** كان الله له في الدارين المورخ في السابع من شهر الربيع الأول ۱۳۳۹ من الهجرة المقدسة النبوية على صاحبها ألف ألف تحية.

[ل] ترجمہ: حمد وصلاۃ کے بعد فقیر عرض گزار ہے کہ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا جسے فاضل، مفضل، ہمارے رفیق بے مثال، شیر ببر، جادۂ شریعت پر گام زن، زیرک ودانا حضرت مولانا فضل احمد، نقش بندی، مجددی نے تالیف کی ہے۔ اللہ جل شانہ ان کی درازی عمر سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچائے اور انھیں ہر اندھے، گم راہ کے شر سے اپنے حفظ وامان میں رکھے۔
اے اللہ! جب خسیس فرقِ باطلہ کے مکر کو دفع کرنے اور کینہ وروں اور ان کے نجدی سرداروں کے فریب کو ختم کرنے والی کتاب آ گئی تو تو اپنے حبیب سید المرسلین ﷺ، ان کی آل اور ان کے ہدایت یافتہ ورہ نما اصحاب کے صدقہ وطفیل اسے تمام مسلمانوں کے لیے نفع بخش اور دینی بدعات وخرافات کو ختم کرنے والی کتاب بنادے۔ آمین یارب العالمین۔

۳۸ تقریظ حضرت مولانا المکرم والمعظم فاضل بے بدل مولوی معوان حسین حنفی، نقش بندی، مجددی، مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم، ریاست رام پور، محلہ چاہ شور

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي أعز الإنسان وجعله أشرف المخلوقات بالعلم والبيان وأرسل رسوله سيد الإنس والجان بالهداية والتبيان ورفع له الدرجات و أعلیٰ المكان صلوات الله عليه و علیٰ اٰله و صحبه هم نجوم الاهتداء والإيقان.

امابعد! میں نے «انوار آفتابِ صداقت» کو اکثر جگہ سے دیکھا، جناب محترم مولانا قاضی فضل احمد صاحب نے حق تالیف ادا فرمایا ہے اور وہابیہ نجدیہ کے عقائد کی خباثت ظاہر کرتے ہوئے موافق مذہب حق اہل سنت والجماعت جواب لاجواب دیا ہے۔ فللّٰه در المؤلف وجعل سعيه مشكوراً۔

حضرات اہل سنت ایسی ہستیوں پر جس قدر فخر کریں بجا ہے۔ واٰخر دعوانا أن الحمد لله رب العٰلمين۔

معوان حسین مجددی، مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم واقع ریاست رام پور، محلہ چاہ شور، بقلم خود

مہر۔ | معوان حسین حامی دین محمد مصطفی ۱۳۲۰ھ |

---

۳۹ تقریظ حضرت مولانا المحترم مولوی محمد رشید الرحمٰن نقش بندی، مجددی، مدرس مدرسہ ارشاد العلوم

بسم الله الرحمٰن الرّحيم

الحمد لله نحمده و نستعينه ونستغفره و نؤمن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور أنفسنا و من سيئات أعمالنا من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادي له ونشهد أن لا اِلٰه إلا الله ونشهد أن محمداً عبده ورسوله المصطفیٰ و أمينه المجتبیٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ كهف الوریٰ سراج بلاد الله و خير عبادالله محمد رسول الله صلی الله تعالیٰ عليه واٰله و أصحابه وسلم.

امابعد! میں نے کتاب «انوار آفتابِ صداقت» مولفہ جناب مولوی قاضی فضل احمد لدھیانوی کو اکثر جگہ سے مطالعہ کیا، مؤلف موصوف نے مذہب حق اہل سنت والجماعت کو کافی ووافی طور پر ثابت کر کے عقائدِ فرقِ باطلہ مثل وہابیہ نجدیہ کے رد میں خوب ہی دنداں شکن جواب دیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولّف موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس کتاب کو گم گشتگانِ راہ ہدایت کے لیے خضر راہ بنائے۔

آمین۔ و هو المقصود من هذا التالیف و للّٰه در المجیب[1]۔

محمد رشید الرحمٰن مجددی، مدرس مدرسہ ارشاد العلوم، واقع محلہ چاہ شور، ریاست رام پور

مہر | محمد رشید الرحمٰن مجددی ۱۳۲۰ھ |

---

(۴۰) تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد شجاعت علی صاحب
مدرس مدرسہ ارشاد العلوم ریاست رام پور، محلہ چاہ شور

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

کتاب «انوار آفتاب صداقت» کے بعض بعض مقامات دیکھے، مولّف مصیب نے بحمد اللہ تعالیٰ بکمال سعی خیالات واہیہ وہابیہ کی پوری پوری تردید فرما کر امر حق کا اثبات فرمایا ہے۔ خداوند ان کی حسن سعی قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد شجاعت علی مدرس اول مدرسہ ارشاد العلوم، واقع ریاست رام پور

محلہ چاہ شور | مہر شجاعت علی |

---

(۴۱) تقریظ حضرت مولانا مولوی قاضی ابو الکمال محمد اشہد الدین صاحب، سلطان البیان، شہر مراد آباد

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم

الحمد للہ کہ آفتابِ صداقت و حقانیت طلوع ہوا[2] اور وہابیہ جنھوں نے دین سید عالم ﷺ پر آفتوں کی بارشیں کیں، ظلم و ستم کی آندھیاں چلائیں اور دغابازی کی گھٹائیں ڈالیں۔ ان کے مکر و فریب کی تاریکیوں کو اپنی شعاعوں سے دور فرمایا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے مصنف حضرت مولانا قاضی فضل احمد صاحب کو اولیٰ و آخرت میں ان ہی انوارِ کریم کی روشنی میں رکھے۔ آمین۔

المعتصم بحبل اللہ المتین ابو الکمال **محمد اشہد الدین** عفی عنہ المعین، مراد آبادی

---

[1] ترجمہ: اور یہی اس کتاب کی تالیف کا مقصد ہے اور وہابیہ نجدیہ کے اعتراضات کا جواب دینے والے قاضی فضل احمد صاحب کی خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں۔

[2] یعنی کتاب انوارِ آفتابِ صداقت منظرِ عام پر آئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انوار آفتاب صداقت

۳۷ ھ ۱۳

از

قاضی فضل احمد لدھیانوی علیہ الرحمہ

تحمید

مسلمانو! وہابیوں اور مرزائیوں سے بچو!!

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلي علے رسولہٖ الکریم

یکون فی آخر الزمان دجّالون کذابون یأ تو نکم من الأحادیث بما لم تسمعوا
آخر زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے بڑے دھوکے باز جھوٹے تمھارے پاس وہ باتیں لائیں گے جو نہ تم نے سنیں
أنتم ولا أبا ئکم، إیاکم وإیاهم لا یضلونکم ولا یفتنو نکم .
(صحیح مسلم، مقدمہ باب النهي عن الروایة عن الضعفاء والإحتیاط فی تحملها، حدیث:۱٦)
اور نہ تمھارے باپ دادے نے۔ بچو! ان سے، دور کرو ان کو تا کہ تم کو گم راہ نہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈال دیں

وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ .
(پارہ:۷، الانعام:٦، آیت:٦٨)
اور اگر تمھیں شیطان بھلادے تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس مت بیٹھو!

وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ .
(پارہ:۱۲، ہود:۱۱، آیت:۱۱۳)
اور ظالموں کی طرف مت جھکو کہ تم کو آگ میں جھونک دیں گے۔

تمہید

الحمد للهِ وحده، والصلوٰة والسلام على من لا نبي بعده، وآلهِ وأصحابهِ أجمعين

امابعد! عرض کرتا ہے خاک سار، ذرہ بے مقدار، احقر عباداللہ الصمد قاضی فضل احمد عفی اللہ تعالیٰ عنہ، سنی، حنفی، نقش بندی، مجددی، صادقی، کورٹ انسپکٹر پولیس پنشنر لدھیانہ کہ عرصہ تخمیناً دو سال کا ہوا ہے کہ وہابیہ دیو بندیہ لودھیانہ نے خاک سار کو بوجہ اس کے کہ مولود شریف کی محفل کرتا اور اس میں حاضر ہوتا اور تعظیم میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر ولادت شریف کے وقت قیام کرتا ہے اور فاتحہ خوانی وایصال ثواب موتیٰ کو جائز رکھتا ہے۔ کافر اور مشرک کہنا شروع کیا، اس لیے میں نے ایک فہرست مختصر عقاید وہابیہ اسمٰعیلیہ دیو بندیہ کی بہ تصدیق مولانا مولوی عبدالحمید صاحب مفتی شہر لدھیانہ شائع کی جس کی نقل شامل ہے۔ اس واسطے وہابیہ دیو بندیہ لدھیانہ آگ بگولا اور جل کر کوئلے ہو گئے۔ اور مرزائیوں کے ساتھ مل کر ایک اشتہار چھاپا۔ جس میں مجھے گالیاں دے کر توہین کی گئی۔ اس سے پہلے مرزائیوں نے تین اشتہار میرے بر خلاف شائع کیے۔ جب دیکھا کہ یہ لوگ گالیاں دینے اور توہین کرنے سے باز نہیں آتے، لاچار انصاف کے لیے نالش دائر کر دی، جس کے دوران میں وہابیوں نے مرزائیوں کی امداد بہ دل سے کی اور نہایت دلی کوشش سے کسی نے ان کے کاغذات لکھنے میں مدد کی اور کسی نے کتاب "بحر الرائق" بہم پہنچائی، کسی نے "شرح مواقف" مہیا کر دی، کسی نے ان کی عبارت غلط سلط بے محل نکال کر نشان کر دیے، کسی نے اپنے وعظوں میں مرزائیوں کی تعریفیں کیں، کسی نے میرے خطوط کچہری میں پیش کیے۔

وہی وہابی جن کے بزرگوں نے اپنے فتووں میں لکھا تھا کہ مرزا اور مرزائی مرتد ہیں، ان کے ساتھ میل ملاپ رکھنے والا بھی ویسا ہی کافر و مرتد ہے۔ ان فتووں کی بھی پروا نہیں کی۔ خیر اس پر بھی کفایت نہ ہوئی تو ایک وہابی دیو بندی اپنے رشتہ دار قریبی کے نام سے ایک رسالہ ۴۴ صفحہ کا "قاضی فضل احمد کے اشتہار کی حقیقت کا انکشاف" نام کا شائع کیا۔ درآں حالے کہ میں مقدمہ کی پیروی میں مصروف تھا۔ فہرست عقائد کا جواب دیتے ہوئے بڑی تعلّی[1] کے ساتھ گالیاں دے کر اپنی تہذیب کو ظاہر کیا ہے۔ ملزمان مقدمہ کو کچہری نے رہا کر دیا۔ چوں کہ اس کے جواب لکھنے کو اس لیے دل نہیں چاہتا تھا کہ بہتیری کتابیں ایسی موجود ہیں جن میں فرداً فرداً قریباً تمام مسائل کے جوابات ہو چکے ہیں۔ اس لیے مفتی ساکن "بسی" علاقہ ریاست پٹیالہ کو جس کے نام سے رسالہ مذکور لدھیانہ میں چھاپا گیا جواب لکھنے میں تعویق[2] کی اور یہ بھی خیال تھا کہ کچہری

[1] تعلّی: شیخی، ڈینگ۔ [2] تعویق: تاخیر۔

میں یہ سب جوابات آ جائیں گے۔لیکن عدالت نے میرا حق مکرر سوالات کے جوابات دینے کا غصب کر کے انکار کر دیا اور جوابات کو نہیں لکھا۔ چوں کہ ناواقفوں کو خیال پیدا ہونے کی وجہ سے کہ اس کا جواب شاید نہ ہوسکتا ہو جیسے کہ کاتب رسالہ نے تعلّی کی ہے، اس لیے مناسب تصور کیا گیا کہ جواب رسالۂ مذکور کا مختصر سا لکھ دیا جائے اور وہ ایسا مسکت ہو کہ کافی شافی سے بھی زیادہ ہو۔لہٰذا خدا تعالیٰ اور آں حضرت ﷺ کے فضل وکرم سے جواب اس کا بہ طرز **قولہ** اور **اقول** کے تحریر کرتا ہوں، تاکہ ناظرین کو اصل رسالہ کے دیکھنے کی بھی ضرورت نہ رہے۔ امید ہے کہ خداوند کریم کسی وہابی کو بھی ہدایت نصیب کرے۔اور اپنے خالص سنی اہل سنت و جماعت بھائی کو تقویت ایمان وایقان کا باعث ہو۔ واللہ المستعان

تنبیہ : نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ کی یہاں بجنسہ درج کی جاتی ہے۔اس میں بعض عبارات کتب وہابیہ بلفظہ نقل کی گئی ہیں۔اور بعض ملخصاً بحوالہ صفحہ جات درج کی گئی ہیں۔ جو عبارات بلفظہٖ ہیں۔ وہ بعینہٖ عبارت درج کی گئی ہے۔اور جو ملخصاً ہے وہ خلاصۂ عبارات کتب وہابیہ ہے اس کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے۔تاکہ غلطی یا غلط فہمی سے یہ نہ کہا جائے کہ کتابوں[1] محولہ میں عبارات موجود نہیں۔جیسے کہ مؤلف رسالہ نے غلطی کھائی ہے۔

نقل فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ
مخالف اہل سنت و جماعت

بسم اللہ الرحمن الرحیم !

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مختصر فہرست عقائد وہابیہ اسمٰعیلیہ دیوبندیہ مخالف اہل سنت و جماعت

ہم اپنے برادران دینی خالص سنی حنفی کے عقائد کی اصلاح کو اپنا فرض سمجھتے ہوئے اس بات کے اظہار کو لازمی اور ضروری خیال کر کے اطلاع دیتے ہیں کہ وہ اچھی طرح سمجھ لیں اور ہوش کریں کہ وہابیہ کی دو قسمیں ہیں۔

ایک تو وہ جنھوں نے علانیہ ہم سے جدائی اختیار کر لی اور اجماع امت سے علاحدہ ہو کر تقلید شخصی کا انکار کر دیا۔ان سے ہم کو کچھ سروکار نہیں۔مگر دوسرے قسم کے وہابیہ ان کا فتنہ نہایت عظیم ہے۔اور ضرر رساں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ظاہر میں بڑے زور سے دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مقلد اور پکے حنفی ہیں اور تقلید امام کو تمام اصول اور فروع میں واجب سمجھتے ہیں۔مگر عقائد میں اکثر غیر مقلدوں سے بالکل متفق ہیں۔اس لیے امامت ان کی ناجائز اور وہ قابلِ نفرت ہیں۔مختصر فہرست ان کے عقائد کی حسب ذیل ہیں۔نقل کفر کفر نہ باشد:

---

[1] کتبِ محوّلہ۔

فہرست عقائد وہابیہ[1]

نمبر شمار	مضمون عقیدۂ وہابیہ	نام کتب ومصنف وصفحہ کتاب
۱	خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے ملخصاً (الف) اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ نیست پس لانسلم بلفظہٖ (ب) امکانِ کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں ﷺ کے خلاف ہے۔	رسالہ یک روزی مولوی محمد اسماعیل دہلوی، ص:۱۴۵ تقویۃ الایمان، ص:۳۱ مولوی خلیل احمد کی براہین قاطعہ، ص:۲ بلفظہ براہین قاطعہ، ص:۳
۲	آں حضرت ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ ملخصًا	تقویت الایمان، مولوی اسماعیل دہلوی، ص:۶۰
۳	آں حضرت ﷺ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ ملخصًا	ایضاً ص:۱۴-۱۹
۴	آں حضرت ﷺ خدا کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ ملخصًا	ایضاً ص:۵۵
۵	اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ بلفظہٖ	ایضاً ص:۳۳
۶	آں حضرت ﷺ حیات النبی نہیں، مرکر مٹی ہو گئے۔ بلفظہٖ وملخصًا	ایضاً ص:۶۰
۷	آں حضرت ﷺ کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصًا	ایضاً ص:۶، ۸، ۲۳، ۲۹
۸	آں حضرت ﷺ کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے۔ ملخصًا	ایضاً ص:۱۰، ۲۶، ۲۷
۹	آں حضرت ﷺ کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصًا	ایضاً ص:۲۷، ۵۸
۱۰	آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصًا	ایضاً ص:۱۰، ۴۰
۱۱	آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصًا	تقویۃ الایمان مولوی اسمٰعیل دہلوی ص:۴۰، ۴۱، ۴۳
۱۲	آں حضرت ﷺ کو یا محمد، یا رسول اللہ کہنا شرک ہے۔ ملخصًا	ایضاً ص:۲۳

[1] اس فہرست کی اشاعت اکتالیس ہزار کاپی حضرت مولوی، منشی، حاجی محمد لعل خاں صاحب قادری مدراسی کلکتہ میں زبان اردو اور بنگالی میں فرمائی، جس سے وہابی لوگ جل کر کوئلے ہو گئے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔ ۱۲ منہ۔

نمبر شمار	مضمون عقیدۂ وہابیہ	نام کتب ومصنف وصفحہ کتاب
۱۳	آں حضرت ﷺ کی مثل اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصًا	ایضاً ص:۳۱
۱۴	آں حضرت ﷺ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ بلفظہٖ	براہین قاطعہ، مولوی خلیل احمد، ص:۳
۱۵	آں حضرت ﷺ سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصًا	ایضاً ص:۵۱
۱۶	آں حضرت ﷺ کے علمِ غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کو بھی حاصل ہے۔ بلفظہ	حفظ الایمان، مولوی اشرف علی تھانوی ص:۷
۱۷	خدا سے ہم کو کام ہے، آں حضرت ﷺ سے نہیں۔ ع: با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست۔ بلفظہ	بسط البنان، مولوی اشرف علی ص:۷
۱۸	حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت ومکان سے منزہ سمجھنا بدعت وگم راہی ہے۔ ملخصًا	ایضاح الحق، اسماعیل دہلوی، ص:۲۴
۱۹	آں حضرت ﷺ کا مولد شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لیے کھڑا ہونا، بدعت وشرک ہے، مثل کنھیا کے جنم کے ہے۔ ملخصًا	فتویٰ مولوی رشید احمد، ص:۱۳۰، براہین قاطعہ مولوی خلیل احمد، ص:۲۲۸
۲۰	آں حضرت ﷺ کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ بلفظہ	صراط مستقیم، مولوی اسماعیل، ص:۸۶
۲۱	کعبۃ اللہ شریف میں جو چار مصلے بنائے گئے ہیں، وہ مذموم ہیں۔ بلفظہ	سبیل الرشاد، مولوی رشید احمد
۲۲	آں حضرت ﷺ کی فاتحہ بارہویں شریف کی شیرینی، میلاد شریف اور گیارہویں شریف حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کا کھانا کھانا حرام ہے مثل ہنود کے۔	فتویٰ رشید احمد، ص:۱۶، ۱۷ فتویٰ براہین قاطعہ خلیل احمد انبیٹھوی
۲۳	ختم فاتحہ بزرگان مثل سویم، دہم، چہلم وغیرہ کو ہنود کی رسوم بیان کرتے ہیں۔	فتویٰ براہین قاطعہ، خلیل احمد انبیٹھوی

باوجود ایسا سمجھنے کے بھی خود مسلمانوں کے گھروں سے لے کر کھاتے ہیں اور اچھی طرح کھانا سامنے رکھ کر ختم فاتحہ پڑھتے ہیں، منافقانہ۔

مسلمان بھائیوں کو لازم ہے کہ ایسے عقیدہ والے سے ایصالِ ثواب کرنا کرانا ضائع کرنا ہے۔ ہر مسلمان بھائی اس فہرست کو اپنے پاس جیب میں رکھے اور حفظ کرلے۔ راقم آثم فضل احمد المشتہر شہر لدھیانہ (عفی اللہ عنہ)

بندہ نے ان عبارات مندرجہ بالا کو تحقیق کیا، واقعی ایسا ہی پایا۔ بلاشبہہ ایسے عقیدہ والوں سے از حد نفرت اور ان کی امامت سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ہماری نماز ان کے پیچھے نہیں ہوتی۔ (بقلم خود عبد الحمید، عفی عنہ، مفتی شہر لدھیانہ)

ختم ہوئی فہرست عقائد وہابیہ اسماعیلیہ دیوبندیہ کی۔

قولہ: ہمارے مطالبات کا جواب نہیں دے سکتے ہیں مگر ہر دو صاحبان[1] کو واضح ہو کہ آپ کا یہ سکوت قابلِ رحم ہے۔ پھر مجھے «اِنْ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ» الخ کی آیت اس پر مجبور کرتی ہے کہ آپ کو حق کی طرف بلاتا ہوں۔ الخ بلفظہٖ (ص:۸، سطر ۱۳)

اقول: مولوی صاحب آپ کو معلوم ہے کہ میں اپنے مقدمہ میں مصروف تھا اور آپ کے بھائیوں نے مرزائیوں کو اپنی امداد سے مرہون کر رکھا تھا اور خیال یہ تھا کہ سب جوابات کچہری میں لکھے جائیں گے، جو قانونی میرا حق تھا۔ مگر افسوس عدالت نے حسب قانون و وعدہ خود میرے جوابات کو نہ لکھا اور بعد انفصال مقدمہ میں سخت بیمار ہو گیا۔ جس پر آپ لوگ اور مرزائی میرے مرنے کے آرزومند تھے۔ لیکن خداوند کریم نے مجھے صحت بخش کر آپ لوگوں اور تمام مرزائیوں کو سخت نادم کر کے ہمیشہ کے لیے انفلوئنزا[2] قائم کر دیا۔ آپ کا جواب دینا بھی میرے لیے فرض نہیں تھا کہ آپ کے حکم کی تعمیل فوری کرتا۔ لیکن جب کہ آپ نے یہ رسالہ جوابات خلاف اہل سنت و جماعت لکھ کر تعلّی کی ہے تو اب ٹھنڈے دل سے جوابات مدلل و مبرہن سنیے اور غور کیجیے۔ اگر خدا توفیق دے تو اپنے حق کو ناحق سمجھ کر حق کو اور صراطِ مستقیم کو قبول کیجیے اور واقعی حق وہی ہے جس پر میں اور جمہور علمائے متقدمین اور متاخرین چلے آتے ہیں۔

مولانا عبدالحمید صاحب مفتی شہر کو تکلیف دینے کی ضرورت نہیں، میں خود آپ کی خاطر کے لیے تیار ہوں۔

آپ نے آیت «اِنْ کُنْتُمْ» الآیہ، لکھ کر اپنی قرآن دانی کو ختم کر دیا ہے۔ کیوں کہ جس کو آپ نے قرآن شریف کی آیت لکھا، وہ قرآن شریف میں جو مسلمانوں کے پاس ہے، درج نہیں ہے۔ شاید وہابیوں کے قرآن میں ہو۔ اگر آیت شریف کے معنی بھی آپ کو آتے، تب بھی اس کو آیت شریف بیان نہ کرتے۔ اور اگر اس کو بقول آپ کے آیت سمجھا جائے، اور معنیٰ بھی صحیح سمجھے جائیں تو واقعی یہ آیت گروہ دیوبندیہ کی نسبت صحیح ہے۔ اس لیے کہ لفظ «اِنْ» شرطیہ اس کے ساتھ لگایا گیا ہے۔[3] اور اس پر زیادہ افسوس آپ کی قرآن دانی کا یہ ہے کہ آیت لکھ کر اس کے آگے علامت "الخ" لگا دی ہے۔ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ آیت شریف پوری نہ لکھی جائے تو علامت "الآیہ" لکھی جایا کرتی ہے۔

---

[1] ہر دو صاحبان الخ سے مولوی صاحب کی مراد نیاز منداور مولوی عبدالحمید صاحب مفتی شہر لدھیانہ ہیں ۱۲ منہ

[2] انفلوئنزا: وبائی زکام۔

[3] آیت اس طرح ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ۔ الآیۃ۔ یعنی «کُنْتُمْ» سے پہلے «ان» نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

باب اول

عقیدہ نمبر ۱: وہابیہ دیوبندیہ وغیر مقلدین
”خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے“

قولہ : توضیح مطالبہ نمبر ۱، بر عقیدہ نمبر ۱
مندرجہ اشتہار مشتہرہ منجانب قاضی فضل احمد بہ تصدیق مفتی عبد الحمید آپ نے اپنے اشتہار میں وہابیہ کا عقیدہ نمبر (۱) یہ لکھا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے جھوٹ بولنے کو ممکن کہتے ہیں جس کے ثابت کرنے کے لیے آپ نے یک روزی اور تقویۃ الایمان و براہین قاطعہ کی عبارات مصنفوں کا مطلب خبط کر کے لکھی ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ ہر دو صاحبان نے ان عبارات کا اصل مطلب نہیں سمجھا۔ بلفظہٖ (صفحہ:۹، سطر:۱)

اقول : مولوی صاحب! آپ کا خیال محض غلط بلکہ اغلط۔ رسالہ یک روزی فارسی (کچھ الفاظ عربی زبان) میں ہے اور باقی دونوں کتابیں اردو زبان میں ہیں، نہ تو وہ ترکی اور لاطینی، عبرانی و یونانی ہیں، جن کی عبارات سمجھا جانا مشکل ہو اور ہم کو یقین ہے کہ فارسی اور عربی اور بالخصوص اردو عبارت کا سمجھنا ہمارے لیے آپ سے زیادہ تر آسان ہے اور اصل مطلب شاعر اگر در بطن ہے تو نہ آپ سمجھیں گے اور نہ کوئی دوسرا سمجھے گا، تو کاگ بھاکھا[1] لکھنے کا کیا فائدہ۔ لکھنا اور بولنا دوسرے کے سمجھانے کے لیے ہوتا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو فعل عبث ہے یا یہ ہوگا کہ ان کتابوں کو وہابی ہی سمجھیں اور سنی نہ سمجھیں، یہ عجیب ہے اور یہ جو آپ نے لکھا ہے ”کہ مطلب خبط کر کے لکھا ہے“ یہ بھی غلط ہے۔ کیوں کہ آپ نے کسی عبارت خبط شدہ کا حوالہ نہیں دیا، کہ فلاں عبارت حذف کی گئی یا فلاں عبارت کا مطلب خبط کیا گیا ہے۔ جب کہ عبارات کو میں نے پورے طور پر لکھ دیا۔

قولہ : مصنفین کتب محولہ بالا کا مطلب اس جگہ جہاں ان کی کتب میں عبارات لکھی ہیں مسئلہ خلف وعید کو ثابت کرنے کا ہے، جس کی بحث کے ضمن میں امکان کذب کی بحث بھی آجاتی ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ ۹، سطر ۷)

اقول : مولوی صاحب! آپ نے بہت معقول فرمایا کہ مصنفین کا مطلب خلف وعید کو ثابت کرنا ہے۔ اور اسی میں امکان کذب باری تعالیٰ کی بھی بحث آجاتی ہے۔ تو خلف وعید اور کذب اللہ تعالیٰ ایک ہی بات ہے۔ گویا آپ کو اقبال ہے۔ تو بحث کی ضرورت نہیں۔ اچھا فرمائیے خُلف وعید کے کیا معنیٰ ہیں؟ یہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف کرتا ہے۔ دوسرے معنوں میں جھوٹ بولتا ہے، کیوں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے تو صاف ہے کہ جھوٹ

---
[1] کاگ بھاکھا: کوے کی بولی۔

بولتا ہے۔اور یہی کذب باری تعالیٰ ہے۔پس ثابت ہوا کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے وہ صحیح ہے۔اور یہی مطلب ان کتب کا ہے۔پھر آپ نے کیسے لکھ دیا کہ "مطلب نہیں سمجھے" "مطلب کو خبط کر کے لکھا ہے" یہاں آپ کی سمجھ کا ہی قصور نکلا۔

قوله : سو واضح رہے کہ خلف وعید کے اہل سنت بڑے شدومد سے قائل ہیں کیوں کہ وہ قادر مطلق ہے، جیسا کہ آیت ذیل سے ثابت ہے: «اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.»، «وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا» بلفظہٖ (صفحہ ۹، سطر ۹)

اقول : لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم خوب! یہاں تو آپ نے کمال کر دیا اور ایسا ہی جھوٹ آپ نے لکھ مارا جیسے خداوند تعالیٰ اصدق الصادقین کی بہ نسبت کذب کا لگانا، میں کہتا ہوں آپ کے دیوبندی بزرگ جن کے آپ حمایتی بنتے ہیں وہ تو اس مسئلہ کو اختلافیہ اشعریہ لکھ رہے ہیں۔مگر آپ نے ان سے بھی بڑھ کر ایسا کمال کیا ہے جس کی داد پانے کے آپ مستحق ہیں۔پہلے اس سے آپ کو اگر دستار فضیلت حاصل نہیں ہوئی ہے تو اس کمال کے صلہ میں دو دستاریں ملنی چاہئیں۔

دیکھیے مولوی رشید احمد و مولوی خلیل احمد صاحبان آپ کے پیر ومرشد اپنی براہین قاطعہ میں یوں لکھتے ہیں۔وھو ھذا

(۱) امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں اختلاف ہوا ہے۔کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔بلفظہ (صفحہ:۳، سطر:۱۵، براہین قاطعہ)

(۲) امکان کذب کہ خلاف وعید کی فرع ہے جو قدما میں مختلف فیہ ہو چکا ہے۔بلفظہ

(صفحہ:۳، سطر:۲۔ براہین قاطعہ)

(۳) ردالمحتار میں ہے:

[1]هل يجوز الخلف في الوعيد؟ فظا هر ما فى المواقف والمقاصد: أن الأشاعرة قائلون بجوازه؛ لأنه لا يعد نقصاً، بل جوداً و كرماً. بلفظه(صفحه: ۲، سطر:١٦، براهين قاطعه)

کہیے کون سے اہل سنت بڑی شدومد سے خلف وعید کے قائل ہیں۔اگرچہ بعض اشعریہ اس کے قائل لیکن محققین اشاعرہ جو کثرت سے اس کے قائل نہیں اور ماتریدیہ تو کلہم قائل نہیں۔حالاں کہ آپ بھی ماتریدیہ میں قدم رکھتے ہیں، اور بعض اشاعرہ کی سند کو پیش کرتے ہیں، آفرین ہے۔

عجب العجب اور طرہ اور طرفہ مولوی رشید احمد اور مولوی خلیل احمد کی دیانت کا یہ ہے جو انھوں نے کتاب ردالمحتار کے نقل کرنے میں فرمایا ہے اور اس مثل کو انھوں نے حق الیقین کے درجہ پر ثابت کر دیا ہے کہ کسی شخص نے ایک وہابی مولوی سے کہا: آپ ہم کو نماز پڑھنے کی نہایت تاکید کیا کرتے ہیں اور نہ پڑھنے والوں پر کفر کا فتویٰ لگایا کرتے ہیں، لیکن قرآن میں تو نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں، بلکہ اس کی ممانعت آئی ہے۔مولوی صاحب نے پوچھا کہ وہ کون سی آیت ہے تو اس شخص

---

[1] ترجمہ: کیا خلف وعید جائز ہے؟ تو شرح مواقف اور شرح مقاصد کی ظاہری عبارت سے پتہ چلتا ہے کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں اس لیے کہ وہ نقص نہیں بلکہ جود و کرم ہے۔

خودغرض نے کہا کہ قرآن شریف میں صاف «لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ» کہ تم نماز کے پاس بھی مت جاؤ۔مولوی صاحب نے فرمایا: اومیاں! آگے اس کے «وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى» بھی تو پڑھ۔تو اس نے جواب دیا کہ ہم تو وہ حکم پیش کریں گے جو ہمارے لیے مفید ہو، باقی سے ہم کو کیا غرض۔اور یہ بھی تو سارے قرآن پر تو آپ نے عمل نہ کیا ہوگا۔انتہیٰ۔

اس مثال کو یادرکھ کر سنیے کہ آپ کے مرشدان عالی نے کیا دیانت فرمائی ہے اور ردالمحتار کی عبارت کو کس خیانت سے متروک کیا ہے۔اصل عبارت یوں ہے:

[1] هل يجوز الخلف في الوعيد؟ فظاهرُ مافى المواقف والمقاصد: أن الأشاعره قائلون بجوازه؛ لأنه لايعد نقصا، بل جوداً وكرماً. وصرح التفتازاني وغيره بأن المحققين علىٰ عدم جوازه. وصرح النسفي بأنه الصحيح لاستحالته عليه تعالىٰ لقوله: وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ وقوله تعالىٰ: وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ أي وعيده.[2] بلفظه(صفحه:۳۵۱، سطر:۱۲)

دیکھیے! اس عبارت متہمہ سے یہ ثابت ہے کہ اشاعرہ بھی جو محققین ہیں خلف وعید کو ناجائز قرار دے رہے ہیں اور اس کو اللہ تعالیٰ پر محال فرما رہے ہیں۔اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ غیر محققین اشاعرہ اس کے قائل ہوئے ہیں۔جو محققین کے سامنے ان کی کوئی وقعت نہیں۔مگر افسوس ہے آپ کے مرشدان بادیانت پر کہ انھوں نے عبارت کو جو «صرح التفتازاني» سے شروع ہوتی ہے۔آخر تک تین سطروں کو اپنا مخالف جان کر تحریف کر کے خیانتاً حذف کر دیا۔اور «لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ» کی مثال کو ہاتھوں پر سرسوں کی طرح اگا دیا۔جب ان کی دیانت یہاں تک ہے تو ان کی امانت وصیانت کی حضانت آپ کو مبارک ہو۔اہل سنت وجماعت خالص سنی حنفی ان کی ایک بات پر بھی اعتبار نہیں رکھتے اور نہ رکھیں گے۔

یہ بھی یادرہے کہ محققین اشاعرہ میں سے علامہ تفتازانی اور دیگر اشاعرہ علامہ نسفی رحمہم اللہ تعالیٰ ودیگر اکابر وہ کیسے آپ کے خلف وعید کی جڑ کاٹ رہے ہیں اور آیات قرآنیہ سے اس کا استحالہ اللہ تعالیٰ پر قرار دے رہے ہیں۔اس کے سوا ایک اور خیانت مولوی خلیل احمد صاحب کی لکھتا ہوں کہ وہ لکھتے ہیں۔وهو هذا

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔بلفظہٖ (براہین قاطعہ، صفحہ:۵۱ رسطر:۷)

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مدارج النبوۃ" میں اس طرح لکھتے ہیں۔وهو هذا

---

[1] ترجمہ: خلف وعید جائز ہے؟ تو شرح مواقف اور شرح مقاصد کی ظاہری عبارت سے پتا چلتا ہے کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں، اس لیے کہ وہ نقص نہیں بلکہ جود وکرم ہے اور علامہ تفتازانی وغیرہ نے وضاحت کی ہے کہ محققین اشاعرہ عدم جواز کی طرف گئے ہیں اور نسفی نے لکھا ہے کہ یہی صحیح ہے، کیوں کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: (ترجمہ) میں تمھیں پہلے ہی عذاب کا ڈر سنا چکا تھا میرے یہاں بات بدلتی نہیں۔(کنز الایمان) پارہ:۲٦، ق:۵، آیت:۲۸، ۲۹.

اور فرماتا ہے: (ترجمہ) اور اللہ ہرگز اپنا وعدہ جھوٹا نہ کرے گا۔(کنز الایمان) پ:۱۷، حج:۲۲، آیت:۴۷

[2] رد المحتار، كتاب الصلاة، مطلب: فى الدعاء المحرم، ج:۲، ص:۲۳٦، مكتبه زكريا

اس جگہ اشکال لاتے ہیں کہ بعضے روایتوں میں آیا ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ میں نہیں جانتا جو کچھ دیوار کے پیچھے ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ اس بات کی کچھ اصل نہیں اور روایت اوپر اس کے صحیح نہیں ہوئی۔ بلفظہٖ

(ترجمہ مدارج النبوت، جلد اول، صفحہ: ۱۲، سطر: ۸)

یہاں بھی وہی مثل «لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ» کی ثابت ہے۔ العیاذ باللہ

آپ کا یہ کہنا یہ اہل سنت بڑی شد و مد سے خلف وعید کے قائل ہیں بالکل لغو ثابت ہوا۔ ہاں آپ جیسے وضعی اور مصنوعی اہل سنت ضرور بڑی شد و مد سے قائل ہیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ اہل سنت و جماعت کا حزب یا گروہ وہی ہے جو ماتریدیہ اور اشعریہ ہے اور وہ وہی ہیں جو مقلدین مجتہدین ائمہ اربعہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ جو شخص ان کے عقائد کے خلاف ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔

بعض اشاعرہ کے کلام سے خلف وعید کا جواز نکلتا ہے۔ اسے امکان کذب سے کوئی علاقہ نہیں۔ خود اشاعرہ نے اس معنی کا ابطال کیا ہے۔ "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" میں اس کی بحث کافی وافی ہے۔

پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہو گیا کہ نہ تو اشاعرہ اور نہ ماتریدیہ اس خلف وعید یعنی کذب کے مجوز ہیں بلکہ قرآنی آیات بخوبی اس کی سخت تردید کر رہی ہیں۔ اب کہیے آپ کن میں سے ہیں جو خود مجوز بنتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت بڑی شد و مد سے اس کے قائل۔ حالاں کہ آپ کے مرشدان بزرگ بھی چشم پوشی اور اغماض کر کے مسئلہ خلف وعید کو قدما کا مختلف فیہ لکھ رہے ہیں۔

آپ نے دو آیات شریفہ اس کے اثبات میں «اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ»[1] اور «وَکَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ مُّقْتَدِرًا»[2] تفقہ فی الدین کے خلاف تحریر کی ہیں ان کا جواب سنئے! ترجمہ آیات کا یہ ہے کہ «اللہ تعالیٰ ہر شے یا ہر چیز پر قادر ہے»

اب کہیے لفظ «شَیْءٍ» یا چیز میں ہر ایک چیز آ گئی یا کچھ باقی رہ گیا۔ اور یہ بھی کسی آیت قرآنی یا کسی تفسیر حقانی سے سوچ سمجھ کر کہیے کہ لفظ «شَیْءٍ» میں خدا تعالیٰ بھی داخل ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو کیوں؟ اور اگر ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے اس سے یہ بھی عقیدہ آپ کا معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے خدا کے پیدا کرنے پر قادر ہے۔ مگر افسوس! اس پر آپ کی نظر نہیں اور نہ آپ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔ اور نہ دے سکیں گے۔

میں کہتا ہوں کہ لفظ «شَیْءٍ» میں خداوند تعالیٰ بھی داخل ہے۔ آپ چونکیے اور گھبرائیے مت۔ لیجیے قرآن شریف سے ثابت کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ بھی لفظ «شَیْءٍ» میں داخل ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے «قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَکْبَرُ شَهَادَةً

[1] پارہ: ۱، البقرۃ: ۲، آیت: ۲۰ [2] پارہ: ۱۵، الکھف: ۱۸، آیت: ۴۵

قُلِ اللّٰهُ ؕ[1] (اے محمد ﷺ) کہیے کون سی چیز یا شے شہادت میں سب سے بہت بڑی ہے، کہو اللہ۔ پس اللہ تعالیٰ بھی آپ کی آیات پیش کردہ میں داخل ہے۔

پس اس سے یہ بات لازم آئی کی اللہ تعالیٰ دوسرا خدا پیدا کرنے پر قادر ہے۔ پس یہ مسئلہ تمام کے مذاہب کے خلاف ہے جس کا کوئی بھی قائل نہیں اور آپ کہتے ہیں کہ اس آیت کے نیچے ہے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ اور اس سے یہ بھی لازم آیا کہ نعوذ باللہ خداوند کریم اپنی اولاد پیدا کرنے، زنا چوری اور تمام برے افعال حتیٰ کہ شراب پینے، قمار بازی وغیرہ کرنے پر قادر ہے۔ کیوں کہ جب انسان ان تمام افعال قبیحہ کے کرنے پر قادر ہے تو خدا کیوں قادر نہ ہو اور قادر نہ سمجھا جائے تو ثابت ہوا کہ انسانی قدرت رحمانی قدرت سے زیادہ ہے۔ ایسے ہی آپ کے امام[2] الطائفہ، بانی وہابیت و نجدیت اپنے رسالہ یک روزی میں لکھتے ہیں۔ وھو ھذا۔

مولانا فضل حق صاحب علیہ الرحمۃ کے جواب میں جو انھوں نے اس طرح لکھا تھا، لکھتے ہیں۔

قوله :[3] ما هو الا تجويز الكذب علىٰ الله تعالىٰ وهو محال لانه نقص والنقص على الله تعالىٰ محال.

اقول :[4] اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم کہ کذب مذکور محال بمعنی مسطور باشد چہ مقدمہ قضیہ غیر مطابقہ للواقع والقائے آں بر ملائکہ وانبیا خارج از قدرت الٰہیہ نیست والّا لازم آید کہ قدرت انسانی ازید از قدرت ربانی باشد الخ۔ (۱۴۴/۱۴۵ یک روزی)

کیوں مولوی صاحب! آپ کا ایمان اور اعتقاد یہی ہے۔ آپ کو مبارک ہو۔ لیکن ہمارا اور تمام اہل سنت وجماعت کا اعتقاد اور ایمان آپ کی پیش کردہ آیت پر اس طرح ہے:

(۱) تفسیر جلالین میں اس آیت کی تفسیر یوں فرمائی ہے:

ان اللّٰہ (کان) علیٰ کل شیء (شاءہ) قدیر۔[5]

یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جس کو کرنا چاہیے (اور جس کو کرنا نہ چاہیے اس میں سے جو محال ہے اس پر قادر نہیں)

(۲) تفسیر بیضاوی شریف، جلد اول، صفحہ: ۲۸، سطر: ۲۵۔

قوله تعالىٰ: إن الله علىٰ كل شيء قدير كالتصريح به والتقرير له، والشيء يختص بالموجود لأنه

---

[1] پارہ: ۷، الانعام: ٦، آیت: ۱۹ [2] مولوی اسمٰعیل دہلوی۔

[3] ترجمہ: یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر کذب کو جائز قرار دینا ہے، جب کہ یہ محال ہے۔ اس لیے کہ وہ عیب ہے اور عیب اللہ کے لیے محال ہے۔

[4] ترجمہ: اگر محال سے مراد ممتنع لذاتہٖ ہے جو کہ قدرتِ الٰہی کے تحت داخل نہیں، تو یہ ہمیں تسلیم نہیں کہ اس مذکورہ معنیٰ میں اللہ کا جھوٹ بولنا محال ہے۔ اس لیے کہ یہ ایک ایسا مقدمہ ہے جس کا قضیہ خارج کے مطابق نہیں اور فرشتوں اور نبیوں پر اس کا القا قدرتِ الٰہیہ سے خارج نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے۔

[5] تفسیر جلالین، ص: ٦، مجلس برکات، مبارک پور

في الأصل مصدر شاء أطلق بمعنى شاء[1] تارة، وحينئذٍ يتناول الباری تعالیٰ كما قال الله: **قل أي شي اكبر شهادة**، قل الله شهيد، وبمعنى مَشئ اخرى أي مَشئ وجوده وما شاء الله وجوده هو موجود فى الجملة وعليه قوله تعالىٰ: **إن الله علیٰ كل شیء قدير.الله خالق كل شئ** .فهما علیٰ عمومهما بلا مثنوية.

یعنی خلاصۃً اس آیت شریف کی تصریح میں یہ بات ہے کہ شے کا لفظ چیز کی موجودگی پر خاص ہے۔ کیوں کہ یہ لفظ در اصل مصدر ہے کبھی بمعنی «شَاءٍ» یعنی اسم فاعل کے معنی میں جو چاہنے والا ارادہ کرنے والا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون سی شے سب سے بڑی ہے شہادت میں، پھر خود ہی فرماتا ہے کہ اے میرے رسول (ﷺ) کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہے اور کبھی بمعنے «مشی» کہ بمعنی اسم مفعول کے یعنی جس کا وجود اللہ تعالیٰ نے چاہا اور جو اس وقت فی الواقع موجود ہے اس پر قادر ہے اور اس پر آیت شریف «اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ» وارد ہے۔ الخ

(۳) شرح فقہ اکبر، ملاعلی قاری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ: ۱۵۱، سطر: ۱۴۔

وقد قيل "كل" عام يخص قوله تعالىٰ والله علیٰ كل شیء قدير بما شاءه الخ. والحاصل ان كل شئ تعلقت به مشيته تعلقت به قدر ته الخ.

یعنی اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے اور جس کو نہ چاہے اس پر نہیں۔ ہر ایک چیز کا تعلق اس کی مشیت پر ہے اور لفظ "کل" عام ہے۔

(۴) شرح فقہ اکبر، ملاعلی قاری رحمۃ اللہ، صفحہ: ۴۰، سطر اول:

ثم اعلم: ان الشئ فى أصله مصدر قد يستعمل بمعنى المفعول كما فى قوله تعالىٰ: والله علیٰ كل شیء قدير.

یعنی در اصل لفظ «شئ» مصدر ہے اور بمعنی مفعول استعمال کیا جاتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہر شے پر قادر ہے یعنی چاہی ہوئی چیز پر۔ (بمعنی مفعول)

یہ ہے اس آیت شریفہ کا مطلب جو مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت نے فرمایا ہے جس کو وہابیہ نہیں سمجھتے۔

قوله: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیاے سعادت کے صفحہ: ۴۱۲ پر لکھتے ہیں۔

[2] گناہ واجب نیست کہ بہ دوزخ برد بلکہ عفو ممکن است۔

اور پھر اسی کتاب کے صفحہ: ۴۴۴ پر ہے کہ:

---

[1] ای مریداً بمعنی فاعل۔ ۱۲ منه

[2] ترجمہ: یہ ضروری نہیں کہ گناہ دوزخ میں لے جائے بلکہ معافی ممکن ہے۔

[1] ہر کہ صفات حق تعالیٰ بشناخت وجلال و بزرگی وتوانائی وے باکی او بدانست اگر ہمہ مخلوق عالم راہلاک کند وجاوید بدوزخ دارد یک ذرۂ مملکت وے کم نشود۔ بلفظہٖ (صفحہ:۹،سطر:۲۱)

اقول: ان عبارات سے مفتی صاحب یہ مطلب نکالنا چاہتے ہیں کہ ان عبارات میں تمام انبیاعلیہم السلام بھی داخل ہیں جن کودوزخ میں ڈالنے کاحکم لگاتے ہیں جو بالکل غلط ہے۔

(۱) پہلی تحریر میں توصرف گناہ کے معاف کرنے پراللہ تعالیٰ کا قادر ہونا ثابت ہوتا ہے جوعین صحیح ہے کہ مومنوں، مسلمانوں کے سب گناہ معاف کرنے کی قدرت رکھتا ہے کیوں کہ خوداللہ تعالیٰ کاوعدہ ہےاورسچاوعدہ ہے ایفا کرنے پرقادر ہے جیسےاللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ.[2] (سورہ نساء)

اور يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ.[3] (سورہ صف)

اور يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ.[4] (سورہ یوسف)

اور اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا.[5] (سورہ الزمر)

ایسی بہت سی آیات موجود ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے گناہ معاف کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔اس میں کون سا خلف وعید ہے۔ ذرا ہوش کیجیے۔ یہ عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی میرے دعوے کی موید ہے۔اورآپ کے مخالف ہے آپ نے دعوے پردلیل لانے میں سخت غلطی کھائی ہے جوطفل مکتب نہ کرے۔

دوسری عبارت امام غزالی علیہ الرحمۃ کی کیمیاے سعادت کے رکن چہارم کے تیسری فصل خوف ورجا کی حقیقت کے بیان میں ہے جو ہمہ مخلوق عالم میں پیغمبران علیہم السلام ہیں۔داخل نہیں ہیں۔کیوں کہ اس میں لفظ بڑا یا چھوٹا درج نہیں۔اس عبارت کے عین اوپرایک مثال حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ شیر کے خوف کی نقل فرماتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مملکت میں ایسا کرنے سے کچھ کمی واقع نہیں ہوتی اور اس جگہ انبیاعلیہم الصلوٰۃ والسلام بالخصوص آں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں۔ہاں!اگرجملہ یا فقرہ ہرمخلوق[6] بڑا ہو یا چھوٹا، درج ہوتا تو بےشک تمام انبیاعلیہم السلام اس میں داخل ہوتے۔مگرایسانہیں ہے بلکہ اس عبارت کے بعدحضرت امام علیہ الرحمۃ نے اس کا استثنایوں فرمادیا ہے کہ:

یہ ڈرانبیاعلیہم السلام کوبھی ہوتا ہے گوکہ وہ جانتے ہیں کہ ہم گناہ سے معصوم ہیں......اسی واسطے سلطان الانبیاعلیہ

---

[1] ترجمہ: جس شخص کواللہ تعالیٰ کی صفات یعنی اس سے جلال وبزرگی اورطاقت وقدرت کاعرفان ہے وہ شخص جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اگردنیا کی تمام مخلوق کوہلاک کردے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے دوزخ میں رکھے تواس کی سلطنت کاایک ذرہ بھی کم نہ ہوگا۔

[2] پارہ:٥، النساء:٤، آیت:٤٨ [3] پارہ:٢٨، الصف:٦١، آیت:١٢ [4] پارہ:١٣، یوسف:١٢، آیت:٩٢

[5] پارہ:٢٤، الزمر:٣٩، آیت:٥٣ [6] تفویۃ الایمان،ص:۱۴۔۱۲منہ

افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ میں تم سب سے زیادہ خائف ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے «اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا»[1] بلفظہٖ (اکسیر ہدایت ترجمہ کیمائے سعادت صفحہ:۴۸۸/سطر:۲۳)

(۲) فتوح الغیب مقالہ ہیزدہ وشرح فارسی حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی «لا تسکن الی احد من خلق ولا تستانس به» بلفظہٖ

شرح۔ آرام[2] مگیر ومیل مکن بہ سوے ہیچ یکے از خلق، والفت مگیر بہ ہیچ یکے، اما از دوستان خدا ومقربان وے کہ داخل غیر نیستند وتوجہ بایشان بایں حیثیت عین توجہ بہ حضرت حق است انتہیٰ۔

یعنی خلق کے لفظ سے یہ بات نہیں سمجھنی چاہیے کہ اس میں دوستان خدا ومقربان درگاہ کبریا جل وعلا، انبیا علیہم السلام واولیاے کرام علیہم الرحمۃ بھی داخل ہیں۔ کیوں کہ ان کی طرف عین توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہے۔ واقعی وہ اس لفظ مخلوق میں داخل نہیں۔

اب اس میں اصل عقیدہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ کا مختصراً لکھا جاتا ہے تاکہ آپ کو ان کے عقیدہ سے واقفیت ہو کر بے ربط اور بے جوڑ غیر متعلق عبارت کا پتہ لگ جائے۔

مذاق العارفین ترجمہ احیاء علوم الدین حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ جلد اول باب دوم عقائد میں:

(الف) وہ سب چیز اس کے (خدا تعالیٰ) حکم اور تقدیر وحکمت اور خواہش سے ہوتی ہے کہ جس چیز کو چاہا وہ ہوئی اور جس کو نہ چاہا وہ نہ ہوئی۔ بلفظہٖ (جلد اول، صفحہ:۱۷۵، سطر:۱۶)

(ب) یہ جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کلام کرنے والا ہے اور اپنے کلام ازلی قدیم سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے، امر ونہی اور وعدہ اور وعید فرماتا ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ:۱۷۶، سطر:۹، جلد اول)

(ج) یہ امور اس سے عدل کے طور پر ہی ہوتے ہیں۔ نہ برے ہوتے نہ ظلم اور اللہ تعالیٰ اپنے ایمان دار بندوں کو طاعتوں پر اپنے کرم اور وعدہ کے بہ موجب ثواب عنایت فرماتا ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ:۱۷۷، سطر:۸)

(د) بلکہ رسولوں کو بھیجا اور ان کا سچ ظاہر معجزوں سے ثابت کیا۔ تو انھوں نے اس کے حکم اور نہی اور وعدہ اور وعید کو خلق میں پہنچایا۔ اس لیے خلق پر رسولوں کو سچا جاننا اور جو وہ احکام لائے ہیں ان کا ماننا واجب ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ:۱۷۷، سطر:۱۴)

(ہ) خدا تعالیٰ کے حکم سے کافروں کے پاؤں اس پر (صراط) پھسلیں گے۔ اور دوزخ میں گر جائیں گے۔ اور ایمان والوں کے پاؤں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اس میں جمیں گے۔ وہ دار القرار کو پہنچا دیے جائیں گے۔ بلفظہٖ (صفحہ:۱۷۸، سطر:۱۲)

---

[1] پارہ:۲۲، فاطر:۳۵، آیت:۲۸

[2] ترجمہ: اللہ کی مخلوق میں سے نہ کسی کے ساتھ تعلق خاطر رکھ اور نہ کسی کی طرف توجہ کر بلکہ اللہ کے دوستوں اور اس کے مقرب بندوں سے قرب حاصل کر اس لیے کہ وہ لفظ «غیر» میں داخل نہیں، اس حیثیت سے ان کی طرف توجہ عین حق تعالیٰ کی طرف توجہ ہے۔

(و) پس دوزخ میں کوئی ایماندار ہمیشہ نہیں رہے گا۔ بلفظہٖ (صفحہ:۱۷۹، سطر:۵)

(ز) جو شخص ان امور پر یقین سے معتقد ہوگا وہ اہل حق اور سنت و جماعت والوں میں ہوگا اور گمراہی اور بدعت والوں کی جماعت سے علاحدہ رہے گا۔ بلفظہ (ص:۱۷۹، سطر ۱۱)

دیکھیے یہ ہے مذہب، امام علیہ الرحمۃ کا اور میرا اور تمام اہل سنت و جماعت کا، جو آپ کو نصیب نہیں۔ آپ نے اپنی ان عبارتوں کے سمجھنے میں سخت ٹھوکر کھائی اور خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور خلف وعید کا کرنا بے سود نکلا۔

قولہ: حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوبات کے صفحہ ۱۷، پر ہے۔

اگر ہمہ[1] منکران عالم و شیاطین جہاں را با ذریت و اتباع او فے المثل بعلیین رساند و تاج قدسی بر سر نہد ہنوز حق کرم او گزار نشود۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر ہے۔

اگر خواہد[2] ہر کہ در رُوے زمین کافرے و مشرکیست در دریاے رحمت غرق کند۔

اور پھر اسی کتاب کے صفحہ ۹۷ پر ہے۔

اگر خواہد[3] کہ در عالم نبی و ولی است ہمہ را در سلسلہ قہر کشد و خالداً مخلداً در عذاب الیم بدارد۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۵۲ پر ہے۔

اے برادر[4] کسے را کار با جبار قہارے افتادہ است۔ اگر بہشت را عین دوزخ گرداند و دوزخ را عین بہشت، الخ۔ (صفحہ ۹، ۱۰)

اقول: افسوس سے کہتا ہوں کہ آیت یا حدیث پیش کی ہوتی جس سے ثابت ہوتا کہ واقعی خداوند تعالیٰ وعدہ خلافی کیا کرتا ہے۔ اور جھوٹ بولتا ہے یا بولا کرتا ہے۔ کیا کسی ایک بزرگ سالک مجذوب کا قول پیش کرنے سے آپ کا چھٹکارا ہوسکتا ہے؟ اور ایسا قول کہ جس کی تاویل ہوسکتی ہو اور بظاہر شریعت کے خلاف ہو۔ کیا آپ ایسے قول کو مُفتیٰ بہ یا علیہ الفتویٰ یا ظاہر روایت سمجھتے ہیں۔ آداب افتا پڑھیے۔ ہاں! عبارات مندرجہ بالا درج کرنے کا مطلب آپ کا یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے منکروں، شیطانوں کو عِلّیّین میں داخل کرنے پر قادر ہے اور تمام مشرکین کو دریاے رحمت میں غرق کرسکتا ہے اور وہ جبار و قہار ہے کہ دوزخ کو بہشت اور بہشت کو دوزخ بنا دے اور حضرت محمد ﷺ اور حضرت عیسیٰ و یحییٰ علیہما

---

[1] ترجمہ: گر اللہ تعالیٰ تمام منکرین عالم اور شیاطین جہاں کو ان کی ذریت، متبعین اور اسی طرح کے دوسرے لوگوں کو علیین میں ڈال دے اور تاج ملائکہ ان کے سر پر رکھ دے تب بھی اس کے کرم کا حق ادا نہ ہوگا۔

[2] ترجمہ: جتنے بھی کافر اور مشرک روے زمین پر ہیں اگر وہ چاہے تو انھیں دریاے رحمت میں غرق کردے۔

[3] ترجمہ: اگر وہ چاہے تو دنیا میں جتنے نبی اور ولی ہیں سب کو قہر کی زنجیر میں جکڑ دے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے انھیں دردناک عذاب میں رکھے۔

[4] ترجمہ: اے عزیز! جو اللہ کا دوست ہے (وہ خوب جانتا ہے کہ) اگر وہ چاہے تو جنت کو دوزخ اور دوزخ کو جنت کردے۔

السلام کو دوزخ میں ڈال دے یا ڈال سکتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ پس اس سے اللہ تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہوا۔ جس کے اہل سنت و جماعت قائل ہیں۔ یہ آپ کا افترا علی اللہ ہے۔

اس کا جواب بہ چند وجوہ ہے

اول: شیخ علیہ الرحمۃ نے اپنی تحریر میں کوئی سند قرآن شریف یا حدیث شریف سے نہیں دی۔ جب کوئی سند نہیں ہے تو کوئی بھی مسلمان آدمی اس کے ماننے کے لیے تیار نہیں۔ جو شیخ صاحب نے اپنی مجذوبی کی حالت میں لکھ دیا ہو اس پر اعتبار نہیں یا اس کی تاویل کی جائے گی۔

دوم: یہ کہ ان عبارتوں کے شروع میں الفاظ اگر، اگر خواہد لکھے ہوئے ہیں۔ جس سے شیخ علیہ الرحمۃ کا منشا ظاہر ہو رہا ہے۔ جیسا کہ قرآنی آیات کی تفسیریں بیان کر رہی ہیں کہ نہ تو خدا چاہے اور نہ چاہے گا اور نہ ایسا کرے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(۱) «فَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ»[1] (سورۂ انعام) پس اگر ہم چاہتے تمام کو ہدایت کر دیتے۔

(۲) «وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً»[2] (المائدۃ) اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سب کو ایک ہی امت بنا دیتا۔

(۳) «وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكُوْا»[3] (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ شرک نہ کرتے۔

(۴) «وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ»[4] (انعام) اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا کام نہ کرتے۔

(۵) «وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً»[5] (شوریٰ)

اگر ہم چاہتے تو ان کو ایک ہی مذہب پر کر دیتے۔

(۶) لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّآ اِنْ كُنَّا فٰعِلِيْنَ.[6] (سورہ انبیا)

اگر ہم بیٹا اختیار کرنا چاہتے تو اپنے پاس سے اختیار فرماتے اگر ہمیں کرنا ہوتا۔

کیا کوئی اس آیت سے ایسا کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا ممکن ہے۔

(۷) قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ.[7]

کہہ دے اے (رسول خدا ﷺ) اگر رحمن کے لیے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے اس کا پوجنے والا ہوتا۔

یہاں کہہ دینا کہ خدا کا بیٹا بھی ممکن ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو معاذ اللہ عبادت غیر کا حکم دے۔

[1] پارہ:۸، الانعام:٦، آیت:۱٤۹ [2] پارہ:٦، المائدۃ:٥، آیت:٤۸ [3] پارہ:۷، الانعام:٦، آیت:۱۰۷
[4] پارہ:۸، الانعام:٦، آیت:۱۳۷ [5] پارہ:۲٥، الشوریٰ:٤۲، آیت:۸ [6] پارہ:۱۷، الانبیاء:۲۱، آیت:۱۷
[7] پارہ:۲٥، الزخرف:٤۳، آیت:۸۱

یہ سات آیات کافی ہیں اگر چہ متعدد آیات ایسی ہیں جن سے صاف صاف ظاہر ہے کہ خدا کے چاہنے پر دارومدار ہے۔ پس جب وہ چاہتا ہی نہیں تو پھر یہ فتویٰ خداوند تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام کس طرح لگایا جاسکتا ہے۔ کیوں کہ جب وہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا پھر اس کو خلاف وعدہ کیوں کر کہا جاسکتا ہے اور کیوں کر اس کی کوئی نظیر پیش کرنی چاہیے کہ فلاں امر اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے خلاف ظاہر کیا ہے اور آئندہ بھی کرے گا۔ جب یہ نہیں تو پھر خدا کے کذب پر دلائل حشویہ پیش کرنا کس اہل سنت کا مذہب ہے؟ واقعی یہ مذہب خوارج اور معتزلہ کا ہے جیسے آگے آئے گا۔ انتظار کیجیے۔

سوم۔ شیخ علیہ الرحمۃ پر آپ نے کذب باری تعالیٰ کا بہتان لگایا ہے اس تیسری عبارت میں حضرت شیخ نے اپنے مکتوب نمبر ۵۴ میں جو صفحہ ۱۷۰ پر درج ہے ایک اپنے مرید مریض کو تحریر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جبار وقہار ہے جو کچھ وہ کرتا ہے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ اگر صفت قہاری ظہور میں لاوے تو کوئی اس پر اعتراض نہیں کرسکتا ہے کیوں کہ اپنی مخلوق میں تصرف کرنے کو ظلم سے تعبیر نہیں کرسکتے۔

پس اس عبارت سے کذب باری تعالیٰ ثابت کرنا نافہمی نہیں تو اور کیا ہے۔

چہارم۔ میں انھیں شیخ علیہ الرحمۃ کی اسی کتاب مکتوبات سے پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے کذب باری تعالیٰ یا خلف وعید کے مسئلہ کا تشدد سے انکار کر کے بخوبی سمجھا دیا ہے۔ وہ اپنے مکتوب نمبر ۹۸ صفحہ ۳۱۷ پر فرماتے ہیں کہ بھائی شمس الدین کو واضح ہو کہ اہل سنت کا مسئلہ اتفاقیہ ہے کہ کافروں کے لیے وعید مطلق ہے اور نیکوکاروں کے لیے وعدہ مطلق اور گنہگار مسلمان چوں کہ کافر نہیں وہ وعید مطلق کے نیچے داخل نہیں اور وہ بالکل نیکوکار بھی نہیں تو وعدہ مطلق میں بھی داخل نہیں۔ لیکن معتزلہ فرقہ اس کے خلاف ہے وہ اس مسلمان کو جو نیکوکار نہیں ہمیشہ کے لیے دوزخی کہتا ہے اور اہل سنت و جماعت اس مسلمان کو خدا کی مرضی پر چھوڑتے ہیں۔ خواہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے فضل سے بخش دے۔ یا عدل سے عذاب کر کے بخش دے اس کو اختیار ہے اس میں خدا تعالیٰ کا جھوٹ بولنا اور اس میں خلف وعید یا وعدہ خلافی کرنا کہاں پایا جاتا ہے۔ اصل عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے تاکہ آپ معتزلہ کے عقیدہ سے بچیں اور اہل سنت میں داخل ہوں اور توہین اور گستاخی اللہ تعالیٰ سے مصئون[1] رہیں۔

مکتوب نود وہشتم در وعدہ ووعید، صفحہ ۳۱۷

«برادر شمس الدین بداند کہ مراہل سنت راا جماع است کہ وعید مطلق کافراں راا ست ووعدۂ مطلق مومناں راا ست باز مومن کہ عاصی باشد کافر نبود تا درتحت وعید مطلق درآید۔ و نیز حسن مطلق نیست تا در وعدہ مطلق وے را در یا بداندروے اختلاف است۔ قول معتزلہ آنست کہ وے از وعید مطلق است۔ اگر با گناہ ازیں جہاں بیروں رود جاوداں در دوزخ

[1] مصئون: محفوظ۔

بماند۔ باز مذہب اہل سنت آنست کہ مراورا موقوف دارند نہ وعدہ مطلق دہند نہ وعید مطلق، حکم وے بہ مشیت مغلق دارند اگر خواہد وے را آمرزد، وآں از وے فضل بود واگر خواہد او را عذاب کند وآں از وے عدل بود و ہیچ حال مومن را در دوزخ خلود نگویند ہر چند عاصی باشد۔

[1] از عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما منقول است کہ گفت کہ ہر مومن کہ با گناہ رود خداوند تعالیٰ از سہ کار یکے باوے کند یا برحمت خویش بیامرزد۔ یا بشفاعت پیغمبر بخشد یا بمقدار گناہ عذابے کند وآخر آزاد کند۔

گر گناہ داری درِ توبہ است باز — توبہ کن چوں در خواہد شد فراز

گر بدیں در گہ بصدق آئی دمے — صدفتوحت پیش باز آمد ہمے

لیجیے مفتی صاحب! شیخ علیہ الرحمۃ کا نفیس فیصلہ اور فتویٰ اہل سنت و جماعت اور فرقہ معتزلہ کا مذہب کیسا صاف صاف بتلا دیا کہ مومن مسلمان ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے اور کافر ومشرک وشیطان مردود وغیرہ ضرور دوزخ ہی میں رہیں گے۔ اس کے خلاف اللہ ہرگز نہ کرے گا۔

دوسری جگہ حضرت علیہ الرحمۃ مکتوب نمبر ۵۳ صفحہ: ۱۷۰ میں فرماتے ہیں:

یقین[2] داند کہ مقبول او مردود نگردد و مردود او مقبول نہ شود کہ ہر کہ را بہ عزت رسانیدند۔ الخ۔

امید ہے کہ اب تو شیخ علیہ الرحمۃ کے فرمانے پر آپ ایمان لاکر اہل سنت میں داخل ہو جائیں گے۔

قابل عمل آپ کے دیگر عبارات مکتوب شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ لکھی جاتی ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا اعتقاد حضرت شیخ علیہ الرحمہ پر اس قدر غلو سے بڑھا ہوا ہے کہ ان کی عبارتوں پر بڑے زور سے ایمان کو مستقل کیا ہے جو بلا سوچے سمجھے لکھی گئی ہیں۔ اور ان سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ کسی طرح سے خداوند تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ثابت ہو جائے، مگر افسوس وہی «لاتقربوا الصلوٰۃ» کی مثال کو آپ نے یہاں بھی ثابت کر دیا۔ چوں کہ آپ کا ایمان ان کی کتاب پر ایسا ہے کہ آنکھ بند کر کے عمل کرنے کو تیار ہیں۔ لیجیے چند عبارات ان کی کتاب سے لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ ان پر عمل کیجیے۔

---

[1] ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول، وہ فرماتے ہیں کہ جو مومن گناہوں کے ساتھ دربارِ الٰہی میں حاضر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ تین کاموں میں سے ایک کام کرتا ہے، یا تو اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے یا پیغمبر کی شفاعت سے بخشتا ہے یا گناہوں کی مقدار عذاب دے کر جہنم سے آزاد کر دیتا ہے۔

اگر تو گنہ گار ہے تو توبہ کا دروازہ کھلا ہے، اگر بلندی چاہتا ہے تو توبہ کر۔

اگر اس بارگاہ میں تھوڑی دیر کے لیے بھی صدق دل سے آئے تو سیکڑوں فتوحات فوراً حاصل ہو جائیں

[2] ترجمہ: رکھ کہ مقبولِ بارگاہِ خدا مردود نہیں ہوگا اور اس کی بارگاہ کا مردود مقبول نہیں ہوگا۔ وہ جس کو چاہے عزت دے۔

(الف) مکتوبات شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے اخیر صفحہ ۳۳۳/ابیات ذیل ۔

من[۱] نہ کافر نہ مسلمان ماندہ ام   درمیاں ہر دو حیراں ماندہ ام

نہ مسلمانم نہ کافر چوں کنم   ماندہ سرگردان مضطر چوں کنم

(ب) [۲] ازخود از طاعت خود منکر باش ایمان خود بہ نظر زنار بیں ۔عبادت خود را بت پرستی شمر وخود را نمرودے و فرعونے تصور کن ۔بلفظہٖ (صفحہ:۱۰۹،سطر:۲۱)

(ج) ارشاد السالکین، مصنفہ حضرت شیخ یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ (مکتوب امام ربانی جلد سوم)۔

تا کافر[۳] نہ شود مسلمان نہ شود و تا سر برادر خود را نبرد مسلمان نہ شود و تا بمادر خود جفت نہ شود مسلمان نہ شود۔بلفظہٖ

دیکھیے مفتی صاحب! شیخ علیہ الرحمہ کیا فرماتے ہیں: « کہ نہ میں مسلمان ہوں اور نہ کافر۔اپنے آپ کو نمرود اور فرعون سمجھ اور زنار پہن۔اپنی ماں کے ساتھ.........کر اور اپنے بھائی کو قتل کر،اپنی عبادت کو بت پرستی شمار کر، کافر ہو جا، وغیرہ وغیرہ۔

اب آپ شریعت سے فتویٰ دیں تا کہ آپ مفتی کامل ثابت ہوں۔اور ان باتوں پر عمل کر کے دکھلائیں۔

قولہ : ان عبارات سے صاف طور پر واضح ہو گیا کہ ان عبارات کے لکھنے والے خلف وعید کے قائل تھے۔

(ص:۱۰ سطر:۱۴)

اقول : ان عبارات کا جواب کافی سے زیادہ ہو چکا ہے کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ ہرگز جائز نہیں۔یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔اور وہ حضرات ان عبادات کے لکھنے والے خلف وعید کے ہرگز قائل نہ تھے۔

قولہ : غرضے کہ اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں۔اگر خلف وعید کے قائل نہیں تو معتزلہ اور خارجی لوگ نہیں۔ جو کہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے۔

شرح مقاصد میں ہے:

[۴] الثواب فضل من الله تعالىٰ، والعقاب عدل من غير وجوب عليه والاستحقاق من عبد خلافاً للمعتزله.[۵]

شرح موافق میں ہے:

---

[۱] ترجمہ: میں نہ کافر ہوں نہ مسلمان، ان دونوں کے درمیان حیران ہوں کہ کیا کروں ایک مضطر کی طرح سرگرداں ہوں کیا کروں۔

[۲] ترجمہ: بذات خود اپنی اطاعت کا انکار کر، اپنے ایمان کو زنار کی نگاہ سے دیکھ۔اپنی عبادت کو بت پرستی شمار کر اور اپنے آپ کو نمرود اور فرعون تصور کر۔

[۳] ترجمہ: جب تک کافر نہیں ہوگا، مسلمان نہیں ہو سکتا۔جب تک اپنے بھائی کا سر قلم نہیں کرے گا مسلمان نہیں ہو سکتا اور جب تک اپنی ماں کے ساتھ زنا نہیں کرے گا، مسلمان نہیں ہو سکتا۔

[۴] ترجمہ: ثواب اللہ کا فضل ہے اور سزا اس کا عدل ہے اور یہ اس پر واجب نہیں۔اور بندہ ثواب وعقاب کا مستحق ہے اور اس میں معتزلہ کا اختلاف ہے۔

[۵] شرح مقاصد ملخصاً، ج:۵، ص: ۱۲۵ - ۱۲۶، منشورات الشریف الرضی.

أجمع[1] المعتزلة والخوارج على عقاب صاحب الكبيرة إذا مات بلا توبة. ولم يجوزوا أن يعفو الله عنه.[2]

ان دونوں عبارتوں سے ثابت ہوگیا کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی نہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۱۰، سطر:۱۶)

اقول : میں اوپر ثابت کر چکا ہوں کہ خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کا کوئی بھی اہل سنت سے قائل نہیں، بلکہ کل ماتریدی اور اشعری اس سے انکاری ہیں۔ ان عبارات مندرجہ بالا شرح مقاصد اور مواقف سے بھی میرا دعویٰ ثابت ہے نہ کہ آپ کا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ تمام انبیا علیہم السلام اور اولیاے کرام و مومنین صالحین کو دوزخ میں ڈالنے پر قادر ہے۔ اور تمام مشرکین و شیطان لعین اور ملحدین اعلیٰ و ادنیٰ کو بہشت میں داخل کرنے پر اپنے وعدہ اور وعید کے خلاف قادر ہے۔ جس سے کذب باری تعالیٰ ثابت ہو۔ نعوذ باللہ منہا۔

یہ عقیدہ آپ کو مبارک ہو۔ میں ان ہر دو عبارتوں کے مضمون میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ بات حسبِ وعدہ وعید خداوند تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ۔ کسی مسلمان گنہ گار کو اپنے فضل سے بخش دے یا آں حضرت ﷺ کی شفاعت سے مغفرت کرے۔ یا اس کے گناہ کے مطابق عذاب کر کے بخش دے۔ اس کے اثبات میں آپ کی پیش کردہ کتب کیمیاے سعادت اور مکتوبات شیخ یحییٰ منیری سے دکھلا چکا ہوں۔ اور آیات بھی درج کر چکا ہوں لیکن آپ کے اعتقاد کے مطابق کسی کافر اور مشرک کا خلود فی الجنۃ ثابت نہیں جس سے خداوند تعالیٰ کا وعدہ خلافی کرنا ظاہر ہوتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کو اپنے وعدے پر دلیل لانے کا ڈھنگ نہیں آیا پس میری تحریر سے ثابت ہے کہ خلف وعید کے قائل معتزلہ اور خارجی ہی لوگ ہیں۔

قولہ : حضرت مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی خلیل احمد صاحب کو بہ باعث خلف وعید کے قائل ہونے کے آپ نے وہابی قرار دیا ہے۔ اور ان کی تحریرات کو آپ نے کفریہ ٹھہرایا ہے۔ اب توضیح مطالبہ میں ثابت ہوگیا کہ خلف وعید کے قائل تمام اہل سنت ہیں۔ تو لازم آیا کہ آپ نے اہل سنت کو وہابی اور پکے مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا۔ تو ارشاد ہوا کہ آپ کے ایسا کرنے سے شرعاً آپ کس لقب سے یاد کیے جانے کے مستحق ہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ ۱۱، سطر:۲۱)

اقول : یہاں آپ نے مولوی اسماعیل اپنے امام الطائفہ کے نام سے محمد ﷺ کو نکال دیا حالاں کہ تمام ان کی کتابوں میں نام ان کا محمد اسماعیل لکھا ہوا دیکھا گیا ہے مگر آپ نے اپنے رسالہ میں سب جگہ اسماعیل ہی لکھا ہے۔ شاباش! آپ نے خوب کیا واقعی وہ اسم پاک محمد (ﷺ) کے شامل کرنے کے مستحق نہیں اور نہ تھے۔ اس لیے میں بھی اسی پر عمل کروں گا۔

اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ اگر کسی شخص کا عقیدہ یہ ہو کہ خلف وعید کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ یا اس کا جھوٹ بولنا ممکن

---

[1] ترجمہ: معتزلہ اور خوارج کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگر بغیر توبہ کیے مرجائے تو عذاب کا مستحق ہے اللہ اسے معاف نہیں کر سکتا۔
[2] شرح مواقف، ج:۸، ص:۳۳۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان.

ہے۔تو یہ کفر ہے۔جس کا ثبوت کثرت سے آگے آئے گا۔آپ انتظار کریں۔میں اہل سنت کو وہابی نہیں کہتا بلکہ ان لوگوں کو وہابی کہتا ہوں جن کے عقائد میری فہرست مندرجہ صفحہ ۴ تا ۶ میں درج ہیں۔جن کا آپ نے لچر پوچ جواب لکھا ہے۔ اورآپ نے پکا دیوبندی وہابی ثابت کیا ہے۔اس میں شبہہ کرنے کی گنجائش ہی نہیں کہ مولوی اسماعیل دہلوی پکے چونا گچ بلکہ اس سے زیادہ لوہے کی طرح وہابی نجدی اور ہندوستان میں بانی وہابیت ہیں اور میرے لیے شرعاً پکا اہل سنت و جماعت سنی حنفی لوہے سے بھی زیادہ مضبوط لقب موزون ہے۔ الحمدلله علیٰ ذلك.

لیجیے مولوی صاحب! آپ کے اعتراضات ہباءً منثوراً ہوگئے۔اب بہ مفصل طور پر مذہب اہل سنت و جماعت کا اثبات آیات قرآنی اور تفاسیر حقانی اور علم کلام و دیگر کتب معتبرات اور فتاوائے علمائے ربانی سے تحریر کرتا ہوں۔انشاءاللہ تعالیٰ آپ نادِم ہوں گے۔اور آپ کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی بشرطیکہ خداوندکریم کی توفیق، رفیق ہوئی۔ورنہ چوندھیا ضرور ہوجائیں گی۔

فصل اول
آیات قرآنی جن سے ثابت ہوگا کہ خداوندتعالیٰ کا وعدہ سچا ہے کہ اس کا حکم اخبار میں ہرگز نہیں بدلتا

(۱) «وَعۡدَ اللّٰہِ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ الۡمِیۡعَادَ[۱]» وعدہ کیا اللہ نے اور نہ خلاف کرے گا اللہ اپنے وعدہ کے۔(سورہ زمر)

(۲) «وَلَنۡ یُّخۡلِفَ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ[۲]» خداتعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف ہرگز نہ کرے گا۔(حج)

(۳) «اَنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ[۳]» تحقیق اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے۔(قصص)

(۴) «وَعۡدَ اللّٰہِ لَا یُخۡلِفُ اللّٰہُ وَعۡدَہٗ[۴]» وعدہ کیا اللہ نے خلاف نہ کرے گا اللہ اپنے وعدہ کے۔(روم)

(۵) «اَلَاۤ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ[۵]» خبردار ہوجاؤ واقعی اللہ کا وعدہ سچا ہے۔(یونس)

(۶) «کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیۡدِ[۶]» جنھوں نے جھٹلایا پیغمبروں کو پھر ٹھیک ہوئی اُن پر وعید عذاب۔(ق)

(۷) «وَقَدۡ قَدَّمۡتُ اِلَیۡکُمۡ بِالۡوَعِیۡدِ. مَا یُبَدَّلُ الۡقَوۡلُ لَدَیَّ وَمَاۤ اَنَا بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِیۡدِ[۷]» تحقیق بھیجا ہم نے تم پر عذاب۔میری بات بدلنے والی نہیں اور نہ ہم اپنے بندوں سے ظلم کرنے والے ہیں۔(ق)

---

[۱] پارہ:۲۳، الزمر:۳۹، آیت:۲۰
[۲] پارہ:۱۷، الحج:۲۲، آیت:۴۷
[۳] پارہ:۲۰، القصص:۲۸، آیت:۱۳
[۴] پارہ:۲۱، الروم:۳۰، آیت:٦
[۵] پارہ:۱۱، یونس:۱۰، آیت:۵۵
[۶] پارہ:۲٦، ق:۵۰، آیت:۱۴
[۷] پارہ:۲٦، ق:۵۰، آیت:۲۸، ۲۹

(۸) «فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ[1]» اللہ تعالیٰ اپنے عہد کے خلاف ہرگز نہ کرے گا اور نہ کرتا ہے۔(بقرہ)

(۹) «فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ[2]» پس تم مت گمان کرو کہ اللہ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرنے والا ہے۔(سورہ ابراہیم)

(۱۰) «اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ[3]» تحقیق اللہ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرے گا۔(آلِ عمران)

(۱۱) «لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ[4]» اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا اور نہ کرے گا۔(روم)

(۱۲) «وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا[5]» اللہ تعالیٰ سے کون زیادہ سچا ہے بات میں(یعنی کوئی نہیں)(سورۃ النساء)

(۱۳) «وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا[6]» وعدہ اللہ تعالیٰ کا سچا ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ سے کلام میں یا بات میں۔(النساء)

(۱۴) «وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا[7]» تمام ہوئے کلمات تیرے رب کے سچے اور صحیح۔(انعام)

(۱۵) «وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ[8]» اور واقعی ہم ضرور سچے ہیں۔(انعام)

(۱۶) «وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا[9]» اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ منافقین اور منافقات اور کفار ہمیشہ تا ابد دوزخ میں رہیں گی۔(توبہ)

(۱۷) «وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا[10]» وعدہ کیا ہے اللہ پاک نے ایمان والوں اور ایمان والیوں کو بہشت کا جس کے نیچے نہریں چلتی ہیں کہ وہ ہمیشہ تا ابد اس میں رہیں گے۔(توبہ)

(۱۸) «اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ»[11] یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔(بقرہ، یونس، ہود)

(۱۹) «اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا»[12] یہی لوگ جنتی ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔(احقاف)

(۲۰) «اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ»[13] بس یہی لوگ دوزخی ہیں جو ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔(اعراف، یونس، مجادلہ)

---

[1] پارہ:۱،البقرہ:۲،آیت:۸۰ [2] پارہ:۱۳،ابراھیم:۱۴،آیت:۴۷
[3] پارہ:۳،آل عمران:۳،آیت:۹ [4] پارہ:۲۱،الروم:۳۰،آیت:۶
[5] پارہ:۵،النسا:۴،آیت:۸۷ [6] پارہ:۵،النسا:۴،آیت:۱۲۲
[7] پارہ:۸،الانعام:۶،آیت:۱۱۶ [8] پارہ:۸،الانعام:۶،آیت:۱۴۷
[9] پارہ:۱۰،التوبۃ:۹،آیت:۶۸ [10] پارہ:۱۰،التوبۃ:۹،آیت:۷۲
[11] پارہ:۱، البقرۃ:۲، آیت:۸۲ • یونس:۱۰، آیت:۲۶ • ہود:۱۱، آیت:۲۳
[12] پارہ:۲۶،الاحقاف:۴۶، آیت:۱۴
[13] پارہ:۸، الاعراف:۷، آیت:۳۶ • یونس:۱۰، آیت:۲۷ • المجادلہ:۵۸، آیت:۱۷

ان آیات کے سوا کثرت سے آیات، قرآن میں موجود ہیں یہاں ان میں بیس آیات کو کافی سے زیادہ اس کے لیے سمجھا گیا ہے، ان سے بہمہ وجوہ ثابت ہے کہ جو وعدہ یا وعید یا عہد اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں فرمایا ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ اس کا حکم قائم اور دائم ہے، بالخصوص اخبار میں اور جو کچھ چاہے وہی ہوتا ہے۔ اور جس کو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے نجات کا کیا ہے ویسا ہی پورا کرے گا۔ اس میں سرِ مو فرق نہیں ہوگا، اور جو وعدہ کفار کے حق میں ہے اس کو بھی ویسا ہی پورا کرے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں تمام سچوں سے سچا ہے۔ وعدہ خلافی اور جھوٹ اس کی شان عالی کے خلاف ہے اور اس کی ذات پاک کے منافی۔ جس شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ خداوند کریم خلف وعید یا اپنے وعدہ کے خلاف کرتا ہے یا کرسکتا ہے یا کذب یا دروغ بولتا ہے یا بولے گا یا بول سکتا ہے یا بولنے پر قادر ہے وہ شخص اہل سنت و جماعت سے خارج بلکہ کافر ہے یہی مذہب اہل سنت و جماعت متقدمین، اور متاخرین کا ہے۔ جو نصوص سے ثابت ہے۔

فصل دوم

تفاسیر قرآنی سے اس بات کا ثبوت کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ اور وعید سچا ہے، اس کے خلاف ہرگز نہیں کرتا

(۱) تفسیر قادری جلد، دوم صفحہ ۴۶۰، سطر: ۱۸

ان سب (قوم تُبَّع) نے (كذب الرسل) تکذیب کی تمام رسولوں کی۔ اس واسطے کہ انبیا علیہم السلام ایک دوسرے کی تصدیق کرنے والے ہیں۔ تو ان میں سے ایک کی تکذیب اُن سب کی تکذیب ہوتی ہے۔ پس جب اس قوم کے لوگوں نے انبیا کی تکذیب کی۔ فحق وعید تو مسلم ہوگئی اور نازل ہوئی ان پر میری وعید یعنی جو کچھ وعدہ عذاب کا ہم نے کیا تھا۔ (بلفظہٖ)

(۲) تفسیر قادری، جلد: دوم، صفحہ: ۴۶۳، سطر: اول

«وقد قدمت» اور بے شک ہم نے پہلے بھیجی تھی۔ «اليكم بالوعيد» تمھاری طرف اپنی وعید اپنی کتابوں میں اپنے رسولوں کی زبانی۔ اور اب تم کو حجت نہیں رہی۔ اور تمھارا کوئی عذر نہ سنا جائے گا۔ «ما يبدل القول» نہ بدلی جائے گی بات (لَدَيَّ) میرے پاس یعنی ہم جو کچھ وعدہ وعید کر چکے ہیں اس میں تبدل اور تغیر کی گنجائش نہیں۔ (بلفظہٖ)

(۳) تفسیر قادری، جلد: اول، صفحہ: ۱۸۳

«ومن اصدق» اور کون شخص ہے بہت سچا «من الله حديثا» اللہ تعالیٰ سے یعنی اس سے زیادہ کوئی سچا نہیں ہے بات میں اور وعدہ کے رو سے یعنی اللہ کی بات اور وعدہ میں جھوٹ کو راہ نہیں۔ اس واسطے کہ جھوٹ نقص ہے اور حق تعالیٰ جھوٹ سے پاک ہے۔ (بلفظہٖ)

(۴) تفسیر فتح العزیز، پارہ: الم، صفحہ ۲۱۴

«فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ» پس[۱] ہرگز خلاف نخواہد کرد خدا تعالیٰ عہد حکمے خود را۔ زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست وکذب درکلام نقصانے ست عظیم کہ ہرگز بصفات او راہ نیابد۔ وآنچہ بعضے ظاہر بیناں گفتہ اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است۔ و در وعید بد کرم ولطف است، مبنی ست بر قیاس غائب بر شاہد در حق او تعالیٰ کہ مبرا از جمیع نقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان ست خواہ نیک باشد یا بد۔ زیرا کہ لطف وکرم او تعالیٰ راہ ہائے بسیار دارد۔ (بلفظہٖ)

یہاں حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ نے لفظ جوداً وکرماً کا بھی فیصلہ فرمایا۔

(۵) تفسیر فتح عبدالعزیز، پارہ: الم، صفحہ: ۲۱۵، ۲۱۶

«فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ» پس[۲] آں گروہ ملازمان دوزخ اند کہ ہرگز ازاں جدا نمی شوند۔ «هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ» یعنی ایشاں دراں دوزخ ہمیشہ باشندگان اند۔ «وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ» یعنی وکسانیکہ ایمان آوردند وعمل ہائے شائستہ کرد پس دلہاے ایشاں نیز از گناہ پاک است وبدن ایشاں نیز بنور عمل صالح منور، بلا جرم۔ «اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ» یعنی ایں گروہ ملازمان بہشت اند کہ جائے قدس وطہارت است۔ «هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ» یعنی ایشاں دراں بہشت باشندگان اند۔ (بلفظہٖ)

(۶) تفسیر فتح العزیز پارہ الم، ص: ۳۱۷

نیز[۳] باید دانست کہ اہل قبلہ دریں مسئلہ اختلاف عظیم روا داد۔

بعضے از ایشاں مرتکب کبیرہ را وعید قطعی دائمی ثابت می کنند، ومی گویند کہ اگر صاحب کبیرہ بے توبہ بہ میرد حکم او حکم

---

[۱] ترجمہ: تو ہرگز اللہ تعالیٰ اپنے حکم کے خلاف نہیں کرے گا۔ کیوں کہ اس کی خبر کلام ازلی ہے اور کذب کلام میں بہت بڑا عیب ہے جو ہرگز ہرگز اس کی صفات کی لائق نہیں۔ اور بعض ظاہر بیں جو یہ کہتے ہیں کہ وعدۂ نیک کی خلاف ورزی عیب ہے اور وعید بد کی لطف وکرم۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسا ہی ہے جیسے موجود پر غیر موجود کو قیاس کرنا حالاں کہ وہ تمام عیوب سے پاک ہے۔ خبر کی خلاف ورزی مطلقاً عیب ہے خواہ نیک ہو یا بد، کیوں کہ اس کے لطف وکرم کے اور بہت سے راستے ہیں۔

[۲] ترجمہ: تو وہ دوزخی ہیں کبھی بھی دوزخ سے نکالے نہیں جائیں گے ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے تو ان کے دل بھی گناہ سے پاک ہیں اور ان کے بدن بھی یقیناً عمل صالح کے نور سے منور ہیں اور یہ گروہ جنتی ہے اور جنت مقدس و پاکیزہ جگہ ہے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

[۳] ترجمہ: یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اہل قبلہ کا اس مسئلے میں زبردست اختلاف ہے۔ ان میں سے بعض مرتکب کبیرہ کے لیے، وعید قطعی دائمی ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والا بے توبہ کیے مرجائے تو اسے کافر کہا جائے گا، یہ معتزلہ اور خوارج کا مذہب ہے اور یہی مذہب بشر مریسی وخالدی اور دوسرے بے وقوف جاہلوں کا ہے۔

صحیح مذہب وہ ہے جسے صحابہ نے شرح وبسط سے بیان فرمایا ہے اور اسی کو اہل سنت وجماعت نے اختیار کیا ہے وہ یہ ہے:

مرتکب کبیرہ قابل عفو ہے اگرچہ بے توبہ مرے، وہ نماز جنازہ، استغفار اور صدقات وخیرات کے ذریعہ اعانت کے سلسلے میں تمام مسلمانوں کی طرح ہے۔ اس کے حق میں رسول کریم ﷺ کی شفاعت اور رحمت الٰہی کی امید کی جائے گی۔ بلکہ یقین رکھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ اپنی بے پناہ رحمت یا رسول کی شفاعت سے بعض مرتکبان کبیرہ کو معاف فرمادے گا اور بعض کو عذاب بھی دے گا اور اس پر یقین رکھنا چاہیے کہ ان میں سے جسے عذاب دیا جائے گا وہ عذاب سے نجات بھی پائے گا، اس لیے کہ عذاب ابدی کفر کا خاصہ ہے اور کسی بھی گناہ سے دائمی عذاب کا مستحق نہیں ہوسکتا۔

معتزلہ کے بعض طرف دار اس جگہ یہ کہتے ہیں کہ ہر چند مذہب اہل سنت ادب سے قریب تر ہے۔ اس لیے کہ اہل سنت حق تعالیٰ کے لیے ہر دو صفت یعنی جلال وجمال، عفو وانتقام اور لطف وقہر ثابت کرتے ہیں اور ان دونوں صفتوں میں سے کسی ایک کو بھی بندوں کے حق میں واجب نہیں سمجھتے، وہ کہتے ہیں کہ وہ قادر ہے جو چاہے کرے، جس کا چاہے حکم دے۔

کافران ست وہمیں ست مذہب معتزلہ وخوارج وہمیں ست مذہب بشر مریسی وخالدی ودیگر جاہلاں بے وقوف۔ مذہب صحیح کہ صحابہ وتابعین آں رامشروحاً بیان فرمودہ اند۔ واہل سنت وجماعت آں رااختیار نمودہ اند آنست کہ مرتکب کبیرہ قابل عفو ست اگر بے توبہ بمیرد او مانند سائر مسلمین ست درنماز جنازہ واستغفار واعانت بصدقات ومبرات ودرحق او شفاعت پیغمبرو رحمت الٰہی راامیدوار باید بود۔ بلکہ یقین باید کرد کہ حق تعالیٰ برحمت بے غایت خود یا بہ شفاعت پیغمبراز بعضے مرتکبان کبیرہ عفوخواہد فرمود۔ وبعضے راازیشاں عذاب ہم کند ونیز یقین باید کرد کہ ازینہا معذب خواہد شد عذاب او منقطع خواہد گشت۔ عذاب ابدی خاصۂ کفرست۔ بہ ہیچ گناہ مستحق آں نتواں شد۔

بعضے ازطرف داران معتزلہ دریں مقام می گونید کہ ہرچند مذہب اہل سنت اقرب بادب است زیرا کہ ایشاں حق تعالیٰ را ہر دوصفت جلال وجمال وعفو وانتقام ولطف وقہر ثابت می کنند وہیچ یک راازیں ووصفت درحق بندگان واجب نمی دانند ومی گویند کہ اوقادر است «یَفعلُ مَایَشآءُوَیَحْکم مَایرید»۔ الخ (بلفظہٖ)

دیکھیے شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلف وعید اور کذب باری تعالیٰ کی کیسی جڑ کاٹی ہے۔

(۷) تفسیر بیضاوی جلداول، صفحہ ۱۹۵ زیرآیت

«وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا» إنكار أن يكون أحد أكثر صدقا منه؛ فإنه لايتطرق الكذب الى خبره بوجه لأنه نقص، وهو على الله تعالىٰ محال.

یعنی (یہ انکار استفہامی ہے) کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ سے سچ بولنے میں زیادہ ہے۔ پس لازم ہے کہ اس پر کذب یا خلف وعید کا الزام ہرگز نہ لگایا جائے۔ کہ اس کی خبر میں واقع ہو۔ کیوں کہ یہ نقص ہے ذات باری میں اور یہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۸) تفسیر بیضاوی جلداول، صفحہ ۲۷۳

«وَاِنَّالَصٰدِقُوْنَ» في الأخبار او الوعيدو الوعد.

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تحقیق میں سچا ہوں اپنے اخبار یعنی وعدہ اور وعید میں۔

(۹) تفسیر خطیب شربینی، صفحہ: ۷۳

قوله تعالىٰ فلن يخلف الله عهده فيه دليل علىٰ أن الخلف في خبر الله محال. بلفظه.

یعنی خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۰) تفسیر کشاف، صفحہ: ۴۳۱، زیرآیت

«وَاِنَّالَصٰدِقُوْنَ»[1] فيما اوعدنا به العصاة لا تخلفه مالا نخلف ما وعدناه أهل الكتاب بلفظه.

یعنی میں سچا ہوں وعید اور وعدہ میں جو اہل کتاب کے ساتھ کیا گیا ہے۔

---

[1] وَاِنَّالَصادِقُوْنَ رسم الخط قرآنی وَاِنَّالَصٰدِقُوْنَ ہے۔ ۱۲ منہ

(۱۱) تفسیر کبیر، جلد: پنجم، صفحہ: ۱۷۲، سطر: ۳۳، مصری، زیر آیت
«وَظَنُّوٓا اَنَّهُمۡ قَدۡ كُذِبُوۡا» لأن المومن لا يجوز أن يظن بالله الكذب، بل يخرج بذلک عن الإيمان.
یعنی کسی مسلمان مومن کو جائز نہیں ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنے کا گمان کرے بلکہ ایسا کرنا ایمان سے خارج کر دیتا ہے۔
لیجیے اپنے ایمان کو سنبھالیے۔

(۱۲) تفسیر کبیر، جلد: سوم، صفحہ: ۲۷۹، سطر: اخیر، مصری
قوله «وَمَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيۡثًا» استفهام على الإنكار والمقصود منه بيان أنه يجب كونه تعالىٰ صادقاً و أن الكذب والخلف في قوله محال.
یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنی بات میں کون سچا زیادہ ہے۔ یہ قول استفہام انکاری ہے یعنی کوئی نہیں۔ مقصود اور مراد اس سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سچ کا اعتقاد کرنا واجب ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے قول میں جھوٹ اور خلف وعید محال ہے۔

(۱۳) تفسیر کبیر، جلد: چہارم، صفحہ: ۱۳۲، ۱۳۳، مصری، سطر: ۳۹

(الف) قال أهل المعاني: الكلمات معناها ماجاء من وعد و وعيد و ثواب و عقاب فلا تبدل فيه، ولا تغير له كما قال **مَا يُبَدَّلُ الۡقَوۡلُ لَدَىَّ**. بلفظه(ص:۱۳۲، سطر:۳۹)

(ب) أن حكم الله تعالى هو الذي حصل في الأزل، ولا يحدث بعد ذلك شيء، فذلك الذي حصل في الأزل هو التمام، والزيادة عليه ممتنعة. وهذا الوجه هو المراد من قوله صلى الله عليه وسلم : جف القلم بما هو كائن إلى يوم القيامة. بلفظه (ص:۱۳۳، سطر:۱۲)

(ج) من صفات كلمة الله، كونها صدقاً، والدليل عليه أنّ الكذب نقص، والنقص على الله تعالىٰ محال.(ص:۱۳۳،سطر:۱۳)

(د) واعلم: أن هذا الكلام يدل على أن الخلف في وعد الله تعالى محال فهو أيضاً يدل على أن الخلف في وعيده محال. بلفظه (ص:۱۳۳، سطر:۱٦)

ترجمہ(الف) اہل معانی نے فرمایا ہے، کلمہ ہو یا کلمات، ان کے معنیٰ یہ ہیں یعنی جو کچھ وعدہ اور وعید اور ثواب اور عذاب میں خدا کا حکم ہے نہ اس میں تبدیلی ہوسکتی ہے اور نہ تغیر ہوسکتا ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہماری بات بدل نہیں سکتی۔

(ب) جو حکم اللہ تعالیٰ کا روزِ ازل میں ہو چکا، اس کے بعد کچھ پیدا نہیں ہوگا، پس وہی چیز ہے جو ازل میں ہو چکی ہے، اس پر زیادتی اور کمی محال ہے اور یہی وجہ اور مراد حضور سرورِ عالم ﷺ کے فرمانے کی ہے، جیسے فرمایا ہے کہ قلمِ قدرت نے سب کچھ لکھ دیا ہے، جو قیامت تک ہونے والا ہے، اور پھر وہ خشک ہوا۔

(ج) سچ بولنا اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے، دلیل اس کی یہ ہے کہ جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کی ذات پر نقص ہے اور نقص کا ہونا اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(د) جان لو کہ یہ کلام اسی دلیل سے خلف وعدہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس اسی دلیل سے خلف وعید بھی اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۴) تفسیر جمل، ص:۲۲۹۔ زیرِ آیت:

«مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ الآيه» المراد بالقول هو الوعيد بتخليد الكافر في النار. (بلفظہٖ)

یعنی اللہ تعالیٰ کی بات نہیں بدلتی، اس بات سے وعید مراد ہے اور وعید اس کو کہتے ہیں جو کافروں کو ہمیشہ دوزخ میں رہنے کا حکم ہے۔

(۱۵) تفسیر ابی السعود برحاشیہ تفسیر کبیر، جلد دوم ص:۱۷۴

«وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ حَدِيْثًا» إنكار لأن يكون أحد أصدق منه تعالىٰ في وعده، و سائر اخباره، و بيان لاستحالته، كيف لا، والكذب محال عليه سبحانه دون غيره. (بلفظہٖ)

یعنی اللہ تعالیٰ سے کون زیادہ سچا ہے- انکاراً- یعنی کوئی زیادہ سچا نہیں ہے اللہ تعالیٰ سے اپنے وعدہ اور تمام خبروں میں، بیان ہے جھوٹ کے محال ہونے کا اور کیسے نہ ہوگا حالاں کہ جھوٹ اللہ پر محال ہے، سوا اس کے دوسرے کے اوپر محال ہے۔

دیکھیے تفاسیر معتبرات کذب باری تعالیٰ اور خلف وعید کا استیصال فرما کر ایسے اعتقاد رکھنے والوں کو معتزلہ اور کافر قرار دے رہی ہیں۔ اب علمِ کلام اہل سنت و جماعت ملاحظہ کیجیے۔

فصل سوم

کتب علم کلام سے اس بات کا ثبوت کہ کذب، اللہ تعالیٰ پر محال ہے

(۱) شرح مواقف مطبوعہ نول کشور، ص:۶۰۴، سطر ۱۳-۱۹

تفريع علىٰ ثبوت الكلام للهِ تعالىٰ، و هو أنه يمتنع عليه الكذب اتفاقاً. الخ (بلفظه)

یعنی تمام اہل سنت و جماعت کا اتفاق و اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے۔

(۲) لأنه إذا جاز وقوع الكذب في كلامه ارتفع الوثوق عن اخباره بالثواب والعقاب و سائر ما أخبر به من أحوال الآخرة والأولىٰ و في ذٰلك فوات مصالح لا تحصىٰ.

یعنی اگر جھوٹ کا وقوع اللہ تعالیٰ کے کلام میں جائز سمجھا جائے تو تمام اعتبار اٹھ جائے گا۔ جو اس کی خبروں میں ہے، مثلاً ثواب اور عذاب اور تمام خبریں جو اس نے دنیا اور آخرت کی اپنے کلام میں فرمائی ہیں بے اعتبار ہو جائیں گی اور اس میں بے شمار

مصالح فوت ہوجائیں گے۔

(۳) شرح مواقف بالا،ص:۶۰۴،سطر ۱۹

وأما امتناع الكذب عليه عندنا فبثلثة أوجه ، الأول أنه نقص والنقص على الله تعالىٰ محال إجماعاً.

یعنی امتناعِ کذبِ خدا ہمارے نزدیک تین وجہ پر ہے:

وجہ اول یہ ہے کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔اجماعاً۔

وجہ دوم کا خلاصہ یہ ہے: اگر اللہ تعالیٰ کی صفت جھوٹ بولنا سمجھی جاوے تو جھوٹ بولنا قدیم ہوگا اور سچ بولنا ممتنع ہوگا۔ کیوں کہ یہ حادث ہوگا۔ اور نئی بات اللہ تعالیٰ میں پیدا ہونا محال ہے۔

وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر صحتِ صدق کا احتمال کیا جاتا ہے کلامِ نفسی اور لفظی میں مع خبر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ بکلام سچ ہے۔ اگر اس کے خلاف سمجھا جاوے تو سب اعتبار کلام کا جاتا رہے گا۔ اس لیے یہ محال ہے۔

(۴) شرح مواقف،ص:۷۰۱،سطر ۲۴

المقصد السادس في تقرير المبحث الثاني: أجمع المسلمون علىٰ أن الكفار مخلدون في النار أبدا لا ينقطع عذابهم. (بلفظہٖ)

دوسری بحث یہ ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ کفار ابدالآباد دوزخ میں رہیں گے، ان کا عذاب منقطع نہ ہوگا۔

(۵) شرح مواقف،ص:۷۰۰

لأن إمكان المحال محال. واقعی امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

(۶) شرح عقائد جلالی:

و إمكان المحال محال. اور امکان محال کا بھی محال ہی ہے۔

(۷) شرح مقاصد مبحث کلام

الكذب محال بإجماع العلماء لأن الكذب نقص باتفاق العقلاء و هو على الله تعالىٰ محال. الخ (ملخصًا)[1]

شرح مقاصد کے بحث کلام میں ہے کہ جھوٹ باجماع علما محال ہے، کیوں کہ جھوٹ بہ اتفاق عقل مندان اہل سنت کے نقص ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۸) شرح مقاصد بحث تکلیف بالمحال۔

---

[1] شرح المقاصد، ج:۲، ص:۱۰٤، المبحث السادس فی أنه تعالیٰ متكلم، دار المعارف النعمانيه، لاهور.

محال هو جهله او كذبه تعالىٰ عن ذٰلك.[1]

یعنی شرح مقاصد کی بحث تکلیف بالمحال میں ہے کہ جہل اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۹) عقائد العضد یہ، ص: ۳۴، سطر: ۱۵

متصف بجميع صفات الكمال و منزه عن سمات النقص، أجمع عليه العقلاء كافة الخ.

یعنی اللہ تعالیٰ تمام صفاتِ کلام سے متصف ہے اور تمام نقصوں سے پاک ہے اس پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔

(۱۰) عقائد العضد یہ، ص: ۶۶، ۶۷

ولا يصح عليه الحركة والانتقال ولا الجهل ولا الكذب؛ لأنهما نقص، والنقص على الله تعالىٰ محال. (بلفظہٖ)

یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت اور انتقال اور جہل اور جھوٹ صحیح نہیں، کیوں کہ یہ دونوں نقص ہیں اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۱) عقائد العضد یہ، ص: ۷۳

قلت: الكذب نقص والنقص عليه محال، فلا يكون من الممكنات ولا تشمله القدرة. الخ (بلفظہٖ)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جھوٹ نقص ہے اور نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے پس ممکنات میں سے بھی نہیں اور نہ قدرتِ خدا میں شامل ہے۔

(۱۲) شرح مقاصد مبحث کلام:

قد بينا في بحث الكلام: امتناع الكذب علىٰ الشارع تعالىٰ.[2]

ہم بحثِ کلام میں ثابت کر آئے کہ اللہ تعالیٰ پر کذب محال ہے۔

(۱۳) شرح مقاصد:

الكذب في أخبار الله تعالىٰ فيه مفاسد لا تحصىٰ، ومطاعن في الاسلام لا تخفىٰ. منها: مقال الفلاسفة في المعاد و مجال الملاحدة في العناد، و منها: بطلان ما عليه الاجماع من القطع بخلود الكفار في النار، فمع صريح أخبار الله تعالىٰ به، فجواز عدم وقوع مضمون هذا الخبر محتمل. و لما كان هٰذا باطلا قطعًا، علم ان القول بجواز الكذب في أخبار الله باطل قطعا[3] اھ ملتقطاً.

یعنی خبرِ الٰہی میں کذب پر بے شمار خرابیاں اور اسلام میں آشکارا طعن آئیں گے۔ فلاسفہ حشر میں گفتگو لائیں گے،

---

[1] شرح المقاصد، ج:۲، ص:۱۵۵، المبحث الخامس: التكليف ما لا يطاق، دار المعارف النعمانيه، لاهور.

[2] شرح المقاصد، ج:۳، ص:۱۵۲، دار المعارف النعمانيه، لاهور.

[3] شرح المقاصد، ج:۲، ص:۲۳۸، المبحث الثانی عشر: اتفقت الأمة على العفو عن الصغار، دار المعارف النعمانيه، لاهور.

ملحدین اپنے مکابروں کی جگہ پائیں گے، کفار کا ہمیشہ آگ میں رہنا کہ بالا جماع یقینی ہے۔ اس پر سے یقین اٹھ جائیں گے کہ اگرچہ خدا نے صریح خبریں دیں مگر ممکن ہے کہ واقع نہ ہوں اور جب یہ امور یقیناً باطل ہیں تو ثابت ہوا کہ خبر الٰہی میں کذب کو ممکن کہنا باطل ہے۔

(۱۴) شرح عقائد نسفی:

كذب كلام الله تعالىٰ محال[۱] اھ. ملخصًا کلامِ الٰہی کا کذب محال ہے۔

(۱۵) طوالع الانوار (فرع متعلق مبحث کلام میں ہے):

الكذب نقص والنقص على الله تعالىٰ محال. جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۶) شرح مواقف کی بحث معجزات میں ہے:

قد مر في مسئلة الكلام من موقف الالٰهيات: امتناع الكذب عليه سبحانه و تعالىٰ.[۲]

یعنی موقف الٰہیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب ہرگز ممکن نہیں۔

(۱۷) مسائرہ میں امام محقق کمال الدین محمد علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

يستحيل عليه تعالىٰ سمات النقص كالجهل والكذب.[۳]

یعنی جتنی نشانیاں عیب کی ہیں، جیسے جہل اور کذب، اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۱۸) علامہ[۴] کمال الدین محمد بن محمد ابن ابی شریف قدسی علیہ الرحمہ شرح مسامرہ میں تحریر فرماتے ہیں:

لا خلاف بين الأشعرية وغيرهم في أن كل ماكان وصف نقص، فالباری تعالىٰ عنه منزه و هو محال عليه تعالىٰ والكذب وصف نقص .اھ ملخصًا.

یعنی اشاعرہ وغیر اشاعرہ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ جو کچھ صفتِ عیب ہے، باری تعالیٰ اس سے پاک ہے اور وہ اللہ تعالیٰ پر محال اور ناممکن ہے اور کذب صفت عیب ہے۔

(۱۹) علامہ[۵] سعد تفتازانی علیہ الرحمہ شرح مقاصد میں لکھتے ہیں:

صدق كلامه تعالىٰ لما كان عندنا أزليًا، امتنع كذبه لأن ما ثبت قدمه امتنع عدمه.

یعنی کلام خدا کا صدق جب کہ ہم اہل سنت کے نزدیک ازلی ہے تو اس کا کذب محال ہوا کہ جس چیز کا قِدم ثابت ہے، اس کا عدم محال ہے۔

---

[۱] شرح عقائد، ص:۷۱، دار الاشاعت العربیہ، قندھار، افغانستان.

[۲] سبحٰن السبوح مولفہ اعلیٰ حضرت قابل و فاضل بریلوی ابقاھم اللہ تعالیٰ، ص:۱۱، ۱۲. منہ

[۳] المسایرة متن المسامرة، ص:۳۹۳، المکتبة التجاریة الکبریٰ، مصر.

[۴] و [۵] سبحٰن السبوح، ص:۱۱، ۱۲. منہ

(۲۰) شرح السنوسیہ میں ہے:

الكذب على الله تعالىٰ محال لأنه دناءة. **اللہ تعالیٰ پر کذب محال کہ وہ کمینہ پن ہے۔**

(۲۱) شرح عقائد جلالی میں ہے:

الكذب نقص والنقص عليه تعالىٰ محال فلا يكون من الممكنات ولا تشمله القدرة كسائر وجوه النقص عليه تعالىٰ كالجهل والعجز.[1]

یعنی جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ تو کذب ممکناتِ الٰہیہ سے نہیں اور نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اسے شامل ہے، جیسے تمام اسباب مثل جہل اور عجز کے یعنی سب محال ہیں اور صلاحیتِ قدرت سے خارج۔

(۲۲) شرح جلالی مذکور:

لا يصح عليه تعالىٰ الحركة والانتقال ولا الجهل ولا الكذب؛ لأنهما نقصٌ والنقص على الله تعالىٰ محال.[2]

اللہ تعالیٰ پر حرکت انتقال وجہل وکذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سب عیب ہیں اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔

(۲۳) کنز الفوائد میں ہے:

قدس تعالىٰ شانه عن الكذب شرعًا و عقلًا؛ إذ هو قبيح يدرك العقل قبحه من غير توقف على شرع، فيكون محالا في حقه تعالىٰ عقلًا و شرعًا كما حققه ابن الهمام وغيره.

یعنی اللہ تعالیٰ بہ حکم شرع اور عقل کے ہر طرح کذب سے پاک ہے، اس لیے کہ کذب قبیح عقلی ہے کہ عقل خود بھی اس کے قبح کو مانتی ہے، بغیر اس کے کہ اس کا پہچاننا شرع پر موقوف ہو تو جھوٹ بولنا اللہ تعالیٰ کے حق میں عقلاً و شرعاً ہر طرح محال ہے، جیسے کہ امام ابن الہمام وغیرہ نے اس کی تحقیق افادہ فرمائی ہے۔

(۲۴) مسلم الثبوت میں ہے:

المعتزلة[3] قالوا: لولا كون الحكم عقليا لما امتنع الكذب منه تعالىٰ عقلًا والجواب أنه نقص فيجب تنزيهه تعالىٰ عنه. كيف؟ و قد مر أنه عقلي باتفاق العقلا؛ لأن ما ينا في الوجوب الذاتي من جملة النقص في حق الباري تعالىٰ و من الاستحالات العقلية عليه سبحانه .اھ ملخصًا مع الشرح.

یعنی معتزلہ نے اہل سنت سے کہا کہ اگر حکم عقلی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کا کذب محال عقلی نہ رہے۔ حالاں کہ ہم اور تم اس کو

---

[1] شرح عقائد جلالی، ص:۷۳، مطبع مجتبائی دهلی.

[2] شرح عقائد جلالی، ص:٦٦، ٦٧، مطبع مجتبائی، دهلی.

[3] سبحٰن السبوح مؤلفه اعلیٰ حضرت فاضل بر یلوی مد ظله العالی، ص:۱۵، ۱۶. ۱۲ منه

بالاتفاق محال عقلی مانتے ہیں۔اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب اس لیے محال عقلی ہوا کہ وہ عیب ہے تو واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ مانیں۔اس کے عقلی ہونے پر تمام عقلا کا اجماع ہے۔وجہ یہ ہے کہ کذب الوہیت کی ضد ہے اور جو کچھ الوہیت کی ضد ہے وہ سب اللہ تعالیٰ کے لیے عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقلی ہے۔

(۲۵) شرح مسلم الثبوت[1] میں مولانا نظام الدین سہالی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الكذب نقص لأن ما ينافي الوجوب الذاتي من الاستحالات العقلية. بذٰلك أثبت الحكماء الذين هم غير متشرعين بشريعة الاستحالة المذكورة؛ فان الوجوب والكذب لا يجتمعان كما بين في الكلام. اھ ملخصًا.

یعنی جھوٹ بولنا عیب ہے کہ جو کچھ خدا ہونے کے منافی ہے وہ سب محال عقلی ہے۔اسی دلیل سے وہ حکما تک اسے محال جانتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان نہیں رکھتے کہ خدائی اور دروغ گوئی نہ جمع ہوں گے،جیسا کہ علم کلام میں ہے۔

(۲۶) فواتح الرحموت میں ملک العلما،مولانا بحر العلوم عبد العلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

الله تعالىٰ صادق قطعًا لاستحالة الكذب هناك.[2]

یعنی اللہ تعالیٰ یقیناً سچا ہے کہ وہاں کذب محال ہے۔

توضیح صحیح و تنصیح بر خلف وعید

بعض کتبِ دینیہ میں خلف وعید کو جائز لکھا ہے۔سو اس کے معنی و مطلب یہ ہے کہ خلف وعید گنہ گار مسلمانوں کے لیے ہے جو بطور فضل و عدل کے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے،لیکن وہابیہ اور معتزلہ کفار کی وعید کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔حالاں کہ مسلمانوں کے لیے جو خلف وعید سمجھتے ہیں وہ خلفِ وعید نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے،جیسے صفحہ ۱۴،۱۵ میں لکھا جا چکا ہے۔مثلاً ایک بادشاہ اپنے ملک میں یہ حکم جاری کرے کہ جھوٹ بولنے والا آدمی چھ ماہ کے لیے جیل خانہ میں بھیج دیا جاوے گا،لیکن ساتھ ہی اس کے یہ بھی حکم جاری کیا گیا ہے کہ ہم جس کو چاہیں گے معاف بھی کر دیویں گے،تو بتلاؤ کہ اگر وہ بادشاہ جھوٹ بولنے والے کی سزا معاف کر دے تو کیا وہ جھوٹا سمجھا جائے گا۔اور بادشاہ کی قدر و منزلت کم ہو جائے گی ہرگز نہیں۔اہل سنت و جماعت کا صحیح مذہب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ اور وعید میں بالکل سچا ہے،اس کے خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔اور یہ قدرت کے بھی نیچے داخل نہیں۔بلکہ وہ داخل ہونے کی قابلیت ہی نہیں رکھتا،کیوں کہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہے۔جیسے ظاہر ہوگا۔

---

[1] سبحٰن السبوح مؤلفه اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مد ظله العالی،ص:۱۵،۱٦. ۱۲ منه

[2] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت،ج:۱،ص:٦۲،الباب الثانی فی الحکم،منشورات الشريف الرضی،ایران

(۲۷) تفسیر کبیر[1] میں امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

قال أبو عمر و بن العلاء لعمرو بن عبيد، ما تقول في أصحاب الكبائر؟ قال، اقول: إن الله منجز إيعاده كما هو منجز وعده. قال أبو عمرو: إنك رجل اعجمى لا اقول أعجم اللسان ولكن أعجم القلب. إن العرب تعد الرجوع عن الوعد لوما، و عن الإيعاد كرماً. والمعتزلة حكوا ان أباعمرو بن العلاء لما قال هٰذا الكلام، قال له عمرو بن عبيد: يا أبا عمرو فهل يسمىٰ لله مكذب نفسه؟ قال: لا، قال: فقد سقطت حجتك. قالوا: فانقطع ابو عمروبن العلاء و عندي انه كان لأبي عمرو أن يجيب عن هٰذا السوال: أن هٰذا إنما يلزم لو كان الوعيد ثابتاً جزمًا من غير شرط، و عندي جميع الوعيدات مشروطة بعدم العفو، فلا يلزم من تركه دخول الكذب في كلام الله تعالىٰ اه ملخصًا.

یعنی امام ابوعمرو بن العلا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عمرو بن عبید پیشوائے معتزلہ سے فرمایا کہ اہل کبائر کے بارے میں تیرا کیا عقیدہ ہے۔ کہا میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی وعید ضرور پوری کرے گا۔ جیسے کہ اپنا وعدہ بے شک پورا فرمائے گا۔ امام نے فرمایا کہ تو عجمی ہے بلکہ دل کا عجمی ہے عرب وعدہ سے رجوع کو نالائق جانتے ہیں اور وعید سے درگزر کو کرم۔ معتزلہ حکایت کرتے ہیں، اس پر عمرو نے جواب دیا کہ خدا کو اپنی ذات کا جھٹلانے والا ٹھیرائے گا، امام نے فرمایا نہ۔ عمرو نے کہا تو آپ کی حجت ساقط ہوگئی۔ اس پر امام بند ہو گئے۔ اب امام رازی فرماتے ہیں: میرے نزدیک امام یہ جواب دے سکتے تھے کہ اعتراض تو جب لازم آتا وعید یقینی بلاشرط ہوتی اور میرے مذہب میں سب وعیدیں عدم عفو سے مشروط ہیں۔ تو خلف وعید سے معاذ اللہ کلام الٰہی میں کذب کہاں لازم آیا۔

(۲۸) ردالمحتار میں ہے: حلیہ میں بعد ختم بحث کے لکھا ہے:

و حاش لله أن يراد بجواز الخلف في الوعيد، أن لا يقع عذاب من أراد الله الإخبار بعذابه فإنه محال على الله تعالىٰ قطعاً، كما أن عدم وقوع نعيم من أراد الله الإخبار عنه بالنعيم محال عليه قطعا. كيف لا؟ وقد قال تعالىٰ: «وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ قيلا. وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللهِ حديثا. وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَتِهٖ»[2]

یعنی حاش للہ خلف وعید ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دینی چاہی اس کا عذاب واقع نہ ہو یہ تو اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے۔ جس طرح یہ باتیں ممکن نہیں کہ اس نے جس کی نعیم کی خبر دینی چاہی اس کے لیے

---

[1] سبحٰن السبوح، ص:۹۵. ۱۲ منه

[2] رد المحتار، ج:۱، ص:۳۵۱، کتاب الصلوٰة، مطلب فی خلف الوعید و حکم الدعاء، دار احیاء التراث العربی، بیروت.

نعیم واقع نہ ہو اور کیوں کر اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا۔ حالاں کہ وہ خود فرماتا ہے «اللہ سے کس کا قول زیادہ سچا ہے، اللہ سے کسی کی بات زیادہ سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل میں کامل ہیں کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں۔»

توضیح: جیسے میں پہلے امام الطائفہ وہابیہ کا قول نقل کر چکا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر نہ سمجھا جائے یا وہ جھوٹ نہ بول سکے تو انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہو جائے گی۔ کیوں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی طرح اس امام الطائفہ کے امام ابن حزم نے بھی اپنی کتاب الملل والنحل میں اس طرح لکھ دیا ہے کہ: انه تعالیٰ قادر أن يتخذولدا إذ لو لم يقدر لكان عاجزًا.

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے لیے بیٹا بنانے پر قادر ہے اور اگر وہ قادر نہ ہو عاجز ہوگا۔

اس بات کا رد علامہ سید عبد الغنی نابلسی قدس سرہ القدسی اس طرح فرماتے ہیں۔ وھو ھذا

(۲۹) مطالب وفیہ میں حضرت علامہ عبد الغنی نابلسی علیہ الرحمۃ ابن حزم کا قول نقل کر کے فرماتے ہیں۔

فانظر اختلال هذا المبتدع كيف غفل عما يلزم علىٰ هذه المقالة الشنيعة من اللوازم التي لاتدخل تحت وهم، وكيف فإنه أن العجز إنما يكون لو كان القصور جاء من ناحية القدرة، أما إذا كان لعدم قبول المستحيل تعلق القدرة فلا يتوهم عاقل ان هذا عجز.

یعنی اس بدعتی (ابن حزم) کی بدحواسی دیکھو۔ کیوں کر غافل ہوا کہ اس قول شنیع پر کیا کیا قباحتیں لازم آتی ہیں۔ جو کسی وہم میں نہ سمائیں۔ اور اس کا وہم کس طرف گیا۔ عجز تو جب ہو کہ قصور قدرت کی طرف سے ہو۔ اور جب یہ وجہ ہے کہ محال خود ہی تعلق قدرت کی قابلیت نہیں رکھتا تو اس سے کسی عاقل کو عجز کا وہم نہ گزرے گا۔ اس سے آگے اس طرح لکھا ہے:

بالجملة: فذلك التقدير الفاسد يؤدي إلىٰ تخليط عظيم لايبقىٰ معه شيء من الإيمان ولا من المعقولات أصلا.

(یعنی یہ تقدیر فاسد کہ اللہ عزوجل محالات پر قادر ہے) وہ سخت درہمی اور برہمی کا باعث ہوگی جس کے ساتھ نہ ایمان رہے نہ اصلا احکام عقلی کا نشان، پھر فرماتے ہیں:

وقع ههنا لابن حزم هذيان بين البطلان، ليس له قدوة ورئيس إلاشيخ الضلالة ابليس.

یعنی مسئلہ قدرت میں ابن حزم سے وہ بہکی بہکی بات کھلی باطل واقع ہوئی۔ جس میں اس کا کوئی پیشوا نہ رئیس مگر سردار گمراہی ابلیس۔ بلفظہٖ (سبحٰن السبوح عن عيب كذب مقبوح، صفحه:٤٦)

(۳۰) کنز الفوائد میں اسی قول کے متعلق لکھا ہے:

القدرة والإرادة صفتان موثرتان. والمستحيل لا يمكن أن يتأثر بهما؛ إذ يلزم حـ أن يجوز تعلقهما باعدام نفسها و اعدام الذات العالية و اثبات الألوهيه لما لا يقبلها من الحوادث و سلبها

عن مستحقها جل و علا. فأيّ قصور و فساد ونقص أعظم من هٰذا. و هٰذا التقدير يؤدي الى تخليط عظيم و تخريب جسيم لا يبقیٰ معه عقل ولا نقل ولا ايمان ولا كفر. و لعماءة بعض الأشقياء من المبتدعة عن هٰذا صرح بنقيضه، فانظر عماء هٰذا المبتدع كيف عمیٰ؟ يلزم علی هٰذا القول الشنيع من اللوازم التي لا يتطرق اليها الوهم.

یعنی قدرت اور ارادہ دونوں صفتیں موثرہ ہیں اور محال کا ان سے موثر ہونا ممکن نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قدرت و ارادہ اپنے نفس کے عدم اور خود اللہ کے عدم اور مخلوق کو خدا بنا دینے اور خالق سے خدائی چھین لینے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے۔ اس سے بڑھ کر کون سا قصور و فساد و نقصان ہوگا۔ اس تقدیر پر وہ سخت درہمی اور عظیم خرابی لازم آئے گی جس کے ساتھ نہ عقل رہے نہ نقل نہ ایمان نہ کفر اور بعض اشقیاے بدمذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا تو صاف لکھ گیا کہ ایسی بات پر بھی خدا قادر ہے۔ اب اس بدعتی کا اندھاپن دیکھو کیوں کر اسے نہ سوجھیں وہ شناعتیں جو اس برے قول پر لازم آئے گی۔ جن کی طرف وہم کو بھی راستہ نہیں۔ بلفظہٖ (سبحٰن السبوح مولفہ حضرت مجدد الف مأۃ حاضرہ فاضل بریلوی)

(۳۱) علامہ تمرتاشی صاحب تنویر الابصار۔ کتاب معین المفتی فی جواب المستفتی میں لکھتے ہیں:

ولا يوصف الله تعالیٰ بالقدرة علی الظلم والسفه والكذب؟ لأن المحال لايدخل تحت القدرة و عند المعتزلة يقدر ولا يفعل.

یعنی حق تعالیٰ کا ظلم اور بے عقلی اور کذب پر قادر ہونے سے موصوف ہونا ناروا ہے کیوں کہ محال قدرت کے نیچے داخل نہیں ہوتا ہے اور معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کرتا نہیں۔ بلفظہٖ (تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مولفہ حضرت مولوی غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ مصدقہ علماے حرمین شریفین)

(۳۲) حاشیہ[۱] متن سنوسیہ میں علامہ ابراہیم باجوری لکھتے ہیں:

القدرة لا تتعلق بالمستحيل، فلا ضير في ذلك ما لاضير في أن يقال: لا يقدر الله علیٰ أن يتخذ ولدًا أو زوجة ونحو ذلك.

(۳۳) کفایۃ[۲] العوام فی علم الکلام:

ومن الجهل قول من قال: إن الله قادر علیٰ أن يّتخذ ولدا لأنّه لا تعلق للقدرة بالمستحيل واتخاذ الولد مستحيل. ولا يقال أنه إذا لم يكن قادرا علیٰ اتخاذ الولد كان عاجزا لأنا نقول: إنما يلزم العجز لو كان المستحيل من وظيفة القدرة ولم يتعلق به، مع أنه ليس من وظيفتها إلاّ الممكن. اه.

یعنی یہ قول جہالت کا ہے جو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے کہ اس کا تعلق قدرت کے ساتھ

---

[۱] و [۲] تقديس الوكيل عن توهين الرشيد و الخليل صفحه: ۷۰. ۱۲ منه

نہیں محال کی وجہ سے۔ اور اولاد پیدا کرنا خدا کے لیے محال ہے یہ نہیں کہا جاتا کہ جب اللہ تعالیٰ اولاد پیدا کرنے پر قادر نہ ہو تو عاجز ہوگا۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ عجز لازم نہیں آتا اگر محال قدرت کے لیے مقرر ہوتا لیکن وہ اس کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا تعلق صرف ممکن کے ساتھ ہے۔

(۳۴) ردالمحتار شرح درمختار صفحہ:۳۵۱، سطر:۱۲، جلد: اول مقبولہ عرب وعجم میں ہے:

هل يجوز خلف الوعيد؟ فظاهر مافي المواقف والمقاصد: أن الأشاعرة قائلون بجوازه؛ لأنه لايعد نقصًا، بل جود او كرما. وصرح التفتازاني وغيره: بأن المحققين على عدم جوازه. و صرح النسفي بأنه الصحيح لاستحالته عليه تعالىٰ، لقوله **وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ** و قوله تعالىٰ **وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ** اى وعيده. بلفظه.

یعنی کیا خلف وعید جائز ہے۔ جیسا کہ مواقف اور مقاصد میں لکھا ہے کہ اشاعرہ اس کے جواز کے قائل ہیں۔ کیوں کہ یہ عیب نہیں بلکہ بخشش اور کرم ہے۔ لیکن تفتازانی وغیرہ محققین نے تصریح کی ہے کہ خلف وعید جائز نہیں ہے اور امام نسفی نے بھی اس پر تصریح کی ہے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ پر محال ہے اور یہی صحیح ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

«**وَقَدْ قَدَّمْتُ اِلَيْكُمْ بِالْوَعِيْدِ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ**» اور «**وَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ** اى وعيده»

یعنی بے شک ہم نے پہلے بھیجی تھی تمھاری طرف اپنی وعید اور نہیں بدلی جاوے گی میرے پاس سے کوئی بات۔ اور اللہ تعالیٰ ہرگز خلاف نہ کرے گا اپنے وعدہ اور وعید کے۔

(۳۵) حاشیہ شرح عقائد علامہ رمضان آفندی علیہ الرحمہ میں درج ہے:

وزعم بعضهم من أهل السنة أي في الجواب عن تمسك المعتزله وهو ليس بمرضي عند الشافعي رحمة الله تعالىٰ أن الخلف كرم، فيجوز من الله والمحققون علىٰ خلافه. كيف؟ أي كيف يجوز الخلف من الله تعالىٰ في الوعيد؟ وهو أي الخلف تبديل للقول و قال الله تعالىٰ «**مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ**» الآية. بلفظه (من کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین۔ صفحہ:۳۱۸)

یعنی بعض اہل سنت نے معتزلہ کے جواب میں یہ زعم کیا ہے کہ خلف وعید کرم ہے یہ حق تعالیٰ پر روا ہے۔ حالاں کہ یہ زعم خود امام شافعی کے نزدیک بھی ناپسند ہے اور محققین اس کے خلاف پر ہیں۔ حق تعالیٰ سے خلف وعید کیوں کر روا ہو کہ یہ تبدیل قول ہے۔ اور قرآن میں حکم ہے کہ خدا کے نزدیک بات نہیں بدلتی۔

(۳۶) معین المفتی فی جواب المستفتی علامہ محمد بن عبداللہ التمرتاشی (صاحب تنویر الابصار حنفی)

العفو عن الكفر لايجوز عقلا، خلافا للأشعري وتخليد المؤمنين في النار والكافرين في الجنة يجوز عقلا عندهم، إلاّ أن السمع ورد بخلافه و عندنا لايجوز. بلفظه (تقدیس الوکیل صفحہ:۳۱۸)

یعنی کفر کی بخشش عقلاً بھی جائز نہیں خلاف اشعری کے اور مومنوں کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافروں کا بہشت میں ہونا اشعری کے نزدیک روا ہے۔مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔اور ہمارے نزدیک جائز نہیں۔

(۴۷) عمدۃ من الحنفیہ علامہ ابوالبرکات النسفی کی کتاب میں ہے:

تخليد المؤمن في النار والكافر في الجنة يجوز عقلا عندهم يعني الأشاعرة إلا أن السمع ورد بخلافه، و عندنا معشر الحنفية لا يجوز. بلفظه

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مقبولہ حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً ص:۳۱۸)

یعنی مومن کا ہمیشہ دوزخ میں رہنا اور کافر کا بہشت میں ہمیشہ رہنا اشاعرہ کے نزدیک صرف عقلاً جائز ہے۔مگر دلیل سمعی اس کے برخلاف ہے۔اور ہم حنفیوں کے نزدیک عقلاً وسمعاً جائز نہیں۔

لیجیے مولوی جی: یہ ہے مذہب اہل سنت و جماعت کا علم کلام کی کتب سے۔اور وہ مذہب مردود اور مترود ہے جو آپ فرماتے ہیں کہ خلف وعید کے تمام اہل سنت قائل ہیں۔اور آپ کا یہ مذہب کہ خداوند تعالیٰ تمام مشرکین اور کفار فرعون، ہامان ونمرود وغیرہم کو بہشت میں داخل کرے گا۔ یا کرسکتا ہے۔اور تمام انبیاعلیہم السلام واصدقاو شہدا،صلحا، اولیا،قطب و غوث اور سائر مسلمین مومنین کو دوزخ میں داخل کرے گا یا کرسکتا ہے۔العیاذ باللہ۔کیا خداوند کریم غفور رحیم ایسا کرے گا یا کرسکتا ہے؟ کہ جو فرمان برادر خاص واکمل مقبول بندگانِ الٰہی ہیں ان کو دوزخ میں داخل کرے۔اور جو شر الاشرار کفار ناہنجار مشرکین کبار ہیں اِن کو بہشت میں داخل کرے۔لا حول و لا قوۃ۔یہ صریح ظلم اور کذب قبیح ہے جو حق تعالیٰ پر محال زیر قدرت کے قابل نہیں جس کا کوئی بھی مسلمان تمام مذاہب کا حتیٰ کوئی غیر مسلم بھی قائل نہیں۔ہاں اگر قائل ہیں تو معتزلہ یا وہابیہ دیوبندیہ ہیں۔دیکھو مذہب معتزلہ یہ ہے:

المزداريه هو ابو موسیٰ عيسیٰ بن صبيح المزدار هٰذا لقبه، من باب الافتعال من الزيارة، وهو تلميذ بشر، أخذ العلم منه ويزهد حتى سمى راهب المعتزلة قال: الله تعالىٰ قادر على أن يكذب ويظلم.

یعنی مزدار یہ وہ ابوموسیٰ عیسیٰ بن صبیح ہے مزدار اس کا لقب ہے۔باب افتعال میں سے لفظ زیارت سے۔اور وہ بشر کا شاگرد ہے۔اُس سے اِس نے علم حاصل کیا اور اس نے ایسا زہد کیا کہ اس کا نام معتزلہ فرقہ کا راہب ہوگیا۔وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے پر قادر ہے۔

اس کے آگے شارح علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: لو فعل لكان الٰها كاذبا ظالما تعالىٰ عما قال علوا كبيرا. بلفظہ (شرح مواقف،صفحہ:۷۴۹)معتزلہ کا مذہب۔یعنی اللہ تعالیٰ ایسا کام کرے تو وہ جھوٹا اور ظالم ہوگا۔مگر اللہ تعالیٰ اس سے جو اس نے کہا پاک ہے۔

توضیح۔ اس جگہ پر ایک امر کا اظہار بھی قابل ذکر ہے کہ آپ کے بھائیوں نے کتاب شرح مواقف اپنے بھائی مرزائیوں کو دے کر عدالت میں اس کی یہ عبارت صرف جملہ وهما من الممكنات تشملها صفحہ:۷۰۹، کی لکھوائی۔ مگر اس کے معنی نہ لکھوائے اور میں نے کہا کہ اس کے آگے پیچھے سے بھی عبارت لکھواؤں جو سمجھ میں آجائے کہ یہ کن لوگوں کا مذہب ہے۔ عدالت نے کہا کہ جو ملزمان لکھواتے ہیں اتنا ہی لکھوا دو۔ جب تمہاری باری آوے گی باقی اس وقت لکھوا دینا۔ مگر افسوس کہ جب میری باری آئی تو عدالت نے مکرر سوالات کو جو میرا قانونی حق تھا لکھنے سے انکار کیا (انصاف عدالت) اب میں بتلاتا ہوں کہ اس جملہ سے ملزمان کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ اور وعید دونوں کے برخلاف کرنے پر قادر ہے۔

اول تو یہ ہے کہ یہ جملہ عبارت المقصد الخامس فی فروع للمعتزلة کے نیچے درج ہے۔

دوم یہ کہ جملہ مذکور تمام شرح عقائد کی عبارات کو جو میں لکھ چکا ہوں مخالف ہے۔ کیوں کہ وہ بار بار اپنی کتاب میں فرما رہے ہیں کہ الکذب[1] نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال[2] اور مذہب معتزلہ کو بھی صاف فرما رہے ہیں کہ وہ کذب اور ظلم پر اللہ تعالیٰ کو قادر جانتے ہیں۔

سوم اس جملہ کی تردید علامہ دوانی بھی فرما رہے ہیں۔ جن کی عبارت صفحہ ۳۳، فقرہ ۱۱/ میں لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ ان وہابیوں کا مذہب معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور انھیں کی کاسہ لیسی ہے اور بس۔

فصل چہارم

دیگر کتب دینیہ اہل سنت و جماعت سے خلف وعید یا کذب باری تعالیٰ کے ناجائز ہونے کا ثبوت

(۱) فتوح الغیب کی شرح فارسی شیخ محقق محمد عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ مقالہ ۴۴ صفحہ: ۲۵۵، ۲۵۶۔

[3] اشکال دریں جا اینست کہ فرمودند وعدہ کہ بعارف از درگاہ خداوندی می گردد گاہے آں وعدہ وفا کردہ نمی شود و آں موعود بہ ایشاں رسانیدہ نمی شود پس ایں جا خلاف در وعدہ حق لازم می آید و آں باتفاق روا نہ بود الخ۔ بلفظہٖ۔

(۲) غنیۃ الطالبین حضرت پیرانِ پیر علیہ الرحمۃ، صفحہ: ۱۹۹، ۲۰۰۔

أما الفصل الاوّل فیما لا یجوز اطلاقه علی الباری عزوجل من الصفات ویستحیل الخ۔

---

[1] ترجمہ: جھوٹ عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ کے لیے محال ہے۔

[2] شرح عقائد جلالی، ص: ۷۳، مطبع مجتبائی، دھلی

[3] ترجمہ: اس جگہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ بارگاہِ خداوندی سے جو وعدہ عارف کے ساتھ ہوتا ہے وہ کبھی کبھی پورا نہیں ہوتا، اس جگہ بظاہر اللہ تعالیٰ کا اپنے وعدہ کا خلاف کرنا لازم آئے گا اور یہ بہ اتفاق جائز نہیں۔

یعنی پہلی فصل جس میں وہ باتیں ہیں جن کو اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا جائز نہیں اور وہ اس کی صفات میں محال ہیں۔ اس میں بہت باتیں لکھ کر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ محال ہے۔

(۳) غنیۃ الطالبین حضرت پیرانِ پیر علیہ الرحمۃ، صفحہ:۶۱۵۔

قوله أجيب و استجيب خبرٌ، و الخبر لايعترض عليه النسخ؛ لأنه إذا نسخ صار مخبر كاذبا، وتعالىٰ الله عن ذٰلك علوا كبيرا، و خبر الله تعالىٰ لا يقع بخلاف مخبره الخ۔

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں قبول کرتا ہوں اور استجیب خبر ہے انشاء نہیں اور خبر پر نسخ عارض نہیں ہوتا کیوں کہ اگر خبر منسوخ ہوجائے تو مخبر (خبر دینے والا) جھوٹا ہوجائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ اس سے بزرگ اور بلند ہے (پاک ہے) اور اللہ تعالیٰ کی خبر خلاف واقع نہیں ہوسکتی۔

(۴) مکتوبات حضرت شیخ احمد علیہ الرحمۃ امام ربانی مجدد الف ثانی کا مکتوب نمبر ۲۶۶ عقائد اہل سنت و جماعت، جلد اول میں فرماتے ہیں۔

او[1] تعالیٰ از جمیع نقائص وسمات حدوث منزہ ومبرا است۔ بلفظہٖ۔

(۵) ایضاً، مکتوب نمبر ۲۶۶ رجلد اول، اردو ترجمہ یہ ہے:

اور آیت کریمہ: «فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ» خلف وعید کی خصوصیت پر دلالت نہیں کرتی، ہوسکتا ہے کہ اس جگہ وعدہ خلافی کے نہ ہونے کا اقتصار وانحصار اس سبب سے ہو کہ وعدہ سے اس جگہ مراد رسولوں کی نصرت اور فتح اور کفار پر ان کا غلبہ ہے اور یہ بات وعدہ اور وعید پر متضمن ہے، یعنی رسولوں کے لیے وعدہ ہے۔ اور کفار کے لیے وعید پس گویا اس آیت میں خلف وعدہ کی بھی اور خلف وعید کی بھی نفی ہے۔ «فالآية مستشهد عليه لا لَہ» نیز وعید میں خلاف ہونا وعدہ کی طرح کذب کو مستلزم ہے اور یہ بات حق تعالیٰ کی بلند بارگاہ کے مناسب نہیں۔ یعنی حق تعالیٰ نے ازل میں جان لیا تھا کہ کفار کو ہمیشہ عذاب نہ دوں گا اور پھر باوجود اس بات کے کہ کسی مصلحت کے لیے اپنے علم کے خلاف کہہ دیا کہ ان کو ہمیشہ کا عذاب کروں گا۔ اس امر کا تجویز کرنا نہایت ہی برا ہے۔ بلفظہٖ (اردو ترجمہ، مکتوبات جلد اول، صفحہ:۵۱۹)

(۶) حسن العقیدہ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ۔

ولا يصح عليه الحركة والانتقال والتبدل في ذاته ولا في صفاته ولا الجهل ولا الكذب. بلفظه

(صفحه:٦، سطر:٤)

یعنی اللہ تعالیٰ پر حرکت کا کرنا یا انتقال کرنا یا بدلنا صحیح نہیں ہے، نہ ذات میں نہ صفات میں اور نہ جہل اور نہ جھوٹ اس میں ہے۔

---

[1] ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمام نقص وعیب اور حدوث کی تمام علامتوں سے پاک ہے۔

(۷) شرح فقہ اکبر ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری صفحہ: ۱۴۸۔ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور۔

ومنها: أن خلف الوعيد كرم، فيجوز من الله تعالىٰ. والمحققون علىٰ خلافه. كيف؟ وهو تبديل القول، وقد قال الله تعالىٰ «مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ» أي بوقوع الخلف فيه، يعني لا تبديل ولا خلف لقولي فلا تطعموا أن أبدل وعيدي. بلفظه.

یعنی بعض کا قول ہے کہ خلف وعید کرم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ کے لیے اس کا کرنا جائز ہے۔لیکن محققین اس کے خلاف ہیں، یعنی جائز نہیں کیوں کر اللہ تعالیٰ اپنے قول کو تبدیل کرے۔اور تحقیق فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ میرا قول تبدیل نہیں ہوتا یعنی اس میں خلاف وعدہ، وعید وقوع میں نہیں آتا ہے۔یعنی میری بات میں نہ تو خلاف ہے اور نہ تبدیلی اور یہ خیال مت کرو کہ میں اپنی وعید کو تبدیل کرتا ہوں یا کرنے والا ہوں۔

(۸) شرح فقہ اکبر صفحہ: ۱۶۹۔

أنه لايوصف الله تعالىٰ بالقدرة علىٰ الظلم؛ لأن المحال لايدخل تحت القدرة. و عند المعتزلة أنه يقدر ولا يفعل. بلفظه.

یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے اور یہ کہ محال قدرت کے نیچے نہیں ہے لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے، کرتا نہیں۔

(۹) فتاویٰ عالم گیری اردو، جلد: دوم، صفحہ: ۸۳۵ تا ۸۳۷۔

اگر کسی نے وصف کیا اللہ تعالیٰ کو ایسے وصف سے جو لائق شان الٰہی نہیں ہے .... یا اللہ تعالیٰ کو جہالت یا عاجزی یا نقص کی طرف منسوب کیا تو وہ کافر ہوگا۔بلفظہٖ

(۱۰) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، جلد: اول، مصری، صفحہ: ۶۲۹، سطر: ۳۔ (کلمات کفر)

أو أنكر صفته من صفات الله أو أنكر وعده أو وعيده أو جعل له شريكا أو ولدا أو زوجة أو نسبته إلى الجهل أو العجز أو النقص الخ يكفر. بلفظه.

یعنی یا انکار کرے اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے کسی ایک صفت کا یا انکار کرے وعدہ یا وعید کا یا اس کا شریک بنائے یا اولاد یا عورت بتائے یا اس کی نسبت جہل یا عاجزی یا کسی نقص کی طرف کرے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔

(۱۱) غایۃ الاوطار، ترجمہ اردو درمختار، جلد: دوم، صفحہ: ۵۱۳، سطر: ۱۲۔

جو شخص حق تعالیٰ کو بہ صفات ناقصہ موصوف کرے یا اُس کے نام مقدس سے یا اس کے کسی حکم سے مسخرا پن کرے یا اس کے وعدہ اور وعید کا انکار کرے یا اس کا کوئی شریک یا فرزند یا زوجہ ٹھہراوے یا اُس علیم وقدیر کی طرف جہل یا عجز یا نقصان کی نسبت کرے وہ کافر ہے۔بلفظہٖ

(۱۲) ضمان الفردوس مفتی عنایت احمد علیہ الرحمۃ صفحہ:۱۳۱،سطر:۱۶۔

جس کلمہ میں بے ادبی ہو اللہ تعالیٰ کی جناب میں یا انکار ہو خدا تعالیٰ کی صفات کمال کا یا اثبات ہو کسی عیب ونقصان کا ایسا کلمہ یقیناً کفر ہے۔بلفظہٖ۔

(۱۳) خلاصہ رسالہ تقدیس الرحمٰن عن الکذب والنقصان مولوی محمد لودھیانوی جد فاسد مولوی عبد اللہ معترض سکنہ بسی ریاست پٹیالہ۔

اب میں آپ کے جد[1] فاسد مولوی محمد صاحب لودھیانوی کی کتاب "تقدیس الرحمٰن عن الکذب والنقصان" سے دکھلاتا ہوں؛ اس کو کھول کر اپنے سامنے رکھیے اس کے صفحات ۱، ۲، ۷، ۸، ۹، ۱۳، کو ملاحظہ کیجیے اور شرم سے سر جھکائیے۔ اس شرم سے نہیں جو آپ کے بازار میں بکتی ہے بلکہ اُس شرم سے جو خداوند تعالیٰ نے جسم میں ودیعت فرمائی ہے۔اور مذہب حق کو قبول کیجیے۔وھو ھذا۔

استفتا: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص اصدق الصادقین کے کذب کا قائل ہے جیسا کہ مولوی اسماعیل صاحب کے "رسالہ یک روزی" میں لکھا ہے کہ "اگر مراد از محال ممتنع لذاتہ است کہ تحت قدرت الٰہیہ داخل نیست پس لانسلم" الخ۔صفحہ:۲۔اور مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں۔امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے۔الخ انتہیٰ مختصراً (صفحہ:۳،سطر:۳)

الجواب: فریق اول کا دعویٰ کہ خدا تعالیٰ کے کلام میں کذب ممکن ہے سخت بے جا ہے کیوں کہ ممکن اس کو کہتے ہیں جس کا ہونا نہ ہونا دونوں برابر ہو۔الخ۔(صفحہ:۳،سطر:۱۰)

اور کذب جناب باری تعالیٰ کے کلام میں ممتنعات سے ہے کیوں کہ عدم اس کا برخلاف ممکن کے ضروری ہے۔ دلائل عقلیہ ونقلیہ سے علمائے اہل اسلام نے کذب کا امتناع ثابت کیا ہے کتب تفاسیر وعقائد واصول میں یہ مسئلہ مشروعاً موجود ہے۔الخ۔(صفحہ:۳)

اس کے آگے مولوی صاحب آپ کے جد فاسد نے قرآن شریف وتفاسیر وعلم عقائد سے دلائل مفصل لکھے ہیں اور اچھی روشنی اس مسئلہ پر ڈالی ہے اور اس کے آگے لکھتے ہیں:

اس مسئلہ میں اسماعیل صاحب نے اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی کا رتبہ حاصل کیا ہے۔کیوں کہ ادنیٰ درجہ کی غیر مقلدی تو صرف یہی ہے کہ ہم امامان دین کی تقلید نہیں کرتے آیات واحادیث پر عمل بہ موجب فہم اپنے کے کرتے ہیں اور اعلیٰ درجہ کی غیر مقلدی یہ ہے کہ قرآن وحدیث کی بھی تقلید نہ کی جائے۔جیسا کہ اپنے زعم میں آوے گو آیات قطعیہ اور جمہور عقلا

[1] جد فاسد: نانا۔

کے مخالف ہو، درست ہے۔ جب مولوی اسماعیل صاحب کذب کا امکان کلام ربانی میں مخالف ادلۂ نقلیہ اور عقلیہ کے جائز رکھ کر متبعین مورد آیت شریف «فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا لِّیُضِلَّ النَّاسَ بِغَیْرِ عِلْمٍ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ» کے ہوئے۔

یعنی خدا کی ذات اور صفات میں افترا کرنے والا مستوجب سخت تر وعید شدید کا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

اور جو مولوی خلیل احمد صاحب نے براہین قاطعہ میں لکھا ہے کہ امکان کذب کا مسئلہ جدید کسی نے نہیں نکالا قدما میں خلف وعید کا مسئلہ اختلافی قدیمی ہے اور امکان کذب خلف وعید کی فرع ہے (انتہیٰ ملخصاً) بالکل بے بنیاد ہے۔ متقدمین میں سے کوئی امکان کذب کا قائل نہیں ہوا۔ خلف وعید اگرچہ بعض اشاعرہ کے نزدیک جائز ہے۔ لیکن جمہور محققین نے بہ سبب استلزام کذب کے جو اجماعاً متقدمین کے نزدیک ممتنع ہے غیر جائز قرار دیا ہے۔ اور بعض کی مخالفت کو جمہور کے مقابلہ میں اعتبار نہیں۔ الخ۔ (صفحہ:۸)

حاصل کلام وخلاصہ مرام یہ ہے کہ اس مسئلہ میں اول غلطی مولوی اسماعیل صاحب سے شاید زمانہ غیر مقلدی میں سرزد ہوئی اب مولوی خلیل احمد صاحب نے اس کو مسئلہ اختلافی قدیمی قرار دے کر آتش فتنہ کو از سر نو افروختہ کیا، جس میں مولوی رشید احمد صاحب بھی بہ سبب ثبت کرنے مہر اپنی کے اس زمرہ میں شمار کیے گئے۔ الخ۔ (صفحہ:۱۳)

لیجیے مولوی صاحب! اس تمام تحریر جد فاسد پر ایمان لا کر مولوی اسماعیل کو اعلیٰ درجہ کا غیر مقلد تصور کریں اور ان کو زیر وعید آیت شریف «فَمَنْ اَظْلَمُ الآیۃ» میں داخل اور باقی مولوی رشید احمد و خلیل احمد صاحبان کو بھی شامل کریں اور مذہب اہل سنت و جماعت کو اختیار کریں اور آئندہ کبھی یہ لفظ زبان پر نہ لائیں کہ تمام اہل سنت خلف وعید کے قائل ہیں۔ اگر آپ کسی اور کی بات نہیں مانتے تو خیر لیکن اپنے جد فاسد ماجد کی تحریر پر تو ضرور ایمان لائیں اور معتزلہ میں شمار نہ ہوں اور نہ خوارج میں۔

(۱۴) فتاوائے قادریہ مصنفہ مولوی محمد صاحب لودھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں مولوی رشید احمد صاحب دیوبندی کی کیفیت اور مسئلۂ کذب باری تعالیٰ۔

مولوی صاحب! اب آپ ایک دوسری کتاب اپنے جد فاسد کی اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے صفحہ:۹۴، ۹۵، کو دیکھیے کہ وہ آپ کے دیوبندی بزرگ مولوی رشید احمد کی نسبت کیا کچھ تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ھذا

درحقیقت مولوی (رشید احمد) صاحب اہل نظر نہیں (یعنی نابینا) ہیں۔ کیوں کہ پہلا فتویٰ دیا کہ مرزا قادیانی مرد صالح ہے وہ مرزا جس نے دعویٰ کیا ہے کہ اس پر یہ حکم نازل ہوا ہے کہ ہم نے اتارا اُس کو قادیان کے قریب۔ پھر یہ فتویٰ دیا کہ مرزا اہل ہوا اور بدعت ہے باوجود یہ کہ مرزا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا بیٹا کہتا ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔

پھر مولوی صاحب نے یہ فتویٰ دیا کہ ”خدا جھوٹ بول سکتا ہے“ اور یہ مخالف ہے قول اللہ تعالیٰ کے کہ اللہ سے زیادہ

کوئی سچا نہیں اور اس مفتی نے ہندوستان میں ظہر بعد جمعہ کو منع کر دیا۔ الخ

دیکھیے یہاں پر بھی آپ کے جد فاسد مرحوم نے مولوی رشید احمد صاحب کی کیفیت مسائل کیسی لکھی ہے کہ وہ فتویٰ دیتے ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے۔ ان کے حالات ایسے ہیں کہ کبھی کچھ لکھتے ہیں اور کبھی کچھ۔

(۱۵) فتاوائے قادریہ مصنفہ مولوی محمد لودھیانوی جد فاسد مولوی معترض میں ایک دوسرے جد فاسد مولوی عبد اللہ لودھیانوی کا الہام مولوی رشید احمد کی حالت کی نسبت۔ صفحہ: ۱۴۰، سطر: ۱۴۔

اب آپ ذرا اس فتویٰ کے صفحہ ۱۴۰ کو دیکھیے کہ آپ کے دوسرے جد فاسد مولوی عبد اللہ صاحب کا استخارہ خواب والہام مولوی رشید احمد آپ کے بزرگ دیوبندی کی نسبت کیا کہہ رہا ہے۔ وھو ھذا

مولوی رشید احمد صاحب نے جب ۱۳۰۱ھ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمان صالح تحریر کیا اس عاجز (مولوی عبد اللہ) کو نہایت فکر ہوئی کہ ایسے شخص کو جو اپنے کلمات کے ضمن میں پیغمبری کا دعویٰ کر رہا ہے مولوی صاحب نے کیسے مسلمان صالح قرار دیا۔ جناب الٰہی میں دعا کر کے سو گیا۔ خواب میں یہ معلوم ہوا کہ تیسری شب کا چاند بدشکل ہو کر لٹک پڑا۔ غیب سے آواز آئی کہ رشید احمد یہی ہے اسی زمانہ سے فتویٰ ان کے متناقض بادیگرے حیز وجود میں آئے۔

«وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ»

الراقم عبد اللہ لودھیانوی۔ بلفظہٖ۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

«اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ»[1]

یعنی خبردار ہو جاؤ اور ہوش کرو اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے (اس کے خلاف ہرگز نہ کرے گا) لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور نہیں سمجھتے۔

اس میں ایک خاص نکتہ ہے وہ یہ کہ جملہ آیت شریفہ «وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ» کے اعداد جمل (۱۱۱۰) گیارہ سو دس ہیں۔ اور ادھر "جماعت جموع ہندوہابیہ نجدیہ، اسماعیلیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل گیارہ سو دس (۱۱۱۰) ہیں۔ جو خلف وعید ووعدہ کے قائل ہیں۔

(۱۷) اب میں مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال دکھلاتا ہوں جو آپ کے برادران۔ کے برادر ہیں اس سبب سے آپ کے بھی بھائی ہوئے، گو اس وقت کافر و مرتد ہیں:

(الف) براہین احمدیہ مصنفہ قادیانی صفحہ: ۱۲۴۔

باقی سب موحد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے

[1] پارہ: ۱۱، یونس: ۱۰، آیت: ۵۵

تھے۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۱۲۴، سطر: ۷)

(ب) براہین احمدیہ ایضاً صفحہ: ۳۲۳، سطر: ۴۔

خدا کے کلام کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ جیسے خدا اپنی ذات میں سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر ایک نقصان اور نالائق امر سے منزہ ہے ایسا ہی اس کا کلام بھی ہر ایک سہو اور خطا اور کذب اور فضول اور ہر طرح کے نقصان اور نالائق حالات سے منزہ اور پاک چاہیے۔ بلفظہٖ۔

(ج) سُرمہ چشم آریہ، صفحہ: ۵۶، سطر: ۲۱۔

خدا کی بزرگی اور عظمت کے موافق یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ اس سے ہونا ثابت ہے وہ قبول کیا جائے اور جو کچھ آئندہ ثابت ہو اس کے قبول کرنے کے لیے آمادہ رہیں۔ اور بہ جز امور منافی صفات کمالیہ حضرت باری عز اسمہ کے سب کاموں پر اس کو قادر سمجھنا چاہیے۔ بلفظہٖ۔

(د) برکات الدعا، قادیانی، صفحہ: ۲۳، سطر: ۳۔

ہمارا خداوند تعالیٰ ایسا قادر مطلق ہے وہ تمام ذرات عالم اور ارواح اور جمیع مخلوقات کو پیدا کرنے والا، اس کی قدرت کی نسبت اگر کوئی سوال کرے تو بہ جز ان خاص باتوں کے جو اُس کی صفات کاملہ اور مواعید صادقہ کے ہوں، باقی سب امور پر وہ قادر ہے۔

(۱۸) مختصر کیفیت مناظرہ درمیان مولانا حضرت غلام دستگیر علیہ الرحمہ قصوری سنی حنفی قادری ہاشمی اور مولوی خلیل احمد صاحب۔ دیوبندی۔ مقام ریاست اسلامیہ بہاول پور، واقع ۱۳۰۶ھ

کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل: اس کتاب کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی طرف سے ایک استفتا مولود شریف و فاتحہ خوانی وغیرہ مسائل میں شائع ہوا تھا۔ مولوی رشید احمد صاحب نے مع دیگر مولویان دیوبندی کے اس کے حرام ہونے اور کفر پر فتویٰ دیا۔ اور مولود شریف و قیام تعظیمی کی تشبیہ اہل ہنود کے کنھیا کے جنم سے دی۔ اس پر مولوی عبد السمیع چشتی امدادی مرحوم نے ایک کتاب مسمی «انوار ساطعہ در بیان مولود و فاتحہ» نہایت تہذیب کے ساتھ لکھی اور نہایت مدلل قرآن و حدیث وغیرہ ادلہ سے جوابات دے کر اس کو سنت و مستحسن ثابت کیا۔ اور اکثر علماے عرب و عجم نے اس کو پسند فرما کر تصدیق کیا۔ تب اس کے ردّ و جواب میں مولوی خلیل احمد اور مولوی رشید احمد صاحبان نے نہایت غضب اور غیض میں آ کر خلافِ تہذیب کتاب «براہین قاطعہ» لکھی، ان دنوں میں مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاول پور میں اول مدرس عربی تھے۔ اس پر مولانا غلام دست گیر صاحب علیہ الرحمہ نے کتاب دیکھ کر مولوی خلیل احمد صاحب ریاست بہاول پور پر تعاقب فرمایا۔ وہ مردِ خدا کتاب کو لے کر ریاست بہاول پور میں پہنچے۔ بہ منظوری جناب نواب صاحب بہادر والیِ ریاست بہاول پور ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں مناظرہ مسائل پر ہوا۔ اور مولوی خلیل احمد صاحب

مغلوب ہوئے اور سخت ذلت کے ساتھ ریاست موصوف سے نکال دیے گئے۔ اسی وقت علماے پنجاب نے یوں فتویٰ دیا کہ یہ شخص خلیل احمد مع معاونین کے وہابی ہے اور اہلِ سنت سے خارج ہے۔ فتویٰ مذکور طبع ہو کر شائع ہو گیا۔

اس کے بعد مولانا غلام دست گیر علیہ الرحمہ تمام کاغذات بحث کو جو تحریری ہوئی تھی، لے کر حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کو تشریف لے گئے۔ اور اخیر ماہ شوال ۱۳۰۷ھ میں بر وقت اقامت مکہ معظّمہ کے ان کاغذات بحث کا عربی میں ترجمہ کر کے رو بہ رو علماے مکہ معظّمہ کے پیش کیا۔ ان کی تصدیق کے بعد جب آپ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے تو وہاں کے علما اور مفتیانِ باوفا کے رو بہ رو پیش کیا۔ انھوں نے بھی نہایت خلوص سے تصدیق فرمائی۔ اور حضرت مولانا غلام دست گیر صاحب کی تعریف اور مدح فرمائی۔

براہین قاطعہ کے سات مسائل تھے جن پر مناظرہ ہوا تھا وہ یہ ہیں

اول: امکان کذب باری تعالیٰ صحیح ہے، یعنی خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا بول سکتا ہے۔
دوم: امکانِ نظیر سرورِ عالم ﷺ صحیح ہے، یعنی حضور کی طرح اور بھی ہو سکتا ہے۔
سوم: تمام بنی آدم بشریت میں آں حضرت ﷺ کے برابر ہیں۔
چہارم: آں حضرت ﷺ کا علم شیطان لعین کے علم سے کم ہے۔
پنجم: آں حضرت ﷺ کا محفلِ میلاد کنھیا کے جنم کے مشابہ ہے۔
ششم: فاتحہ خوانی برہمنوں کے اشلوک پڑھنے کی مانند ہے۔
ہفتم: حرمین شریفین کے مفتیوں کا فتویٰ رشوت خوری کی وجہ سے نامعتبر ہے۔

ان سب مسائل کو سواے مسئلہ ہفتم کے علماے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے رو بہ رو پیش کیا۔ اور مولانا علیہ الرحمہ نے نہایت دور اندیشی سے مسئلہ ہفتم کو پیش نہ کیا تا کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ علما و مفتیان ہر چہار مذاہب ابقاہم اللہ تعالیٰ کو کسی قسم کا اشتعال طبع پیدا ہو گیا ہو۔ انھوں نے ہر کوشش مسائل کی تصدیق فرماتے ہوئے حسب ذیل تحریر فرمایا:

(۱) خلاصہ مختصر مکہ معظّمہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا ترجمہ:

میں اپنے رب کو پاک جانتا ہوں اور دروغ گو ناشکرے کی گفتگو سے جس نے اپنی کتاب کا نام براہین قاطعہ رکھا ہے اس کا حکم سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ جلاد اس کے بدن سے گردن کاٹ دے، تا کہ کج رو جاہلوں کے لیے عبرت ہو۔ اختصاراً۔

(۲) مکہ معظّمہ کے مفتی شافعی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ:

صاحب براہین اور اس کے مؤیدین شیطانوں اور اہل زیغ وزندیقوں سے ہیں۔

(۳) مکہ معظّمہ کے مفتی مالکی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصۃ:

براہین والے بدعتی اور گم راہ ہیں۔

(۴) مکہ معظّمہ کے مفتی حنبلی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ:

تحقیق جو ذات پاک باری تعالیٰ کو کذب سے متصف کرے بے شک وہ راہ بھولا ہوا اور مخالف ہوا اجماع کا اور موصوف ہوا کفر سے اگر توبہ اور اس سے رجوع نہ کرے۔

مدینہ منورہ کے مفتی حنفی صاحب کی تحریر کا مختصر خلاصہ:

بے شک میں نے مطالعہ کیا اس مضبوط رد اور اعتراضات کا جو لاغر اور فربہ میں فرق کرنے والا ہے، وارد ہیں مؤلف براہین پر جو جنگل کی ریت پر راہ دکھائی گئی ہے، اور اس کی سخت بری باتیں، کاذب کی کم عقلی پر دلیل ہیں۔ پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ صاحب براہین گم راہی کے دریاؤں میں گہرے غوطے لگا کر حق تعالیٰ سے مستحق رسوائی ہے۔ الخ۔

مدینہ منورہ کے ایک بڑے مدرس کی تحریر کا مختصر خلاصہ:

جو اس بزرگ مولف رسالہ تردید نے صاحب براہین اور اس کے بدکار مویدین سے مقولہ نقل کیے ہیں، صریح کفر اور زندقہ ہے۔

پھر اس کے بعد ۱۳۱۴ھ میں یہ پاک کتاب مستطاب دیگر علمائے کرام کی تقاریظ سے مکمل ہو کر ۴۲۴ ۳صفحہ کے حجم سے مع ترجمہ اردو "صدیقی پریس قصور ضلع لاہور" میں طبع ہو کر شائع ہوئی اور اہل سنت و جماعت کے لیے فیض عام ہوئی۔ اس میں مولانا پایۂ حرمین شریفین حضرت مولوی محمد رحمت اللہ علیہ الرحمہ مہاجر مکی استاذ الاستاذ گروہ دیوبندیہ کی بھی مفصل و مشرح تقریظ درج ہے۔ جو قابلِ ملاحظہ و اطمینان دل حزیں ہے۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ عقیدہ نمبر ۱۹ مولود شریف میں درج ہوگی۔ وہاں ملاحظہ کیجیے، تا کہ گروہِ دیوبندیہ کی کیفیت واقعی معلوم ہو۔

اس کے بعد حضرت حاجی حرمین شریفین صوفی کامل، مرشد ارشد گروہِ دیوبندیہ اعنی حضرت محمد امداد اللہ فاروقی چشتی مہاجر مکی علیہ الرحمہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے:

«تحریر بالا صحیح اور درست ہے مطابق اعتقاد فقیر کے ہے، اللہ تعالیٰ کاتب کو جزائے خیر دے۔» شعر

بے سبب گر عز بما موصول نیست   قدرت از عزل سبب معزول نیست

مہر | محمد امداد اللہ فاروقی |

یادداشت: اس کتاب لاجواب کا جواب آج تک نہیں ہوا۔

یادداشت دیگر: اس مسئلہ کذب باری تعالیٰ کے امکان میں نہایت مفصل و مدلل و مشرح و مکمل کتاب «سبحٰن السبوح عن عیب کذب مقبوح» نام اعلیٰ حضرت فاضل ابن فاضل ابن فاضل اجل مجدد مائۃ حاضرہ مولانا مولوی محمد احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی ابقاہ اللہ تعالیٰ نے لکھ کر شائع فرمائی جس نے تمام گروہِ وہابیہ کو مذبوح کر دیا۔ اور جواب نہ ہوسکا۔ قابلِ دید کتاب ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ خیر الجزا.

ایک عیسائی اور ایک دیوبندی مولوی وہابی کی گفتگو کذب مقبوح پر

عیسائی: ہم کہتے ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ اُن کا کوئی باپ نہیں اور خداہی ان کا باپ ہے، مریم ان کی ماں ہے، اگر خدا کے بیٹے نہیں ہیں تو کیوں؟

دیوبندی: ہمارے قرآن میں اس کی نفی ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: «لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ» نہ تو خدا کسی کا بیٹا ہے اور نہ خدا کا کوئی بیٹا ہے۔ یہ دلیل کافی ہے۔

عیسائی: مولوی صاحب! آپ کے مذہب میں یہ بھی ہے کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور وہ جھوٹ بولنے پر قادر ہے، نیز یہ کہ خدا اپنی اولاد پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکے تو عاجز ہے، اور عاجز خدا نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی کہ انسان تو جھوٹ بولتا ہے اور بول سکتا ہے۔ اگر خدا جھوٹ نہ بولے یا جھوٹ نہ بول سکے تو انسان خدا کی قدرت پر کامل ہوگا اور خدا ناقص، اور خدا ناقص نہیں ہوسکتا۔ انسان تو بیٹا پیدا کرے اور خدا نہ کر سکے، یہ کیسے ہوسکتا ہے، اور یہ بات بھی تم قرآن سے کہتے ہو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر کیوں کر خدا نے حضرت عیسیٰ اپنے بیٹے کو پیدا نہیں کیا؟ اور جو دلیل آپ نے قرآن سے دی ہے، ممکن ہے وہ جھوٹ ہو، جب کہ خدا جھوٹ پر قادر ہے۔

دیوبندی: یہ سب باتیں سچ ہیں، لیکن ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا نہیں مانتے۔ «اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ» خدا کا کلام صحیح ہے۔ بے شک وہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے۔

عیسائی: بس مولوی صاحب آپ نے مان لیا کہ خدا تعالیٰ ہر چیز کے پیدا کرنے پر قادر ہے، تو حضرت عیسیٰ کے پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ جب انسان، اس کی مخلوق، اولاد پیدا کرنے پر قادر ہے تو وہ خدا قادرِ مطلق کیوں کر اپنا بیٹا پیدا نہین کرسکتا۔ اگر نہیں کرسکتا تو پھر انسان کی قدرت خدا کی قدرت سے زیادہ ہوجائے گی، اور یہ ممکن نہیں۔

دیوبندی: ہاں! یہ بات تو صحیح ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔

عیسائی: اگر صحیح ہے تو حضرت مسیح بھی خدا کے بیٹے صحیح ہیں۔ فهو المراد.

دیوبندی، چپ۔

لیجیے مولوی صاحب! اب اس بحث کا خاتمہ ہے، اس سے زیادہ لکھنا طوالت ہے۔ خدا کرے آپ کی سمجھ میں آجائے، اور آئندہ نہ کہیں کہ خلف وعید یا خدا کا جھوٹ بولنا جائز اور تمام اہل سنت کا مذہب ہے۔ بلکہ یہ مذہب معتزلہ اور خوارج کا ہے۔



باب دوم

عقیدہ نمبر ۲، ۳، ۴، وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۲: آں حضرت ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ ملخصًا
عقیدہ نمبر ۳: آں حضرت ﷺ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ ملخصًا
عقیدہ نمبر ۴: آں حضرت ﷺ خدا کے رو بہ رو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ ملخصًا

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر: ۲ بر عقائد ۲-۳-۴

آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر (۲) یہ لکھا ہے کہ تقویۃ الایمان میں مولوی اسماعیل شہید نے لکھا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیے۔ اور عقیدہ نمبر ۳۔ بھی اسی حوالے پر یہ لکھا ہے کہ آں حضرت ﷺ خدا کی شان کے سامنے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ اور نمبر ۴- یہ کہ اسی کتاب میں ہے کہ آں حضرت ﷺ خدا کے رو بہ رو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔

صاحبان! میں نے ان ہر سہ عبارات کی تلاش ساری تقویت میں کی، لیکن یہ عبارات جن حروف سے آپ نے انھیں لکھا ہے کہیں نظر نہ پڑیں، جس سے ثابت ہوا کہ آپ نے مخلوقِ خالق کو مغالطہ میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹ موٹ وضع کر کے مولوی اسماعیل صاحب مرحوم کے سر تھوپ دیا۔ الخ۔ (ص: ۱۲، سطر: ۴، منہ)

اقول: مولوی صاحب! افسوس آپ نے میرے اشتہار کو غور سے نہیں پڑھا اور جواب لکھنے بیٹھ گئے اور نہ اشتہار کو بہ نظرِ غور دیکھا کہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرنے لگے۔ حالاں کہ اشتہار میں ہر سہ عقیدہ کے محاذ اور مقابل میں لفظ «ملخصًا» لکھا ہوا موجود ہے اور تقویت کے صفحات ۶۰ - ۱۴ - ۱۹ - ۵۵ - کا حوالہ لکھا ہوا ظاہر ہے۔ نہایت افسوس اور تعجب ہے کہ آپ اردو عبارات کو بھی نہیں پڑھ سکتے۔ یا شاید لفظ «ملخصًا» عربی ہے اس کے معنی آپ کی سمجھ میں نہ آئے ہوں۔ سو میں بتاتا ہوں کہ مولوی صاحب! ان عقائد کو میں نے بطور خلاصہ کے لکھا ہے اور صفحوں کا حوالہ دے دیا تا کہ دیکھنے والا ان صفحوں میں نظر اٹھا کر دیکھ لے کہ یہ مضمون مندرجہ اشتہار اُن میں موجود اور درج ہے۔ تاہم آپ بعینہ عبارات کو لفظاً لفظاً تلاش کرتے ہیں، اور ظاہر عبارت کے خلاصہ کو بھی نہیں سمجھتے۔ لیجیے اصل عبارت تقویت الایمان کی دیکھ لیجیے۔ وہ یوں ہے:

ف: یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم

کیجیے اور مالک سب کا اللہ ہے، بندگی اس کو چاہیے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیا و انبیا، امام و امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔، ہم کو ان کی فرماں برداری کا حکم کیا ہے، ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ بلفظہٖ (ص:۶۰، سطر:۲)

کہیے مولوی صاحب! یہ عبارت آپ کو تقویت الایمان میں نظر نہیں آئی۔ اب دوبارہ دیکھیے کہ یہ عبارت اس میں موجود ہے یا نہیں۔ کوئی شبہہ نہیں کہ موجود ہے۔ پھر یہ آپ کی نظر کا قصور ہے یا نہیں۔ پھر میں نے مخلوقِ خالق کو دھوکا دیا ہے، یا آپ نے۔ کیا اس میں الفاظ «اولیا، انبیا» درج ہیں یا نہیں۔ اور آں حضرت ﷺ انبیا میں داخل ہیں یا نہیں؟ اور «بندۂ مقرب الٰہی» ہیں یا نہیں اور جملہ «بڑے بھائی ہوئے» میں داخل ہوئے یا نہیں۔ اور بڑے بزرگ ہیں یا نہیں اور جملہ «جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے» میں داخل ہوئے یا نہیں۔ پھر جملہ «سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے» میں داخل ہو گئے یا نہیں۔

افسوس! آپ کی سمجھ اور اردو دانی پر کہ آپ اردو عبارت کے سمجھنے کا مادہ بھی نہیں رکھتے اور جواب لکھنے کا حوصلہ۔ علاوہ اس کے تمام علماے کرام عرب و عجم نے جو اس کو سمجھا ہے وہی ہے جو میں نے سمجھا ہے۔ بلکہ آپ کے وہابی بھائیوں نے بھی اِسی طرح سمجھا ہے جیسے میں نے سمجھا ہے۔ مگر انھوں نے اس سے انکار نہیں کیا بلکہ اقرار کر کے تاویلاتِ بے سود اور بے معنیٰ کی ہیں۔ تاکہ مولوی اسماعیل کی تحریر غلط ثابت نہ ہو۔ اس کے غلط اور خلاف ہونے کی تحقیق آگے آئے گی، مگر معلوم نہیں کہ آپ کیوں انکار کرتے ہیں، جب کہ آپ کے امام نے حدیث شریف «اکرموا اخاکم» کو پیش کیا ہے۔ علاوہ اس کے آپ اپنے بزرگ مولوی خلیل احمد صاحب کی تحریر کو دیکھ لو، وہ لکھتے ہیں:

«اگر کسی نے بہ وجہ بنی آدم ہونے کے آپ[1] کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔» (براہینِ قاطعہ، ص:۳)

لیجیے! آپ کا انکار کیوں کر صحیح ہو۔ ذرا سمجھنے کی کوشش کیجیے، اِدھر اُدھر پاؤں نہ ماریے۔

عقیدہ نمبر (۳) کی پوری عبارت یوں ہے جس پر میرا اخلاصۂ مضمون ہے:

(الف) اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ بلفظہٖ (ص:۱۴، سطر:۱۴)

(ب) ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا ہے تو ہم کو بھی چاہیے کہ اپنے ہر کاموں پر اس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام۔ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر۔ بلفظہٖ (ص:۱۹، سطر:۳)

(ج) محض بے انصافی ہے کہ ایسے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے۔ بلفظہٖ (ص:۲۹، سطر:۱۷)

---

[1] آپ کو الخ۔ یعنی آں حضرت ﷺ کو۔ ۱۲، منہ

فرمایئے مولوی جی! «ہر مخلوق» میں آں حضرت ﷺ داخل ہیں یا نہیں اور ان کے تفصیلی فقرہ «بڑا ہو یا چھوٹا» میں بھی آتے ہیں یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے «چمار» کون ہیں اور «چمار سے بھی ذلیل» کون ہیں؟ ذرا ہوش کیجیے! اس عبارت کو قبول کر کے تاویلیں بھی لا یعنی کی گئی ہیں، جیسے کہ اسی تقویۃ الایمان کے حاشیہ ص: ۱۳۰ میں کسی مجہول الاسم دجال نے تاویل بے عدیل اور ذلیل یہ کی ہے کہ چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں۔ پھر آپ نے بھی اس عبارت کو قبول کر کے گو پہلے انکار ہی سہی اس طرح پر لکھا ہے:

فوادالفوائد کے صفحہ ۱۰۱ ر پر ہے « کہ ایمانِ کسے تمام نشود تا ہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چناں نمائند کہ پشک شتر»

مولوی صاحب! یا تو آپ کہتے ہیں کہ عبارتیں تقویت الایمان میں موجود ہی نہیں یا پھر ان کی تاویلیں۔ اور مولوی اسماعیل کی کتاب کی تائید کے لیے بے سمجھے سوچے عبارتیں لاتے ہیں فرمایئے لفظ ہر اور ہمہ کے ایک ہی معنی ہیں ہرگز نہیں۔ وہاں تو جملہ لفظ "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا" درج ہے اور یہاں آپ کی عبارت پیش کردہ میں ہمہ مخلوق درج ہے۔ اور وہاں لفظ چمار ذی روح لکھا ہے اور یہاں لفظ پشک (مینگنی) غیر ذی روح تحریر ہے۔ یہ کتنا بڑا فرق زمین وآسمان کا ہے۔ اور آپ کی عبارت کے معنیٰ یہ ہیں جو آپ نہیں سمجھے۔

«یعنی ایمان کسی شخص کا کامل نہیں ہوتا ہے جب تک وہ تمام مال ومتاعِ دنیا کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ سمجھے»

فرمایئے اس عبارت سے آپ کا منشا پورا ہوتا ہے ہرگز نہیں۔ کیوں کہ وہاں فقرہ ہر «مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا» درج ہے۔ جس میں تمام انسان مع انبیا علیہم السلام داخل ہیں۔ اسی واسطے آپ کے امام الطائفہ ذی روح انسان ہونے کے لحاظ سے «چمار» سے تشبیہ دیتے ہیں۔ اور یہی آپ لوگوں نے سمجھ کر اپنے امام کی حمایت کرنے میں سرگرمی کی، خواہ ایمان رہے یا جائے۔ مگر اپنے امام پر کوئی حرف نہ آئے۔ اس لیے اپنے امام کا دھونا دھونے کے لیے کبھی آپ انکار کرتے ہیں اور کبھی اس کی تاویل بے دلیل کرتے ہیں۔ اور کبھی اس کی تائید میں اور کتابوں کی عبارت نافہمی سے پیش کرتے ہیں۔ فرمایئے کسی «چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر» کون ہیں کن سے مراد ہے یا بہ موجب حاشیہ تقویت الایمان کی تاویل فضول کے جملہ «چوہڑے چمار سے بدعتیوں کے زندہ پیر مقصود ہیں» سے مراد ہے۔ لیکن آپ کے امام الطائفہ نے تمثیل سے سمجھا دیا کہ جب اللہ تعالیٰ تمھارا بادشاہ ہے پھر اور کسی سے تم کو کیا واسطہ یا علاقہ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا غلام ہو چکا تو پھر کسی «نبی یا رسول یا ولی اور بزرگ» وغیرہ بزرگانِ دین جو نعوذ باللہ منہا «چوہڑے یا چمار ہیں» ان سے علاقہ نہیں رکھنا چاہیے۔ لیجیے پوری تشریح یوں ہوئی۔ جس کو آپ کے امام الطائفہ بیان کر رہے ہیں۔

افسوس! آپ نے اس دوسری عبارت کو بھی دیانت سے خیانت میں رکھ دیا اور تیسری عبارت کو بھی آپ نے حذف کر دیا۔ جس میں «ناکارہ لوگوں» کا جملہ موجود ہے گو یا توہینِ انبیا میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی گئی۔

میں پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں کا ایمان ہے کہ کتاب "تقویت الایمان" نہایت اچھی اور ایمان کے قائم رکھنے والی

کتاب ہے۔ اور یہ کتاب آیات واحادیث کا ترجمہ ہے اور اعلیٰ درجہ کی قابل عمل ہے۔ فرمائیے یہ عبارات: «اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے» اور بادشاہ کے مقابلہ میں «کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر، ناکارہ لوگ» کن آیات واحادیث کا ترجمہ ہیں اپنے امام الطائفہ یا کسی اور اپنے بزرگ دیوبندی سے دریافت کرکے بتلائیے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ تمام عمر تلاش کریں جواب نہیں دے سکیں خواہ امام الطائفہ کی روح سے بھی مدد لیں۔ یا ابن عبدالوہاب یا ابن حزم ابن تیمیہ کی طرف رجوع کریں۔

اور عقیدہ نمبر (۴): کی پوری اور اصل عبارت یہ ہے جو تقویۃ الایمان میں ہے:

«اللہ کی بہت بڑی شان ہے کہ سب انبیا اور اولیا اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں سارے آسمان اور زمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اس کی عظمت سے چُر چُر بولتا ہے سو کسی مخلوق کی کیا طاقت اس کی بڑائی کا بیان کر سکے۔» بلفظہٖ (صفحہ:۵۵/سطر:۲۱)

کہیے مولوی جی! اس جملہ «سب انبیا» میں آں حضرت ﷺ بھی داخل ہیں یا نہیں۔ اگر وہ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ تو وہ کون سی آیت یا حدیث اس کی دلیل میں آپ کے یا آپ کے امام الطائفہ کے پاس ہے جس سے تقویۃ الایمان کی تصدیق ہو۔ پھر عجب یہ کہ آپ فرماتے ہیں کہ ساری تقویۃ الایمان میں یہ عبارت ہی نہیں۔ اور پھر خود ہی اقبال کرکے کیوں اس عبارت کو لکھ دیا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے امام الطائفہ نے یہاں پر بھی وہ لفظ «مخلوق» کا استعمال کیا ہے اور انسان ذی روح مراد لی ہے اور عرش معلیٰ کا اللہ تعالیٰ کے بوجھ سے چر چر کی آواز سے بولنا خدا تعالیٰ کو مجسم ثابت کر رہا ہے جو کسی مسلمان سنی کا عقیدہ نہیں۔ ہاں معتزلہ وہابیہ کا عقیدہ ضرور ہے۔ چوں کہ یہ بات بحث سے خارج ہے۔ اس لیے اس کو ترک کیا جاتا ہے۔

اچھا مولوی جی! اب تو آپ کو معلوم ہو گیا کہ جو میں نے عقائد وہابیہ **نمبر: ۲-۳-۴**، اپنے اشتہار میں لکھے ہیں وہ عبارات مندرجہ بالا خلاصہ ہے اور صحیح ہے۔

اب میں ان ہر سہ عقائد کی جو آپ کے اور آپ کے امام کے خلاف قرآن وحدیث اور اہل سنت وجماعت کے ہیں ان کی تحقیق درج کرتا ہوں تا کہ آپ کا اطمینان ہو، سنیے اور آنکھ اور کان کھول کر دیکھیے۔

فصل اول

تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۲ - آں حضرت ﷺ کا بڑا بھائی ہونا

کچہری میں وہابیوں دیوبندیوں نے مرزائیوں سے مشکوٰۃ شریف کی حدیث پیش کروائی جو مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب "تقویۃ الایمان" میں درج کی ہے:

"فقال اعبدوا ربكم وأكرموا أخاكم."

یعنی فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ خدا کی بندگی کرو اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔

جب کچہری میں کہا کہ اس کا جواب لکھیے تو مجوّز نے کہا کہ جتنا ملزمان کہتے ہیں وہی لکھا جائے گا، جس وقت تمہارا وقت آئے گا اس وقت اس کا جواب لکھا جائے گا، مگر افسوس مجوز نے میرا جواب نہ لکھا، اب آپ نے اس کا مطالبہ کیا اور رسالہ لکھا ہے اس لیے جواب اس حدیث شریف کا سنیے:

(۱) مجمع بحار الانوار، محمد طاہر علیہ الرحمۃ جلد اول، صفحہ: ۲۰/سطر: ۱۶۔

یہ کتاب شرح احادیث میں ہے:

اعبدوا ربكم، وأكرموا أخاكم أراد نفسه صلى الله عليه وسلم هضمًا لنفسه، أي أكرموا من هو بشر مثلكم لما أكرم الله تعالىٰ بالوحي. بلفظه.

یعنی آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی عبادت کرو۔ اور اپنے بھائی کی عزت کرو۔ اس سے منشا اور ارادہ حضور سرور عالم ﷺ کا تواضع اور کسر نفسی کا تھا۔ جو بھائی کا لفظ فرمایا۔ یعنی تعظیم اور عزت کرو اس کی جو مثل تمھارے آدمی ہے۔ اور اس کو معزز ومکرم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر۔

(۲) مرقات شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری جلد سوم، صفحہ ۷۱۴۔ یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

(۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد سوم شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ۔ یہ حدیث تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے۔

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آں حضرت ﷺ نے اپنے لیے تواضع اور کسر نفسی کے رو سے بھائی کا لفظ فرمایا۔ واقعی حقیقی بھائی سمجھ لینا وہابیوں کا ہی دماغ ہے۔ دیکھو جیسے کوئی الوالعزم بادشاہ یا نواب یا وزیر، امیر ورئیس کسی اپنے غلام یا نوکر کو بھائی کہہ دے تو کیا وہ واقعی بھائی ہو جائے گا؟ اور اس غلام یا نوکر کو یہ حق حاصل ہو جائے گا کہ بادشاہ کو بھائی کہہ کر پکارے۔

ہرگز نہیں۔ اس بات کو کوئی بھی عقل مند قبول نہیں کر سکتا۔ ذرا غور کر کے سوچیے اور یہ بھی بتلایئے کہ اس حدیث شریف میں وہ کون سا لفظ ہے۔ جس کا ترجمہ آپ کے امام الطائفہ نے «بڑے بھائی کا کیا ہے» یا وہ کون سے الفاظ اس حدیث میں ہیں جن کا ترجمہ «بڑے بھائی ہوا یا اس کے بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے» کیا یہ تحریف معنوی یا لفظی حدیث شریف کی نہیں ہے۔ العیاذ باللہ۔

یہ بھی کہیے خلفائے راشدین وصحابۂ مہدیین رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین وائمۂ مجتہدین ومحدثین واولیائے کرام وصوفیۂ عظام علیہم الرحمۃ اجمعین میں سے کبھی کسی نے آں حضرت ﷺ کو بھائی کے خطاب سے مخاطب کیا ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں۔ جب یہ بات ثابت ہے کہ آج تک کسی فرد بشر نے ابتدا سے لے کر اب تک ایسا نہیں کیا تو اب کسی غیر مقلد یا وہابی دیوبندی کا حق ہے کہ وہ ایسا لفظ کہہ کر حضور سرور عالم ﷺ کی توہین کر کے ایمان کا ستیاناس کرے، خدا نیک ہدایت دے۔

اور سنیے آپ کے امام الطائفہ نے "تقویۃ الایمان" میں آں حضرت ﷺ کو بڑے بھائی کے برابر قرار دیا۔ تو دوسرے مولوی خلیل احمد صاحب اٹھے انھوں نے اپنی براہین قاطعہ میں جملہ بنی آدم کے برابر لکھ دیا، جیسے وہ صفحہ ۳۔ میں لکھتے ہیں: «البتہ نفس بشریت میں آپ کے مماثل جملہ بنی آدم ہیں» اور ساتھ ہی اس کے یہ لکھ دیا کہ «اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا۔»

اب فرمایئے۔ اگر ہم یہ کہہ دیں کہ مولوی اسماعیل یا مولوی رشید احمد یا مولوی خلیل احمد صاحبان فرعون، نمرود، ہامان، قارون کے بھائی ہیں یا نتھو، کتھو، سینڈھو۔ چوہڑوں چماروں کی مثال بھائی ہیں تو کیا خلاف نص ہے، اور آپ یا آپ کے دیوبندی بھائی اس پر خوش ہوں گے کیوں کہ یہ بھی مماثل میں جملہ بنی آدم کے برابر ہیں، مگر افسوس تو یہ ہے کہ ایسے الفاظ توہین و تحقیر کے رسول خدا ﷺ کی شان اقدس میں تو بے محابا تحریر کیے جائیں۔ اور خوش ہو کر نص کا حوالہ بھی دے دیں۔ اور جب آپ کے بزرگوں کے حق میں ایسے الفاظ کا استعمال کیا جائے تو سوے ادبی ہو جائے۔ العجب۔

اور سنیے اگر کوئی وہابی اپنی بیوی کو بہن کہہ دے یا اس کی بیوی اپنے خاوند کو بھائی کہہ دے تو کیا خلاف نص ہے۔ حالاں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بہ باعث خوف بادشاہ ظالم کے اپنی زوجہ مطہرہ چچازاد کو بہن کہہ دیا تھا تو وہ صورتاً کذب قرار دیا گیا جیسے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تین کذب صادر ہوئے ہیں۔ من جملہ ان کے ایک یہ کہ انھوں نے اپنی بیوی کو بہن کہہ دیا تھا۔ اس لیے وہ قیامت کو شفاعت کرتے ہوئے شرمائیں گے۔ چوں کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہیں صدور کذب ان سے ممتنع ہے۔ اس لیے علماے محققین ان کے بہن کہنے کو توریہ اور تعریض پر محمول فرماتے ہیں۔ کسی نے بھی اس کو موافق نص نہیں فرمایا۔ اور نہ ان کو یہ وجہ سوجھی مگر ہاں وہابیہ کا ہی حصہ تھا جو نص کا حوالہ دے دیا، پس اس نص سے وہابیوں کو اپنی جورو کو بہن کہنا اور وہابیات کو اپنے خاوندوں کو بھائی کہنا جائز ہوگا۔ مبارک ہے اس حدیث کے مطابق عمل کریں۔

وہابیہ کا قاعدۂ کلیہ یہ ہے کہ جہاں کہیں مسلمان لوگ اہل سنت و جماعت حضور سرور عالم ﷺ کی مدح اور تعریف کرتے ہیں تو ان کی آتش غضب و غیظ بھڑک اٹھتی ہے اور فوراً الفاظ توہین و کسر شان زبان سے نکالتے ہیں۔ حالاں کہ تمام مسلمانانِ اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کا درجہ و شان، عظمت و منزلت خدا کے بعد ہے۔ یعنی خدا کے بعد سب سے وہی افضل ہیں۔ تمام مخلوق سے ان کا عالی مرتبہ ہے بہ منزلہ بادشاہ اور وزیر کے۔ جیسے شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر فرماتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کے درجہ کی کوئی حد نہیں ہے۔ جس قدر ان کی تعریف انسان سے ہو سکے کرے صرف اتنا لحاظ رکھا جائے کہ خدا نہ کہا جائے۔ اور باقی جو کچھ تعریف ہو سکتی ہو کرے۔

(۴) حضرت شیخ شرف الدین بن محمد البوصیری علیہ الرحمۃ اپنے قصیدہ بردہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ وھو ھذا ؎

محمد سید الکونین والثقلین (۱) والفریقین من عرب ومن عجم

هو الحبيب الذي ترجى شفاعته ② لكل هول من الاهوال مقتحم
دع ما ادعته النصارى فى نبيهم ③ واحكم بما شئت مدحافيه واحتكم
وانسب إلى ذاته ما شئت من شرف ④ وانسب الى قدره ما شئت من عظم
فان فضل رسول الله ليس له ⑤ حدٌ فيعرب عنه ناطق بفم

۱۔ حضرت (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) دونوں جہاں دین و دنیا اور جن و بشر ہر دو فریق عرب و عجم کے سردار ہیں۔

۲۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) خدائے تعالیٰ کے وہ حبیب ہیں جن کی شفاعت کی امداد ہر ناگہاں مصیبت میں امید کی جاتی ہے۔ مشائخ نے کہا ہے کہ یہ شعر مقبول و مستجاب ہے۔ جس کو حاجت دنیا و آخرت کی ہو اس شعر کو ایک ہزار ایک دفعہ ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھے اور درمیان میں بات چیت نہ کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مصیبت دور ہو جائے گی۔ مجرب ہے۔ شرح۔

۳۔ قوم نصاریٰ جو اپنے پیغمبر کی نسبت ادعا کرتے ہیں اس کو چھوڑ دو۔ باقی جو تیرا جی چاہے حضور کی تعریف میں بیان کرا اور خوب زور سے بیان کر (یعنی خدا یا خدا کا بیٹا مت کہو باقی سب کچھ کہو)

۴۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مقدس کی طرف جس کمال کو تم چاہو اور رتبہ والا کی طرف جس بزرگی کو تم چاہو نسبت دو۔ خلاصہ یہ کہ ہر نوع کے کمالات اور حسنات آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اشرف اور رتبۂ عظیم کی طرف منسوب کرنے کا ہر ایک کو وسیع اختیار ہے۔

۵۔ (کیوں کہ) حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بزرگی کی کوئی حد و نہایت نہیں جس کو کوئی گویا اپنی زبان سے بیان کر سکے۔

⑤ اسی طرح حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے کمالات عزیزی صفحہ ۱۳۱۔ وتفسیر عزیزی میں ہے:

يا صاحب الجمال و يا سيد البشر من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه بعد از خدا بزرگ توئی قصه مختصر

یعنی یا صاحب جمال (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اور یا تمام جہانوں کے سردار آپ کے چہرہ مبارک سے واقعی چاند نے روشنی پائی اور نور ملا۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ آپ کی تعریف جیسے حق ہے تعریف کا کسی سے ہو سکے۔ بات مختصر یہ ہے کہ خدا کے بعد آپ ہی بزرگ ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور سنیے کہ اللہ تعالیٰ خود آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاک پا کی قسم یاد فرماتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کیا رتبہ اور درجہ ہے چونکیے مت سنسنی نہ کیجیے۔ سن کر مبہوت بے شک ہو جایئے لیکن گھبرایئے نہیں سنیے۔

⑥ مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ: ۱۳۸ جلد اول۔

مواہب اللدنیہ میں مذکور ہے: روایت ہے کہ کہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یا رسول اللہ بأبي و أمّي یعنی میرے والدین آپ کے تصدق ہوں۔ یا رسول اللہ! تحقیق پہنچی ہے فضیلت تمہاری خدا کے نزدیک اس حد کو کہ قسم

کھاتا ہے تمھاری خاکِ پا کی کہ کہتا ہے «لَآ اُقْسِمُ بِھٰذَا الْبَلَدِ» یعنی قسم کھانا بلد کر کے جو عبارت ہے زمین سے جس پر پاؤں رکھ کر چلتے ہیں، سوگند کھانا اس پر گویا سوگند کھانا خاکِ پا کا ہے۔ بلفظہٖ (ص: ۱۳۸، سطر: ۱۸)

لیجیے مفتی صاحب! کامل مفتی بنیے اور خداوند تعالیٰ پر بھی فتوائے کفر لگائیے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔[1]

یعنی محمد ﷺ تمھارے مَردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔

فرمائیے! آپ کے بڑے بھائی کیسے ہوئے؟

(۸) تفسیر کبیر جلد ششم، ص: ۳۳۰، سطر: ۸، مصری۔ مولانا امام رازی علیہ الرحمہ:

«وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيراً»[وجه اول] الأقوى أن المراد من ذلك تعظيم النبي صلى الله عليه وسلم وذلك لوجوه : أحدها : كأنه تعالى بين له أنه مع القدرة على بعثة رسول ونذير في كل قرية خصه بالرسالة وفضله بها على الكل .... (ثانياً) : المراد ولو شئنا لخففنا عنك أعباء الرسالة إلى كل العالمين ولبعثنا في كل قرية نذيراً ولكنا قصرنا الأمر عليك وأجللناك وفضلناك على سائر الرسل.(بلفظه)

یعنی خداوند تعالیٰ نے فرمایا، ہم اگر چاہتے تو ہر ایک قریہ بستی میں نذیر (نبی) مبعوث کرتے، اس سے مراد آں حضرت ﷺ کی تعظیم ہے۔ اس کی وجوہات ہیں، اول یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہر ایک بستی میں نبی پیدا کرنا قدرت میں ہے۔ مگر آں حضرت ﷺ کی رسالت کی خصوصیت ہے کہ اس کی بزرگی تمام پر ہے (ختم رسالت کی وجہ سے) دوسری وجہ یہ کہ "اگر ہم چاہتے" سے مراد ہے کہ ہلکا کرتے ہم تم سے رسالت کا بوجھ تمام جہاں پر، لیکن ہم نے پسند کیا کم اور کوتاہ کیا ہم نے تم پر یہ کام (ختم رسالت کر کے) اور بزرگ کیا اور فضیلت دی ہم نے تم کو تمام رسولوں پر۔

(۹) تفسیر قادری جلد دوم، ص: ۱۴۵

«وَلَوْ شِئْنَا» اور اگر ہم چاہتے تو «لَبَعَثْنَا» البتہ ہم بھیجتے «فِي كُلِّ قَرْيَةٍ» ہر گاؤں اور ہر بستی میں «نَّذِيراً» پیغمبر ڈرانے والا۔ مگر اے محمد ﷺ تمھاری شان بڑی کرنے کو اور مرتبہ بلند کرنے کو ہم نے نبوت تم پر ختم کر دی، اور تمھیں کو سب مسلمانوں اور سب لوگوں پر قیامت تک ہم نے پیغمبر کیا۔ (بلفظہٖ)

دیکھیے! شانِ رسولِ اکرم ﷺ کو کہ تمام انبیا و مرسلین علیہم السلام سے اعلیٰ اور ارفع ہے، مگر آپ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو بڑے بھائی کے برابر کہہ رہے اور لکھ رہے ہو۔ یہ سخت توہین و تحقیر آں حضرت ﷺ کی ہے، جیسے کہ آپ کے امام

---

[1] پارہ: ۲۲، الاحزاب: ۳۳، آیت: ۴۰

الطائفہ تقویت الایمان میں لکھتے ہیں: «یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے»۔

اب فرمایئے کہ انسان میں نمرود، فرعون، شداد، ہامان، قارون اور ابوجہل وغیرہ کافر ومشرک چوہڑے چمار سب داخل ہیں تو پھر انبیا ومرسلین علیہم السلام وصحابۂ عظام واولیاے کرام تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین ان لعینوں، بددینوں، زندیقوں، ملحدوں، ذلیلوں، کمینوں، سفیہوں کے بھائی یا بڑے بھائی کیسے ہوئے۔ یہ سخت ترین توہین وکسر شان اور گستاخی انبیا علیہم السلام بالخصوص حضور سرورِ عالم سید ولد آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جو صریح کفر ہے، حالاں کہ کوئی بھی شخص اپنے بڑے بھائی کو قتل بھی کردے، کافر نہیں۔ اگرچہ گناہ کبیرہ ہے، لیکن اگر کوئی شخص آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اہانتاً مکی یا مدنی کہے یا اشارتاً وکنایتاً بھی توہین کرے تو وہ کافر ومرتد ہے، تو یہ بھی اس کی منظور وقبول نہیں۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بھی بلند کرے تو اس کے تمام عمر کے اعمال حبط ونیست ونابود ہوجاتے ہیں اور اگر کوئی شخص کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو اہانت سے میلا کہے تو وہ اسی وقت کافر ہوجاتا ہے۔ دیکھو کتبِ دینیہ کلماتِ کفر۔

بڑا بھائی اگر فوت ہوجائے تو اس کی بیوہ سے نکاح جائز ہے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات تمام مسلمانوں کی مائیں ہیں، ان سے نکاح ابداً حرام ہے، پس یہ تمام تحریرات وہابیہ سخت توہین رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اور فراستِ انسانی یہ ہے کہ ہر ایک انسان کو برابر اور ہر آدمی کو خواہ وہ کیسا ہی برگزیدہ ہو، یکساں سمجھ لیا، آفریں۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؎

گر[1] بصورت آدمی انساں بُدے — احمد و بوجہل خود یکساں بُدے
احمد و بوجہل در بُت خانہ رفت — ایں شدن وآں شدن فرقیست رفت

آں در آید سر نہند او را بتاں
ایں در آید سر نہد چوں امتاں

فصل دوم

تحقیق انیق عقیدہ نمبر ۳ وہابیہ کی گستاخی کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

عبارت تقویۃ الایمان کی پوری لکھی جاچکی ہے، جس میں آپ کے امام الطائفہ نے تمام انبیا علیہم السلام وبزرگانِ دین کی توہین کی ہے۔ اب میں آیاتِ قرآنی واحادیث حبیب رحمانی اور تفاسیر علماے ربانی سے دکھلاتا ہوں کہ ایسا لکھنے اور اعتقاد رکھنے والا کون ہے:

[1] ترجمہ: گر کسی شخص کو ایک طرح کا انسان سمجھ لیا جاتا تو احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل یکساں ہوجاتے، (جب کہ ایسا نہیں)۔
احمد اور ابوجہل دونوں بت خانہ گئے، لیکن ان کے اور اُس کے جانے میں بہت بڑا فرق ہے۔
جب وہ داخل ہوئے تو بتوں نے ان کے سامنے سر جھکا دیا اور یہ داخل ہوا تو اس نے ایک فرماں بردار کی طرح ان کے سامنے سر ٹیک دیا۔ ۱۲

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ.[۱] (سورۂ توبہ)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد یا خدا کی راہ میں کوشش کی اپنے مالوں اور جانوں سے ان کے لیے بہت بڑے عظیم درجے ہیں خدا کے پاس اور وہی لوگ مرادیں پانے والے ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ.[۲] (سورہ الحجرات)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا اور بزرگ وہ ہے جو زیادہ ڈرنے والا اور بہت پرہیزگار ہے۔ (آں حضرت ﷺ سے زیادہ کوئی متقی نہیں)

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ. اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا. لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ.[۳] (سورہ انفال)

یعنی جن لوگوں (مسلمانوں) نے نماز کو قائم کیا اور جو کچھ رزق دیا اُن کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس اعلیٰ درجات ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.[۴] (سورہ المنافقون)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے عزت ہے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے عزت ہے اور مومنوں مسلمانوں کے لیے بھی عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔

نکتہ اس آیت شریفہ میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ اور مسلمانوں کی عزت کی تصدیق فرمائی۔ لیکن وہابیہ کہتے ہیں کہ سب مخلوق خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ لیکن منافق لوگ اس سے بے خبر اور بے علم ہیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے «وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ» جب اس جملہ آیت شریفہ کے اعداد جمل شمار کیے جاتے ہیں تو پورے سات سو چار (۷۰۴) ہوتے ہیں اور ادھر فقرہ «جماعت سابہ وہابیہ دیوبندیہ» یا جملہ «جماعت بدی آموز وہابیہ دیوبندیہ» کے بھی وہی اعداد جمل سات سو چار (۷۰۴) ہی برآمد ہوتے ہیں۔

گویا خداوند کریم نے ازل سے بہ طریق اعداد جمل بھی اس جماعت یا گروہ کی خبر دے رکھی ہے الحمد للہ علیٰ ذالک۔

---

[۱] پارہ: ۱۰، التوبۃ: ۹، آیت: ۲۰
[۲] پارہ: ۲۶، الحجرات: ۴۹، آیت: ۱۳
[۳] پارہ: ۹، الانفال: ۸، آیت: ۳، ۴
[۴] پارہ: ۲۸، المنافقون: ۶۳، آیت: ۸

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ. [۱] (سورۃ البقرہ)
یعنی یہ جماعت انبیا علیہم السلام ہے۔ بعض کو بعض پر فضیلت دی ہم نے بزرگ کیا یا افضل بتایا ہے درجہ میں۔
(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. [۲]
یعنی اے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تجھ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔
(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ. [۳] (سورۃ الانشراح)
یعنی ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ذکر بلند کیا ہے۔
(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ. [۴] (سورہ فتح)
یعنی اے مسلمانو! تم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد کرو اور بہت عزت کرو ان کی۔
(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ. [۵] (سورہ اسرائیل)
ہم نے بنی آدم کو (سب مخلوق پر) بزرگ کیا ہے۔
(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ. [۶]
یعنی اے بنی اسرائیل یاد کرو میری نعمت کو جو انعام کیا میں نے تمہارے اوپر اور تحقیق فضیلت دی میں نے تم کو جہانوں پر۔
(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ. [۷] (سورہ آل عمران)

---

[۱] پارہ:۳، البقرۃ:۲، آیت:۲۵۳
[۲] پارہ:۱۷، الحج:۲۲، آیت:۱۰۷
[۳] پارہ:۲٦، الفتح:٤۸، آیت:۹
[۴] پارہ:۳۰، الانشراح:۹٤، آیت:٤
[۵] پارہ:۱۵، بنی اسرائیل:۱۷، آیت:۷
[۶] پارہ:۱، البقرۃ:۲، آیت:٤۷، ۱۲۲
[۷] پارہ:٤، آلِ عمران:۳، آیت:۱۱۰

اے امت رسول ﷺ تم بہترین امتوں سے ہو جو پہلے پیدا ہوئی ہیں لوگوں میں۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ.[1]

یعنی ایمان والو اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز پر بلند مت کرو اور نہ پکارو ان کو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اپنے گریبان میں منہ ڈالو اور سوچو کہ کیا کچھ کہتے ہو۔

نکتہ اس آیت شریفہ میں جملہ آیت شریف «اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ» آیا ہے ان لوگوں کے حق میں جو ایسی ایسی گستاخیاں کرتے ہیں۔ آیت شریفہ کے اعداد جمل چھ سو بہتر (٦٧٢) ہیں اور ادھر فقرہ «اسماعیل دہلوی مع نافہم وہابیہ دیوبندیہ» کے بھی وہی اعداد چھ سو بہتر (٦٧٢) پائے گئے۔ اس میں بھی وہی سر ہے جو جملہ آیت شریفہ میں ہے۔ فافہم۔

(۱۳) تفسیر قادری، جلد دوم، صفحہ ۵۴۴۔

«وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ.» اور اللہ کے واسطے ہے عزت اور قدرت ربوبیت «وَلِرَسُوْلِهٖ» اور اس کے رسول کے واسطے نبوت اور شفاعت کی عزت «وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ» اور ایمان والوں کے واسطے ایمان اور اطاعت کی عزت «وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ» اور مگر منافق حقیقت عزت کو نہیں جانتے۔

نقل ہے کہ جب لشکر ظفر پیکر رسول اللہ ﷺ کا وادی عقیق میں پہنچا تو ابن اُبَی کا بیٹا عبد اللہ نام کہ مومن تھا راستہ پر ٹھیر رہا۔ یہاں تک کہ اس کا باپ بھی وہاں پہنچا۔ عبد اللہ نے اس کے اونٹ کو بٹھایا۔ اور اونٹ کے ہاتھ پر پاؤں رکھ کر اپنے باپ سے کہنے لگا کہ خدا کی قسم تجھے میں نہ چھوڑوں گا کہ تو مدینہ میں جاوے جب تک رسول اللہ ﷺ تجھے اذن نہ دیں گے۔ اور تو یہ بات خوب جان لے کہ بڑا ذلیل تو ہے اور بڑی عزت والے حضرت ہیں۔ جب حضرت کی سواری وہاں پہنچی تو آپ کو یہ حال معلوم ہوا، آپ نے ابن اُبَی کو مدینہ میں داخل ہونے کی اجازت دی۔ بلفظہٖ۔

دیکھو! حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ ابن اُبَی کو کیوں کہ وہ منافق تھا، اس کو بڑا ذلیل فرمایا اور آں حضرت ﷺ کو بہت بڑی عزت والے کہا۔

یہاں وہابیہ کی یہ صورت ہے کہ اپنے گستاخ بزرگوں کی حمایت میں آں حضرت ﷺ کی توہین کر رہے ہیں۔

اس جگہ بھی ایک نکتہ ہے وہ یہ کلمۂ «مُنٰفِقِيْنَ» کے اعداد جمل تین سو تیس (٣٣٠) ہیں۔ اور ادھر کلمہ «اسماعیل دہلوی دادا وہابی» کے بھی وہی تین سو تیس (٣٣٠) ہی عدد ہوتے ہیں۔ فَتَدَبَّرْ.

(۱۴) تفسیر عزیزی، پارہ عم، صفحہ: ۲۱۹، سطر: ۱۰۔

---

[1] پارہ: ٢٦، الحجرات: ٤٩، آیت: ٢

اول[1] کسے کہ دروازۂ جنت بکشاید ایشاں (آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) باشند۔ وروز قیامت ایشاں را بمرتبہ وسیلہ مشرف سازند وآں ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ وحقیقت آں آنست کہ ایشاں دراں روز بمنزلۂ وزیر از بادشاہ باشند۔ بلفظہٖ۔

دیکھیے مولوی جی! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آپ کے امام الطائفہ کے دادا پیرومرشد یہ لکھ رہے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خداوند تعالیٰ جو سب بادشاہوں کا بادشاہ اس کے بہ منزلہ وزیر ہیں اور یہ خلاصہ ہے آیات وتفاسیر قرآنی کا۔ لیکن وہابیوں کی گستاخیوں کی کوئی حد نہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے جیسے آدمی تھے۔ اور آیت شریف «اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا» پیش کرتا ہے جو کفار کا قول ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ جملہ آدمیوں کے برابر ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ وہ ہمارے بھائی بڑے بھائی تھے۔ پس بڑے بھائی کے برابر ان کی تعظیم کرنی چاہیے۔ کوئی دریدہ دہن کہہ رہا ہے کہ خدا کے سامنے وہ چمار سے بھی ذلیل ہیں۔ نعوذ باللہ منہا ای من ھذاہ الخرافات والخز عبیلات. اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

(۱۵) حدیث شریف مشکوٰۃ۔ فضائل سید المرسلین کے باب سے فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

«أنا أكرم الأولين والآخرين»[2] میں تمام اولین وآخرین سے بزرگ تر ہوں۔

(۱۶) مشکوٰۃ شریف کے حدیث شریف: فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

«أنا سيّد ولد الآدم»[3] میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں۔

(۱۷) ایضاً حدیث شریف: فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

«أنا حبيب الله.» رواہ دارمی[4] میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں۔

(۱۸) ایضاً حدیث شریف: فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

إذا كان يوم القيٰمة كنت إمام النبيين و خطيبهم و صاحب شفاعتهم.[5]

یعنی جس دن قیامت ہوگی، میں تمام انبیا کا امام اور خطیب ہوں گا، اور سب کی میں شفاعت کروں گا۔

(۱۹) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ، جلد اول، ص: ۴۴۳ سے ۴۴۹ تک۔

---

[1] ترجمہ: سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں گے اور روز قیامت وہ مرتبۂ وسیلہ سے مشرف ہوں گے اور یہ مرتبہ اتنا بلند ہے کہ مخلوقات میں سے کسی کو حاصل نہ ہوگا اور حقیقت یہ ہے کہ وہ اس روز بادشاہ کے وزیر کی منزل میں ہوں گے۔

[2] سنن ترمذی، ابواب المناقب، باب فی فضل النبي صلى الله عليه وسلم، حديث: ۳۶۱۶

[3] مسلم شريف، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبينا صلى الله عليه وسلم، حديث: ۱۷۸۲

[4] سنن دارمی، كتاب المناقب، باب ما اعطى النبي صلى الله عليه وسلم من الفضل، حديث: ۴۷

[5] سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب فی فضل النبي صلى الله عليه وسلم، حديث: ۳۷۷۳

(الف) جناب رسالت کی محبت کی علامتوں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر بہت سا کرے۔ بہت ذکر کرنا محبت کو لازم ہے کیوں کہ جو کوئی کسی چیز کو دوست رکھتا ہے، اس کا ذکر بہت کرتا ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ محبت وہی ہے کہ ہمیشہ حضرت کے ذکر میں مشغول رہے۔ بلفظہ (ص: ۴۴۳)

یادداشت: وہابیوں کا عمل اس پر یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کا ذکر جو میلاد شریف میں کیا جاتا ہے اور مسلمان لوگ نہایت محب و ذوق وشوق سے کرتے ہیں، اس کو بدعت، شرک، کفر کہتے ہیں، اور اس پر فتاویٰ لکھ کر مسلمانوں کو اس ذکر اور محبت کرنے سے روکتے ہیں۔ آفریں ہے۔

(ب) جب آں سرور ﷺ کا ذکر آوے تو بہت آپ کی توقیر اور تعظیم کرے، جس وقت نامِ مبارک سنے تو بہت عجز و انکسار اپنا ظاہر کرے۔ بلفظہ (ص: ۴۴۳)

(ج) اور فرمایا جو کوئی عرب کا دوست ہے، وہ میرا دوست ہے، جس نے عرب میرے کو دشمن رکھا وہ میرا دشمن ہے۔ بلفظہ (ص: ۴۴۴)

یادداشت: اس پر وہابیہ کا یہ عمل ہے کہ عرب کے علما و دیگر لوگ غیر شرع فاسق و فاجر ہیں اور علماے حرمین شریفین رشوت خور ہیں۔ ان کے فتاویٰ غیر معتبر ہیں۔ علماے دیوبند دین داری میں ان سے افضل ہیں۔ لاحول ولاقوۃ۔

(د) اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت کی ایسی تعظیم وتکریم کرتے تھے کہ جب آپ وضو کرتے اور منہ ہاتھ دھونے سے پانی گرتا تو اصحاب اس پانی کو تبرک سمجھ کر لینے کی خاطر جلدی کرتے اور بے اختیار ہو کر ایک پر ایک گرتے کہ اس کو لے کر اپنے منہ اور بدن پر ملیں۔ بلفظہٖ (ص: ۴۴۸)

(ھ) عمرو بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں قیصر اور کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا تھا، قسم بہ خدا میں نے ان بادشاہوں کے یہاں ہرگز ایسی تعظیم نہیں دیکھی جو اصحاب، محمد (ﷺ) کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں۔ بلفظہٖ (ص: ۴۴۹)

(و) حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک روز دیکھا کہ آں سرور ﷺ حجامت بنواتے تھے، اور اصحاب، اطراف حضرت کے پھرتے تھے اور موے مبارک دست بہ دست لیتے تھے تاکہ ایک بال مبارک بھی زمین پر نہ پڑے۔ جب سرورِ عالم ﷺ نے حجامت سے فراغت پائی تو موے سرِ مبارک کو اصحاب کے تئیں تقسیم فرمایا۔ بلفظہٖ (ص: ۴۴)

یہ ہے جو ایمان ہے، مولانا روم فرماتے ہیں:

از خدا[1] خواہیم توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ رب
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد — بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

---

[1] ترجمہ: ہم خداے پاک سے توفیق ادب کے خواستگار ہیں، بے ادب فضل رب سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب تنہا اپنی ذات کو برا نہیں بناتا بلکہ پوری دنیا کو آگ میں جھونک دیتا ہے۔

فصل سوم

عقیدہ نمبر ۴- وہابیہ کہتے ہیں کہ اللہ کی شان کے آگے سب انبیا، اولیا ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ (تقویۃ الایمان، ص:۵۵)

اس عقیدہ کی پوری عبارت ص:۶۰ پر لکھی جا چکی ہے، اس میں تمام انبیا علیہم السلام کی توہین ہے، جن میں آں حضرت ﷺ بھی شامل ہیں جو اہل سنت کے مذہب میں کفر ہے، جس سے تمامی کتبِ اسلامی پر ہیں۔ اس کی تحقیق اور جواب عقیدہ نمبر (۳) میں کافی سے زیادہ ہو چکا ہے۔ جس میں آیات و احادیث و تفاسیر قرآنی سے انبیا علیہم السلام کے فضائل بالخصوص آں حضرت ﷺ کی عظمتِ شان و مراتب و درجات کے آداب درج کیے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کی امت کے لوگ بھی تمام امتوں اور لوگوں سے افضل اور درجہ میں اکمل ہیں۔ خداوند تعالیٰ وہابیہ کے شر سے بچائے۔

ہاں ایک بات یاد آ گئی۔ وہ یہ کہ آپ نے مولوی اسماعیل صاحب کو شہید تحریر فرمایا ہے۔ پہلے آپ شہید کی تعریف کیجیے۔ لغوی اور اصطلاحی معنیٰ بتلایئے، تب ان کو شہید فرمایئے۔ البتہ آپ کی مراد شہید لکھنے کی صرف یہ ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دین کے لیے شہید ہوئے، سو یہ بات محض غلط اور یارلوگوں، وہابیوں کی من گھڑھت ہے۔ کیا جو کوئی شخص بادشاہِ وقت کی مخالفت اور بغاوت کر کے خود بادشاہ پنجاب اور ہندوستان کے بننے کے لیے الہاموں کی دھن پر جنگ کرے اور بہ ذریعہ وعظ لوگوں کو جہاد پر تیار کر کے مسلمانوں پر ہی ہاتھ صاف کرے اور ہزاروں مسلمانوں کو ہی قتل کرے یا کروائے، ایسا شخص شہید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ شہید تو درکنار وہ مسلمان بھی نہیں۔ پہلے اس کا مسلمان ہونا ثابت کریں۔ پھر شہید کا خطاب بھی دیں۔ یہاں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ آئندہ زیادہ وضاحت سے لکھا جائے گا۔

قولہ: مولوی اسماعیل صاحب مرحوم نبی علیہ السلام کی محبت میں فنا تھے۔ حضرت مولانا مرحوم تقویت الایمان کے ص: ۵۴۔ پر لکھتے ہیں الخ۔ (ص:۱۲) نیز جلد دوم کے صفحہ: ۵۵، ۵۴، ۴۶، ۴۷، پر لکھتے ہیں۔ الخ۔ (ص:۱۳) حضرت مولانا کی ان عبارتوں سے ان کا رسول علیہ السلام کی محبت میں فنا ہونا ظاہر ہے۔ الخ (ص:۱۳، سطر:۸)

اقول: مفتی صاحب! آپ نے اپنے امام الطائفہ کی عبارت سے یہ دکھلانے کی کوشش کی ہے کہ وہ آں حضرت ﷺ کی محبت میں فنا شدہ تھے، مگر یہ بات صرف ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہے، دیکھیے آپ کے امام اپنی اسی کتاب تقویۃ الایمان کی جلد دوم کے صفحہ ۱۹۷۔ پر یوں لکھتے ہیں۔ وھو ھذا:

(الف) زیارت کے واسطے کسی مکان متبرک کو سفر کرنا درست نہیں، مگر کعبہ کو اور مسجدِ اقصیٰ کو، مدینہ کی مسجد نبوی کی زیارت کے واسطے جانا درست ہے سوائے ان تین جگہ کے اور جگہ زیارت کے واسطے سفر کر کے جانا منع ہے۔ بلفظہٖ

پھر عقائد نمبر ۲، ۳، ۴، میں جو کچھ لکھا ہے کہ تمام انبیا خدا کے سامنے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔ بڑے بھائی کے برابر ہیں، سب ناکارہ ہیں۔ ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔ نماز میں آں حضرت ﷺ کا خیال لانا بیل اور گدھے کے تصور میں ڈوب جانے سے کئی درجہ بدتر ہے۔ اور آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کے لیے جانا ناجائز ہے۔

یہی محبت اور فنا ہونے کے نشان اور علامتیں ہیں۔ حالاں کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ: «من زار قبري وجبت له شفاعتي ● و من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني ● من زار قبري بعد مماتي فكانما زارني في حياتي ● من لم يزرني فقد جفاني»[1] وغیرہ احادیث موجود ہیں۔ لیکن زیارتِ روضۂ مطہرہ ناجائز ہے اور وہاں جانا منع ہے۔ اور آں حضرت ﷺ فرمارہے ہیں کہ جس نے میری قبر کی زیارت، حج کرنے کے بعد نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ کہیے! آپ کے امام نے زیارت روضہ مطہرہ کی کبھی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر آں حضرت ﷺ پر ظلم کرنے والا فنا شدہ ہوا کرتا ہے؟

پھر آپ کے امام اس طرح پر بھی لکھتے ہیں:

(ب) کسی قبر پر یا چلہ پر یا کسی تھان پر دور دور سے سفر کر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے ٹھیلے ہو کر وہاں پہنچنا، یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ (ص: ۱۴، تقویۃ الایمان)

(ج) اکثر لوگ انبیا و اولیا کی شفاعت پر پھول رہے ہیں۔ (ص: ۳۰، تقویۃ)

(د) اپنی زوجہ سے جماع کرنے کا خیال اگر نماز میں آوے تو بہتر ہے، لیکن آں حضرت ﷺ کا خیال آوے تو وہ بیل اور گدھے سے بدتر ہے۔ (صراط مستقیم، مولوی اسماعیل دہلوی، ص: ۸۶)

کہیے یہ محبت میں فنا ہونے کی علامتیں ہیں جو آپ کے امام درافشانی فرمارہے ہیں یا عداوت اور شقاوت کی۔

قولہ: (آپ کے لیے) «خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ» الخ کی نص موجود ہے اور ہمارے لیے «وَمَا عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ» کی۔ بلفظہٖ (ص: ۱۳، سطر: ۱۱)

اقول: مفتی صاحب! آپ نے آیت شریف کو لکھ کر پھر وہی الخ کی علامت لکھ دی۔ اس آیت شریف کا میں مصداق نہیں، بلکہ آپ ہی ہیں۔ دلیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ اور یہی اعداد اس جملہ «وہی وضعی مفتی عبداللہ» کے بھی بارہ سو ننانوے (۱۲۹۹) ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس آیت شریف کے مصداق آپ ہی ہیں۔

[1] سنن ابن ماجه، كتاب المناسك، باب فضل المدينة، حديث: ٣١١٢ ● الكامل فى ضعفاء الرجال، عن عبد الله بن عمر رضى الله تعالىٰ عنهما، حديث: ١٩٥٦ ● شعب الإيمان، باب فى المناسك، فضل الحج والعمرة، حديث: ٤١٥١ ● المقاصد الحسنه، حديث: ١١٧٨

اور دوسری آیت «وَمَا عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ» جو آپ نے لکھی وہ کوئی آیتِ قرآنی نہیں، میں پھر کہتا ہوں کہ آپ علمِ قرآن سے بے بہرہ ہیں۔ اگر آیتِ قرآنی ہے تو «لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ» ہے۔ ذرا ہوش کیجیے، اور اس کے معنیٰ سمجھنے کی بھی سعی کریں۔ اس کے معنیٰ ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد ﷺ آپ ان کفار پر داروغہ نہیں ہیں۔ اس آیت شریف کو کہتے ہیں کہ یہ ہمارے لیے ہے۔ حالاں کہ آں حضرت ﷺ کی شانِ مبارک میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے آپ کو بھی اسی درجہ پر تصور کرتے ہیں، کیوں کہ آپ لوگوں کے اعتقاد میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کی مثال یا نظیر اور بھی ہو سکتے ہیں، جیسے آپ کے بزرگ اشرف علی کا یہ کلمہ کفر «لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ اشرف علي رسول اللہ» شائع ہو چکا ہے، پھر آپ ان سے کم کیوں رہیں۔ العیاذ باللہ۔

قولہ: اگر آپ کو اسی باعث سے مولانا کی تحریر پر اعتراض ہے کہ انھوں نے کیوں عامہ خلائق کے ساتھ انبیا کو شامل کیا، تو اس صورت میں آپ کے اعتراض سے کلام مجید بھی نہیں بچ سکے گا۔ کیوں کہ کلام مجید میں اکثر جگہ انسانوں کا ایک ہی پیرایہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ اس امر کی تصدیق کے لیے آیاتِ ذیل ملاحظہ ہوں۔ (ص: ۱۴)

(۱) «يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعبُدُوْ رَبَّكُمْ»[1] (سورۂ بقر)

ترجمہ: لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔

(۲) «يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْ رَبَّكُمْ وَاخْشَوْيَوْمًا»[2] الخ (لقمان)

ترجمہ: لوگو اپنے پروردگار سے تم ڈرو اور خوف رکھو اس دن کا۔

(۳) «يٰاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَى اللّٰهِ»[3]

ترجمہ: لوگو! تم فقیر ہو اللہ کے دروازے کے۔ بلفظہٖ (ص: ۱۴)

اقول: مولوی صاحب! ان آیات کو لکھنے میں اول تو رسم الخط قرآنی کی غلطیاں ہیں جن کو آپ سمجھ نہیں سکے۔ «اعبُدُوْا» کو آپ نے «اعبُدُوْ» لکھا ہے اور «اِتَّقُوْا» کو «اتَّقُوْ» لکھ دیا ہے۔ اور سورہ بقرہ کو آپ نے «سورہ بقر» لکھ دیا ہے۔ یہ آپ کی علمیت کی دلیل ہے۔

دوم: ان آیات کے پیش کرنے سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح «النَّاسُ» کا لفظ قرآن شریف میں آیا ہے، اسی طرح ہر خلوق اور ہمہ مخلوق ہے۔ اس سے آں حضرت ﷺ و دیگر سائر انبیا علیہم السلام باہر نہیں ہیں۔ اور وہ لفظ «النَّاسُ» میں داخل ہیں۔ واہ! سبحان اللہ! میں بار بار کہتا ہوں کہ آپ کو علمِ قرآن سے بالکل واقفیت نہیں۔ صرف لوگوں سے سنی سنائی باتیں دلائل میں پیش کرتے ہیں۔ دیکھیے! سب سے اول قرآن شریف میں سورہ فاتحہ میں «اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

[1] پارہ: ۱، البقرۃ: ۲، آیت: ۲۱ [2] پارہ: ۲۱، لقمان: ۳۱، آیت: ۳۳
[3] پارہ: ۲۲، فاطر: ۳۵، آیت: ۱۵

الْعٰلَمِيْنَ » لکھا ہے تو کیا خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے فرماتا ہے۔ گویا خود اپنی حمد بیان کرتا ہے۔ لیکن آپ کو یاد رہے کہ تمام قرآن شریف آں حضرت ﷺ پر نازل ہوا اور متکلم اللہ تعالیٰ ہے اور مخاطب آں حضرت ﷺ ہیں۔ اور لفظ «قُلْ» (کہو) اس میں محذوف ہے۔ اسی طرح لفظ «يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ» میں بھی قل محذوف ہے ورنہ قرآن شریف میں تو یہ بھی ہے کہ «فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ» یعنی ڈرو آگ دوزخ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس صورت میں آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس میں رسول اکرم سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین بھی داخل ہیں۔ العیاذ باللہ من هذه العقيدة الكفرية۔

اور لیجیے بعض جگہ قرآن شریف میں بھی لفظ «قُلْ» کو محذوف رکھا ہے اور بعض جگہ ظاہر بھی فرما دیا ہے جیسے فرمایا ہے۔

(۱) «قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ»[۱] (سورہ یونس)

یا رسول اللہ (ﷺ) لوگوں سے کہہ دیجیے۔ اے لوگوں اگر تم شک میں ہو۔

(۲) «قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ»[۲] (سورہ یونس)

(اے رسول اللہ ﷺ) کہہ دیجیے کہ اے لوگو تمہارے پاس حق آیا ہے (یعنی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ)

(۳) «قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا»[۳] (سورہ اعراف)

(اے رسول اللہ ﷺ) کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول آیا ہوں (قیامت تک)۔

(۴) «قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ. مَلِكِ النَّاسِ. اِلٰهِ النَّاسِ»[۴] (سورۃ الناس)

یا رسول میرے (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیے کہ میں پناہ مانگتا ہوں اس سے جو لوگوں کا پروردگار ہے اور جو لوگوں کا مالک اور معبود ہے۔

(۵) «وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا»[۵] (سورۃ النساء)

اے رسول ہم نے تجھ کو لوگوں کا رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۶) «وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا»[۶] (سورۃ السبا)

اے رسول ہم نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے تمام لوگوں کی طرف قیامت تک کے لیے خوش خبری سنانے والا (بہشت کی) اور ڈرانے والا (دوزخ سے)

---

[۱] پارہ: ۱۱، یونس: ۱۰، آیت: ۱۰۴
[۲] پارہ: ۱۱، یونس: ۱۰، آیت: ۱۰۸
[۳] پارہ: ۹، الاعراف: ۷، آیت: ۱۵۸
[۴] پارہ: ۳۰، الناس: ۱۱۴، آیت: ۱، ۲، ۳
[۵] پارہ: ۵، النساء: ۴، آیت: ۷۹
[۶] پارہ: ۲۲، السبا: ۳۴، آیت: ۲۸

(۷) «اِنَّآ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالۡحَقِّ»[1] (سورہ زمر)

یعنی ہم نے اے رسول قرآن نازل کیا لوگوں کی ہدایت کے لیے جو حق ہے یا حق کے ساتھ ہے۔

(۸) «وَاللّٰهُ يَعۡصِمُكَ مِنَ النَّاسِ»[2] (سورہ مائدہ)

اے رسول اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے بچائے۔

(۹) «يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَكُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَقِّ»[3] (سورہ النساء)

اے لوگو! تحقیق آیا تمہارے پاس پیغمبر ساتھ حق کے۔

لیجیے! اگرچہ اس قسم کی اور بہت سی آیات ہیں جن میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لفظ «النّاس» میں داخل نہیں ہیں یہ نو آیات کافی ہیں۔ مگر آپ لوگوں کی آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کسر شان اور توہین کرنے پر ہمت بندھی ہوئی ہے اس لیے ایسے ایسے بے ہودہ دلائل پیش کیے جاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کسی جگہ بھی لفظ «النّاس» میں قرآن شریف نے داخل نہیں فرمایا۔ بلکہ تمام لوگوں سے جداگانہ رسول کے لفظ سے بار بار یاد فرمایا ہے اور تعظیماً «يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوۡلُ»، «يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ»، «يٰسٓ»، «طٰهٰ»، «يٰۤاَيُّهَا الۡمُزَّمِّلُ»، «يٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ» صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وغیرہ خطابات سے پکارا ہے۔ اور کبھی یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یا احمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نام لے کر یاد نہیں فرمایا اور آپ کی قرآن دانی، کہ اپنے امام کے سچا کرنے کے لیے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لفظ «النّاس» میں داخل کر کے عوام الناس کی طرح سمجھ رہے ہیں۔

جن میں تمام کافر و مشرک چوہڑے، چمار بھی داخل ہیں۔ خدا پناہ میں رکھے ایسی سوء اعتقادی سے۔

فتوائے علمائے کرام صوبہ پنجاب عقائد بالا پر

کتاب عروۃ المقلدین بالہام القوی المبین مصنفہ مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ قصوری لاہوری صاحب کتاب تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل مطبوعہ قادری مقام قصور واقع ۱۳۰۰ھ صفحہ نمبر: ۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال: -جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ «باری تعالیٰ کا عرش پر مکان ہے اور اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب اعضاے جوارح ہیں» نیز یہ عقیدہ ہے کہ «ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے» اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ «اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی (علیہ السلام) اور ولی (رحمۃ اللہ علیہ) جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔» اور جو لوگ حرف ضاد کو ظا پڑھتے ہیں یعنی «غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ

[1] پارہ: ۲۴، الزمر: ۳۹، آیت: ٤١ [2] پارہ: ٦، المائدۃ: ٥، آیت: ٦٧

[3] پارہ: ٦، النساء: ٤، آیت: ١٧٠

عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ» کو «غَيْرِ الْمَغْظُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الظَّآلِّيْنَ» پڑھتے ہیں۔ اور جس کوئیں میں کتا، سور، بلی، چوہا وغیرہ مر کر گل جائے تو اس پانی کو پاک جان کر پیتے اور اس سے وضو اور غسل کر لیتے ہیں۔ آیا ایسے عقیدہ والوں اور ایسے کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا ہے یا نہیں؟

الجواب واللّٰه هو الملهم للصواب

ان تینوں عقیدہ والوں اور دونوں کام کرنے والوں کے پیچھے اہل سنت کی نماز روا نہیں۔

اس کتاب یا فتویٰ پر اٹھارہ ۱۸، کس علمائے کرام پنجاب کے دستخط و مواہیر ثبت ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ

عقیدہ نمبر اول: مولوی اسماعیل دہلوی آپ کے امام الطائفہ کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵۵، اور ایضاح الحق کے صفحہ ۲۴، پر درج ہے۔

عقیدہ دوم: مولوی اسماعیل مذکور کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴، ۱۹ پر درج ہے۔

عقیدہ سوم: اسی مولوی اسماعیل کی کتاب تقویۃ الایمان کے صفحہ ۳۱، پر درج ہے۔

باقی دو کام آپ کے بھائی غیر مقلدوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ اور تین عقائد بالا میں آپ سے متفق۔

پس اس فتویٰ سے بھی ثابت ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ اور غیر مقلدوں کے پیچھے ہمارے اہل سنت کی نماز جائز نہیں۔ اگر دانستہ پڑھی جائے تو اعادہ کرنا فرض ہے، مسلمان اہل سنت اس مسئلہ کو خوب یاد رکھیں۔

قوله: حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کے فوائد الفواد کے صفحہ ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ «ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ مخلوق نزدیک او ہمہ چناں نماید کہ پشک شتر»۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۱۴)

(اور اردو ترجمہ اس کا صفحہ ۱۵/ پر یوں کیا) کہ اس وقت تک کسی کا ایمان کامل نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے نزدیک تمام مخلوق اونٹ کی مینگنی کی مانند نہ ہو۔ مولانا کے لفظ چمار اور سلطان جی کے لفظ مینگنی کا مقابلہ کر کے فرمائیے کہ کیا آپ کے نزدیک سلطان جی بھی وہابی اور کفریہ کلمہ لکھنے والے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں تو کیوں۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۱۵، سطر: ۷)

اقول: مولوی صاحب! آپ نے عبارت کتاب بھی غلط لکھ دی جس کے معنی بھی صحیح نہیں بنتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی رسالہ سے آپ نے غلط در غلط لکھ مارا اور معنی بھی فارسی عبارت کے سمجھ میں نہ آئے۔ اصل عبارت صحیح یوں ہے۔

ایمان کسے تمام نمی شود تا ہمہ خلق نزدیک او ہم چنیں نہ نماید کہ پشک شتر۔ (بلفظہٖ)

فارسی اور اردو کے سمجھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے۔ حضرت سلطان نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحریر توکل کے بارہ میں ہے۔ آگے پیچھے کی عبارت کو حذف کر کے ایک سطر عبارت لکھ دی۔ اور اس کا ترجمہ بھی غلط لکھ دیا۔ اس کتاب فوائد الفواد کا اردو ترجمہ اہل سنت و جماعت کے ایک مولوی صاحب نے شائع کیا وہ ترجمہ اس طرح پر ہے۔

اور یہ فرمایا کہ بندہ کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک متاع دنیا اس کو اونٹ کی مینگنی کے برابر نہ معلوم ہونے لگے۔ بلفظہٖ (صفحہ:۱۳۵، سطر:۳)

دیکھیے آپ نے خلق یا مخلوق کے معنی تمام انسانوں کے کیے ہیں۔ حالاں کہ اس کے معنی مال ومتاع دنیا کے ہیں۔ اور آپ کے امام الطائفہ وہابیہ نے ہر مخلوق لکھ کر رفع شبہ کے لیے چھوٹا ہو یا بڑا تمام انسانوں کے لیے لکھ دیا۔ اب آپ سمجھے۔ یہ ہے مطلب حضرت سلطان نظام الدین علیہ الرحمہ کا، جو مال ومتاع دنیا سے مراد ہے۔ اور واقعی وہ حنفی المذہب خالص سنی ہیں۔ اور وہابیوں کے دشمن اور کاملین اولیا میں سے۔ ان کی زبان یا قلم سے کلمۂ کفریہ وہابیہ کیسے نکل سکتا ہے جو سماع کے بھی سخت شائق تھے۔ جس کو وہابیہ کفر اور شرک وحرام کہتے ہیں۔

باب سوم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ نمبر ۵

شفاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۳، بر عقیدہ نمبر ۵

آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۵ یہ لکھا ہے کہ تقویت الایمان میں ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا۔ حضرت مولانا مرحوم نے شفاعت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس میں انھوں نے کلامِ مجید کی ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔

آیت نمبر (۱): «مَنْ ذَالَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا بِاِذْنِہٖ»

ترجمہ: کون ہے جو اس کے اذن بغیر اس کی جناب میں کسی کی سفارش کرے۔

آیت نمبر (۲): «یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ صَفًّا. لَّا یَتَکَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَہُ الرَّحْمٰنُ. الخ»

جس دن جبرئیل اور فرشتے اس کے حضور میں صف بستہ کھڑے ہوں گے کسی کے منہ سے بات نہ نکلے گی مگر جس کو خدا رحمٰن اجازت دے گا۔ الخ۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۱۵، ۱۶)

اقول: مولوی صاحب! آیت اول: «مَنْ ذَالَّذِیْ» الآیۃ میں سے ایک الف کی آپ نے کمی کر کے «مَنْ ذَالَّذِیْ» لکھا ہے۔ یہ قرآنی تعلیم اور تفہیم آپ کی ہے۔

الحمدللہ آپ نے اس عبارت تقویۃ الایمان کو بعینہٖ بلا چون و چرا مان لیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عقیدہ کے سامنے لفظ بلفظ لکھا ہوا تھا انکار نہ ہو سکا، ورنہ عبارت ملخصاً کو اپنی فہمید کی وجہ سے انکار ہی کرتے رہے اور انکار کرتے رہیں گے۔ گو آخر کو اسی عبارت کی جس کا میں نے خلاصہ لکھا ہے تاویل کرنے پر زور دیں گے۔

دیکھیے آپ نے اپنے امام کی اس عبارت کو مان کر اس کی تاویل میں آیات کو پیش کیا ہے۔ حالاں کہ انھوں نے ان آیات کا کوئی ذکر اپنی کتاب میں نہیں کیا اور نہ وہ آیات کو اس موقع پر لائے ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے امام کی حمایت میں لکھ دیا ہے کہ مولانا نے ان آیات کی ترجمانی کی ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ نے جملہ « جس کو خدا اجازت دے گا» بھی لکھ دیا ہے حالاں کہ وہ انھوں نے اس جملہ کو بھی کہیں نہیں لکھا۔ دیکھیے ان کی عبارات یہ ہیں:

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ بلفظہٖ (تقویۃ الایمان، صفحہ: ۶)

(ب) کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں۔ بلفظہٖ (ایضاً، صفحہ: ۹)

(ج) جو کوئی نبی یا ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے۔ بلفظہٖ (تقویت الایمان، صفحہ: ۳۱)

(د) جو کوئی کسی کو اس کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل (صفحہ: ۳۲)

(ھ) اللہ کے سوا کہیں اپنا بچاؤ نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسہ نہ کرے کیوں کہ وہ خود بڑا غفور الرحیم ہے۔ سب مشکلیں اپنے ہی فضل سے کھول دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے اس کا شفیع بنائے گا......غرض کہ جیسا ہر حاجت اپنی اسی کو سونپا چاہیے، اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجیے۔ جس کو وہ چاہے اس کو ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسہ کیجیے۔ (صفحہ: ۳۳)

(و) رعیتی لوگ اور امیروں کو مانتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ ڈھونڈ ھتے ہیں......وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں۔ بلفظہٖ (تقویۃ الایمان، صفحہ ۳۴)

(ز) اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے، مانگ لے مجھ سے جتنا مال میرا چاہیے، نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے یہاں کچھ۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۳۸، سطر: ۱۰۱)

ان عبارات کی مراد اور مطلب یہ ہے کہ وہابیہ کا کوئی شفیع نہیں ہے اگر کسی نبی یا ولی وغیرہ پر شفاعت کرنے کا بھروسہ کرے وہ مشرک ہے اور جاہل ہے۔ جس کو چاہے شفیع بنا دے۔ آں حضرت ﷺ کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے اور نہ وہ ماذون شفاعت ہیں۔ اور نہ آپ کی آیات پیش کردہ کا ان عبارات میں کوئی ذکر ہے۔ اور امام الطائفہ وہابیہ نے چالاکی اور دھوکا دہی سے جگہ جگہ میں «اس قسم کا شفیع» کا جملہ لکھ دیا۔

لیکن اہل سنت و جماعت کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ ہمارے شفیع دنیا و آخرت میں آں حضرت ﷺ ہیں اور ہم گنہ گاروں کو ان کی ہی شفاعت پر سب سے اول بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ضرور بالضرور اپنی امت کے شفیع ہیں۔ حتیٰ کہ تمام انبیا علیہم السلام ان کی طرف رجوع کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم شفاعت ہو چکا ہوا ہے آپ نے جو دو آیات نفی شفاعت میں پیش کی ہیں جن کی ترجمانی آپ کے امام نے یا آپ نے کی ہے اس کا مطلب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ان آیات میں کوئی نفی نہیں ہے۔

(۱) تفسیر عزیزی حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی دادا مرشد امام الطائفہ وہابیہ، سورہ بقرہ، ص: ۱۵۳۔[1]

گوئیم[2] آیات و احادیث بسیار دلالت بر وقوع شفاعت می کنند پس تخصیص ایں آیت لابد ست اہل سنت بکافر

---

[1] زیرِ آیت «وَلَا يقبل منها شفاعة» بیانِ شفاعت. ص: ۲۲۲، مطبع محمدی، لاہور.

[2] ترجمہ: کہتے ہیں کہ بہت سی آیتیں اور حدیثیں شفاعت پر دلالت کرتی ہیں، تو اس آیت کی تخصیص ضروری ہے۔ اس آیت کو اہلِ سنت کافر کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ شفاعت اس روز بے حکمِ الٰہی مقبول نہ ہوگی، اس دلیل کے ساتھ کہ بہت سی آیتوں میں شفاعت کی نفی کو اس قید سے مقید کیا ہے، جیسے: ترجمہ آیات۔ (باقی اگلے صفحہ پر)

تخصیص می کنند ومی گویند کہ معنی ایں آیت آنست کہ شفاعت بے حکم الٰہی دراں روز مقبول نخواہد شد۔ بدلیل آں کہ در آیات بسیار نفی شفاعت رامقید بایں قید فرمودہ اند مانند۔ ① ۔يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا. ② ۔مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ. ③ ۔وَمِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ. ④ ۔وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر درحق ہمہ اہل معاصی حکم بہ شفاعت خواہد شد۔ پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است وبس۔ ومناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است۔ الخ۔ (بلفظہٖ)

(۲) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ، ص: ۱۵۲، سطر: ۱۳۔ زیر آیت۔ «وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ.»[1]

دریں[2] دانست کہ معتزلہ بایں آیت درنفی شفاعت تمسک می کنند ومی گویند کہ روز قیامت شفاعت نخواہد شد۔ لیکن نمی فہمند کہ دریں آیت نفی شفاعت از طرف کسے است کہ ہرگز شکرِ نعمت الٰہی نہ کردہ باشد وآں نیست مگر کافر، وشفاعت درحق کافر بالاجماع مقبول نیست الخ۔ (بلفظہٖ)

(۳) تفسیر جامع البیان برحاشیہ جلالین، صفحہ: ۳۷۔

«مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ» بيان عظمته و جلاله نفي لزعم الكفار أن الاصنام شفعاء. بلفظه.

یعنی یہ آیت عظمت وجلال الٰہی ظاہر کرتی ہے۔ اور کفار کے حق میں ہے وہ زعم کرتے تھے کہ ہمارے بت ہمارے شفیع ہیں۔

(۴) تفسیر جلالین سورہ السبا، صفحہ: ۳۵۹۔

«وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ تعالٰی ردا لقولهم أن اٰلهتهم تشفع عنده» یعنی اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ کفار کی تردید فرماتا ہے۔ جو ان کا قول تھا کہ ان کے بت ان کے شفیع ہیں۔

(۵) تفسیر جلالین سورہ طہٰ، صفحہ: ۲۶۵۔ زیرِ آیت۔

«يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ (احدا) اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ.» أن يشفع له و رضى له قول لا اله الا الله. بلفظه.

(پچھلے صفحہ کا بقیہ) [۱] اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی، مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی ہے۔ (طٰہٰ، آیت: ۱۰۹) [۲] وہ کون ہے جو اس کے یہاں سفارش کرے، بے اس کے حکم کے۔ (بقرہ: آیت: ۲۵۵) [۳] نہ کوئی دوست، نہ کوئی سفارشی، جس کا کہا مانا جائے۔ (مومن: آیت ۸) [۴] اور اس کے پاس شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لیے وہ اذن فرمائے۔ (سبا، آیت: ۲۳)

اور احادیثِ متواترہ سے ثابت ہے کہ کافر کے سوا تمام گنہ گاروں کے حق میں شفاعت کا حکم ہوگا تو معلوم ہوا کہ شفاعت سے مطلق محروم صرف کافر ہوگا اور اسی شفاعت کی نفی یہاں مناسب بھی ہے۔

[1] ص: ۲۲۱، بیان دفع عذاب، مطبع محمدی، لاہور.

[2] ترجمہ: واضح رہے کہ معتزلہ اس آیت سے شفاعت کی نفی میں دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روز قیامت کسی قسم کی شفاعت قبول نہ ہوگی، لیکن انھیں پتا نہیں کہ اس آیت میں ایسے شخص کی شفاعت کی نفی ہے جس نے کبھی نعمت الٰہی کا شکریہ نہ ادا کیا ہو اور ایسا شخص کافر ہی ہوسکتا ہے اور کافر کے حق میں شفاعت بالاجماع مقبول نہیں۔

یعنی اس روز قیامت کو شفاعت فائدہ نہ دے گی کسی کو مگر جس نے کلمہ طیبہ «لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ» پڑھ لیا۔ اور جن کافروں نے کلمہ شریف نہ پڑھا ان کے حق میں شفاعت نہیں۔ یہ آیت کفار کے حق میں ہے۔

اب میں آیات واحادیث سے شفاعت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ثبوت پیش کرتا ہوں

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

«عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا» [۱] (سورہ بنی اسرائیل)

یعنی قریب ہے کہ آپ کو (اے رسول) مقام محمود (شفاعت) میں کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

«وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى» [۲]

یعنی قریب ہے کہ (اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تیرا رب تجھ کو (شفاعت) رتبہ فرمائے گا جس سے تو راضی ہو جائے گا۔

(۳) تفسیر قادری جلد اول، صفحہ: ۶۱۰، ۶۱۱۔

«عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ» چاہیے اور البتہ ایسا ہی ہوگا کہ رکھے گا تیرا خدا تجھے «مَقَامًا مَّحْمُوْدًا» مقام پسندیدہ میں یعنی اس مقام پر کہ وہاں کھڑے ہونے والے کی سب تعریف کرنے والوں نے تعریف کی ہوگی اور وہ مقام شفاعت ہے۔

اور زاد المسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عرش پر بٹھائے گا۔

اور لباب میں امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود مقام محمود کی تفسیر میں فرمایا کہ حق تعالیٰ مجھے نزدیک کرے گا اور عرش پر اپنے ساتھ بٹھا لے گا۔ اور حدیث شریف کی عبارت یہ ہے:

يدنيني الله فيقعدني معه على العرش.

امین معانی میں لکھا ہے کہ مقام محمود عرش میں سے ایک مقام ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بزرگی سب سے ظاہر کریں گے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مقام محمود وہاں ہے جہاں حضرت کے دست مبارک میں لوائے حمد دیں گے اور کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام ہوں، یا کوئی اور، سب حضرت کے لوا یعنی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ بیت

نے [۳] ہمیں زیر لوائے دولتش مائیم وبس　　آدم ومن دونہ تحت لوائے مصطفیٰ است

اے ذات تو دردوکون مقصود وجود　　نام تو محمد ومقامت محمود

(۴) تفسیر قادری جلد دوم، صفحہ: ۶۳۶۔

---

[۱] پارہ: ۱۵، بنی اسرائیل: ۱۷، آیت: ۷۹　[۲] پارہ: ۳۰، الضحیٰ: ۹۳، آیت: ۵

[۳] ترجمہ: صرف یہی نہیں کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حکومت کے جھنڈے کے نیچے ہم ہی ہوں گے بلکہ آدم علیہ السلام اور ان کے علاوہ دیگر لوگ بھی ہوں گے۔

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کی ذات گرامی دونوں جہان کے وجود کا سبب ہے۔ آپ کا نام محمد ہے اور آپ کا مقام محمود ہے۔

«وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى» اور قریب ہے کہ عطا فرمائے تیرا رب یعنی گنہ گاروں کے باب میں شفاعت کا رتبہ «فَتَرۡضٰى» پس تو راضی ہو جائے۔ یعنی اس قدر عطا فرمائے کہ تم کہو بس میں راضی ہوا۔

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل عراق تم کہتے ہو کہ قرآن کی سب آیتوں میں بڑی امید کی آیت یہ ہے کہ «لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ» اور ہم اہل بیت اس بات پر ہیں کہ آیہ «وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى» سے اس کی بہ نسبت امید بہت زیادہ ہے اس واسطے کہ جب تک آپ کی امت میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں رہے گا ہرگز آپ راضی نہ ہوں گے۔ ابیات۔

نماند[1] بدوزخ کسے درگرو | کہ دارد چنیں سید پیش رو
عطائے شفاعت چنانش دہند | کہ امت تمامی ز دوزخ رہند (بلفظہٖ)

(۵) تفسیر جلالین، صفحہ: ۵۲۳، سطر: ۱۰۔

«عَسٰۤى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ» يقيمك ربك في الآخرة «مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا» يحمدك فيه الأولون والآخرون وهو مقام الشفاعة. بلفظه.

یعنی قریب ہے کہ آپ کو کھڑا کرے گا تیرا رب آخرت میں اور تعریف کریں گے تیری اس میں تمام اولین و آخرین۔ اور وہی مقام شفاعت ہے۔

(۶) جامع البیان میں اسی آیت کے نیچے اسی طرح درج ہے جس طرح تفسیر جلالین میں ہے یعنی مقام محمود وہی مقام ہے جہاں حضور سرور عالم ﷺ تمام لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

(۷) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، پارہ عم، صفحہ: ۲۱۸۔ زیرِ آیت «وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى»

در[2] حدیث شریف است کہ چوں ایں آیت نازل شد آں حضرت ﷺ بیان را خود فرمودند کہ من ہرگز راضی نشوم تا آں کہ یک یک کس را از امت خود بہ بہشت داخل نہ کنم۔ بلفظہٖ

(۸) تفسیر عزیزی ایضاً، صفحہ: ۲۱۹

و بجانب[3] راست عرش بالائے کرسی ایشاں را (آں حضرت ﷺ) جا دہند و بمقام محمود مشرف سازند و در دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشند و ہمہ انبیا بہ امتان خود پس رو ایشاں شوند۔ (بلفظہٖ)

---

[1] ترجمہ: کوئی ایسا شخص دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا جو سید ابرار جیسے پیشوا کا پیرو ہو۔ ان کی شفاعت کی عطا ایسی ہوگی کہ پوری امت دوزخ سے آزاد ہو جائے گی۔

[2] ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں راضی نہ ہوں گا جب تک کہ اپنی امت کے ایک ایک فرد کو جنت میں داخل نہ کرلوں۔

[3] ترجمہ: اللہ تعالیٰ، رسول کریم ﷺ کو عرش عظیم کے داہنی طرف کرسی پر بٹھائے گا اور مقام محمود سے مشرف فرمائے گا اور لواء الحمد انھیں عطا فرمائے گا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی تمام ذریت ان کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور تمام انبیا اپنی امت کے ساتھ ان کے پیچھے ہوں گے۔

(۹) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ: ۴۰۹، ۴۹۲۔

ترجمہ حدیثِ طویل: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان لوگ قیامت کے دن محبوس کیے جائیں گے اور وہ بہت تنگ ہوں گے۔ تب ارادہ کریں گے کہ کسی کو اپنا شفیع بناویں تب پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے کہ آپ سب آدمیوں کے باپ ہیں۔ خدا نے آپ کو اپنے دست قدرت سے بنایا ہے اور بہشت میں رکھا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا۔ اور تمام اسما آپ کو تعلیم کیے۔ آپ ہمارے لیے خدا کے پاس شفاعت فرمائیے تاکہ ہماری تکلیف رفع ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام عذر کریں گے۔ اور نوح علیہ السلام کے پاس جانے کی ہدایت فرمائیں گے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کے پاس جاویں گے۔ لیکن سب کے سب عذر کریں گے کہ ہم شفاعت نہیں کر سکتے۔ ہاں تم سب سید المرسلین حضرت محمد ﷺ کے حضور میں حاضر ہو۔ آج کے دن سوا ان کے اور کوئی شفاعت کرنے والا نہیں۔ فرمایا آں حضرت ﷺ نے وہ سب میرے پاس آویں گے میں ان کی شفاعت جناب الٰہی میں کروں گا پھر آں حضرت ﷺ نے یہ آیت پڑھی «عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا» وَهٰذا المَقَام الْمَحْمُوْدِي الَّذِيْ وَعَدَه نَبِيَّكُمْ. یہ وہ مقام ہے جس کا وعدہ تمھارے نبی کو دیا گیا ہے۔ ملخصاً۔

(۱۰) مناہج النبوت ترجمہ مدارج النبوت، مصنفہ ایضاً بعینہٖ صفحہ: ۴۲۲ تا ۴۲۴۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً صفحہ: ۴۹۳

ترجمہ حدیث شریف: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ نے مجھے عنایت کی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئیں ان میں یہ ہے:[1] واعطیت الشفاعۃ دادہ شد مرا مرتبہ شفاعت عظمی۔ الخ۔

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد چہارم، صفحہ: ۵۰۳۔

و عن أبي بن كعب، عن النبي صلي الله عليه وسلم قال: إذا كان يوم القيٰمة ،كنت إمام النبيين، و خطيبهم، و صاحب شفاعتهم.

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ میں تمام انبیا علیہم السلام کا روز قیامت کو امام اور خطیب ہوں گا۔ اور مالک ان کی شفاعت کا ہوں گا۔

(۱۳) مناہج النبوت شرح مدارج النبوۃ، صفحہ: ۴۲۶۔

انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ایک روز حضرت پیغمبر خدا ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے روز میری شفاعت فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں تیری شفاعت کروں گا۔ الخ۔ بلفظہٖ۔

---

[1] ترجمہ: مجھے شفاعتِ عظمیٰ کے مرتبے پر فائز کیا گیا۔

(۱۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ: ۲۰۔
والشفاعة حق شفاعت سچ ہے۔ جوحضرت رسول کریم ﷺ قیامت کے روز اپنی امت کی فرمائیں گے الخ۔ ملخصاً۔
مولوی صاحب! آپ نے جو آیات نفی شفاعت میں پیش کر کے اپنے امام کی حمایت نامناسب اور بے جا کی تھی اس بحث سے معلوم ہو گیا کہ شفاعت رسول اکرم ﷺ اظہر من الشمس ہے جو چند آیات اور کتب تفاسیر وغیرہم سے کافی طور پر ثابت کیا گیا ہے۔ تمام کتب اسلامیہ اس سے پُر ہیں منکرین کے لیے انکار مبارک ہو۔
یہ بات نہیں کہ جیسے آپ کے امام نے کہہ دیا کہ زمین وآسمان میں کوئی شفاعت کرنے والا نہیں یا یہ لکھ دیا کہ کوئی کسی کا سفارشی نہیں۔ یا یہ کہ کوئی کسی کا وکیل نہیں۔ یا یہ کہہ دیا کہ اگر کوئی کسی نبی یا ولی کو شفیع سمجھے وہ مشرک ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس میں تمام مطالبات آپ کے گاؤ خورد ہو گئے اب ایک دو حدیث شریف اور بھی آپ کی تسلی کے لیے درج کی جاتی ہے۔ باقی طوالت کی وجہ سے ترک کی جاتی ہے۔ وهو هذا:

(۱۵) جامع ترمذی شریف ودارمی شریف۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے:
أنا أولهم خروجا إذا بعثوا، و أنا قائدهم إذ وفدوا، و أنا خطيبهم إذا انصتوا، و أنا مستشفعهم إذا حبسوا، و أنا مبشرهم إذا أيسوا، الكرامة والمفاتيح يومئذ بيدي، و لواء الحمد يومئذ بيدي أنا أكرم ولد اٰدم على ربي، يطوف عليّ الف خادم كأنهم بيض مكنون أو لؤلؤ منثور[۱]
یعنی: میں سب سے پہلے اٹھوں گا جب لوگ قبروں سے اٹھیں گے اور میں سب کا پیشوا ہوں گا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حضور چلیں گے۔ اور میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ دم بخود ہوں گے اور میں ان کا شفیع ہوں گا جب وہ عرصۂ محشر میں روکے جاویں گے۔ اور میں انھیں بشارت دوں گا جب وہ ناامید ہو جائیں گے۔ عزت اور خزائن رحمت کی کنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہوں گی۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ میں تمام آدمیوں سے زیادہ اپنے رب کے نزدیک اعزاز رکھتا ہوں۔ میرے گرد وپیش ہزار خادم دوڑتے ہوں گے۔ گویا وہ انڈے ہیں حفاظت سے رکھے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔ بلفظہ (تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین، فاضل بریلوی صفحہ: ۵۶، ۵۷)

(۱۶) جامع ترمذی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مترجم مولوی بدیع الزماں بھوپالی جلد دوم، صفحہ: ۲۵۴، سطر: ۱۴۔
عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم في قوله «عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا »، و سئل عنها، قال: هي الشفاعة.

---

[۱] سنن دارمی، كتاب المقدمه، باب ما أعطى النبى من الفضل، حديث: ٤٩ • سنن ترمذی، كتاب المناقب، باب فى فضل النبى، حديث: ٣٩٦٩

ترجمہ: روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا اس آیت کی تفسیر میں اور کسی نے آپ سے پوچھا کہ «عَسٰٓی اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا» (کے بارے میں) یعنی قریب ہے کہ اٹھاوے گا تجھے اللہ تعالیٰ مقام محمود میں۔ سو فرمایا آپ نے مراد اس سے شفاعت ہے۔ بلفظہٖ۔

(۱۷) صحیح مسلم صفحہ: ۲۴۵، سطر: ۷، جلد دوم۔

قال أنا سيد ولد اٰدم، و أوّل من ينشق عنه القبر، و أول شافع و مشفع.

میں روز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔ اور سب سے اول قبر سے تشریف لانے والا ہوں۔ اور پہلا شفیع ہوں۔

اب میں ایک عبارت ترجمہ ترمذی شریف سے لکھ کر اس کو ختم کرتا ہوں جو مولوی بدیع الزماں صاحب نے لکھی ہے۔ و هو هذا۔

(۱۸) جامع ترمذی مترجم مولوی بدیع الزماں صاحب بھوپالی، جلد دوم، صفحہ: ۱۷۶، سطر: ۱۸۔

اور روایات صحیحہ سے اس قدر ثبوت شفاعت میں وارد ہوئے ہیں کہ تواتر معنوی کو پہنچ گئی ہیں۔ اور اجماع بھی سلف صالحہ کا اس پر ہے اور انکار کیا بعض خوارج اور معتزلہ نے، اس لیے کہ ان کا مذہب ہے کہ مذنبین مخلد فی النار ہیں۔ اور استدلال کیا انھوں نے ان آیتوں سے «مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ» اور آیت «فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ» اور جواب دیا ہے اہل سنت نے کہ مراد آیت اول میں ظلم سے شرک ہے اور آیت ثانی کفار کے حق میں ہے۔ بلفظہٖ۔

پس شفاعت آں حضرت ﷺ کا مسئلہ اجماعی اہل اسلام بالخصوص اہل سنت و جماعت کا ہے اور منکر اس کے خوارج اور معتزلہ ہیں۔ منکرین اور ان کے پیروں کو مبارک ہو مذہب خوارج و معتزلہ۔



باب چہارم

عقیدہ نمبر ٦: وہابیہ دیوبندیہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں، مرکر مٹی ہو گئے

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۴ بر عقیدہ نمبر ٦

آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ٦، یہ لکھا ہے کہ مولوی اسماعیل شہید نے تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات النبی نہیں، مرکر مٹی ہو گئے۔

صاحبان! اگر آپ مولانا مرحوم کا بعینہٖ اس طرح لکھا ہوا دکھلا دیں ہم آپ کے دعویٰ کو ماننے کے لیے تیار ہیں الخ۔
مولانا نے تقویۃ، صفحہ ۸۱، جلد اول میں یہ ضرور لکھا ہے؛ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء الخ۔ فائدہ: یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں الخ۔ (صفحہ ۱۷)

اقول: مفتی صاحب افسوس! پہلے آپ لکھتے ہیں کہ تقویۃ میں یہ بات ہی درج نہیں پھر خود لکھتے ہیں کہ یعنی میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں، تقویۃ کے صفحہ ۸۱ میں ضرور لکھا ہے۔ مانتے بھی ہیں اور مکرتے بھی ہیں۔ کیا میری تحریر کے محاذ بلفظہٖ ومخلصاً لکھا ہوا نہیں ہے۔ یعنی یہ عقیدہ بلفظہٖ بھی ہے اور بطور خلاصہ بھی۔

اچھا فرمایئے جو آپ نے حدیث شریف کا حوالہ دیا ہے اس حدیث کے کون سے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے کہ «میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں» اور یہ عبارت آپ کے امام نے کہاں سے پیدا کی۔ جب کہ حدیث شریف میں ایک حرف تک موجود نہیں، لیکن انھوں نے «ف» فتنہ اور فساد کی لکھ کر اس جملہ عبارت کو لکھ مارا اور آتش فتنہ وفساد کو بھڑکایا، جو مادہ غضب وغیظ وعداوت کا ان کے قلب منقلب میں موجود تھا ظاہر فرمایا۔ کیا ادب اسی کا نام کہ لفظ «مرکر مٹی میں ملنا» حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت لکھا جائے۔ دراں حالے کہ قرآن شریف میں شہدا کی نسبت حکم آیا ہے کہ ان کو مردہ کے لفظ سے مت پکارو؛ بلکہ گمان بھی مت کرو جو آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ خادم ہیں۔ پھر حضور کی نسبت ایسے الفاظ کا استعمال کرنا قرآن شریف کی مخالفت ہے یا نہیں۔ ضرور ہے۔

پھر تادباً بھی ادنیٰ ادنیٰ دنیاداروں کی روزمرہ کی بول چال ہے کہ فلاں بزرگ وصال فرما گئے، ارتحال فرما گئے، انتقال فرما گئے، وفات پا گئے یا گذر گئے، واصل باللہ ہو گئے، اس دنیا سے پوشیدہ ہو گئے وغیرہ وغیرہ۔ لیکن مرکر مٹی میں مل گئے تو کوئی بھی باادب شخص نہیں کہے گا۔ اور پھر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت۔ نعوذ باللہ منہا۔

دوسرا یہ جملہ «میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں» حدیث شریف میں داخل کر کے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر

عمداً بہتان لگایا گیا ہے اس صورت میں آپ کے امام الطائفہ مخالف حدیث شریف ہوئے۔ اور اس وعید میں داخل ہوئے جو آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ «من كذب علي متعمدًا فليتبوأ مقعده من النار» یعنی جو شخص جان بوجھ کر مجھ پر کذب یا جھوٹ لگائے جو میں نے نہ فرمایا ہو اس کی نسبت میری طرف رجوع کرے پس اس کی جگہ دوزخ ہے۔ کہیے مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں کے معنی مر کر مٹی ہو گئے ہوئے یا نہیں۔ باوصفے کہ حضور ﷺ اسی جسم مبارک اصلی دنیاوی سے حیات ہیں۔ ایسے ایسے الفاظ حضرت کی شان مبارک میں لکھنا سخت توہین اور گستاخی ہے۔

قوله: تو فرمائیے کیا نبی علیہ السلام پر موت نہیں آئی اور جناب قبر مبارک میں مدفون نہیں ہوئے جو کہ مٹی میں ہوتی ہے۔(صفحہ:۱۸)

اقول: اہل سنت و جماعت کے مسلمانوں کا مذہب اور اعتقاد یہ ہے کہ آں حضرت ﷺ حیات النبی ہیں اور اسی طرح تمام انبیا علیہم السلام بھی۔ ان کو مردہ کہنا یا مر کر مٹی میں مل گئے سخت درجہ کی گستاخی قریب بکفر ہے جو خلاف آیات قرآنی واحادیث حبیب رحمانی ﷺ کے ہے اگرچہ اس باب میں کثرت سے آیات واحادیث وکتب تفاسیر موجود ہیں؛ لیکن مختصراً تحریر کیا جاتا ہے تاکہ آپ کو تسکین ہو۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ. بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ.[۱] (سورہ بقرہ)

(شہدا کے حق میں) جو لوگ خدا کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ لیکن تم نہیں جانتے۔

دیکھیے اللہ تعالیٰ شہدا کے لیے فرماتا ہے کہ تم ان کو مردہ مت کہو۔ مگر افسوس۔ آپ آں حضرت ﷺ سید الاولین والآخرین کو مردہ کہہ رہے ہو۔ اور مٹی میں ملا رہے ہو۔ العیاذ باللہ۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا. بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ.[۲] (سورہ آلِ عمران)

یعنی مت گمان کروان لوگوں کو جو خدا کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں مردہ؛ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس روزی دیے جاتے ہیں۔

دیکھیے یہاں بھی اللہ تعالیٰ شہدا کے حق میں فرمارہا ہے جو آں حضرت ﷺ کے ادنیٰ درجہ کے خادم ہیں کہ ان کی نسبت دل میں گمان تک بھی نہ کرو کہ وہ مردہ ہیں۔ چہ جائے کہ آں حضرت ﷺ کی شان اعلیٰ اور ارفع پر مردہ ہونے کا اطلاق کیا جاوے۔ العیاذ باللہ۔

(۳) تفسیر قادری، جلد اول، صفحہ: ۳۸۔

[۱] پارہ:۲، البقرۃ:۲، آیت:۱۵٤ [۲] پارہ:٤، آل عمران:۳، آیت:۱٦۹

«وَلَا تَقُوْلُوْا » نہ کہو «لِمَنْ يُقْتَلُ »اس آدمی کو کہ قتل کیا جائے «فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ »راہ خدا میں یعنی جہاد میں «اَمْوَاتٌ» کہ وہ مردے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم جنگ بدر کے بعد شہیدوں کا ذکر کرتے تھے اور حیرت سے کہتے تھے کہ بے چارے فلاں مسلمان نے جنگ بدر کے دن جان شیریں دی اور زندگی کی نعمت اور دنیا کی نعمتوں کی لذت سے محروم ہو گیا۔حق تعالیٰ نے فرمایا کہ ان لوگوں کو مردہ نہ کہو «بَلْ اَحْيَاءٌ» بلکہ وہ زندہ ہیں ہماری جناب میں «وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ» اور لیکن تم نہیں جانتے ہو اس زندگی کی کیفیت، اس واسطے کہ عقل سے اس زندگی کی کیفیت دریافت کرنا ممکن نہیں۔بلفظہٖ۔

نکتہ: جملہ آیت شریفہ «وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ» میں آپ کی ہی جماعت حلقہ زن پائی جاتی ہے۔جیسے کہ اس جملہ آیت کے اعداد جمل گیارہ سوتریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں اور ادھر جملہ فقرہ «جماعت حلقہ زن کفر کدہ وہابیہ دیوبندیہ» کے بھی وہی اعداد جملہ گیارہ سوتریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں «جماعت مجردانہ اسمٰعیلیہ وہابیہ» کے بھی وہی اعداد گیارہ سوتریسٹھ (۱۱۶۳) ہیں۔کیا خوب مطابقت ہوئی ہے۔

(۴) تفسیر قادری، جلد اول، صفحہ: ۱۳۹، ۱۴۰۔

«وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ »اور نہ سمجھ ان لوگوں کو جو صدق نیت سے «قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ » قتل کیے گئے بیچ راہ خدا کے «اَمْوَاتًا» کہ وہ مردے ہیں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول مقبول ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ تمھارے بھائی مسلمان جو جنگ احد میں شہید ہوئے، حق تعالیٰ نے ان کی جانوں کو سبز رنگ پرندوں میں جگہ دی کہ جنت کی ہوا میں پھریں، اور طوبیٰ کی ٹہنیوں پر آشیانہ کریں اور جنت کی نہروں کا پانی پئیں الخ «بَلْ اَحْيَآءٌ » بلکہ وہ زندہ ہیں «عِنْدَ رَبِّهِمْ» اپنے رب کے پاس کہ ہر سال جہاد کا ثواب انھیں پہنچتا ہے یا زمین انھیں نہیں کھاتی۔اور مردوں کی طرح غسل نہیں دیے جاتے یا زائروں کے سلام کا جواب دینے میں زندوں کی طرح۔ «يُرْزَقُوْنَ» روزی دیے جاتے ہیں۔ میوہاے جنت سے الخ۔دیگر تفاسیر میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

(۵) تفسیر عزیزی، شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی سورہ بقرہ، صفحہ: ۳۵۵، سطر: ۱۴۔

«وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا» یعنی[1] باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین

[1] ترجمہ: اور رسول تمھارے اوپر گواہ ہوں گے، کیوں کہ وہ نورِ نبوت کے ذریعہ ہر دین دار کے دینی رتبہ سے واقف ہیں کہ وہ میرے دین کے کس رتبے پر فائز ہیں، ان کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا حجاب ہے جو ان کی ترقی سے مانع ہے۔وہ تمھارے گناہ، ایمان کے درجات، نیک و بد اعمال اور اخلاص و نفاق کی خبر رکھتے ہیں۔لہٰذا دنیا میں ان کی گواہی امت کے حق میں بہ حکم شرع مقبول اور واجب العمل ہے۔رسولِ کریم ﷺ نے اپنے زمانے کے لوگوں، مثلاً: صحابہ، ازواج مطہرات اور اہلِ بیت یا بعد کے لوگوں مثلاً حضرت اویس قرنی، صلہ، مہدی اور مقتولین دجال کے جو فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں، یا اپنے زمانہ اور بعد کے لوگوں کے جو نقص و عیب بیان فرمائے ہیں، ان پر اعتقاد واجب ہے۔

بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس اومی شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمار او اخلاص ونفاق شمار او لہٰذا شہادت او در دنیا بحکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل است و آنچہ او را از فضائل ومناقب حاضران زمانہ خود مثل صحابہ و ازواج و اہل بیت یا غائبان از زمانِ خود مثل اویس وصلہ ومہدی ومقتول دجال یا از معائب ومثالب حاضران وغائبان می فرماید اعتقاد براں واجب ست۔ بلفظہٖ۔

دیکھیے آں حضرت ﷺ کی حیات ابدی کو شاہ صاحب نے کیسے ثابت فرمایا ہے کہ وہ ہر ایک کو دیکھ رہے ہیں سب غائبین کے اعمال و درجات و گناہان پر مطلع ہو رہے ہیں۔ اسی وجہ سے وہ سب پر شہید اور گواہ ہوں گے اور یہ ظاہر ہے کہ گواہی اس گواہ کی ہو سکتی ہے جو اپنی آنکھوں سے واقعات کو دیکھے اور دیکھنا اور گواہی دینا آں حضرت ﷺ کا ثابت ہے، اور یہ سب باتیں حیات النبی ہونے کی دلیل وحجت کو قوی کر رہی ہے۔

(۶) ابن ماجہ، صفحہ: ۱۱۹، سطر: ۱۴، حدیث شریف۔

عن أوس رضی الله عنه، قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: إن الله حرّم علی الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء.[1]

یعنی فرمایا رسول اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اجسام انبیا علیہم السلام کو کھائے۔

(۷) ابن ماجہ، صفحہ: ۱۱۹، سطر: ۱۸، حدیث شریف۔

عن أبی الدرداء رضی الله عنه، قال رسول الله صلی الله عليه وسلم: إن الله حرم علی الأرض أن تاكل أجساد الأنبياء، فنبي الله حي يرزق.[2]

یعنی فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ خدا نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ ابدان انبیا علیہم السلام کو کھائے پس اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہمیشہ زندہ ہے۔ اس کو روزی کھانا دیا جاتا ہے۔

(۸) ابی داؤد، جلد اول، صفحہ: ۲۲۱، سطر: ۱۲، حدیث شریف اسی طرح ہے۔[3]

(۹) نسائی، جلد اول، صفحہ: ۹۷، سطر: ۲۱، حدیث شریف اسی طرح ہے۔[4]

ان حدیثوں میں یہ بھی ذکر ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جمعہ کے دن زیادہ درود شریف پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ تب صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا کہ جب آپ اس دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور قبر میں جسم نہ ہوگا تو درود شریف

---

[1] و [2] سنن ابن ماجه، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلی الله تعالیٰ عليه وسلم، حديث: ۱۷۰۵، ۱۷۰٦

[3] سنن ابی داؤد، كتاب الصلوٰة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، حديث: ۱۰٤۹

[4] سنن نسائی، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلوٰة علی النبي يوم الجمعة، حديث: ۱۳۸۵

کیسے پہنچے گا۔ تب آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ ہرگز گمان مت کرو کہ قبر میں ہمارے اجسام میں کوئی تغیر آ جاتا ہے، ہرگز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیا علیہم السلام کے جسموں کو کھانے کی سخت ممانعت کر کے حرام کر دیا ہے۔ ان کے جسموں کو قبر کی زمین چھوتی تک نہیں۔ بعینہٖ وہی اجسام جو دنیا میں تھے قائم رہتے ہیں اور انھیں اجسام حسی دنیاوی سے سب جگہ جہاں چاہیں سیر فرماتے ہیں اور کھانا کھاتے ہیں۔ صرف ہماری نظروں سے غائب ہیں۔ اور شہدا اور اولیاے کرام کی بھی کسی قدر کمی کے ساتھ یہی صورت ہے۔

(۱۰) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد اول صفحہ: ۲۷۵، سطر: ۱۔

کہ اربابِ قلوب یعنی صاحب دل لوگ دیکھتے ہیں بیداری میں ملائک کے تئیں اور پیغمبروں کے ارواح کے تئیں۔ اور وہ سنتے ہیں ان سے آوازوں کو اور چنتے ہیں ان سے نوروں کو اور استفادہ کرتے ہیں ان سے۔ بلفظہٖ۔

(۱۱) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ جلد دوم، صفحہ: ۸۲۴ تا ۸۲۸۔

جان کہ حیات انبیا متفق علیہ ہے درمیان علماے ملت کے کسی کو خلاف نہیں اس میں کامل تر اور وجود حیات سے شہیدوں کے الخ۔ اور حیات انبیا کی حسی دنیاوی ہے یعنی شہدا وغیرہ کو حیات ہے پر اُس عالم میں ہے اور انبیا اسی عالم میں محسوس اور زندہ ہیں۔ اور احادیث وآثار اس کے درمیان میں واقع ہوئے ہیں۔ جیسے کہ مذکور ہوتے ہیں۔

ایک ان سے یہ حدیث ہے:

قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون -الحديث-[1]

یعنی تمام انبیا علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

دوسری ایک حدیث یہ ہے:

ما[2] من مسلم يسلم علي إلاّ رد الله عليّ روحي حتيٰ ارد عليه.[3]

اور عالموں نے اختلاف کیا ہے کہ یہ فضیلت عام ہے واسطے ہر ایک اُس شخص کے جو سید کائنات کی تسلیم کے شرف سے مشرف ہو......اور سلام کرنا خواہ زائر قبر شریف پر حاضر ہو یا غائب ہو یا غائب اس جناب سے جس مکان میں ہو اور ظاہر عموم ہے اور بر ہر تقدیر مفید مدعا ہے جو حیات ہے، الخ۔

ایک اور حدیث دلالت کرتی ہے اوپر اس بات کے کہ حضرت ﷺ......سماع کرتے ہیں۔ سلام کی آواز سنتے ہیں۔ اور بہ نفس نفیس اس کے رد سلام کی متکفل ہوتے ہیں۔ بلکہ پیشتر بندے کے سلام سے آپ مبادرت فرماتے ہیں اوپر

---

[1] مسند ابی یعلی، ثابت البنانی عن انس، حدیث: ٣٤٢٥

[2] ترجمہ: جب بھی کوئی مسلمان مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح واپس کر دیتا ہے، یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

[3] المقاصد الحسنة، حرف الميم، حديث: ٩٨٤

سلام کے جس طرح حالت شریف تھی جناب کی حالت حیات کے درمیان الخ۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ فرمایا بہت کہو جمعے کے روز صلوٰۃ او پر میرے کیوں کہ درود تمھارے معروض ہوتے ہیں مجھ پر۔ عرض کی اصحاب نے کہ یارسول اللہ کس طرح معروض ہوتی ہے درود تمھارے حضور میں اور آپ پوشیدہ ہوں گے قبر کے درمیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے حرام گردانا ہے زمین پر جو کھاوے انبیا کے اجساد کے تئیں۔

اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات انبیا کی حیات حسی دنیاوی ہے نہ صرف بقاے ارواح الخ۔

ہم اعتقاد رکھتے ہیں انبیا کی حیات پر حضرت پروردگار جل جلالہ کے نزدیک وہ حیات کر کے جو اشرف اور اکمل ہے اس حیات متعارف سے الخ۔

یہ تمام حدیثیں دلالت کرتی ہیں او پر اس بات کے کہ اہل قبور کو ادراک ہے اور سماع حاصل ہے یعنی پہچانتے ہیں اور سنتے ہیں اور شک نہیں کہ سمع شنوائی ان اعراض سے ہے جو مشروط ہیں۔ حیات پر، پس سب حی (زندہ) ہیں لیکن حیات ان کی مرتبے میں کم ہے شہیدوں کی حیات سے اور حیات انبیا کی کامل تر ہے شہیدوں کی حیات سے الخ۔

حق تعالیٰ نے حضرت کے جسد شریف کے تئیں ایسی ایک حالت اور قدرت بخشی ہے کہ جہاں جس مکان میں چاہیں جاویں خواہ بعینہٖ ہوا ہو کہ بامثال خواہ آسمان پر یا زمین پر خواہ قبر شریف میں یا دوسری جگہ الخ۔

(۱۲) شرح مواہب اللدنیہ علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ۔

لا يمنع روية ذاته عليه السلام بجسده و بروحه، و ذٰلك لأنه و سائر الأنبياء صلى الله عليه وسلم ردت إليهم أرواحهم بعد ما قبضوا واذن لهم في الخروج من قبورهم والتصرف فى الملكوت العلوى والسفلى.

یعنی کوئی بات اس امر کو مانع نہیں ہے کہ حضور پر نور ﷺ کی روح مبارک یا مجسم نظر آجاویں اس لیے کہ آں حضرت ﷺ و نیز دیگر انبیا علیہم السلام کی ارواح طیبات بعد وفات کے ان کے مقدس جسموں میں باذن الٰہی پھر دوبارہ واپس کر دی گئی ہیں اور ان کو رب العزت کی طرف سے تصرف اور عام اجازت عطا کی گئی ہے کہ اپنے مقدس مزارات سے نکل کر عالم بالا اور عالم دنیا میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے رہیں۔ بلفظہٖ

(کتاب تحقیق الحق مصنفہ مولانا محمد عسکری صاحب حسینی الترمذی رئیس اودھ، صفحہ:۶۰، سطر:۱۲)

(۱۳) فیوض الحرمین حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ:۲۷، ۲۸۔

میں داخل ہوا مدینہ منورہ میں اور زیارت کی روضہ مقدس کی، آپ کی روح مبارک کو دیکھا ظاہر اور عیاں الخ ...... میں نے دیکھا آں حضرت ﷺ کو اکثر امور میں اسی صورت مقدس میں جس میں آپ تھے۔ بلفظہٖ۔

(۱۴) ملفوظات حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں علیہ الرحمہ نقش بندی مجددی، صفحہ:۹۱، سطر:۸۔

(عام مزارات کے ذکر میں) بزیارت[1] مزارات متبرکہ باید رفت بوسیلۂ ارواح پاک ایشاں فتوحات ظاہری و باطنی

[1] ترجمہ: مزارات متبرکہ کی زیارت کے لیے جانا چاہیے، ان کی ارواح پاک کے وسیلہ سے ظاہری اور باطنی کامیابیاں حاصل کرنی چاہیے اور ان کی ارواح پر ہر روز فاتحہ پڑھنا چاہیے اس لیے کہ وہ بہت ساری برکتوں اور بے شمار کامیابیوں کا سبب ہے۔

باید طلبید و فاتحہ نیز بارواح ایشاں ہر روز باید خواند کہ موجب برکات بسیار است و فتوحات بے شمار۔ بلفظہٖ۔

(۱۵) منتخب مکتوبات قدوسیہ، مصنفہ حضرت شیخ المشائخ شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ۱۳۱۲ھ صفحہ: ۲، ۳۔

حضرت[1] زبدۃ الاولیا ربانی شیخ عبدالستار سہارن پوری در ملفوظات حضرت قطب العالم میگویند کہ یوم پنج شنبہ بود و مردم کثیر برائے زیارت بدرگاہ آسمان جاہ حضرت شیخ احمد عبدالحق حاضر بودند قطب عالم شیخ عبدالقدوس نیز پائین چبوترۂ مزار اقدس نشستہ بودند کہ بیک ناگاہ مزار اقدس شق شدہ و حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہٗ بہمیں جسم ظاہری از مزار شریف بیروں آمدہ بر چبوترہ نشستند و جانب قطب عالم مخاطب شدہ فرمودند، بیت۔

مرا زندہ پندار چوں خویشتن من آئم بجاں گر تو آئی بہ تن الخ، بلفظہٖ۔

لیجیے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ ورنہ تمام کتب دینیہ اہل سنت و جماعت اس مضمون سے پر ہیں۔ طوالت کی وجہ سے ترک کرتا ہوں۔ قرآن شریف و احادیث شریف و تفاسیر و کتب سیر سے ثابت ہو گیا کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسی جسم مبارک کے ساتھ زندہ ہیں اور ہر جگہ تصرف کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ تمام انبیا علیہم السلام و اولیاے کرام و مومنین صالحین و شہداے محبین زندہ ہیں، جو شخص لکھتا یا کہتا یا اعتقاد رکھتا ہے کہ وہ مر کر مٹی میں ملنے والے ہیں۔ مخالف قرآن و حدیث کا؛ کاذب اور بہتانی ہے۔ پس آپ کے سب مطالبات ملیا میٹ ہو گئے۔

[1] ترجمہ: حضرت زبدۃ الاولیا ربانی شیخ عبدالستار سہارن پوری حضرت قطب عالم کے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ جمعرات کا دن تھا اور لوگوں کا جم غفیر، حضرت شیخ احمد عبدالحق کی بلند رتبہ درگاہ میں زیارت کے لیے حاضر تھا، قطب عالم شیخ عبدالقدوس بھی مزار اقدس کے چبوترے کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک مزار اقدس شق ہوگئی اور حضرت مخدوم برحق شیخ احمد عبدالحق قدس اللہ سرہ اسی جسم ظاہری کے ساتھ مزار شریف سے باہر آ کر چبوترہ پر بیٹھ گئے اور قطب عالم کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ مجھے اپنی طرح زندہ سمجھ، میں جان کے ساتھ آیا ہوں، اگرچہ تو بدن کے ساتھ ہے۔

باب پنجم

عقیدہ نمبر ۷: وہابیہ دیوبندیہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔ ملخصاً

(صفحات ۶، ۸، ۲۳، ۲۹، تقویۃ الایمان)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۵، بر عقیدہ نمبر ۷

عقیدہ نمبر ۷ کی یہ عبارت کہ مولوی صاحب مرحوم نے تقویت میں لکھا ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کچھ قدرت نہیں، اور نہ وہ سنتے ہیں۔ اگر آپ یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں دکھلا دیں تو آپ کا منہ شکر سے بھر دیا جائے، ورنہ شکر کے بجائے ......(گالی) ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ آپ یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ بلفظہٖ (ص:۱۸)

اقول: مفتی صاحب! نہایت افسوس ہے، بار بار میں کہتا ہوں کہ آپ عبارت کے آگے لفظ "ملخصًا" کو نہیں دیکھتے یا نظر نہیں آتا، اور بلفظہٖ عبارت کو تلاش کرتے ہو، ذرا ہوش سے صفحات محولہ[1] کو دیکھیے۔ آپ کو اس عبارت کا پتہ مل جائے گا۔ مرزا قادیانی کی طرح پیشین گوئیاں کرنا بے سود ہیں اور گالیاں دینا نامسعود اور بے بہبود ہیں اور تہذیب کے سامنے مطرود[2] ہیں۔

میں نے کتاب تقویۃ الایمان کے صفحات ۶، ۸، ۲۳، ۲۹ کا حوالہ دیا ہوا ہے کہ یہ عبارت عقیدۂ وہابیہ کا خلاصہ اِن صفحوں میں ہے۔ باوجود اس کے آپ کو یہ عقیدہ نہیں ملا اور نہ نظر آیا، جو آپ کی قابلیت بینائی کی وجہ سے ہے۔ لیجیے دیکھیے:

(الف) اکثر لوگ پیروں کو، پیغمبروں کو، اماموں کو، شہیدوں کو، فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ غرضے کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں ...... سو وہ سب کچھ یہ جھوٹے مسلمان اولیا اور انبیا سے، اور اماموں اور شہیدوں سے، اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں الخ۔ اور دعوی مسلمانی کیے جاتے ہیں۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ.[3]

ترجمہ: اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر کہ شرک کرتے ہیں۔

یعنی اکثر لوگ جو دعوی ایمان کا رکھتے ہیں، وہ شرک میں گرفتار ہیں الخ۔ بلفظہ (صفحہ ۵، تقویت الایمان)

(ب) جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شکر نہیں کرتے بلکہ اپنا عقیدہ انبیا اور اولیا کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں، الخ۔

---

[1] محولہ: حوالے میں پیش کیا گیا۔ [2] مطرود: دھتکارا ہوا۔ [3] پارہ: ۱۲، یوسف: ۱۲، آیت: ۱۰۶.

ف۔یعنی جن کولوگ پکارتے ہیں ان کو اللہ نے کچھ قدرت نہیں دی۔(صفحہ ۶،تقویۃ الایمان)

(ج) **ف**۔یعنی شرک کرنے والے بڑے احمق ہیں کہ اللہ سے قادر علیم کو چھوڑ کر اوروں کو پکارتے ہیں۔اول تو وہ ان کا پکارنا سنتے ہی نہیں، دوسرے کچھ قدرت نہیں رکھتے۔اگر کوئی ان کو قیامت تک پکارے تو وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بعضے اگلے بزرگوں کو دور سے پکارتے ہیں اور اتنا بھی کہتے ہیں" یا حضرت تم اللہ کی جناب میں دعا کرو"......یہ سب شرک ہے۔بلفظہٖ (صفحہ:۲۳،سطر:۱۶)

آیت شریف جس کا حوالہ دیا ہے، وہ یہ ہے:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُوْن.[1][2]

ترجمہ:اور فرمایا اللہ نے یعنی سورۂ احقاف میں:اور کون زیادہ گم راہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے ورے اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اُس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ ان کے پکارنے سے غافل ہیں۔بلفظہٖ

(ص:۲۹،تقویۃ الایمان)

(د) جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ اولیا، انبیا کو یا امام وشہیدوں کو عالَم میں تصرّف کرنے کی قدرت تو ہے ......سو یہ بات غلط ہے، بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل اُن کو دخل ہے اور نہ اُس کی طاقت رکھتے ہیں۔بلفظہٖ

(ص:۲۹،تقویۃ الایمان)

لیجیے مفتی جی! وہ عقیدہ جس کو آپ بعینہٖ غلطی اور نافہمی سے تلاش کرتے ہیں، ان عبارات مندرجہ بالا کا خلاصہ ہے جو تقویۃ الایمان میں ہیں۔کہیے! الفاظ انبیا علیہم السلام اور اگلے بزرگوں اور یا حضرت میں، حضرت رسولِ کریم ﷺ بھی داخل ہیں یا نہیں؟ ضرور داخل ہیں، تو بتائیے وہ کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نہیں سنتے۔ہاں ضرور قدرت بھی رکھتے ہیں اور اچھی طرح سے سنتے بھی ہیں۔اور ہم یہاں پنجاب و ہندوستان بلکہ تمام دنیا کے مسلمان یا رسول اللہ ﷺ پکارتے ہیں، اور درود شریف: الصَّلٰوةُ والسَّلَامُ عَلَيكَ يَا رَسُوْ ل الله. بڑے شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں، بلکہ ان کے اولیا، صلحا رحمہم اللہ سے بھی استمداد کرتے ہیں۔اور بموجب تعلیم حضور ﷺ کے "يَا عبادَ الله أعينوني[3]" اے خدا کے بندو میری مدد کرو، زور سے جب کبھی ضرورت ہوتی ہے، پکارتے ہیں۔یا روح یا روح یا روح کا وظیفہ بھی کرتے ہیں اور قادری سلسلہ کے بزرگ یا شيخ عبد القادر جيلاني شيئًا لله کا وظیفہ بھی کرتے ہیں۔وغیرہ وغیرہ۔

ہاں! آپ کے امام الطائفہ کی عادت ہے جو آیات کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں وہ تمام اہلِ سنت کے خلاف

---

[1] غَافِلُوْن بموجب رسم الخط قرآنی غلط ہے، غٰفِلُوْن لکھنا چاہیے تھا۔یہ آپ کے امام کی ناواقفی ہے۔۱۲ منہ

[2] پارہ: ۲٦، احقاف٤٦، آیت:٥.

[3] مجمع الزوائد، كتاب الأذكار، باب ما يقول إذا رأى قرية، ج:١٠، ص:١٣٢، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٩٨٨ء

مسلمانوں کے حق میں لگاتے ہیں۔ یہاں ان عبارتوں میں دو آیات سورۂ یوسف اور سورۂ احقاف کی درج کی ہیں، وہ دونوں کفار اور ان کے بتوں کے حق میں ہیں۔لیکن آپ کے امام الطائفہ نے اُن کو کیسی دلیری اور جرأت سے انبیا علیہم السلام اور مسلمانوں پر چسپاں کیا ہے، اور ترجمہ بھی غلط کیا ہے۔پہلی آیت سورۂ یوسف کی یہ ہے:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ.[1]

ترجمہ آپ کے امام کا۔"اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں۔" (صفحہ:۵،تقویۃ الایمان)

ترجمہ فارسی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ:"و ایمان نمی آرند اکثر ایشاں بخدا مگر شریک اومقرر کردہ۔"

ترجمہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمہ: اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے ساتھ اللہ کے مگر اور وہ شرک لانے والے ہیں۔

ترجمہ شاہ عبد القادر علیہ الرحمہ: اور یقین نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر ساتھ شریک بھی کرتے ہیں۔

دیکھیے مولوی جی! ان مشہور تین ترجموں اور اپنے امام کے ترجمہ پر غور کیجیے، ان ہر سہ ترجموں میں صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی تھی کہ وہ ایمان نہیں لاتے یعنی کافر ہیں اور شریک بھی اللہ تعالیٰ کا ٹھہراتے ہیں، لیکن آپ کے امام لفظ "مسلمان" کا بجائے کافر کے اپنی طرف سے لگاتے ہیں، اور قرآن شریف کی تحریفِ معنوی کرتے ہیں۔اس کی تصدیق میں تفاسیر بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک تفسیر دکھاتے ہیں:

تفسیر قادری، جلد اول، ص:۵۱۵:

وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ اور نہیں ایمان لاتے اکثر ان کے بِاللّٰهِ ساتھ اللہ تعالیٰ کے إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ط مگر وہ شریک کرنے والے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس سے عرب کے کافر مراد ہیں کہ انھوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے اور اس کے بعد کہنے لگے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ یا یہود مراد ہیں کہ خدا کا ایمان لائے اور کہنے لگے: عزیر اللہ کا بیٹا ہے، یا نصاریٰ مراد ہیں، کہ خدا پر ایمان لائے اور یہ بات کہی کہ عیسیٰ مسیح، اللہ کا بیٹا ہے۔

اب معلوم ہوا کہ یہ آیت شریف کفار عرب یا یہود و نصاریٰ کے حق میں نازل ہوئی اور کیسی بے باکی سے مسلمانوں پر لگا دی اسی طرح دوسری آیت کو دیکھیے جو سورۂ احقاف کی ہے:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ.[2]

آپ کے امام نے جو لفظ "يَدْعُوْا" اور "دعاء" کے معنی پکارنے کے لیے ہیں وہ محض غلط ہیں۔ چناں چہ تفاسیر معتبرات: جلالین، معالم التنزیل، مدارک، نیشاپوری، خازن وغیرہا میں "يَدْعُوا" کے معنی "يعبد" کے لکھے ہیں۔یعنی جو لوگ سوا خدا کے کسی اور کی عبادت کرتے ہیں، یعنی بتوں کی اور "دُعائهم" سے یہی مراد عبادت ہی ہے پکارنا نہیں۔ جیسے

[1] پارہ: ۳۲، یوسف: ۱۲، آیت: ۱۰۶.　[2] پارہ: ۲٦، احقاف: ٤٦، آیت: ٥.

اسی آیت شریف کا دوسرا حصہ: ”وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ کَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاءً وَّکَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ کٰفِرِیْنَ.“ [1] یعنی قیامت کو بت اپنی پرستش کرنے والوں کے دشمن ہوجائیں گے، اوران کی عبادت کا انکار کریں گے۔ پس صاف ثابت ہے کہ یہ آیت شریف کافروں، بت پرستوں اور بتوں کے حق میں ہے، اور پکارنے کے معنی کر کے تمام مسلمانوں، درود شریف پڑھنے والوں اور یا رسول اللہ کہنے والوں کو کافر بنا دیا اور مشرک لکھ دیا اِس کی مفصّل تحقیق عقیدہ نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲، باب ہفتم و ہشتم میں ہوگی۔ لیکن ایک عبارت تفسیر قادری کی تائید میں لکھ دیتا ہوں۔

تفسیر قادری، جلد دوم، ص: ۴۲۶، سطر: ۳

”وَمَنْ اَضَلُّ“ اور کون ہے زیادہ گمراہ ”مِمَّنْ یَّدْعُوْا“ اُس شخص سے جو پکارے اور پوجے ”مِنْ دُوْنِ اللهِ“ خدا کے سوا ”مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ“ اس کو جو نہ جواب دے اور نہ قبول کرے اس کی دعا کو ”اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ“ قیامت تک۔ یعنی اگر مشرک اپنے معبود باطل کو عمر دنیا کی مدت تک پکاریں تو اجابت کا اثر اُس سے نہ ظاہر ہوگا۔ ”وَهُمْ“ اور وہ بت ”عَنْ دُعَآئِهِمْ“ بت پرستوں کے پکارنے سے جو اُن بتوں کو پکارتے ہیں ”غٰفِلُوْنَ“ غافل اور بے خبر ہیں۔ اور جب وہ اِن کا پکارنا سنتے ہی نہیں تو جواب کیوں کر دیں۔ پس بد بخت وہ ہے جو سننے والے اور قبول کرنے والے خداوند کی عبادت سے دست بردار ہو اور چند بے حس جماد جو نہ دیکھتے ہیں، نہ سنتے ہیں، اُن کی عبادت کی طرف متوجہ ہو ؎

[2] بے بہرہ کسے کہ چشمۂ آب حیات
بگزارد ورو نہد بسوے ظلمات

”وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ“ اور جب حشر کیے جائیں گے لوگ تو ”کَانُوْا لَهُمْ“ ہوں گے معبود باطل اپنی پرستش کرنے والوں کے ”اَعْدَاءً“ دشمن، بخلاف اُس چیز کے جو گمان رکھتے تھے اُن سے شفاعت اور مددگاری کا ”وَّکَانُوْا“ اور ہوں گے معبود باطل ”بِعِبَادَتِهِمْ“ اپنے عابدوں کی عبادت کے ساتھ ”کٰفِرِیْنَ“ کافر اور منکر، یا عبادت کرنے والے اُن کی پرستش سے منکر ہوجائیں گے۔ یعنی بت کہیں گے کہ انھوں نے ہماری پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ“ یا بت پرست کہیں گے کہ ہم نے بتوں کی پرستش نہیں کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”رَبَّنَا مَا کُنَّا مُشْرِکِیْنَ“۔ بلفظہٖ

یہ ہے آپ کے امام الطائفہ کی ایمان داری کہ جو آیات کفار، مشرکین، بت پرستوں کے حق میں نازل شدہ ہیں وہ مسلمانوں کے حق میں لگائی گئی ہیں۔ تمام تقویۃ الایمان میں یہی حال ہے، جس پر آپ کا ایمان ہے۔ یہ دو آیتیں وہی بطور نمونہ تحریر ہیں، جن کو آپ کے امام الطائفہ نے اپنی تقویۃ الایمان میں درج کیا ہے۔

---

[1] پارہ: ۲٦، احقاف: ٤٦، آیت: ٦

[2] ترجمہ: نصیب ہے وہ شخص جو چشمۂ آبِ حیات کو چھوڑ کر تاریکیوں کی طرف رخ کرتا ہے۔

اب میں چند احادیث شریف و دیگر کتب معتبرات سے آں حضرت ﷺ کا تصرف اور قدرت، دیکھنا اور سننا تحریر کرتا ہوں، تاکہ آپ کا اور آپ کے امام کا افکار نا ہنجار معلوم ہو جائے۔

صحیح بخاری، جلد اول، صفحہ:۱۶۹، سطر:۲۷، مصری، باب المیت یسمع خفق النعال:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : الْعَبْدُ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلّٰى عنه وَذَهَبَ أَصْحَابُهُ حَتَّى إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَأَقْعَدَاهُ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُ: أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ: انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنْ النَّارِ أَبْدَلَكَ اللهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنْ الْجَنَّةِ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا. وَأَمَّا الْكَافِرُ أَوِ الْمُنَافِقُ فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ، فَيُقَالُ: لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ، ثُمَّ يُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِنْ حَدِيدٍ ضَرْبَةً بَيْنَ أُذُنَيْهِ فَيَصِيحُ صَيْحَةً يَسْمَعُهَا مَنْ يَلِيهِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ .بلفظہ

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے دوست جب اُس سے چلے جاتے ہیں، تو وہ اُن کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے، پھر دو فرشتے اُس کے پاس آتے ہیں، اور اس کو قبر میں بٹھا دیتے ہیں، اور اُس سے کہتے ہیں کیا کہتا ہے تو اس شخص محمد ﷺ کے بارہ میں، تب وہ کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تحقیق یہ بندے خاص اللہ تعالیٰ کے ہیں اور اس کے رسول ہیں، پھر کہتے ہیں فرشتے کہ دیکھ اپنی جگہ دوزخ میں۔ لیکن بدل دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو بہشت سے۔ فرمایا حضرت ﷺ نے: پس دیکھتا ہے وہ اُن دونوں جگہوں کو، اور جب کافر یا منافق سے پوچھا جاتا ہے (آں حضرت ﷺ کے بارہ میں) تو وہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں جانتا وہی کہا کرتا تھا جو عوام کہتے تھے۔ پس کہا جاتا ہے (اس کافر یا منافق کو) کہ کیا تو نہیں دیکھتا اور عقل رکھتا تھا اور نہ قرآن شریف پڑھتا تھا؟ پھر مارتے ہیں اس کو فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے اُس کے کانوں پر، تب وہ چلاتا اور چیخیں مارتا ہے۔ اس چلانے کو سب سنتے ہیں جو اُس کے پاس ہیں سوائے انسان و جن زندہ کے۔

(۲) صحیح بخاری، جلد اول، ص:۱۷۵، سطر:۱۰۔

حدیث شریف بعینہٖ حدیث بالا کے مطابق ہے۔ صرف ایک دو لفظ کا فرق ہے، اس لیے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں، مضمون واحد ہے۔

(۳) نسائی جلد اول، ص:۱۴۴، ۱۴۶، وسطر:۱۲ و ۱۴۔

وہی حدیثِ بالا بعینہٖ ہے۔

(۴) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد اول، صفحات ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۱۷ میں بھی یہی حدیث شریف بخاری کی درج ہے۔ جس میں الفاظ مختلفہ مثلاً "مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِي هذا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صلي الله عليه وسلم" [1] اور "ما هذا

[1] اشعة اللمعات، ج:۱، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر، فصل:۱، ص:۱۱۵، مطبع تیج کمار، لکھنؤ

الرجلِ الذی بُعِثَ فیکم "[۱] اور"ما کنت تقول في هذا الرجل "[۲] یعنی کیا کہا کرتا تھا تو حضرت محمد ﷺ کے بارے میں، اور کیا ہے اور کون ہے یہ شخص (محمد ﷺ) جو تمھارے میں رسول مبعوث کیا گیا، اور تو کیا کہا کرتا تھا اس شخص کے بارے میں۔

پس ان احادیث سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ عام مسلمان فوت شدہ اور کافر اور منافق مُردے بھی قبروں میں سماع کی طاقت رکھتے ہیں۔ دوسرا خداوند تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کو ایسا تصرف بخشا اور ایسی قدرت عطا فرمائی۔

(۵) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، جلد اول، ص: ۱۴۴، سطر: ۶

[۳]"و عَن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: من صلّٰى عليَّ عند قبري سمعته " کسے کہ درود بفرستد بر من نزد قبر من می شنوم من صلاۃ اورا "ومن صلى علي نائيا ابلغته "وکسے کہ درود بفرستد بر من از دور نہ در حضور قبر، رسانیدہ شود صلاۃ او مرا کہ ملائکۂ سیاحین می رسانند و بر ہر تقدیر رد سلام می کنم و جواب سلام وے می گویم۔ ازیں جا می تواں دانست کہ سلام برآں حضرت چہ فضیلت دارد، وسلام گویندہ برآں حضرت را خصوصاً بسیار گویندہ را چہ شرف است، اگر سلام تمام عمر را یک جواب آید سعادت است چہ جائے آں کہ ہر سلام را جواب بشنود- بیت-

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب
کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو[۴]

(۶) وظیفہ دلائل الخیرات [فضائل درود شریف]۔

"وقيل لرسول الله صلى الله عليه وسلم: أرأيت صلوٰة المصلين عليك ممن غاب عنك، و من ياتي بعدك، ما حالهما عندك؟ فقال: اسمع صلوٰة أهل محبتي و أعرفهم، و تعرض علي صلوٰة غيرهم عرضا ".[۵] بلفظہٖ

یعنی اور عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی خدمت مبارک میں کہ خبر دیجیے اُن لوگوں کے درود سے جو

---

[۱] ایضاً، فصل: ۲، ص: ۱۱۹ [۲] ایضاً.

[۳] ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی میری قبر کے پاس مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے، میں اسے خود سنتا ہوں، اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔ یعنی زمین میں سیر کرنے والے فرشتے میرے حضور لا کر پیش کرتے ہیں اور ہر صورت میں میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آں حضرت ﷺ پر سلام بھیجنے کی کیا فضیلت ہے، اور اس ذاتِ گرامی پر درودِ پاک پڑھنے والے خصوصاً بکثرت درود شریف پڑھنے والے کی کیا شان ہے۔ اگر ساری عمر سلام عرض کرنے والے کو صرف ایک بار جواب مل جائے تو سعادت کی بات ہے، چہ جائے کہ ہر بار اس بارگاہِ عالی سے سلام کا جواب سنے۔
ہر سلام کے جواب کے لیے اس لب کو تکلیف نہ دے، کیوں کہ میرے سو سلام کے لیے تیرا ایک جواب کافی ہے۔

[۴] اشعة اللمعات، كتاب الصلوٰة، باب الصلاة على النبي و فضلها، فصل: ۳، ص: ٤١١، مطبع تیج کمار، لکھنؤ

[۵] دلائل الخيرات، فصل في فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم. ص: ٦٦، ٧٦، مطبع مصطفىٰ البابی، مصر، ۱۹۷۰ء.

حضور سے غائب اور دور ہیں اور جو آپ کے بعد ہوں گے۔ان دونوں کے درودوں کے بھیجنے کا کیا حال ہے آپ کے نزدیک؟ پس فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ میں خود سنتا ہوں درود اپنے اہل محبت کا اور ان کو پہچانتا ہوں اور پیش کیے جاتے ہیں میرے پاس درود دوسرے تمام لوگوں کے فرشتوں کے ذریعہ سے۔

دیکھیے! ان حدیثوں سے آں حضرت ﷺ کا خود بخود سننا اور سننے کی قدرت رکھنا خواہ کوئی مشرق کے پرلے سرے پر درود شریف پڑھے، خواہ مغرب کے کنارہ پر پڑھے، غرضے کہ خواہ کتنی ہی دور کیوں نہ ہو۔پس مردود ہے وہ قول کہ "آں حضرت ﷺ کو کچھ قدرت نہیں اور نہ وہ سنتے ہیں۔" (مندرجہ بالا التقویۃ الایمان)

(۷) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی، جلد دوم، مکتوب نمبر ۵۸، اردو ترجمہ، ص: ۱۹۰، ۱۹۱۔

جن جو مختلف اشکال بن جاتے ہیں اور مختلف جسدوں میں متجسد ہو جاتے ہیں، اس وقت ان سے اعمالِ عجیبہ جو ان شکلوں اور جسدوں کے مناسب ہیں ظہور میں آتے ہیں، ان میں کوئی تناسخ اور حلول نہیں۔جب جنوں کو اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے اس قسم کی طاقت حاصل ہے کہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہو کر عجیب و غریب کام کریں تو اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت بخش دیں تو کون سی تعجب کی بات ہے۔اسی قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں، اور مختلف کام ان سے وقوع میں آتے ہیں، یہاں بھی ان کے لطائف مختلف جسدوں میں متجسد ہو کر مختلف شکلوں میں متشکل ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح اس عزیز کا حال ہے جو ہندوستان میں وطن رکھتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا، بعض لوگ جو حضرت مکہ معظمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اس عزیز[1] کو حرمِ کعبہ میں دیکھا، بعض نقل کرتے ہیں کہ ہم نے اس کو روم میں دیکھا، بعض بغداد میں دیکھ کر آئے ہیں۔یہ سب اس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔یہ بھی ان بزرگوں کے لطائف کی شکلیں ہیں، کبھی عالمِ شہادت میں ہوتی ہیں، کبھی عالمِ مثال میں، جس طرح رات کو ہزار آدمی رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھتے ہیں، مختلف صورتوں میں، اور استفادہ کرتے ہیں۔یہ سب رسول اللہ ﷺ کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں۔اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورت سے استفادہ کرتے ہیں اور مشکلات کو حل کرتے ہیں۔

دیکھیے مفتی جی! آں حضرت ﷺ میں کس قدر قدرت ہے اور تمام جہاں میں ان کا تصرف ہے، اور حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اولیاے کرام کا کیا کیا تصرف فرما رہے ہیں، اور حل مشکلات تحریر فرما رہے ہیں، لیجیے فتوی کفر جو آپ کے بغل میں ہے، دھر گھسیٹیے۔

---

[1] عزیز سے مراد حضرت امام علیہ الرحمہ ہیں۔۱۲ منہ

باب ششم

عقیدہ نمبر ۸، ۹: وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۸: آں حضرت ﷺ کو علمِ غیب خدا کا دیا ہوا بھی ماننا شرک ہے۔ ملخصاً

عقیدہ نمبر ۹: آں حضرت ﷺ کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے۔ ملخصاً

(صفحات: ۱۰، ۲۶، ۲۷، ۵۸، تقویۃ الایمان)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۶، عقیدہ نمبر ۸، ۹۔ آپ نے عقیدہ نمبر ۸ پر لکھا ہے کہ تقویت میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کو علمِ غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی شرک ہے، اور اسی حوالہ پر عقیدہ نمبر ۹ یہ لکھا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو ایک بات کا بھی غیب دان جاننا شرک ہے، صاحبان یہ ہر دو عبارات بعینہٖ تقویت میں نہیں ہیں یہ بہتان بندی ہے، وغیرہ وغیرہ الخ

(ص: ۱۸، ۱۹)

اقول: مفتی جی! کیا کیا جائے، آپ کو لفظ "ملخصاً" نظر ہی نہیں آتا، اور عبارت بعینہٖ ڈھونڈتے ہیں۔ میں نے یہ کہاں لکھا ہے کہ یہ عبارات بلفظہٖ ہیں؟ یہ بہتان بندی آپ کی ہے۔ خلاصۂ عبارات جو صفحات ۱۰، ۲۶، ۲۷، ۵۸ میں لکھا ہوا ہے، ان صفحات کو آپ نے دیکھا تک بھی نہیں اور خود اقرار نفی علم غیب آں سرور ﷺ پر دلائل لا طائل شروع کر دیے۔ لیجیے! وہ عبارات جن کا خلاصہ میں نے نقل کیا ہے، آپ کی تقویت الایمان سے نکال کر دکھلاتا ہوں، اور پھر آپ کے دلائل کی طرف توجہ کروں گا۔ دیکھیے!!!

(الف) اللہ کا سارا علم اور کو ثابت کرنا اس عقیدہ سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے، خواہ یہ عقیدہ انبیا و اولیا سے رکھے، خواہ پیر و شہید سے، خواہ امام و امام زادے سے، خواہ بھوت اور پری سے، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے، خواہ اللہ کے دینے سے، غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۹، ۱۰، تقویۃ الایمان)

(ب) کسی انبیا، اولیا، امام و شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں، بلکہ حضرت پیغمبر ﷺ کی بھی جناب میں یہ عقیدہ نہ رکھے، اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے۔ بلفظہٖ

(صفحہ: ۲۶، تقویۃ الایمان)

(ج) جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبرِ خدا ﷺ یا کوئی امام یا کوئی بزرگ غیب کی بات جانتے تھے سو وہ جھوٹا ہے،

بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں۔ بلفظہٖ (ص: ٢٧، تقویۃ الایمان)

(د) غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے، رسول کو کیا خبر۔ بلفظہٖ (صفحہ: ٥٨، سطر: ٣، تقویۃ الایمان)

(ہ) یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو (آں حضرت ﷺ کو) علمِ غیب تھا، صریح شرک ہے۔ بلفظہٖ
(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص: ١٢، سطر: ١)

(و) اور یہ اعتقاد کرے کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں، وہ یقیناً کافر ہے۔ بلفظہٖ
(فتاویٰ رشیدیہ، حصہ سوم، ص: ٤٢)

(ز) اور یہ جو کہتے ہیں کہ علمِ غیب بجمیع اشیا، آں حضرت کو ذاتی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا عطا کیا ہوا ہے، سو محض باطل اور خرافات میں سے ہے۔ بلفظہ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، ص: ٤٢، سطر: ٨)

لیجیے مولوی جی! ان ہر سہ عبارات میں بعینہٖ عبارات بھی موجود ہیں، جن سے ہر دو عقیدے وہابیہ دیوبندیہ کے ثابت ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ یہ آپ کی بہتان بندی ہے کہ تقویت میں عبارات موجود نہیں۔ واہ نظر۔

قولہ: صاحبانِ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ کے سوا غیب داں کوئی نہیں، خواہ وہ نبی ہو یا ولی اور آیات ذیل اس عقیدہ کی تعلیم دیتی ہیں:

(١) لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ.
ترجمہ: نہیں جانتا ہے غیب کی بات کوئی سوائے اللہ کے۔

(٢) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ.
ترجمہ: اس کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(٣) وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ[١]
ترجمہ: اگر میں جانا کرتا غیب کی باتیں تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی۔

(٤) قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ[٢]
ترجمہ: اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ جتنی مخلوقات زمین و آسمان میں ہے، ان میں سے غیب کی بات کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ بلفظہٖ (ص: ١٩)

اقول: مفتی صاحب یہ عقیدہ وہابیہ کا ہے، اہلِ سنت و جماعت کا نہیں۔ اہل سنت و جماعت کا مذہب اور عقیدہ یہ ہے کہ انبیا علیہم السلام اور بالخصوص آں حضرت افضل الانبیا والمرسلین خدا کے فضل سے بے شمار باتیں غیب کی جانتے ہیں، کوئی بات ان سے چھپی نہیں، بلکہ اولیائے کرام ادنیٰ خادمانِ آں حضرت ﷺ بھی خدا کی عنایت سے علمِ غیب سے مشرف ہیں، ہاں وہابیہ اس کے منکر ہیں، بلکہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بھی غیب کی بات نہیں جانتا۔

---
[١] پارہ: ٨، اعراف: ٧، آیت: ١٨٨ [٢] پارہ: ٢٠، نمل: ٢٧، آیت: ٦٥

دیکھیے! آپ کے امام اپنی تقویۃ الایمان میں کیا دُرفشانی کرتے ہیں۔ و ھو ھذا:

غیب[1] کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجیے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے الخ۔ بلفظہ

(ص: ۲۰، تقویۃ الایمان) (پوری عبارت حاشیہ پر درج کی گئی ہے۔)

اس سے صاف ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی ہر وقت علم، غیب کا نہیں، جب وہ چاہتا ہے کہ غیب کی بات کو دریافت کروں تو وہ اپنے اختیار سے دریافت کرلیتا ہے، جب کبھی چاہتا ہے اور جب دریافت کرنا نہ چاہے تو نہ سہی۔ لیکن پہلے اس دریافت سے وہ علمِ غیب یا غیب کی باتیں نہیں جانتا اور نہ دریافت کرنے سے پہلے اس کو غیب کی بات معلوم ہوتی ہے۔ دریافت کرنا شرط ہے، مگر یہ پتہ نہیں کہ وہ دریافت کس سے کرتا ہے اور کون اس کو بتلاتا ہے۔ **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ**۔ یہاں آپ کے امام نے خداوندکریم کو جہل یا جہالت سے موصوف کیا، یہ اس لیے کہ یہ فعل انسان کا ہے، جب انسان ایسا کرتا ہے تو خدا کیوں نہیں کرسکتا، ورنہ انسانی قدرت ربانی قدرت سے ازید ہوجائے گی۔ یہ صریح کفر ہے، جیسے فتاویٰ عالم گیری کے صفحہ: ۲۵۸، جلد دوم میں ہے:

"یکفر إذا وصف الله تعالٰی بما لا یلیق به .... أو نسبه إلى الجهل أو العجز أوالنقص اھ"

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ایسی شان بیان کرے جو اس کے لائق نہیں، یا اس کو جہل یا عجز یا کسی عیب کی طرف نسبت کرے وہ کافر ہے۔ اور اسی طرح دیگر کتبِ فقہ میں درج ہے، جن میں سے تین دیگر کتب فقہ کا حوالہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۲) بحر الرائق، ج: ۵، ص: ۱۲۹، مصری:

"فیکفر إذا وصف الله تعالىٰ بمالا یلیق به ."[2]

یعنی اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی شان میں ایسی بات کہی جو اس کے لائق نہیں، تو وہ کافر ہوگیا۔

(۳) فتاویٰ بزازیہ، ج: ۳، ص: ۳۲۳، مصری:

عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

(۴) جامع الفصولین، ج: ۲، ص: ۲۹۸، مصری

بعینہٖ عبارت مندرجہ بالا درج ہے۔

---

[1] پوری عبارت یہ ہے...... اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا، لوگوں کے اختیار میں ہے، جب چاہیں کریں، جب چاہیں نہ کریں، سو اسی طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کرلیجیے، یہ اللہ صاحب کی ہی شان ہے۔ کسی ولی و نبی کو، جن و فرشتے کو، پیرو شہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں۔ بلفظہٖ
(تقویۃ الایمان، ص: ۲۰) ۱۲ منہ

[2] بحر الرائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین.

لیجیے! اب میں آپ کے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں، میں بار بار کہتا چلا آرہا ہوں کہ مفتی جی! آپ کو علمِ قرآن سے مَس نہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے قرآن شریف کو کسی استاد سے نہیں پڑھا اور نہ کبھی آپ کی تلاوت میں ہے۔

آپ نے علمِ غیب کی نفی میں چار آیات نقل فرمائی ہیں۔ان میں سے سب سے پہلی آیت "لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ" درج کی ہے، لیکن پتہ نہیں دیا کہ یہ آیتِ شریفہ قرآن شریف کے کون سے پارہ یا سورہ میں ہے۔ میں حیران ہوں کہ آپ آیاتِ قرآنی بتلا کر لکھتے چلے آئے ہیں، جو مسلمانوں کے قرآن شریف میں تو موجود نہیں، ہاں آپ کا کوئی قرآن مولوی اشرف علی صاحب پر اترا ہوا، آپ کے پاس ہو اور اس میں یہ آیت موجود ہو تو ہو، جس کی ہمیں پروا نہیں۔ لیکن آپ ہمارے مسلمانوں کے قرآن شریف سے نکال کر دکھلایئے یا پتہ دیجیے کہ کہاں، کس پارہ یا سورہ میں ہے، تب آپ کی قرآن دانی مانی جاسکتی ہے، ورنہ ظاہر ہے کہ آپ قرآن شریف سے کورے ہیں، اس میں ایک سخت در سخت قرآن شریف میں برخلاف حکم خداوندی "اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" کے یہ زیادتی کردی ہے کہ ایک آیت ہی اپنی طرف سے داخل کردی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بہتان ہوسکتا ہے کہ آں حضرت ﷺ پر تو بہتان پر بہتان اور کذب لگاتے چلے ہی آئے ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ کے کلامِ پاک قرآن شریف کی بھی تحریف پورے طور پر کردی۔ دوسری آیت شریف میں آپ نے ایک یہ غلطی کی ہے کہ لفظ "مَفَاتِح" کو "مَفَاتِيْح" لکھ دیا ہے۔ یہ بھی آپ کی قرآن دانی کی دلیل ہے، اور تحریفِ قرآنی ہے۔ بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جاتا ہے، اس سے کوئی خوف نہیں تو آیات بنا کر قرآن میں داخل کردینا کون سی بڑی بات ہے، مگر ہمارے مسلمانانِ اہلِ سنت وجماعت کے مذہب میں بہت بڑا کفر ہے۔

چوتھی آیتِ شریفہ کا بھی آپ نے پتہ نہیں لکھا مگر چوں کہ وہ آیت قرآنی ہے، اس لیے تلاش سے سورۂ نمل میں مل گئی۔ گویا چار آیات کے شمار صرف تین آیات باقی رہیں، سو یاد رہے کہ یہ ہر سہ آیات محولہ آپ کی مکی ہیں، یعنی مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی تھیں۔

فصل اول: علمِ غیب کی تعریف میں

اس بات کو پہلے بیان کرنا ضروری ہے کہ "علم غیب" کس کو کہتے ہیں اور اس کی تعریف علمائے کرام نے کیا کی ہے۔ سنیے!

(۱) تفسیر کبیر، جلد اول، مصری، ص:۱۶۹، سطر:۲۷۔

"إن الغيب هو الذي يكون غائباً عن الحاسة" یعنی غیب اس کو کہتے ہیں جو حاسہ سے باہر ہو، یعنی حواسِ خمسہ سے الگ ہو (سننے، دیکھنے، سونگھنے، چکھنے، چھونے سے جدا ہو۔)

(۲) منتخب اللغات، ص:۱۴۰، سطر:۱۳۔

حوّاس[۱]: بہ تشدید سین قوت ہائے دریافت، جمع "حاسہ" وآں سمع است و بصر و شم و ذوق و لمس، بلفظہٖ یعنی حاسہ (کان، آنکھ، شامہ، ذائقہ، لامسہ)

(۳) تفسیر عزیزی، شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ، جلد اول، سورۂ بقرہ، ص:۵۷، سطر ۲۸۔

غیب[۲] نام آں چیز است کہ از ادراکِ حواسِ ظاہرہ و باطنہ خارج باشد۔ بلفظہٖ

(۴) تفسیر عزیزی، جلد دوم، تبارک الذی، ص:۲۰۵، سطر اول:

غیب[۳] نام چیزیست کہ از ادراکِ حواسِ ظاہرہ و باطنہ غائب باشد نہ حاضر۔ بلفظہٖ

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ علم غیب آں حضرت ﷺ کی نسبت اس طرح پر ہے کہ علمِ غیب دو قسم پر ہے۔ اول حقیقی یا استقلالی یا ذاتی۔ دوسرا اضافی یا وہبی یا تعلیمی۔

اول قسم کا علمِ غیب جو بلا کسی وسیلہ یا ذریعہ کے ہے، بالاستقلال ذاتی ہے، وہ خاص اللہ تبارک وتعالیٰ کے واسطے ہے۔ اور دوسرا علمِ غیب جو اضافی وہبی یا تعلیمی ہے، وہ آں حضرت ﷺ واولیائے کرام کو ثابت ہے، اور ہمارا ایمان ہے کہ تمام علومِ غیب لوحِ محفوظ، جو ہو چکا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا، قیامت تک کے حالات سب اللہ تعالیٰ نے حضور سرورِ عالم ﷺ کو عطا فرما دیے ہیں۔ کوئی بھی علم ان سے پوشیدہ نہیں۔ یہ عقیدہ بطور اجمال کے ہے۔ تفصیل اس کی شروع کی جاتی ہے اور آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب سنیے:

(۱) تفسیر روح البیان زیرِ آیت "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ" الآیہ کے، لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے: معلوم ہوا کہ علمِ غیب حق تعالیٰ سے خاص ہے، اور جو انبیا اور اولیا اور ملائکہ سے خبریں دینی مروی ہیں وہ خدا کی تعلیم ہیں، یا بطریق وحی یا بطور الہام اور کشف کے۔ پس جس جس علم پر سوا انبیا اور اولیا اور ملائکہ کے کوئی مطلع نہیں ہوتا وہ حق تعالیٰ ہی سے خاص ہوا، جیسا کہ آیت "عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ[۴]" (سے ثابت ہے۔)[۵]

(۲) تفسیر روح البیان زیرِ آیت "قُلْ لَّاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَاۤ اَعْلَمُ الْغَیْبَ[۶]" کے لکھا ہے۔ ترجمہ: حق تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو فرمایا کہ کافروں سے ان کی عقل کے موافق باتیں کریں (الیٰ قولہ) اور میں خود بخود علمِ غیب نہیں جانتا، کیوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اعلام سے ماضی اور مستقبل کی خبریں دیتے تھے اور شبِ معراج کے واقعہ میں آپ نے واقعی فرمایا ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے میں نے معلوم کرلیا جو ہوا اور جو ہونا ہے اور جو ہوگا۔ پس جو کوئی کہے کہ آں حضرت ﷺ علمِ غیب نہیں جانتے ہیں وہ راستہ سے بھولا ہوا ہے[۷]

[۱] ترجمہ: حوّاس: بہ تشدید سین، "حاسہ" کی جمع علم وادراک کی قوتیں، اور وہ سننے، دیکھنے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کی طاقتیں ہیں۔
[۲] ترجمہ: غیب اس چیز کا نام ہے جو حواس ظاہرہ و باطنہ کے ادراک سے خارج ہو۔
[۳] ترجمہ: غیب اس چیز کو کہتے ہیں جو حواسِ ظاہرہ و باطنہ کے ادراک سے خارج ہو۔ [۴] پارہ: ۲۹، جن ۷۲، آیت ۲۵، ۲۶.
[۵] تفسیر روح البیان، ج:۷، ص:۱۰۵، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ
[۶] پارہ: ۷، انعام ۶، آیت: ۵۰ [۷] ملخصًا تفسیر روح البیان، ج:۳، ص:۳۵، مکتبہ اسلامیہ، کوئٹہ

(۳) تفسیر جمل برحاشیہ تفسیر جلالین زیرِ آیت "**قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ** "الآیۃ ترجمہ یہ ہے، آں حضرت ﷺ نے جو کسی جگہ علمِ غیب کی نفی اپنے نفس شریف سے فرمائی ہے تو یہ حق تعالیٰ سے تواضع ہے اور اپنی عبودیت کا اقرار ہے......اور معنی آیت کے یہ ہیں کہ میں خود بخود غیب نہیں جانتا، مگر حق تعالیٰ مجھے غیب پر اطلاع دے دیتا ہے۔[1]

(۴) تفسیر کبیر، جلد چہارم، ص:۷۴۴، سطر:۲۷۔

"**قُلْ لَّآ اَقُوْلُ**......**وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ**" ان المراد منه أن يظهر الرسول من نفسه التواضع لله والخضوع له والاعتراف بعبوديته حتى لا يعتقد فيه مثل اعتقاد النصارىٰ في المسيح عليه السلام.بلفظہٖ

یعنی اللہ تعالیٰ نے آں حضرت ﷺ کو فرمایا کہ آپ کہہ دیں کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے ہیں اللہ تعالیٰ کے اور میں غیب نہیں جانتا۔ تحقیق آں حضرت ﷺ کی مراد تواضع اور کسرِ نفسی کی ہے اور خضوع کی، اور اپنی عبودیت کا اعتراف کرنا ہے، تاکہ لوگ مسلمان، قومِ نصاریٰ کی طرح ایسا اعتقاد نہ کریں جیسا کہ انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں کیا (کہ وہ خدا ہیں)۔

(۵) تفسیر خازن، جلد دوم، ص:۱۶، زیرِ آیت "**قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ** " الآية. وإنما نفى عن نفسه الشريفة هذه الأشياء تواضعا لله تعالىٰ واعترافا له بالعبودية وأن لايقترحوا عليه الآيات العظام. یعنی اس آیت سے مراد تواضع وکسرِ نفسی اور اعترافِ عبودیت ہے، ورنہ دیگر آیات علمِ غیب پر کیوں آتیں۔

(۶) تفسیر خازن، جلد دوم، ص:۱۷۱، لباب التاویل:

فإن قلت قد أخبر (النبي) صلى الله عليه وسلم عن المغيبات و قد جاءت أحاديث في الصحيح بذٰلك و هو من أعظم معجزاته صلى الله عليه وسلم فكيف الجمع بينه و بين قوله تعالىٰ: **وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ**؟ قلت: يحتمل أن يكون قاله صلى الله عليه وسلم علىٰ سبيل التواضع والأدب. والمعنىٰ: لا أعلم الغيبَ إلا أن يطلعني الله عليه ويقدره لي، أو يحتمل أن يكون قال ذٰلك قبل أن يطلعه الله عز و جلّ على الغيب فلما أطلعه الله عز و جل أخبر به، كما قال تعالىٰ: **فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ**[2] الآية. بلفظه.

یعنی اگر تو کہے کہ تحقیق آں حضرت ﷺ نے غیب کی خبریں دی ہیں، جو بہت سی صحیح حدیثوں میں آئی ہیں، یہ

---

[1] ملخصًا، ج:۲، ص:۳۲، ابناء مولوی غلام رسول سورتی، ممبئی

[2] زیرِ آیت: "**قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ**" الآیۃ، سورۃ الاعراف، آیت:۱۱۸

آں حضرت ﷺ کے معجزاتِ عظیمہ میں سے ہیں، پھر کیوں کر تطبیق ہوسکتی ہے، ان میں اور قول اللہ تعالیٰ "وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ "الآیۃ میں؟ میں کہتا ہوں اس میں احتمال ہے کہ آں حضرت ﷺ کا فرمانا بسبیل تواضع اور ادب کے ہو، اور معنی اس آیت کے یہ کہ اطلاع کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھ کو اس کی قدرت دے دیتا ہے، اور یہ بھی کہ حضور ﷺ کا ایسا فرمانا قبل اِس کے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو غیب کا علم دیا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ "الآیۃ یعنی عالم الغیب اللہ تعالیٰ اپنے غیب کو ظاہر نہیں فرماتا کسی پر بھی مگر اپنے رسول پر ظاہر فرماتا ہے۔

(۷) شرح نسیم الریاض، علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمہ (زیر آیت مندرجہ بالا):

و هذا لاينا في الآيات الدالة على أنه لا يعلم الغيب إلا الله، و قوله: **وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ** فإن المنفيّ علمه من غير واسطة، و أما اطلاعه عليه بإعلام الله له فأمر متحقق. بقوله تعالیٰ: **فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ** انتھیٰ۔[1]

یعنی یہ آیات منافی نہیں ہیں جو دلالت کرتی ہیں اس بات پر کہ خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ "الآیۃ۔ تحقیق اس میں ان کے علم غیر واسطہ کی نفی ہے۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کے اعلام سے ان کو اطلاع ہوتی ہے وہ صحیح ہے اور یہ امر محقق ہو چکا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، مگر اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے (یعنی اپنے علمِ غیب پر جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے اُس پر اپنے حبیبِ پاک ﷺ کو مطلع فرما دیا ہے)۔

پس ان تحریرات سے ثابت ہے کہ جن آیات میں نفی علمِ غیب کے لیے کی گئی ہے وہ علم غیب ذاتی و استقلالی ہے اور ان آیات و دیگر آیات جن میں آں حضرت ﷺ کو علم غیب عطا ہو چکا ہے اور کثرت سے احادیث وارد ہیں، تطبیق یوں ہے کہ جن آیات میں نفی ہے وہ علم غیب ذاتی ہے اور باقی تمام علم غیب بالواسطہ عطیہ اللہ تعالیٰ کا ہے وہ علم غیب اضافی ہے، جس کا وہابیہ انکار کرتے ہیں۔

لیجیے! آپ کی آیات پیش کردہ کا جواب تو ہو چکا، اب علمِ غیبِ رسول اکرم ﷺ کے ثبوت کو ملاحظہ کیجیے:

فصل دوم: آیات قرآن شریف سے علمِ غیب کے عطا ہونے کا ثبوت

(۱) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا. اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ[2] الآیۃ۔

یعنی وہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے، ظاہر نہیں کرتا اپنے علمِ غیب کو کسی پر لیکن اپنے پسندیدہ رسول کو۔

---

[1] نسیم الریاض، ج:۳، ص:۱۵۰، برکات رضا، پور بندر

[2] پارہ:۲۹، سورہ جن:۷۲، آیت ۲۵، ۲۶.

(۲) تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ.[۱] (سورہ ھود مکیہ)

یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تیری طرف وحی بھیجتے ہیں۔

(۳) عَلَّمَهُ الْبَيَانَ.[۲] (سورۃ الرحمٰن مکیہ)

تعلیم کر دیا اس کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) سب بیان۔

(۴) فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى.[۳] (سورۃ النجم مکیہ)

یعنی پس وحی کی اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف جو کچھ وحی کی۔

(۵) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ.[۴] (سورۃ التکویر مکیہ)

اور نہیں وہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل، یعنی علمِ غیب کے بتلانے میں کچھ چھپا نہیں رکھتے۔

(۶) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.[۵] (سورہ آل عمران مدنی)

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے ضروری نہیں کہ غیب کی باتوں پر کسی کو اطلاع دے، لیکن اللہ تعالیٰ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے علم غیب کے لیے (سو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیبِ پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب کے لیے چن لیا ہے۔)

(۷) وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا.[۶] (سورۃ النساء مدنی)

یعنی اور اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے تمام علوم تم کو سکھلا دیے، جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے۔

(۸) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ.[۷] (سورہ آل عمران مدنی)

یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہیں۔

فصل سوم: تفاسیر معتبرات سے علم غیب کا ثبوت

(۱) تفسیر خازن زیر آیت «وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» يعني من أحكام الشرع وأمور الدين، وقيل: علمك من علم الغيب ما لم تكن تعلم، وقيل: معناه وعلمك من خفيات الأمور واطلعك على ضمائر القلوب وعلمك من أحوال المنافقين وكيدهم ما لم تكن تعلم « وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا»

[۱] پارہ: ۱۲، ھود ۱۱، آیت: ۴۹ [۲] پارہ: ۲۷، الرحمٰن ۵۵، آیت: ۴ [۳] پارہ: ۲۷، النجم ۵۳، آیت: ۱۰

[۴] پارہ: ۳۰، التکویر، ۸۱، آیت: ۲۴/ وماهو الاية ما محمد صلى الله عليه وسلم على الغيب على ما يخبر من الوحى إليه وغيره من الغيوب الأية تفسير بيضاوي، جلددوم، ص: ۴۱۶، سطر: ۱۵. ۱۲منہ

[۵] پارہ: ۴، آلِ عمران ۳، آیت: ۱۷۹ [۶] پارہ: ۵، نساء: ۴، آیت: ۱۱۳

[۷] پارہ: ۳، آلِ عمران ۳، آیت: ۴۹/ ذٰلك من انباء الغيب الآية أى ما ذكرنا من القصص من الغيوب. الخ، تفسير بيضاوي، جلد اول، ص: ۱۲۷، سطر: ۲۴. ۱۲منہ

يعني ولم يزل فضل الله عليك يا محمد (صلى الله عليه وسلم) عظيما. انتهىٰ. [1]

یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ سب کچھ تم کو سکھلا دیا، جو آپ نہیں جانتے تھے، یعنی احکامِ شرع اور امورِ دین۔ اور یہ بھی قول ہے کہ "عَلَّمَكَ" سے علمِ غیب مراد ہے جو آں حضرت ﷺ نہیں جانتے تھے، وہ سب سکھلا دیا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس کے معنیٰ ہیں کہ تمام خفیہ اور مخفی باتیں سکھلا دیں اور خبردار کر دیا تمام لوگوں کے دلوں کی خفیہ باتوں پر اور تمام منافقین کے حالات اور ان کے مکروں پر آگاہ فرما دیا جو آپ نہیں جانتے تھے، اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضلِ عظیم ہے، اور یا محمد ﷺ ہمیشہ سے ہے یہ فضل اللہ تعالیٰ کا عظیم آپ پر یعنی علمِ غیب ہمیشہ کے لیے عطا ہوا۔

(۲) تفسیر روح البیان، جلد ششم، ص: ۲۴

وكذا صار علمه محيطًا لجميع المعلومات الغيبية الملكوتية كما جاء في حديث اختصام الملٰئِكةِ أنه قال: فوضع كفه علىٰ كتفي فوجدت بردها بين ثدي فعلمت علم الأولين والآخرين. و في رواية: علم ماكان وما سيكون. بلفظه

ترجمہ: آپ کا (ﷺ) علم جمیع معلومات غیبیہ ملکوتیہ کو محیط ہو گیا، جیسا کہ حدیث بحث ملائکہ میں آیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنا کف (قدرت) میرے شانوں میں رکھا، پس اس کی خنکی میرے پستانوں میں پہنچی، پس جان لیا میں نے علم اولین و آخرین کا، اور ایک روایت میں ہے علم اُس چیز کا جو ہو چکی اور وہ چیز جو آئندہ ہوگی۔

(۳) تفسیر کبیر مصری، جلد سوم، ص: ۳۱۰، سطر ۳۱۔

«**وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا**» و هذا من أعظم الدلائل على أنّ العلم أشرف الفضائل والمناقب وذلك لأنّ الله تعالى ما أعطى الخلق من العلم إلا القليل ، كما قال «**وَمَآ أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا**» ونصيب الشخص الواحد من علوم جميع الخلق يكون قليلاً ، ثم أنه سمى ذلك القليل عظيماً حيث قال : «**وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا**». وسمى جميع الدنيا قليلا حيث قال: «**قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ**» وذٰلك يدل علىٰ غاية شرف العلم. بلفظه.

یعنی اور یہ بزرگ تر دلائل سے ہے علم کے اشرف فضائل اور مناقب ہونے پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو تھوڑا سا علم دیا۔ جیسا کہ فرمایا: کہ تم تھوڑا سا علم دیے گئے ہو، اور ایک شخص (محمد ﷺ) کو ساری مخلوق کے علموں سے جو حصہ ملا تو وہ بھی تھوڑا ہی ہے، پھر اس تھوڑے کو اللہ تعالیٰ نے بہت فرمایا۔ آیت «**وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا**» میں۔ اور ساری دنیا کا نام بھی خدا نے تھوڑا رکھا ہے، جو فرمایا: کہہ دے سامانِ دنیا تھوڑا ہے، اور یہ بات علم کی نہایت درجہ کی فضیلت پر دلیل ہے۔

[1] تفسير خازن، ج:١، ص:٤٢٦، دار الكتب العلمية، بيروت، لبنان، ١٩٩٥ء

(۴) تفسیر عزیزی سورہ بقرہ، ص: ۱۱۷، سطر: ۱۴۔

ہفت[1] کس را از انبیا بہ ہفت علم صراحۃً تفضیل دادہ۔ حضرت آدم را بہ علمِ لغت کہ «وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا» وحضرت خضر را بہ علم فراست «وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا» وحضرت یوسف را بہ علم تعبیر کہ «وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ» و حضرت داؤد را بہ علم صنعت «وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ» وحضرت سلیمان را بہ دانستن زبانِ جانوران کہ «عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ» وحضرت عیسیٰ را بہ علم توریت وانجیل کہ «وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ» وحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم را علم اسرار کہ «وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ»[2] بلفظہٖ۔

(۵) تفسیر جلالین، ص: ۸۷، سطر: ۴۔

«وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» من الأحكام والغيب.

یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمانا کہ سکھلا دیا اے رسول تم کو جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے۔ وہ تمام احکام، اوامر ونواہی اور غیب کے علوم ہیں۔

(۶) تفسیر معالم التنزیل زیر آیت «خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ» قال ابن كيسان خلق الإنسان، يعني محمدا صلى الله عليه وسلم. علمه البيان يعني بيان ما كان وما يكون اھ.[3]

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پیدا کیا انسان کو اور سکھلا یا اس کو بیان۔ ابن کیسان: کہتے ہیں کہ پیدا کیا انسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور سکھلایا ان کو بیان یعنی بیان، اور بیان وہ ہے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا، سب کچھ بتا دیا۔

(۷) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین ص: ۸۵۔

«وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» قيل: نزول ذٰلك من خفيات الأمور. بلفظه.

یہ آیت شریف مخفی امور کی تعلیم کے متعلق ہے۔

---

[1] ترجمہ: سات انبیاے کرام کو سات علوم میں صراحۃً فضیلت دی گئی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو علمِ لغت میں دلیل: «وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا» اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ حضرت خضر علیہ السلام کو علمِ فراست میں۔ دلیل: «وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا» اور (ہم نے) اسے اپنا علم لدنی عطا کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو علمِ تعبیر میں۔ دلیل: «وَعَلَّمْتَنِیْ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ» اور مجھے کچھ باتوں کا انجام نکالنا سکھایا (خوابوں کی تعبیر کا علم دیا)۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو علم صنعت وکاری گری میں۔ دلیل: «وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ» اور ہم نے اسے تمھارا ایک پہناوا بنانا سکھایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانوروں کی زبان سمجھنے میں دلیل: «عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ» ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم توریت وانجیل میں دلیل: «وَیُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ» اور اللہ اسے سکھائے گا کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو علم اسرار میں۔ دلیل: «وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ (ترجمۂ آیات از کنز الایمان)

[2] تفسیر عزیزی، سورۂ بقرہ، بیان فضیلت علم، ص: ۱۷۲

[3] تفسیر معالم التنزیل، ج: ۷، ص: ۴۳۸، زیرِ آیت: خلق الإنسان

(۸) تفسیر مدارک: «وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» من أمور الدين والشرائع أو من خفيات الأمور و ضمائر القلوب. بلفظه۔[۱]

یہ آیت شریف کہ اے رسول! سب کچھ تم کو سکھلا دیا، جس کو آپ نہیں جانتے تھے، وہ تمام امورِ دین اور شریعت کے اور تمام غیب کی باتیں اور تمام لوگوں کے دلوں کے بھید اور اندرونی حالات ہیں۔

(۹) تفسیر بیضاوی، جلد اول، ص: ۲۰۱، سطر: ۱۴۔

«وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» من خفيات الأمور أو من أمور الدين والأحكام.

اس آیت شریف میں تمام غیب کی باتیں یا تمام دین اور احکام اوامر ونواہی ہیں، جو آں حضرت ﷺ کو تعلیم فرمائے گئے۔

(۱۰) تفسیر قادری، جلد اول، ص: ۱۹۲۔

«وَعَلَّمَكَ» اور تعلیم کر دیا تجھے «مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ» جو نہ تھا تو کہ آپ سے جان لیتا چھپی ہوئی باتیں اور دلوں کے بھید۔ اور بہت علما نے کہا ہے کہ وہ علم ہے ربوبیت حق اور اس کے جلال کا، اور پہچاننا عبودیت نفس اور اُس کے حال کا۔ اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا، یہ اس کا علم ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے شبِ معراج میں آں حضرت ﷺ کو عطا فرمایا، جیسا کہ معراج کی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ میں عرش کے نیچے تھا، ایک قطرہ میرے حلق میں ڈال دیا، پس جان لیا میں نے جو کچھ ہو گیا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ بلفظہٖ

(۱۱) تفسیر قادری، جلد اول، ص: ۴۶۵۔ (سورۂ ہود)

«تِلْكَ» یہ قصہ جو مذکور ہوا «مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ» غیب کی خبروں میں سے کہ جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ سے «نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ» وحی کی ہم نے تیری طرف۔ بلفظہٖ

(۱۲) تفسیر قادری، جلد دوم، ص: ۴۹۰۔ (سورۂ رحمٰن)

«خَلَقَ الْاِنْسَانَ» پیدا کی خدا نے آدمیوں کی جنس «عَلَّمَهُ الْبَيَانَ» تعلیم کر دیا اس کو بیان، یعنی جو کچھ اس کے دل میں ہے، اسے کہہ کر یا لکھ کر ظاہر کرنا۔ یا حضرت آدم (علیہ السلام) کو پیدا کیا اور علم اسما انھیں تعلیم کر دیا، یا محمد ﷺ کو پیدا کیا اور جو کچھ تھا اور ہے اور ہوگا سب ان کو تعلیم کر دیا۔ چناں چہ علمت علم الأولين والآخرين.(حديث) کا مضمون اس کی خبر دیتا ہے۔ بلفظہٖ

(۱۳) تفسیر قادری، جلد دوم، ص: ۵۵۲۔

«عٰلِمُ الْغَيْبِ» وہ جاننے والا ہے پوشیدہ چیزوں کا «فَلَا يُظْهِرُ» تو ظاہر نہیں کرتا اور مطلع نہیں فرماتا «عَلٰى غَيْبِهٖ» اس غیب پر جو مخصوص ہے اسی کے علم کے ساتھ «اَحَدًا» کسی کو «اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى» مگر جسے پسند کر لیتا

---

[۱] تفسیر مدارک، ج: ۱، ص: ۲۵۰، (ابنائے مولوی غلام رسول سورتی)

ہے «مِنْ رَّسُوْلٍ» اپنے رسول میں سے کہ اُسے اُن میں سے بعض پر اطلاع دیتا ہے، تا کہ اس رسول کا معجزہ ہو اور یہاں رسول سے محمد ﷺ مراد ہیں۔ بلفظہٖ

(۱۴) تفسیر جلالین، ص: ۴۹۲۔

« **وَمَا هُوَ** » أي محمد عليه الصلوٰة والسلام « **عَلَى الغيب بِظَنِينٍ** » بمتهم[1] وفي قراءة بالضاد أي ببخيل فينقص شيئاً منه .

یعنی آں حضرت ﷺ علم غیب کے بتلانے میں متہم نہیں۔ اور قراءت ضاد (بضنین) سے معنی یہ ہیں کہ آں حضرت ﷺ غیب کی باتیں بتلانے میں بخیل نہیں اور نہ کسی چیز کی کمی کرتے ہیں۔

(۱۵) تفسیر جامع البیان برحاشیہ تفسیر جلالین، ص: ۴۹۰۔

« **وَمَا هُوَ** » محمد (صلى الله عليه و آله وسلم) « **عَلَى الغيب** » علٰى كل ما اطلع عليه مما كان غائبًا عنه « **بِظَنِينٍ** » بمتهم ومن قرأه بالضاد فمعناه ليس ببخيل عليه بل يبذله لكل واحد ويعلمه . بلفظه.

یعنی آں حضرت محمد ﷺ غیب کی خبروں کو جو ان کو اطلاع ہوتی ہے، بتلانے میں متہم نہیں۔ اور حرف ضاد کی قراءت میں اس کے معنی ہیں کہ آں حضرت ﷺ غیب کی تمام باتوں کے بتلانے میں بخیل نہیں ہیں بلکہ بخشش کر دیتے ہیں ہر ایک کو، اور سکھلا دیتے ہیں ہر شخص کو۔

(۱۶) تفسیر نیشاپوری، زیرِ آیت:

« **فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى** » والظاهر أنها أسرار و حقائق و معارف لا يعلمها إلا الله و رسوله.

وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا فيه دليل ظاهر علىٰ شرف العلم حيث سماه عظيما و سمىٰ متاع الدنيا بأسرها قليلا. بلفظه

یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: پس میں نے وحی کی اپنے بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو کچھ کہ وحی کی جو کچھ چاہا۔ اس کی تفسیر حضرت نیشاپوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام اسرار اور بھید مخفی ہیں، اور تمام حقیقتیں اور ماہیّتیں اشیا کی اور ان کے معارف اور شناختیں ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا، یعنی ذرہ ذرہ بتلا دیا۔

[1] (تفسير بيضاوى جلد دوم، ص:٤١٦، سطر:١٥)-"**وما هو**" وما محمد عليه الصلاة والسلام "**على الغيب**" على ما يخبره من الوحي إليه وغيره من الغيوب "**بظنين**" بمتهم من الظنة وهي التهمة. و قرء نافع و عاصم و حمزة و ابن عامر "**بضنين**" من الضن و هو البخل أي لا يبخل بالتبليغ والتعليم. بلفظه. ۱۲منہ

«وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا» میں ظاہر دلیل ہے علم کی شرافت پر کہ خدا نے اس کو بزرگ، عظیم فرمایا اور ساری دنیا کو قلیل یعنی تھوڑا سا۔

(۱۷) تفسیر قادری، جلد اول، ص: ۱۴۲، سطر: ۱۴۔

«مَا كَانَ اللّٰهُ »[1] نہیں ہے اللہ اس بات پر کہ «لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ » چھوڑ دے مسلمانوں کو «عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ» اوپر اس چیز کے کہ تم اے منافقو اس چیز پر ہو۔ یعنی تم جو مسلمانوں پر خفیہ طعن کرتے ہو اور ظاہر میں ان پر ہنستے ہو بلکہ حق تعالیٰ اپنی حکمت سے تمھارا امتحان کرتا ہے «حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ » یہاں تک کہ جدا کر دے ناپاک کو جو نفاق میں آلودہ ہے «مِنَ الطَّيِّبِ» یعنی پاک یعنی مومن مخلص سے۔ اور یہ جدا کرنا یا تو جہاد کے سبب سے ہوتا ہے کہ مخالف لوگ خلاف کر کے اعدائے دین سے لڑائی نہ کریں، جیسا کہ جنگِ اُحد میں ہوا، یا ان کے دلوں میں جو باتیں بھری ہوئی ہیں، وہ وحی سے سید عالم ﷺ کو معلوم ہو جائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اس سے آگاہ ہو جائیں۔ اور منافقوں کی دلی باتوں میں سے ایک بات یہ تھی کہ جب حضرت رسولِ مقبول ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کو حق تعالیٰ نے ان کی ذریت دکھا دی تھی، اُسی طرح میری تمام امت کی صورت و شکل سب مجھے دکھا دی ہے اور مجھے الہامِ الٰہی کی رو سے معلوم ہو گیا ہے کہ اُن میں سے کون شخص اسلام قبول کرے گا اور کون گم راہی میں پھنسا رہے گا۔ منافق آپس میں یہ بات کہتے تھے کہ محمد ﷺ علانیہ یہ دعویٰ کرتے ہیں اور ہمارے دلِ متزلزل کے حال سے غافل ہیں، اگر سچ کہتے ہیں تو کہہ دینا چاہیے کہ ایک ایک کا حال ہم سے بیان کر دیں کہ کون شخص مخلص ہے اور کون منافق۔ تو یہ آیت نازل ہوئی کہ: «وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ.»

(۱۸) تفسیر معالم التنزیل درشان نزول آیت: «وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ» الآيه . قال السدي: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :عرضت عليّ أمتي في صورها في الطين كما عرضت على اٰدم وأُعلمت من يؤمن بي ومن يكفر بي فبلغ ذلك المنافقين فقالوا استهزءًا: زعم محمد (صلى الله عليه وسلم) أنه يعلم من يؤمن به ومن يكفر ممن يخلق بعد، ونحن معه وما يعرفنا، فبلغ ذٰلك رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقام على المنبر فحمد الله و أثنى عليه ثم قال: ما بال أقوام طعنوا في علمي لاتسئلوني عن شيئ فيما بينكم و بين الساعة إلا أنبأتكم، فقام عبد الله بن حذافة السهمي فقال: من أبي يا رسول الله؟ قال: حذافة، فقام عمر فقال: يا رسول الله! رضينا بالله ربا و بالإسلام دينا و بالقران إماما و بك نبيا فاعف عنا عفا الله عنك . فقال النبي صلى الله عليه وسلم: فهل أنتم

[1] ما كان الله الآيه تفسير بيضاوی، جلد اول، ص: ١٦٤، سطر: ١٩ . ١٢ منه

منتھون ، ثم نزل عن المنبر فأنزل الله هذا الآية «مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ» بلفظه۔[1]

کہا سدی نے (جو کبار مفسرین تابعین سے ہیں) کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میرے روبرو پیش کی گئی میری امت، اپنی اصلی صورتوں میں جو مٹی میں تھی، جیسے کہ پیش کی گئی تھی حضرت آدم کے روبرو، تب میں نے جان لیا ہر شخص کو جو مجھ پر ایمان لایا، اور جو ایمان نہ لا کر کافر رہے گا۔ پس یہ بات منافقین کو پہنچی تب انھوں نے ہنسی اور تمسخر سے کہا کہ محمد (ﷺ) دعویٰ کرتے ہیں کہ میں جانتا ہوں اس شخص کو جو میرے پر ایمان لاتا ہے اور جو کافر رہتا ہے، اگرچہ وہ اب تک پیدا بھی نہیں ہوا، حالاں کہ ہم ان کے ساتھ رہتے ہیں، وہ ہم کو بھی پہچان نہیں سکتے، اور نہ اب تک ہم کو انھوں نے جانا ہے۔ پس منافقین کی اس گفتگو کی خبر آں حضرت ﷺ کی خدمتِ مبارک میں پہنچی۔ پس آں حضرت ﷺ فوراً منبر شریف پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کر کے فرمایا کہ: وہ کون لوگ ہیں جو میرے علم (غیب) پر طعن کرتے ہیں؟ پوچھیں مجھ سے جو کچھ چاہتے ہیں قیامت تک کے حالات، اور میں ان کو سب بتلاؤں۔ پس کھڑا ہوا عبداللہ ابن حذافہ (کہ بعض لوگ اس کے باپ کے بارے میں شک کرتے تھے) اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ فرمایا آں حضرت ﷺ نے: تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسی وقت حضرت عمر رضی اللہ اٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! ہم راضی ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ہمارا رب ہے اور اسلام سے جو ہمارا دین ہے اور قرآن سے جو ہمارا امام ہے اور حضور سے کہ ہمارے نبی اور رسول ہیں۔ پس معاف فرمایئے ہمیں، اللہ تعالیٰ آپ کو معاف کرے۔ تب فرمایا حضور ﷺ نے کہ کیا تم نہیں پوچھتے اور بس کر دی پوچھنے سے تب منبر سے حضور اتر آئے تو اسی وقت یہ آیت شریف «وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ» الآیہ، نازل ہوئی۔

(۱۹) تفسیر فتح العزیز معروف عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ محدث دہلوی، سورہ بقرہ ص: ۳۵۵، سطر: ۱۴۔

«وَيَكُوْنَ[2] الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا» یعنی[3] وباشد رسول شما برشما گواہ زیرا کہ او مطلع است بہ نور نبوت بر رتبۂ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است، پس

---

[1] تفسیر معالم التنزیل، باب: ۱۷۹، ج: ۲، ص: ۱۴۰

[2] و یکون الرسول الآیہ، تفسیر بیضاوی، جلد اول، ص: ۸۱۔ ۱۲منہ

[3] ترجمہ: یعنی تمھارے رسول تم پر گواہ ہوں گے، کیوں کہ نورِ نبوت سے وہ اپنے دین کے ہر دین دار شخص کو جانتے ہیں کہ میرے دین کے کس درجہ پر فائز ہے، اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے، اور وہ کون سا پردہ ہے، جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ لہٰذا وہ تمھارے گناہوں، تمھارے ایمان کے درجات، تمھارے اچھے برے اعمال اور خلوص ونفاق سب پر مطلع ہیں۔ اسی لیے حضور کی شہادت دنیا میں بحکم شرع امت کے حق میں مقبول اور واجب العمل ہے اور آپ نے اپنے زمانہ کے حاضرین مثلاً صحابۂ کرام، ازواج مطہرات اور اہل بیت اطہار اور بعد والوں جیسے اویس قرنی، صلہ، امام مہدی اور مقتول دجال کے جو کچھ فضائل ومناقب یا حاضر وغائب کے جو عیوب ونقائص بیان فرمائے ان پر اعتقاد رکھنا واجب وضروری ہے۔ اور اسی قبیل سے ہے جو روایتوں میں آیا ہے کہ ہر نبی کو اس کی امت کے اعمال پر مطلع کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص آج یہ کام کر رہا ہے اور فلاں وہ کام کر رہا ہے، تاکہ بروز قیامت ان کے متعلق گواہی دے سکے۔

اومی شناسد گناہان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک و بد شمارا واخلاص ونفاق شمارا، ولہٰذا شہادت اودر دنیا بہ حکم شرع در حق امت مقبول و واجب العمل ست، وآں چہ اواز فضائل ومناقب حاضران زمان خود مثل صحابہ وازواج واہل بیت، یا غائبان از زمان خود مثل اویس وصلہ ومہدی ومقتول دجال یا از معائب ومثالب حاضران وغائبان می فرماید اعتقاد برآں واجب است، وازیں ست کہ در روایات آمدہ کہ ہر نبی را بر اعمال امتیان خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں می کند و فلانے چناں تاروز قیامت اداے شہادت تواند کرد۔ الخ۔ بلفظہٖ۔[1]

فصل چہارم: آں حضرت ﷺ کے علمِ غیب کا احادیثِ صحیحہ سے ثبوت

(۱) صحیح بخاری جلد دوم، کتاب بدء الخلق، ص: ۱۴۹، سطر: ۲۵، مصری:

عن طارق بن شهاب قال سمعت عمر رضي الله عنه يقول : قام فينا النبي صلى الله عليه و سلم مقاما فأخبرنا عن بدء الخلق حتى دخل أهل الجنة منازلهم وأهل النار منازلهم. حفظ ذلك من حفظه ونسيه من نسيه. بلفظه

یعنی طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ آں حضرت ﷺ ہمارے (صحابہ میں) میں ایک مقام پر کھڑے ہوئے اور ہم کو خبر دے دی، تمام ابتداے دنیا سے لے کر قیامت تک کی یہاں تک کہ بہشتی اپنی جگہوں میں داخل ہوں اور دوزخی اپنی جگہوں میں، یادرکھا اس بات کو جس نے یادرکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(۲) صحیح بخاری جلد چہارم، کتاب الفتن، ص: ۱۶۱، سطر: ۳۵، مصری:

عن أنس رضي الله عنه قال: سألوا النبي صلى الله عليه و سلم حتى أحفوه بالمسألة فصعد النبي صلى الله عليه و سلم ذات يوم المنبر فقال لا تسألوني عن شئ إلا بَيَّنتُ لكم فجعلت أنظر يمينا وشمالا فإذا كل رجلٍ رأسُه في ثوبه يبكي فأنشأ رجل كان إذا لاحى يُدعىٰ إلى غير أبيه فقال: يا نبي الله! من أبي ؟ فقال: أبوك حذافة. ثم أنشأ عمر فقال: رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد رسولا نعوذ بالله من سوء الفتن، فقال النبي صلى الله عليه و سلم: ما رأيت في الخير والشر كاليوم قط إنه صُوِّرت لي الجنةُ والنارُ حتى رأيتُهما دون الحائط.

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے آں حضرت ﷺ سے (علم غیب کی بابت) پوچھا اور

---

[1] (تفسير بيضاوى، ج:۱، ص: ۱٦٤، سطر: ۲٤) وَمَا كَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَآءُ. وما كان الله ليؤتي أحدكم علم الغيب فيطلع على ما في القلوب من كفر و ايمان ولكن الله يجتبي لرسالته من يشاء فيوحي إليه ويخبره ببعض المغيبات أو ينصب له ما يدل عليها. بلفظه. ۱۲ منه

سوال کرنے میں بہت اصرار کیا، تب آں حضرت ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ پوچھو جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو، تا کہ میں بیان کروں، ادھر ادھر داہنے بائیں میں نے نظر کی تو معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص اپنے منہ پر کپڑا ڈال کر رو رہا ہے۔ اتنے میں کھڑا ہوا ایک آدمی جس کو جھگڑے کے وقت اس کے باپ کے سوا اور کسی کی طرف نسبت کرتے تھے، اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فرمایئے میرا باپ کون ہے؟ تب فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے، انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم راضی ہوئے اللہ پر جو ہمارا رب ہے اور اسلام پر جو ہمارا دین ہے اور محمد ﷺ پر جو ہمارا رسول ہے۔ ہم پناہ مانگتے ہیں برے فتنوں سے، پس فرمایا حضور سرورِ عالم ﷺ نے کہ میں نے نہیں دیکھا آج کے دن کا سا خیر اور شر تحقیق وہ متشکل دکھائی دیے بہشت و دوزخ یہاں تک کہ میں نے دونوں کو اس کی دیوار کے ادھر دیکھا۔

(۳) صحیح بخاری جلد چہارم، کتاب الفتن، ص: ۱۶۲، سطر: ۱۴، مصری

عن ابن عمر قال: ذكر النبي صلى الله عليه و سلم اللّٰهُمَّ بارك لنا في شامنا، اللّٰهُمَّ بارك لنا في يمننا. قالوا: يا رسول الله ! وفي نجدنا ؟ قال : اللّٰهُمَّ بارك لنا في شامنا، اللّٰهُمَّ بارك لنا في يمننا. قالوا: يا رسول الله! وفي نجدنا؟ فأظُنُّه قال في الثالثة: هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان. بلفظه

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور اے اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں، اور کہا: (نجد والوں نے) کہ ہمارے ملک نجد کے واسطے بھی دعا فرمایئے کہ برکت ہو۔ پھر دوبارہ فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے ملک شام میں اور یا اللہ برکت دے ہمارے ملک یمن میں، پھر نجدی بولے کہ ہمارے نجد میں بھی برکت ہو، پس راوی کا گمان ہے کہ یہ دعا تین دفعہ مانگی گئی اور نجدیوں کے حق میں فرمایا کہ وہاں (نجد میں) زلزلے اور فتنے پیدا ہوں گے اور نیز وہاں ایک شیطان نکلے گا، یا شیطان کا سینگ نکلے گا۔

یہ حدیث شریف پیشین گوئی علمِ غیب میں حضرت ﷺ کی طرف سے ہے جو ۱۲۰۰ھ میں پوری ہوئی، جب کہ شیخ عبدالوہاب شیخِ نجد نے وہاں ظہور کیا۔ تمام محدثین وعلما اس میں متفق ہیں، اور کتاب ردالمحتار شامی کے باب البغات میں اس کا حال درج ہے۔[1]

(۴) صحیح بخاری جلد چہارم، ص: ۱۸۵، سطر: ۱۹، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ:

عن الزهري قال أخبرني أنس بن مالك (رضي الله عنه) : أن النبي صلى الله عليه و سلم خرج حين زاغت الشمس فصلى الظهر فلما سلّم قام على المنبر فذكر الساعة وذكر أن بين يديها أمورا

[1] رد المحتار، باب البغاة، مطلب فى أتباع عبد الوهاب الخوارج فى زماننا، ج:٤، ص:٤٤٩، دار الفكر للطباعة والنشر، بيروت.

عظاما ثم قال: من أحب أن يسأل عن شيئ فليسأل عنه فو الله لا تسألوني عن شيئ إلا أخبرتكم به ما دمت في مقامي هذا . قال أنس: فأكثرَ الناسُ البكاءَ وأكثر رسول الله صلي الله عليه وسلم أن يقول سلوني . فقال أنس: فقام إليه رجل فقال أين مدخلي يا رسول الله؟ قال: النار ،فقام عبد الله بن حذافة فقال من أبي يا رسول الله؟ قال: أبوك حذافة . قال: ثم أكثر أن يقول سلوني سلوني فبرك عمر علی رکبتيه فقال رضينا بالله ربا.[1] الحديث.

ترجمہ: حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو خبر دی انس ابن مالک رضی اللہ عنہ نے تحقیق حضرت ﷺ جس وقت سورج ڈھلا اپنے گھر سے باہر تشریف لائے، اور نمازِ ظہر پڑھی اور منبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کے آنے کا حال بیان فرمایا اور فرمایا اس سے پہلے بڑے بڑے اہم امور ہونے والے ہیں۔ پھر فرمایا کہ کوئی شخص ہے کہ مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے، پس پوچھ لے مجھ سے، قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جو کچھ خبر بھی پوچھو گے میں بتلاؤں گا، جب تک میں یہاں کھڑا ہوں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگ بہت روئے اور بہت دفعہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرو مجھ سے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت ﷺ کے سامنے کھڑا ہوا، اس نے پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ تیری جگہ دوزخ میں ہے، پھر اٹھا عبداللہ بن حذافہ، اس نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ میرا باپ کون ہے؟ آں حضرت ﷺ نے فرمایا: کہ تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر فرمایا کہ اور پوچھو اور پوچھو مجھ سے۔ اخیر حدیث تک۔

(۵) صحیح مسلم، جلد دوم، ص: ۳۹۰، سطر: ۴، کتاب الفتن:

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ الله زَوَى لِيَ الأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الأَحْمَرَ وَالأَبْيَضَ.الحديث.

یعنی حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے بغرضِ ملاحظہ پیش کیا، پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا اور قریب ہے کہ میری امت کی سلطنت ان تمام مقامات میں پہنچے اور مجھے دونوں خزانے سرخ و سفید دیے گئے ہیں۔ (چاندی کے اور سونے کے یا ملکِ شام و عراق یا عرب و عجم)

(۶) صحیح مسلم، جلد دوم، ص: ۳۹۰، سطر: ۱۸۔

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم مقامًامَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إلا حَدَّثَ بِه حَفِظَه مَنْ حَفِظَه وَ نَسِيَه مِنْ نَسِيَه.الحديث.

یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے میں رسولِ خدا ﷺ (منبر پر خطبہ کے لیے) تشریف

[1] بخاری، کتاب السنة والاعتصام، باب ما يكره من كثرة السوال. حديث: ۷۲۹٤

فرما ہوئے کہ کوئی چیز بیان کرنے سے نہیں چھوڑی قیامت تک یعنی سب کچھ جو ہونے والا تھا قیامت کے لیے بیان فرمایا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا، اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

(۷) صحیح مسلم، جلد دوم، ص: ۳۹۰، سطر: ۲۱۔

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ فَمَا مِنْهُ شَيْءٌ إِلاَّ قَدْ سَأَلْتُهُ. الحديث.

یعنی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق آگاہ فرمادیا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدا سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے باقی کوئی چیز نہیں رہی۔

(۸) صحیح مسلم، جلد دوم، ص: ۳۹۰، سطر: ۲۷۔

حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ (عَمْرُو بْنُ أَخْطَبَ) قَالَ: صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلىّ، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرِ فَخَطَبْنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا. بلفظه.

یعنی حدیث بیان کی مجھ سے ابوزید (عمرو بن اخطب) رضی اللہ عنہ نے، کہا فجر کی نماز پڑھی ہم نے (صحابہ نے) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ، پھر آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ نمازِ عصر کا وقت ہوگیا، پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور نماز پڑھی عصر کی، اور پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور خطبہ فرمایا ہم سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا، پس خبر دی ہم کو ان تمام امور کی جو پہلے ہو چکے تھے اور جو آئندہ ہونے والے تھے، پس زیادہ علم اس کو ہے جسے زیادہ یاد رہا۔

(۹) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، جلد چہارم، ص: ۲۹۶، سطر: ۱۰

عن[1] حذيفة (رضي الله عنه) قال: **روایت است از حذیفہ کہ گفت** (قام: فينا رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم مقاما) **ایستاد در ما آں حضرت یعنی خطبہ خواند و وعظ گفت ایستادنی کہ** (ما ترك شيئاً يكون) **نہ گذاشت چیزے کہ باشد و وقوع یابد** (في مقامه ذٰلك إلىٰ قيام الساعة) **دراں مقامے کہ ایستادہ بود تا روزِ قیامت یعنی نہ گذاشت دریں مقام چیزے را از وقائع کہ شدنی ست تا روزِ قیامت**[2]، **الحدیث متفق علیہ۔**

(۱۰) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، جلد چہارم، ص: ۴۶۸، سطر: ۲۴۔

---

[1] ترجمۂ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا اور اسی حالت میں قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو بیان فرمادیا۔

[2] اشعة اللمعات، ج: ٤، كتاب الفتن، فصل اول، ص: ٢٧٥، مطبع تيج كمار، لكهنؤ.

(عن[1] عمر رضي الله عنه قال : قام فينا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مقاماً) گفت امیر المومنین عمر (رضی اللہ عنہ) کہ ایستاد درمیان ما از جہت ما وموعظت ما آں حضرت ایستادنی یا درمقام ایستادن یعنی خطبہ خواند (فأخبرنا عن بدء الخلق) پس خبر داد مارا آغاز آفرینش (حتیٰ دخل أهل الجنة منازلهم و أهل النار منازلهم) تا آخر روزِ قیامت کہ درآیند بہشتیاں بہشت را و دوزخیاں دوزخ را یعنی احوال مبدا ومعاد از اول تا آخر ہمہ را بیان کرد[2]۔ بلفظہٖ الحدیث۔

(۱۱) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ حضرت شیخ علیہ الرحمہ محدث دہلوی، جلد اول، ص: ۳۵۵، سطر: ۶۔

(عن[3] عبد الرحمٰن بن عايش قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: رأيت ربي) دیدم پروردگارِ خود را عز وجل ......در شب معراج ......(في أحسن صورة) درنیکو صورتے ......(قال: فيم يختصم الملأ الأعلىٰ) گفت پروردگار تعالیٰ و پرسید از من کہ در چہ چیز خصومت می کنند ملائکہ وملاء جماعت از اکابر واشراف قوم را گویند ......(قلت) می فرماید آں حضرت کہ گفتم من در برابر ایں سوال پروردگار (أنت أعلم) تو دانا تری ....(قال) گفت آں حضرت: (فوضع كفه بين كتفي) پس نہاد پروردگار تعالیٰ دست قدرت وانعام خود را میان دوشانۂ من .... (فوجدت بردها بين ثديي) پس یافتم من سردی دست مولیٰ تعالیٰ را درمیان دو پستان خود کنایت است از وصول اثر فیض بقلب شریف وحصول بردیقین ......فرمود: (فعلمت ما في السمٰوات والأرض) پس دانستم ہر چہ درآسمان ہا و

---

[1] ترجمہ: امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے درمیان (ہمیں وعظ ونصیحت کرنے کے لیے) کھڑے ہوئے تو اسی مقام پر ابتدائے آفرینش سے لے کر قیامت تک کے تمام حالات حتی کہ جنتیوں کے جنت میں اور جہنمیوں کے جہنم میں داخل ہونے تک کے حالات ہمیں بتا دیے۔

[2] اشعة اللمعات، ج: ٤، كتاب الفتن، باب بدء الخلق و ذكر الأنبياء، فصل: ١، ص: ٤٤٥

[3] ترجمہ حضرت عبد الرحمٰن بن عایش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے (شبِ معراج) اپنے پروردگار عز وجل کو اچھی صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (اور مجھ سے پوچھا) کہ بلند رتبہ فرشتوں کی جماعت کس بارے میں جھگڑ رہی ہے؟ (اور "ملاء" قوم کے اکابر واشراف کو کہتے ہیں) حضور نے فرمایا: میں نے (پروردگار کے اس سوال کے جواب میں) عرض کیا تو بہتر جانتا ہے۔ حضور نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت وانعام میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کے دستِ پاک کی ٹھنڈک اپنے دونوں پستانوں کے درمیان محسوس کی (یہ قلب شریف تک فیض کا اثر پہنچنے اور یقین کی ٹھنڈک کا احساس ہونے سے کنایہ ہے) آپ نے فرمایا: تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (اس سے تمام جزوی وکلی علوم کا حصول اور ان کا احاطہ کرنا مراد ہے) اور حضور نے اس حال کے مناسب یہ آیت تلاوت فرمائی "كذلك نري إبراهيم ملكوت السمٰوات والأرض وليكون من الموقنين" اور اسی طرح ہم ابراہیم خلیل علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی ساری بادشاہی دکھاتے ہیں اور اس لیے کہ ابراہیم علیہ السلام (اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور توحید کا) یقین کرنے والوں میں سے ہوجائیں۔

اہلِ تحقیق نے بیان کیا کہ ان دونوں روایتوں میں فرق ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام نے آسمان وزمین کی بادشاہی دیکھی اور حبیبِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آسمان وزمین کی تمام چیزوں اور ان کی ذوات وصفات، ظاہر و باطن سب کو دیکھا۔

ہر چہ در زمین بود، عبارت ست از حصول تمامۂ علوم جزوی وکلی واحاطۂ آں (وتلا) وخواند آں حضرت مناسب ایں حال............ایں آیت را(وکذٰلك نري إبراهيم ملكوت السمٰوات والأرض) وہم چنیں نمودیم ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را ملک عظیم تمامہ آسمان ہا راوز مین را(ولیکون من الموقنین) وتا آں کہ گردد ابراہیم (علیہ السلام) از یقین کنندگان بہ وجود ذات وصفات وتوحید۔ واہل تحقیق گفتہ اند کہ تفاوت ست درمیان ایں دو روایت زیر کہ خلیل علیہ السلام ملک آسمان وزمین را دید وحبیب (ﷺ) ہر چہ در آسمان وزمین بود حالے از ذوات وصفات وظواہر وبواطن ہمہ را دید[1]۔ بلفظہ

(۱۲) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شیخ علیہ الرحمہ، جلد اول، ص:۳۶۶، سطر:۱۱۔

ایک طویل حدیث حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہے جو اسی حدیث مندرجہ بالا کے مطابق ہے۔ اس میں حدیث شریف کا خاص جملہ یہ ہے:(فتجلی لي كل شيئ و عرفت)[2] پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را۔[3]

اس حدیث شریف سے واضح طور پر ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ کو ذرہ ذرہ کا علم حاصل ہے، کوئی بھی چیز ان سے پوشیدہ نہیں اور سب کو پہچانتے ہیں۔(وہابیہ کے لیے ماتم)

(۱۳) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ایضاً، جلد چہارم، ص:۵۹۹، بابِ معجزات فصل ثانی (شہادتِ گرگ):

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: قَالَ: جَاءَ ذِئْبٌ إِلَى رَاعِي غَنَمٍ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَزَعَهَا مِنْهُ، قَالَ: فَصَعِدَ الذِّئْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَثْفَرَ وَقَالَ قَدْ عَمَدْتُ إِلَى رِزْقٍ رَزَقَنِيهِ اللهُ أخذتهُ ثم انْتَزَعْتَهُ مِنِّي، فَقَالَ الرَّجُلُ : تاللهِ إِنْ رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ، فقَالَ الذِّئْبُ، أَعْجَبُ مِنْ هَذَا رَجُلٌ فِي النَّخَلاَتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ[4] يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ. قال: فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا فَجَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فأخبره و أسلم فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بھیڑیا ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس آیا اور اس نے ایک بکری کو پکڑ لیا، اور چرواہے نے اس کا پیچھا کیا، یہاں تک کہ بکری کو بھیڑیے سے چھڑا لیا، پس بھیڑیا ایک ٹیلہ پر چڑھ گیا اور بیٹھ گیا، اور اپنی دم کو چوتڑوں میں کر لیا اور بولا کہ میں نے قصد کیا اس روزی کی طرف جو اللہ تعالیٰ نے مجھے

[1] اشعة اللمعات، ج:۱، كتاب الصلوٰة، باب المساجد و مواضع الصلوٰة، فصل:۲، ص:۳۳۳، مطبع تيج كمار، لكهنؤ.

[2] ترجمہ: تمام علوم مجھ پر روشن ہو گئے اور میں نے سب کو جان پہچان لیا۔

[3] اشعة اللمعات، ج:۱، كتاب الصلوٰة، باب المساجد و مواضع الصلوٰة، فصل:۳، ص:۳٤۳، تيج كمار، لكهنؤ.

[4] حرتین: حرۃ کے معنیٰ پتھریلی زمین اور حرتین صیغہ تثنیہ ہے۔ ۱۲ منہ

روزی دی اور میں نے اس کو لے لیا، تو نے (اے چرواہے) وہ روزی مجھ سے چھین لی۔ چرواہے نے بھیڑیے سے یہ بات سن کر نہایت تعجب سے کہا کہ قسم خدا کی کہ نہیں دیکھا میں نے آج تک کسی بھیڑیے کو جو گفتگو کرتا ہو۔ تب بھیڑیے نے کہا کہ اس سے تعجب انگیز وہ بات ہے جو ایک شخص (محمد ﷺ) نخلستان مکہ و مدینہ میں رہتا ہے وہ خبر دیتا ہے جو کچھ گزر چکا ہے اور جو کچھ تمھارے بعد ہونے والا ہے۔ (فرمایا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے) وہ چرواہا یہودی تھا، پس آیا وہ نبی ﷺ کے پاس اور اس واقعہ کی خبر عرض کی اور مسلمان ہوگیا اور رسولِ خدا ﷺ نے اس کی تصدیق کی۔ (اس کا ذکر حیات الحیوان میں بھی ہے)۔

(۱۴) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، ص: ۱۹۳، سطر: ۱۲، مصری:

جلس النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر، فكشف له حتى نظر إلى معركتهم فقال: أخذ الراية زيد بن حارث حتىٰ استشهد، فصلى عليه، ثم قال: استغفروا له، ثم أخذ الراية جعفر بن أبي طالب حتىٰ استشهد، فصلى عليه، ثم قال: استغفروا لأخيكم جعفر، ثم أخذ الراية عبد الله بن رواحة فاستشهد فصلى عليه، ثم قال: استغفروا لأخيكم. فأخبر أصحابه بقتلهم في الساعة التي قتلوا فيها - موتة دون دمشق بأرض البلقاء. بلفظه

ترجمہ: یعنی آں حضرت ﷺ ایک روز منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو جنگ کا موقعہ حضور کی آنکھوں کے سامنے ظاہر ہوگیا، فرمایا کہ اب زید بن حارث نے علم اٹھایا ہے، یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے، پس دعاے رحمت فرمائی ان کے لیے۔ پھر فرمایا: دعاے استغفار کرو اس کے لیے۔ پھر فرمایا کہ علم اٹھایا اب جعفر بن ابی طالب نے یہاں تک کہ وہ شہید ہوئے، پھر دعاے رحمت فرمائی ان پر، پھر فرمایا: دعا مانگو اپنے بھائی جعفر کے لیے۔ پھر فرمایا کہ اب علم اٹھایا عبداللہ بن رواحہ نے وہ بھی شہید ہوگیا۔ پس دعاے رحمت فرمائی اس پر اور فرمایا کہ دعا مانگو اپنے بھائی کے لیے۔ پس خبر دی اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اسی گھڑی میں جب کہ وہ شہید ہوئے۔ یہ واقعۂ جنگ و شہادت کا مقام موتہ جو دمشق کے پاس زمین بلقا میں ہوا (جو مدینہ منورہ سے دور فاصلہ پر ہے) اور آں حضرت ﷺ مدینہ منورہ میں ملاحظہ اپنی چشمِ مبارک سے فرما رہے تھے، اور صحابہ سے ان کا حال بیان فرما رہے تھے۔

(۱۵) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، ص: ۱۹۳، سطر: ۱۱ مصری:

عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله قد رفع لي الدنيا، فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة، كأنما أنظر إلى كفي هذه. بلفظه.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے: تحقیق اٹھائی گئی میرے لیے تمام دنیا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے اس کو دیکھ رہا ہوں، ایسا جیسے یہ میرے ہاتھ کی ہتھیلی ہے۔

(۱۶) مواہب اللدنیہ، جلد دوم، ص: ۱۹۳، سطر: ۱۱ مصری:
عن حذيفة قال قام فينا: الحديث.

یہ وہی حدیث شریف ہے جو صحیح مسلم کے صفحہ ۳۹۰، سطر ۱۸ میں ہے جو پیچھے درج کی گئی ہے۔

(۱۷) شرح سفر السعادة شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۲۲۷۔

بالجملہ نوبتے استسقامی کرد ابولبابہ بن عبداللہ کہ یکے از مشاہیر صحابہ بوداھ۔ برخاست وگفت یارسول اللہ! خرما در مربداست اھ۔ در آب باراں خراب خواہد شد برغم ابی لبابہ فرمود: اللّٰهُمَّ اسقنا حتى يقوم أبو لبابة عريانا فيسد ثعلب[1] مربده[2] بإزاره فأمطرت فاجتمعوا إلى أبي لبابة ، فقالوا : إنها لن تقلع حتى تقوم عريانا ، فتسد مربدك بإزارك. كما قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ، ففعل ، فاستهلت السماء.اھ

یعنی اے اللہ! ہم پر پانی برسا یہاں تک کہ ابولبابہ ننگا کھڑا ہو اور اپنے مربد کے راستہ کو اپنے ازار سے بند کرے، پس مینہ برسا۔ لوگ ابولبابہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا جب تک تم مطابق فرمانِ حضرت ﷺ کے ننگے کھڑے ہو کر اپنے ازار سے مربد کو بند نہ کرو گے تب تک بارش بند نہ ہوگی۔ ابولبابہ نے ویسا ہی کیا، آسمان صاف ہو گیا۔

(۱۸) مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، ص: ۱۷۵، جلد اول:

[3] از بعضے صلحا از اہل فضل شنیدہ شدہ کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ و اثبات کردہ کہ آں حضرت را تمامہ علومِ الٰہی معلوم ساختہ بودند۔ انتہٰی۔

(معلوم ہوتا ہے کہ شیخ علیہ الرحمہ نے جس کتاب کی تصنیف کا ذکر فرمایا، وہ غالباً یہ کتاب ہے جس کا نام "المدلول بالمنقول في بيان شمول علم الرسول" ہے جو حضرت شیخ ابو اسحاق شیرازی علیہ الرحمہ کی ہے جس کی عبارت ذیل میں درج کی جاتی ہے جو دوسری کتاب فوائد النفیسہ کے نام سے ہے، اس میں درج ہے۔)

(۱۹) فوائد نفیسہ، حضرت شیخ ابو اسحاق علیہ الرحمہ:

و كل واحد من قوله تعالىٰ: «**وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ**» و قوله «**مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ**» فيطلعه على الغيب، والغيب اسم الجنس فهو يفيد العموم، كما تقرر في أصول الفقه و حينئذٍ يكون معناه فيطلعه على جميع الغيوب. و قوله صلى الله عليه وسلم: علمت ما كان وما سيكون. في ما رواه البخاري. و قوله صلى الله عليه وسلم فيما رواه أحمد

---

[1] ثعلب: بارش کے پانی نکلنے کی جگہ۔ منہ [2] مربد: وہ جگہ جہاں اونٹ بٹھائے جاتے ہیں یا خرما خشک کی جاتی ہیں۔ منہ
[3] ترجمہ: بعض نیک سیرت صاحب فضل سے سنا گیا کہ ایک عارف نے ایک کتاب لکھی ہے اور ثابت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علومِ الٰہی معلوم تھے۔

والترمذي و صححه البخاري.

خلاصہ یہ کہ جہاں کہیں رب العزت جل جلالہ نے «**وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ** »اور «**مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ**» الآیہ، فرمایا ہے اس سے تمام جنس مراد ہے، اور غیب اسم جنس ہے وہ عموم کا فائدہ دیتا ہے، جیسا کہ اصول فقہ والوں نے مقرر کیا ہے، تو یہ معنیٰ ہوں گے کہ اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے تمام غیبوں پر، اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ "علمت ما كان وما سيكون" کہ جان لیا میں نے جو کچھ ہو چکا اور جو آئندہ ہوگا۔ جیسے کہ بخاری نے روایت کیا ہے۔

اور فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جیسا کہ احمد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور بخاری نے اس کو صحیح کہا ہے:

إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا شاء الله فَنَعَسْتُ فِي صَلاَتِي حَتَّى فاسْتَثْقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فقال: يا محمد فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلأُ الأَعْلَى قُلْتُ: لاَ أَدْرِي. قَالَهَا ثَلاَثًا، قُلتُ: لا أدري، فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ.

خاص من حيث شخص النبي صلى الله عليه وسلم، عام من حيث المعلوم، فإن المعلوم في الآية الأولى جميع المعلومات، و في الآية الثانية جميع الغيوب، و في الحديث الأول جميع الموجودات والمعدومات، و في الحديث الثاني جميع الأشياء. أي جميع المعلومات و كل واحد من هذه المعلومات الأربعة أعم من الغيوب الخمسة وغيرها. ونحن بعون الله و حسن توفيقه و تائيده أثبتنا بسبعة دلائل تعلق علمه صلى الله عليه وسلم بجميع المعلومات فضلا عن هٰذه الغيوب الخمسة في كتابنا، "المدلول بالمنقول والمعقول في بيان شمول علم الرسول" و هو كتاب صنفنا في هذا الشان. انتهٰى.

(آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا: تحقیق ایک رات کو میں اٹھا اور وضو کیا اور نماز پڑھی، جب تک اللہ پاک نے چاہا، پس اونگھ گیا میں اپنی نماز میں پس بوجھل ہو گیا پس یکا یک گویا میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا، پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے، یا محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) کس بات میں ملاء اعلیٰ کے فرشتے جھگڑا کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ ایسا اللہ تعالیٰ نے تین بار فرمایا میں نے یہی کہا کہ میں نہیں جانتا، پس دیکھا میں نے کہ رکھا ہاتھ قدرت کا اپنا میرے دونوں مونڈھوں کے درمیان، یہاں تک کہ پایا میں نے ٹھنڈک اس کی انگلیوں کی، درمیان اپنی چھاتی کے، پس روشن ہوئیں میرے لیے کل چیزیں اور جانا میں نے ان کو۔

یہ خاص ہے اس حیثیت سے کہ اس میں خاص کیے گئے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عام ہے بحیثیت معلومات کے، پس تحقیق معلوم ہوا کہ پہلی آیت جامع ہے معلومات کے لیے اور دوسری آیت غیوبات کے لیے۔ اور پہلی حدیث میں تمام موجودات اور معدومات اور دوسری حدیث میں تمام اشیا یعنی تمام معلومات اور ہر ایک ان چاروں معلومات سے زیادہ عام ہے پانچ غیبوں سے اور ان کے غیر کو۔ اور ہم نے اللہ تعالیٰ کی مدد اور اچھی توفیق و تائید سے ثابت کیا دلیلوں کے ساتھ اپنی

کتاب"المدلول بالمنقول والمعقول في بيان شمول علم الرسول" میں کہ سرورِ عالم ﷺ کی معلومات میں ان پانچ غیبوں سے کوئی علم غیب باقی نہیں رہا، اور تمام غیبوں کو شامل ہے اور وہ کتاب ہم نے اس ہی بحث میں تصنیف کی ہے۔ بلفظہ (کتاب منیر الدین مؤلفہ مولانا محمد بشیر الدین صاحب مطبوعہ مصطفائی اسٹیم پریس نل بازار، بمبئی نمبر ۹، ۱۳۳۴ھ)

(۲۰) عینی شرح صحیح بخاری، جلد رابع، ص:۲۲۱۔

عن ابن عباس رضي الله عنه: قال: خطب رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم الجمعة، فقال: اخرج يا فلان، فإنك منافق واخرج يا فلان فإنك منافق فأخرج من المسجد ناساً منهم فضحهم. الحديث.[1] بلفظه.

یعنی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ نے جمعہ کے روز خطبہ میں فرمایا کہ اے فلاں نکل جا یہاں سے تو واقعی منافق ہے۔ اے فلاں نکل جا یہاں سے کہ تو واقعی منافق ہے۔ پس نکال دیے بہت آدمی اور ان کی فضیحت ہوئی یعنی ان کی رسوائی ہوئی۔

(۲۱) شرح شفا حضرت ملا علی قاری، جلد اول، ص:۲۴۱

قال ابن عباس رضي الله عنه: كان المنافقون من الرجال ثلث مائة و من النساء مائة و سبعين . بلفظه.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے (بموجب ارشاد حضور ﷺ) بتلایا: منافق مرد تین سو تھے اور عورتیں منافقات ایک سو ستر تھیں۔

یہاں یہ بات بھی صاف ہوگئی جیسا کہ منافق کہتے تھے کہ ہم حضرت کے پاس رہتے ہیں لیکن ہم کو نہیں پہچانتے اور غیب کی باتیں بتلاتے ہیں، مگر بموجب حکم اللہ تعالیٰ منافقوں کو مسلمانوں سے جدا کر کے رکھ دیا اور تعداد بھی بتلا دی۔ وہ حکم اللہ تعالیٰ کا «مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الآیہ» میں ہے جو فصل دوم میں لکھا جا چکا ہے۔

(۲۳) مجموعۂ فتاویٰ مولوی عبد الحی مرحوم لکھنوی، جلد دوم، ص:۹۷، سطر:۲۔

سوائے اس کے ہزار ہا دلائل حضور کے تولد شریف کے باب میں موجود ہیں۔ چناں چہ جواب سوال عباس عم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، یعنی حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا اور آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادرِ مشفقہ نے ہاتھ میرا مضبوط باندھ دیا تھا، اس کی اذیت سے مجھے رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ ان دنوں میں چہل روزہ تھے، یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟ فرمایا کہ لوحِ محفوظ پر قلم چلتا تھا اور میں سنتا تھا، حالاں کہ شکمِ مادر میں تھا، اور فرشتے عرش کے نیچے پروردگار کی تسبیح کرتے تھے، اور میں ان کی آواز سنتا تھا، حالاں کہ میں شکمِ مادر میں تھا۔ بلفظہ۔

---

[1] عمدة القاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی عذاب القبر، ج:٦، ص:٢٧٤. دار الفکر، بیروت

اس سے ظاہر ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کو ابتدائے خلق سے علم غیب حاصل ہے، لوحِ محفوظ ان کے روبرو لکھی گئی، شکمِ مادر میں ہی علمِ غیب حاصل تھا۔

فصل پنجم: کتب سیر وغیرہ سے علمِ غیب کا ثبوت

(۱) مناہج النبوۃ ترجمہ اردو مدارج النبوۃ، شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، جلد اول، ص: ۱۲۔

یعنی چھ طرفیں جن کو فوق، تحت، یمین، شمال، قبل، بعد کہتے ہیں، اُن طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کے مانند گردانا ہے۔ (قطعہ)

اے برگزیدۂ حق! عالی ہے تیرا پایا — خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا
تیرا مقامِ والا، ہے شش جہت سے اعلیٰ — سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایا
پیشِ نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے — تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا!

دیکھیے! آں حضرت ﷺ آگے، پیچھے، نیچے، اوپر، دائیں، بائیں چھ اطراف کو یکساں دیکھتے تھے۔ گویا حضور سرورعالم ﷺ خدا کے فضل سے تمام اطراف پر محیط ہیں اور سب کچھ ان کی نظر کے سامنے ہے۔

(۲) مناہج النبوۃ ترجمہ اردو مدارج النبوۃ، جلد اول، ص: ۱۲۔

ایک بار ناقہ، سرورِ عالم کا گم ہوا تھا۔ بعضے منافقوں نے کہا کہ محمد (ﷺ) آسمان کی خبر دیتا ہے اور نہیں پا سکتا ہے ناقہ اس کا کہاں ہے۔ جب یہ بات منافقوں کی حضرت کو پہنچی، فرمایا: میں نہیں جانتا اور نہیں پاتا مگر وہ جو کچھ بتلا دے اور معلوم کرا دے مجھے پروردگار میرا، اور پے در پے یہی فرمایا ہے۔ یعنی اُس وقت کہ بہ تحقیق راہ نمائی کی مجھے میرے پروردگار نے اوپر اس ناقے کے کہ وہ ایک ایسی اور ویسی جگہ میں ہے، اٹکی ہے مہار اس کی ایک درخت میں، پس گئے لوگ وہاں اور پایا اسے اسی طرح جس طرح خبر دی تھی حضرت نے الخ۔ بلفظہ۔

(۳) مناہج النبوۃ ترجمہ اردو مدارج النبوۃ، جلد اول، ص: ۱۷۔

نہ مکتب میں گیا وہ سرو آزاد — معلم کی رہا منت سے آزاد
زہے علم و زہے عقل و زہے فر — تعالیٰ شانہٗ اللہ اکبر
و اُمی عالمِ علمِ لدُنی — بمعنیٰ عالم و ظاہر میں اُمی
ہے علّام الغیوب اُس کا معلّم — وہ آپ عالم کے عالم کا معلم

بلفظہ

(۴)　تفسیر حسینی، سورۂ جمعہ، زیر آیت «هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا» الآیہ،[۱] ابیات:

(۱)	فیضِ[۲] ام الکتاب پرورش	لقب امی خدا ازاں کردش
(۲)	لوح تعلیم ناگرفتہ ببر	ہمہ ز اسرارِ لوح دادہ خبر
(۳)	برخط اوست انس وجاں راسر	گر نہ خواند ہست خط ازاں چہ خطر

بلفظہ

(۵)　مناہج النبوۃ ترجمہ اردو مدارج النبوۃ، جلد اول، ص: ۲۷۔

جو[۳] کوئی مطالعہ کرے اُس جناب کے احوال شریف کے تئیں، ابتدا سے انتہا تک اور دیکھے کہ کیسی تعلیم فرمائی ہے حضرتِ حق نے اُس کی، اور کیا اضافہ فرمایا ہے او پر اس سرور کے ما کان اور ما یکون کے علوم اور اسرار کے تئیں۔ یعنی جو علوم اور اسرار کہ کائن اور موجود ہیں، اور جو بعد ہوں گے، تو بضرورت حاصل ہوا سے، یعنی اسی دیکھنے والے کو علم نبوت اس سرور کا بے شک وشبہہ قولہ تعالیٰ «وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا» بلفظہ

(۶)　مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ، جلد اول، ص: ۳۴۲، سطر: ۱۳ (احادیث معراجیہ):

فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ پوچھا کچھ میرے پروردگار نے مجھ سے، پس میں جواب نہ دے دکا، پس رکھا اپنے دستِ قدرت کے تئیں، میرے دونوں شانوں کے درمیان بدون تکیف اور تحدید کے معنی کسی چیز کی آشکار کرنا، پس پایا میں نے اس کے برد کے تئیں یعنی دستِ قدرت کی خنکی کے تئیں اپنے سینے کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم اولین اور آخرین کا اور تعلیم کیا یعنی سکھایا طرح طرح کے علم کے تئیں۔ ایک علم ایسا تھا کہ عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہوں اور کوئی اس کے تئیں اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا سوا میرے۔ اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اس کے اظہار اور کتمان کے درمیان۔ اور ایک علم ایسا تھا کہ امر کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اس کے پہنچانے پر طرف خاص اور عام کے، میری امت کے۔ بلفظہ۔

(۷)　ایضًا، جلد اول، ص: ۳۴۳، سطر ۱۸۔

اور اٹھایا گیا میں یہاں تک کہ پہنچا میں عرش کو، پس دیکھا میں نے ایک ایسے امر عظیم کے تئیں، جس کے وصف نہ ادا

---

[۱] تفسیر حسینی، ج: ۲، ص: ۷۴۲، مطبع احمدی، کان پور

[۲] ترجمہ: (۱)- ام الکتاب (قرآن یا لوحِ محفوظ) کے فیض نے آپ کی پرورش کی، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا لقب امی رکھا۔
(۲)- استاد سے تعلیم حاصل کیے بغیر لوحِ محفوظ کے تمام اسرار کی خبر دی۔
(۳)- انسان اور جن آپ کے حکم کے فرماں بردار ہیں۔ اگر آپ نے کوئی نوشتہ نہ پڑھا تو اس کا کیا غم ہے۔

[۳] تسہیل: جو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال شریف کا شروع سے اخیر تک مطالعہ کرے گا اور دیکھے گا کہ پروردگارِ عالم نے آپ کو کتنا علم عطا فرمایا ہے اور آپ پر اس کا کتنا فیضان ہے اور ما کان و ما یکون یعنی گذشتہ و آئندہ کے علوم و اسرار بدیہی طور پر کس طرح آپ کو حاصل ہیں تو یقینا وہ علمِ نبوت کو جان لے گا۔

کرسکیں زبانیں، پس نزدیک ہوا مجھ سے ایک قطرہ عرش سے اور پڑا میری زبان پر، پس چکھا میں نے ایسی چیز کو کہ نہیں چکھا کسی چکھنے والے نے ہرگز کسی چیز کو شیریں تر اس سے، اور حاصل ہوئی مجھے خبر اولین اور آخرین کی، اور روشن گردانا میرے دل کو، اور ڈھانپا عرش کے نور نے میرے بصر کے تئیں، پس دیکھا میں نے تمام چیزوں کے تئیں اپنے دل سے اور دیکھا میں نے اپنے پیچھے سے جس طرح دیکھتا ہوں اپنے آگے سے۔ بلفظہ۔

(۸) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ، جلد اول، ص:۳۴۶، سطر:۵۔

اور فرمایا «فَأَوْحَىٰ إِلَىٰ عَبْدِهِ مَا أَوْحَىٰ» یعنی پس وحی کیا پروردگار نے طرف اپنے عبد (بندے) کے جو کچھ وحی کیا بطریق الہام۔ یعنی وحی کیا سو کیا خدا جانتا ہے اسے اور اس کا رسول، دوسرا کیا پا سکتا ہے۔ تمام علوم اور حقائق اور بشارات اور اشارات اور اخبار اور آثار اور کرامات اور کمالات اس ابہام کے احاطے میں داخل ہیں، اور تمام کو یہ شامل ہے۔ اور کثرت اور عظمت سے اس کے ہے جو مبہم لایا اور بیان نہ کیا ان اشارات کے تئیں اوپر اس بات کے کہ سوا علّام الغیوب کے اور رسول محبوب کے کوئی اس پر احاطہ کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ الخ بلفظہ۔

(۹) ایضًا، جلد اول، ص:۳۷۷، سطر:۱۲، وصل:

یہ بھی سرورِ عالم ﷺ کے معجزوں سے ہے کہ آپ غیب کا حال جانتے تھے اور وہ چیزیں جو آئندہ ہونے والی ہیں، ان کی خبر دیتے تھے۔ آگاہ ہو کہ علم، غیب کا خاص اللہ تعالیٰ کو ہے اور غیب کی خبریں جو زبانِ مبارک سے رسولِ خدا ﷺ کی اور زبان سے بعضے ولیوں کی ظاہر ہوئیں، سو وحی یا الہام سے۔ چناں چہ آں سرور ﷺ نے فرمایا: خدا کی قسم میں نہیں جانتا ہوں مگر اس چیز کو کہ میرے پروردگار نے مجھ کو سکھایا۔ آگاہ ہو کہ یہ بات یعنی حضرت نے جو غیب کی خبریں دی ہیں مانند دریائے بے انتہا کے ہے۔ بلفظہ

(۱۰) نفحات الانس، حضرت مولانا جامی علیہ الرحمہ، ص:۲۴۹

(حضرت[۱] خواجہ بہاء الدین نقش بندی علیہ الرحمہ نقل فرماتے ہیں) می فرمودند کہ حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین درنظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست، و ما می گوئیم چوں روے ناخنے است۔ ہیچ چیز از نظر ایشاں غائب نیست۔[۲] بلفظہ (ازسیف المسلول، ص:۲۱)

(۱۱) مصباح الہدایۃ ترجمہ عوارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمہ، ص:۱۶۵، فصل سوم در آداب حضرت رسالت (ﷺ):

---

[۱] ترجمہ: حضرت عزیزان علیہ الرحمۃ والرضوان فرمایا کرتے تھے کہ روے زمین اس جماعت (مردانِ خدا) کی نگاہ میں دسترخوان کی طرح ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ سطحِ ناخن کی طرح ہے کہ کوئی بھی چیز ان حضرات کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔

[۲] نفحات الانس من حضرات القدس، ص:۳۹۲، مطبوعہ ایران۔

پس[1] باید کہ بندہ ہم چناں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ پیوستہ بر جمیع احوال خود ظاہراً و باطناً واقف و مطلع بیند رسول ﷺ را نیز ظاہر و باطن خود مطلع و حاضر داند، تا مطالعہ صورت تعظیم و وقار او ہموارہ بر محافظت آداب حضرتش دلیل بود، واز مخالفت او سرّاً و اعلاناً شرم دارد، و ہیچ دقیقہ از دقائق آداب صحبت او فرو نہ گزارد و معظم آداب آنست کہ در خاطر خود مجال نہ دہد، کہ ہیچ آفریدہ را آں کمال منزلت وعلو مرتبت کہ او را بود ممکن باشد الخ بلفظہ۔

لیجیے مفتی جی! لائیے اپنا فتویٰ کفر وشرک کا، اور رکھ دیجیے زیرِ پاے بزرگاں۔

(۱۲) قصیدہ بردہ حضرت شرف الدین بن محمد بوصیری علیہ الرحمہ:

فإن من جودك الدنيا و ضرتها　　و من علومك علم اللوح والقلم

یعنی پس تحقیق دنیا و آخرت آپ کے بحرِ عطا سے ایک قطرہ کے برابر ہے اور لوح وقلم کا علم آپ کے علموں میں سے ایک شمہ ہے۔

توضیح: لوح وہ تختۂ قدرت ہے جس پر ما کان و ما سیکون کا علم سب کچھ لکھا ہوا موجود ہے، وہ حضور سرورِ عالم ﷺ کے علموں کا ایک ذرہ ہے، کیوں کہ لوحِ محفوظ تو ادنیٰ خادمانِ اولیاے کرام آں حضرت ﷺ کے ہر وقت پیشِ نظر رہتی ہے، جیسے مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

لوحِ[2] محفوظ است پیشِ اولیا　　از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

(۱۳) مثنوی شریف، حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ، دفتر اول، ص: ۶۷، بمبئی:

حضرت مولانا نے بوجہل لعین کا قصہ نقل فرمایا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کی مٹھی بند کر کے اس میں سنگ ریزے لایا اور آں حضرت ﷺ کے روبرو کھڑا ہو کر پوچھنے لگا، کہ بتا اے محمد (ﷺ) میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ آسمانوں کی خبر تو دیتے ہو لیکن بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے؟ اس پر حضور فرماتے ہیں، جس کو مولانا علیہ الرحمہ نے اس طرح لکھا ہے ؎

---

[1] ترجمہ: لہٰذا بندہ کو یہ اعتقاد رکھنا چاہیے کہ جس طرح حق سبحانہ تعالیٰ اس کے تمام ظاہری و باطنی حالات سے واقف وخبر دار ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ظاہر و باطن کی خبر رکھتے ہیں، تا کہ ان کے وقار و تعظیم کی صورت کا نگاہ میں رکھنا ان کی بارگاہ کے آداب کی نگہ داشت پر رہ نما ہو اور وہ ظاہر و باطن میں آپ کی مخالفت سے شرم محسوس کرے اور ان کے آدابِ صحبت سے کوئی دقیقہ ترک نہ ہونے دے۔ اور سب سے بڑا ادب یہ ہے کہ اپنے دل میں ہرگز یہ خیال نہ لائے کہ حضور کو جو کمال، عزت اور رتبہ کی بلندی حاصل ہے کسی اور مخلوق کو بھی مل سکتی ہے۔

[2] ترجمہ: لوحِ محفوظ اولیاے کرام کے پیشِ نظر ہے۔ اس کی ہر چیز خطا سے محفوظ ہے۔

(۱) سنگ[1] ہا اندر کفِ بوجہل بود — گفت اے احمد بگو ایں چیست زود
(۲) گر رسولی چیست در دستم نہاں — چوں خبرداریِ رازِ آسماں
(۳) گفت چوں خواہی بگویم کاں چہاست — یا بگویند آں کہ ما حقیم وراست
(۴) گفت بوجہل ایں دوئم نادر تر ست — گفت آرے حق ازاں قادر تر ست
(۵) گفت شش پارہ حجر در دست تست — بشنو از ہر یک تو تسبیحے درست
(۶) از میانِ مُشت او ہر پارہ سنگ — در شہادت گفتن آمد بے درنگ
(۷) لا الٰہ گفت و الا اللہ گفت — گوہرِ احمد رسول اللہ سُفت
(۸) چوں شنید از سنگ ہا بوجہل ایں — زد زخشم آں سنگ ہا را برزمیں
(۹) گفت نہ بود مثلِ تو ساحر دگر — ساحراں را سرتوئی و تاج سر
(۱۰) خاک برفرقش کہ بُد کورِ لعیں — چشمِ او ابلیس آمد خاک بیں
(۱۱) معجزہ او دید شد بد بخت رفت — سوے کفر و زندقہ سر تیز رفت

دیکھیے! آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی بات کیسے زور سے فرمائی۔ اس سے بھی بڑھ کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ خادم کیسی غیبی پیشین گوئی فرماتے ہیں، اس کو بھی حضرت مولانا علیہ الرحمہ اس طرح فرماتے ہیں۔

(۱۴) مثنوی شریف، حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمہ، دفتر چہارم، ص: ۵۲، ۵۳، بمبئی:

اس میں حضرت مولانا علیہ الرحمہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کی ایک پیشین گوئی جو حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ

---

[1] ترجمہ (۱)- ابوجہل کے ہاتھ میں چند کنکر تھے، تو اس نے کہا کہ اے احمد! جلدی بتا کہ یہ کیا ہے؟
(۲)- اگر تو نبی اور آسمانی راز سے آگاہ ہے تو بتا کہ میرے ہاتھ میں کیا چھپا ہے؟
(۳)- آپ نے فرمایا، کیا تو یہ چاہتا ہے کہ میں بتاؤں کہ وہ کیا ہے؟ یا وہ خود بتادیں کہ میں حق اور راہِ راست پر ہوں۔
(۴)- بوجہل نے کہا: دوسری بات ناممکن ہے، آپ نے فرمایا: حق تعالیٰ اس بات پر قادر ہے۔
(۵)- آپ نے فرمایا کہ تیرے ہاتھ میں چھ سنگ ریزے ہیں، اب تو ہر ایک سے صحیح صحیح تسبیح سن!
(۶)- اس کی مٹھی کا ہر ایک کنکر فوراً کلمۂ شہادت پڑھنے لگا۔
(۷)- لا الٰہ الا اللہ پڑھا اور محمد رسول اللہ کے موتی کو اسی لڑی میں پرو دیا۔
(۸) ابوجہل نے جب کنکروں سے یہ کلمہ سنا تو مارے غصہ کے انھیں زمین پر پھینک دیا۔
(۹)- کہا: تجھ سا کوئی دوسرا جادوگر نہیں ہے، یقیناً تو جادوگروں کا سردار اور تاج دار ہے۔
(۱۰)- اس کا سر خاک آلود ہو کہ وہ ملعون اندھا تھا کہ اس کی آنکھ ابلیس کی طرح صرف خاک کا پتلا دیکھ رہی تھی (جس طرح ابلیس حضرت آدم علیہ السلام کو صرف خاک کا پتلا سمجھا اسی طرح ابوجہل نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر سمجھا۔)
(۱۱)- اس بدبخت نے جب یہ معجزہ دیکھا تو کفر والحاد کی جانب سرپٹ بھاگا۔

الرحمہ کی پیدائش کی نسبت ہے فرماتے ہیں جو علمِ غیب کو کیسے ظاہر کیا ہے ؎

(۱)	ایں[1] طبیبانِ بدن دانشورند	بر سقام تو ز تو واقف تراند
(۲)	تاز قارورہ ہمی بینند حال	کہ ندانی تو ازاں رو اعتدال
(۳)	ہم زنبض و ہم زرنگ و ہم زدم	بو برند از تو بہرگونہ سقم
(۴)	پس طبیبانِ الٰہی در جہاں	چوں ندانند از تو بے گفتِ دہاں
(۵)	کاملاں از دور نامت بشنوند	تا بہ قعرِ تار و پودت در روند
(۶)	حال تو دانند یک یک مو بہ مو	زاں کہ پر ہستند از اسرار ہو
(۷)	بلکہ پیش از زادنِ تو سالہا	دیدہ باشندت بچندیں حالہا
(۸)	آں شنیدی داستانِ بایزید	کہ زحالِ بوالحسن پیشیں چہ دید
(۹)	روزے آں سلطانِ تقویٰ می گذشت	با مریداں جانبِ صحرا و دشت
(۱۰)	بوے خوش آمد مراورا ناگہاں	درِ سوادِ رے ز حدِّ خارقاں
(۱۱)	ہم دراں جا نالۂ مشتاق کرد	بوے را از باد استنشاق کرد
(۱۲)	بوے خوش را عاشقانہ می کشید	جان او از باد بادہ می چشید
(۱۳)	چوں در و آثارِ مستی شد پدید	یک مرید اور ادرآں دم دررسید

[1] ترجمہ: (۱)-یہ جسمانی حکیم ایسے دانش ور ہیں کہ تیری بیماری کو تجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔
(۲)-قارورہ دیکھ کر حالت جان لیتے ہیں جب کہ تو اس طریقے سے (طبیعت کا) اعتدال نہیں سمجھ پاتا۔
(۳)-نبض، رنگ اور خون سے بھی تیری ہر بیماری کا پتہ لگا لیتے ہیں۔
(۴)-تو پھر روحانی طبیب (اللہ والے) دنیا میں بن کہے تیرے اسرار کو کیوں نہیں جان سکتے؟
(۵)-اولیاے کاملین دور سے تیری پکار سن لیتے ہیں، پھر تیرے جسم کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں۔
(۶)-وہ تیرے حال سے ہو بہو واقف ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ خدائی رازوں سے کامل طور پر آگاہ ہیں۔
(۷)- بلکہ تیری پیدائش سے برسوں پہلے وہ اسی طرح تیرے حال کو دیکھ لیتے ہیں۔
(۸)-کیا تو نے بایزید بسطامی کی وہ داستان نہ سنی کہ انھوں نے ابوالحسن خرقانی کا حال (ان کی پیدائش سے) برسوں پہلے کس طرح دیکھ لیا۔
(۹)-تقویٰ کے وہ شہنشاہ ایک دن مریدوں کے ساتھ دشت و صحرا سے گزر رہے تھے۔
(۱۰)- کہ اچانک ملک "خارقان" (خرقان) سے شہر "رے" میں انھیں خوشبو محسوس ہوئی۔
(۱۱)-اسی جگہ آپ نے مشتاقوں کی طرح گریہ وزاری شروع کردی (اظہارِ شوق فرمایا) اور ہوا سے محبوب کی خوشبو سونگھی۔
(۱۲)-آپ عاشقوں کی طرح محبوب کی خوشبو سونگھ رہے تھے اور ہوا کے ذریعہ شرابِ جان چکھ رہے تھے۔
(۱۳)-جب آپ کے اندر مستی کے آثار نمایاں ہوئے تو اس وقت آپ کا ایک مرید وہاں آ پہنچا۔

(۱۴) [1]پس بہ پرسیدش کہ ایں احوال خوش | کہ برونست ازحجاب پنج وشش
(۱۵) گاہ سرخ و گاہ زرد و گہ سپید | می شود رویت چہ حال ست ونوید
(۱۶) می کشی بوئے و ظاہر نیست گل | بےشک ازغیب است ازگلزارِگل
(۱۷) قطرۂ بر ریز بر ما زاں سبو | شمۂ زاں گلستاں با ما بگو
(۱۸) گفت زیں سو بوے یارے می رسد | کاندریں دہ شہر یارے می رسد
(۱۹) بعد چندیں سال مے زاید شہے | بر زند بر آسماں ہا خر گہے
(۲۰) رویش ازگل زارحق گل گوں بود | ازمن او اندر مقام افزوں بود
(۲۱) چیست نامش گفت نامش بوالحسن | حلیہ اش وا گفت ز ابرو و ذقن
(۲۲) قدِ او و رنگِ او و شکلِ او | یک بیک وا گفت از گیسو و رو
(۲۳) برنبشتند آں زماں تاریخ را | از کباب آراستند آں سیخ را
(۲۴) چوں رسید آں وقت وآں تاریخ راست[2] | زادہ شد آں شاہ ونرد ملک باخت
(۲۵) از[3]پس آں سالہا آمد پدید | بوالحسن بعدِ وفاتِ بایزید
(۲۶) جملہ خوہائے ازاوامساک وجود | آں چناں آمد کہ آں شاہ گفتہ بود
(۲۷) لوحِ محفوظ است پیشِ اولیا | از چہ محفوظ است محفوظ ازخطا

[1] ترجمہ: (۱۴)- پھر پوچھا، اس خوش حالی کا راز کیا ہے؟ اس پردۂ فکر وحال سے کون آشکار ہو گیا؟
(۱۵)- کس خوش خبری سے آپ کا چہرہ کبھی سرخ، کبھی زرد اور کبھی سفید ہو رہا ہے؟
(۱۶)- آپ پھول کے بغیر خوشبو پا رہے ہیں، بے شک یہ خوشبو گلستانِ باطن کے پھول کی ہے۔
(۱۷)- اس جام کا ایک قطرہ ہم پر بھی انڈیلیں، اس گلستانِ باطن کے کچھ حال ہم پر ظاہر کریں۔
(۱۸)- فرمایا: اس طرف سے دوست کی بو آ رہی ہے کہ اس گاؤں میں سلطانِ ولایت کی آمد ہونے والی ہے۔
(۱۹)- اتنے سال بعد ایک شہنشاہِ ولایت پیدا ہوگا، جو آسمانِ ولایت پر خیمہ زن ہوگا۔
(۲۰)- وہ گلزارِ حق سے سرخ رو ہوگا، وہ مرتبے میں مجھ سے بلند تر ہوگا۔
(۲۱)- مرید نے پوچھا، اس کا نام کیا ہے؟ فرمایا: اس کا نام ابوالحسن ہے اور ان کے رخسار وابرو کا حلیہ بیان کر دیا۔
(۲۲)- ان کی قد وقامت، رنگ وشکل، گیسو اور خدوخال سب بتا دیا۔
(۲۳)- لوگوں نے اس وقت کی تاریخ لکھ لی، کباب کو اس سیخ سے آراستہ کیا۔
(۲۴)- جب وہ زمانہ اور تاریخ آ پہنچی تو وہ بادشاہ پیدا ہوا اور ملکِ طریقت کا سلطان بن گیا

[2] مثنوی کے نسخوں میں شعر یوں ہے ۔
چوں رسید آں وقت وآں تاریخ راست | زاں زمیں آں شاہ پیدا گشت خاست
زادہ شد آن شاہ نرد ملک باخت | از عدم پیدا شود مرکب بتافت

[3] ترجمہ: (۲۵)- حضرت بایزید کی وفات کے برسوں (۳۹/سال) بعد حضرت ابوالحسن خرقانی پیدا ہوئے۔
(۲۶)- ان کے قبض وبسط کی تمام خوبیاں ویسی ہی ثابت ہوئیں جیسے شاہ بایزید نے بتائی تھیں۔ (قبض وبسط صوفیہ کی ایک اصطلاح ہے)
(۲۷)- لوحِ محفوظ اولیا کے پیشِ نظر ہے۔ اس کی ہر چیز خطا سے محفوظ ہے۔

(۲۸) [1] نہ نجوم است نہ رمل است نہ خواب — وحیِ حق واللہ اعلم بالصواب

(۲۹) مو[2] من ینظر بنور اللہ شدے — از خطا وسہو ایمن آمدے

دیکھیے! حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ جو حضور سرورِ عالم ﷺ کے خادمان خادم اور خادمانِ خادم ہیں، کیسی زبردست وہابیہ کش پیشن گوئی حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ کی پیدائش سے پہلے فرماتے ہیں۔ نام، سکونت، پتہ، حلیہ، بال بال، ذرہ ذرہ، قد، شکل، رنگ وغیرہ، سب کچھ فرما دیا، اوراس پیشین گوئی کواسی وقت لکھ لیا گیا جو حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے وصال کے ۳۹ ؍سال بعد حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ پیدا ہوئے، اور یہ اس لیے فرمایا کہ لوحِ محفوظ جہاں قلمِ قدرت نے سب کچھ ہونے والا لکھا ہے، وہ اولیاے کرام کے پیشِ نظر رہتی ہے، اور بموجب حدیث شریف مشہور: «اتقوا فراسة المومن فإنه ينظر بنور الله» وہ سب کچھ دیکھتے ہیں۔

کتبِ تواریخ وسیر میں اس طرح لکھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ ۱۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵ ؍شعبان ۲۶۹ھ میں وفات پائی۔ عمر آپ کی ۱۳۳ ؍سال ہوئی۔ اور حضرت ابوالحسن خرقانی علیہ الرحمہ ۳۰۸ھ کو پیدا ہوئے یعنی ۳۹ ؍سال حضرت بایزید علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد ہوئے۔ اور ۴۱۹ھ یا ۴۲۵ھ بقول مختلف عاشورا کے دن وفات پائی۔ اللہ اللہ! بندگانِ خدا مقبولِ بارگاہ خالقِ ارض وسما کیسے کیسے رتبہ وشان کے گزرے ہیں جو علومِ غیب کے دریا تھے، دراں حالے کہ وہ ادنیٰ سے ادنیٰ خادم حضور ﷺ کے تھے اور ان کے مقابلہ میں ان کا علم ایک قطرہ کے برابر ہے۔

قولہ: کلامِ مجید سے محقق کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے، اگر جانتے ہوتے تو حضرت عائشہ کو جب منافقین نے تہمت لگائی تھی، آپ متردد نہ ہوتے، دراں حالے کہ جس وقت تک حضرت عائشہ کی بریت کے لیے وحی نہ آئی اس وقت (تک) آپ اس میں سخت متردد رہے۔ الخ بلفظہ (ص:۱۹)

اقول: مولوی جی! ہوش میں آئیے۔ قرآن کریم واحادیثِ رسولِ کریم ﷺ ودیگر کتب سیر سے علم غیب رسولِ خدا ﷺ کو سورج کی طرح روشن کر کے دکھلا چکا ہوں۔ اگر آپ کی آنکھیں روشنی حاصل کرنے کے قابل ہوئیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ ظلمت سے نور کی طرف رجوع کریں گے، ورنہ چندھیا ضرور جائیں گے۔ پھر یہ ہوگا ؎

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم — چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ام المومنین پر اس وقت کے منافقین نے بہتان اور افک قائم کیا تھا اُسی افک کو اس وقت کے منافقین بڑے زور سے لگاتے ہیں اور آں حضرت ﷺ اور حضرت ام المومنین

---

[1] ترجمہ: (۲۸)- نہ وہ نجوم رمل ہے نہ خواب کی باتیں بلکہ وہ الہامِ ربانی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

(۲۹)- مومن اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور ہر خطا ونسیان سے محفوظ ہے۔

[2] مومن ینظر الخ۔ یہ مضمون حدیث شریف اتقوا فراسة المومن فانه ینظر بنور الله کا ہے۔ یعنی مومن کی فراست، صفائی قلب سے ڈرو، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے نور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے۔ ۱۲ منہ

عائشہ صدیقہ مطہرہ کی سخت توہین کرتے ہیں۔ ورنہ کسی مسلمان کا یہ حوصلہ اور زہرہ نہیں کہ اپنی زبان سے اپنے قلم سے، اپنے دل سے یہ نکال کر صفحۂ قرطاس پر لائے۔ کسی یہودی یا نصرانی یا کسی دشمنِ اہلِ بیت کا ہی کام ہے، میرا تو کلیجہ کانپتا ہے آپ کے ان فقرات کو نقل کرتے ہوئے بھی؛ اس واسطے اس کے لکھنے سے پہلے توبہ واستغفار کرتا ہوا۔ نقل الفاظِ کفر کفر نہ باشد۔ بھی لکھ دیتا ہوں، اور خدا علیم بذات الصدور ہے وہ خود جانتا ہے کہ کون توہین کرتا ہے اور کون دفعِ توہین اور ازالۂ مہین کر کے مدح وتوصیف وتعریفِ لطیف کرتا ہے۔ ایسے ایسے توہین اور گستاخیوں کے کام شیطان لعین نے جن لوگوں کے حصہ میں کر رکھے ہیں، اُن کو مبارک ہوں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اس تہمت و بہتان اور افک کا حال آں حضرت ﷺ کو اچھی طرح سے معلوم تھا کہ منافقین کی طرف سے محض افترا ہے اور ان کو کیوں کر معلوم نہ ہوتا جب کہ خداوند کریم کو آں حضرت ﷺ کی پاکی اور عزت کا ایسا لحاظ تھا کہ نماز کی ہی حالت میں اپنی جوتی کی ناپاکی کو معلوم کر کے اتار ڈالا، تو پھر اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے نکاح میں ایسی بیوی دیتا کہ قابلِ الزام ہو۔ بات یہ ہے کہ لوگوں کے سر پر شیطان سوار ہے اور ان کو خدا کی مار ہے جو ایسے ایسے بے بنیاد اور لغو اہانت آمیز اعتراض کرتے ہیں۔ حالاں کہ اہلِ سنت و جماعت اس پر اور ایسے اظہار کرنے والوں پر تبرا بھیجتے ہیں۔

اول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے چند مناقب یہاں لکھتا ہوں پھر آپ کے اعتراض کی طرف توجہ کروں گا اور ثابت کروں گا کہ اس افک کا علم حضور کو پہلے ہی سے تھا۔

(۱) مشکوٰۃ شریف، ص:۱۵۸، جامع المناقب

عن أبي سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:يَا عَائِشُ! هَذَا جِبرَئِيلُ يُقْرِئُكِ السَّلاَمَ، قالت: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللهِ قالت و هو يرى مَا لاَ أَرَى.

یعنی حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اے عائشہ! یہ جبرئیل ہیں، تجھ کو سلام کرتے ہیں۔ کہا حضرت عائشہ نے جبرائیل پر سلام اور رحمت اللہ کی ہو۔ اور حضور دیکھتے ہیں جو میں نہیں دیکھتی۔ بلفظہ

(۲) جامع المناقب، ص:۱۵۸۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ لي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ ثلثَ لَيَالٍ يجئي بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقة مِنْ حَرِيرٍ فقال لي هَذِهِ امْرَأَتُكَ. فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثوب فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فقلت: إِنْ يَكُن هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللهِ يُمْضِهِ.

ترجمہ: روایت ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ فرمایا مجھ سے آں حضرت ﷺ نے کہ مجھ کو تو خواب میں دکھلائی گئی تین رات، تجھ کو فرشتہ میرے پاس لے آتا تھا ریشمی ٹکڑے میں، پس یوں کہتا تھا کہ یہ حضور کی زوجہ ہے، پس

جب میں نے تیرے چہرے سے کپڑے کو ہٹایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ صورت تیری ہے، پس کہا میں نے کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ یوں ہی کرے گا کہ تو میرے نکاح میں آوے گی۔ بلفظہ

حضرت عائشه رضی الله عنها: آپ صاحب زادی ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی، کنیت آپ کی امِ عبداللہ ہے۔ مروی ہے آپ سے کہ عرض کیا میں نے یا رسول اللہ! تمام عورتیں کنیت رکھتی ہیں، میری کنیت کیا ہوگی؟ فرمایا آپ نے: تو اپنی کنیت اپنی بہن کے لڑکے عبداللہ بن زبیر کے نام سے مقرر کر۔ (یہاں بھی علمِ غیب ثابت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بطنِ مبارک سے کوئی بچہ پیدا ہونے والا نہیں تھا؛ اس لیے آپ کی کنیت ہی ان کی بہن کے لڑکے عبداللہ کے نام سے مقرر کر دی۔) ماں آپ کی امِ رومان بنت عمیر بن عامر قبیلہ دہمان سے ہیں، اور بعدِ انتقال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا چھ برس کی عمر میں رسول اللہ ﷺ کے نکاح میں آئیں اور نو برس کی عمر میں زفاف واقع ہوا۔ فرماتی ہیں آپ کہ میرے ولیمہ میں اونٹ بکری وغیرہ کچھ ذبح نہیں ہوا، بلکہ ایک پیالہ دودھ کا سعد بن عبادہ کے یہاں سے آیا تھا، اور آپ بڑی فصیح بلیغ مفتی فقیہ تھیں۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ چہارم حصہ احکامِ شرعیہ آپ سے معلوم ہوئے ہیں۔ عروہ ابن زبیر سے مروی ہے کہ کہا: نہیں دیکھا میں نے کسی کو زیادہ جاننے والا حضرت عائشہ سے معانی قرآن اور فرائض واحکام حلال وحرام اور شعر عرب اور علم نسب میں۔

اور مروی ہے آپ سے کہ مجھ کو تمام ازواجِ مطہرات میں دس چیزوں کے ساتھ فضیلت اور خصوصیت ہے:

اول: باکرہ عورت سوائے میرے آپ کی بیبیوں میں کوئی نہ تھی۔

دوم: کسی بی بی کے باپ اور ماں دونوں نے ہجرت فی سبیل اللہ نہیں کی سوائے میرے۔

سوم: قبل اس کے کہ میں آپ کے نکاح میں آؤں، جبریل علیہ السلام نے پارۂ حریر میں میری صورت آپ کو دکھلائی اور کہا کہ اس عورت سے نکاح کیجیے۔

چهارم: ایک ظرف سے میں نے اور رسول اللہ ﷺ نے غسل کیا۔

پنجم: کسی بی بی کے اوڑھنے بچھونے میں وحی نازل نہیں ہوئی سوا میرے۔

ششم: میری پاکی آسمان سے نازل ہوئی۔

هفتم: آں حضرت ﷺ کا انتقال میری گود میں ہوا۔

هشتم: وفات آپ کی میرے مکان میں میری باری کے دن ہوئی۔

نهم: وقت ارتحال سرورِ عالم میرا لعابِ دہن بسبب اس مسواک کے جو میں نے اپنے دانتوں سے چبا کر آپ کو دی تھی، آپ کے منہ میں رہا۔

دهم: میرے ہی حجرہ میں آں حضرت ﷺ آرام فرما ہوئے۔ بلفظہ (جامع المناقب، ص:۱۵۹)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں تمام امہات المومنین کے مصارف کے واسطے دس ہزار درہم مقرر کیے، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تنہا کے واسطے بارہ ہزار، اور فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق: کہ وہ محبوبۂ رسولِ خدا ہیں۔

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ اکابر تابعین سے ہیں۔ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی حدیث روایت کرتے تو یوں کہتے:

حدثتني الصديقة بنت الصديق حبيبة رسول الله صلى الله عليه وسلم.

یعنی حدیث بیان کی مجھ سے بڑی سچی بی بی نے جو بڑے سچے کی بیٹی ہے، اور محبوب ہیں حبیبِ خدا ﷺ کی۔ بلفظہ۔ (جامع المناقب، ص:١٦٠)

آپ فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تو میرے درجہ میں ہونا اور میری نزدیکی چاہتی ہے تو دنیا میں اس طرح بسر کر کہ سامانِ دنیا سے مقدار زادِراہ ایک مسافر کے تجھ کو کافی ہے، اور کسی کپڑے کو پرانا نہ سمجھ تاوقتیکہ اس میں پیوند نہ لگے، اور پرہیز کر امیروں اور دولت مندوں کی مجلس سے۔ لکھا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی نصیحت حضرت صدیقہ کو ایسی مؤثر ہوئی کہ آپ نے کبھی تونگری کو فقر پر پسند نہیں کیا اور ایک حبہ جمع نہ کیا۔ چناں چہ عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا کہ آپ کے پیراہن میں پیوند لگا ہوا تھا، اور ستّر ہزار درہم فی سبیل اللہ صدقہ کر دیے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنی حکومت کے زمانہ میں سو ہزار درہم آپ کے واسطے بھیجے آپ نے جلسۂ واحد میں ان سب کو اقارب اور فقرا پر تقسیم کر دیا اور اس روز صائم تھیں اور وقتِ افطار لونڈی سے کھانا طلب کیا، چند خرمے اور تھوڑی سی روٹی وہ لے آئی، اس وقت ایک ضعیفہ موجود تھی، یہ حالت دیکھ کر اس نے عرض کیا، یا ام المومنین: اس قدر درہم آپ نے خیرات کر دیے، اور ایک درہم کا گوشت نہ منگایا؟ کہ جس سے افطار کرتیں۔ فرمایا: اگر تو پہلے سے یاد دلاتی تو ایسا کرتی۔ سبحان اللہ کیا ہمت ہے اور کیا سخاوت۔

آپ کی روایت سے دو ہزار دو سو دس حدیثیں ہیں۔ ایک خلق کثیر نے صحابہ اور تابعین سے روایت کی ہیں۔

آپ کے انتقال کے وقت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے اور کہا، بشارت ہو تم کو اے عائشہ! کہ تم زوجۂ رسول تھیں، اور سوائے تمھارے کسی باکرہ سے آپ نے نکاح نہیں کیا، اور پاکی تمھاری آسمان سے نازل ہوئی۔ بعد ان کے عبداللہ بن زبیر آئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابن عباس نے میری تعریف کی اور میں دوست نہیں رکھتی ہوں کہ کوئی میری تعریف کرے۔ کاش کہ میں ایک درخت ہوتی کہ مجھ کو کاٹتے، کاش میں ایک پتھر ہوتی، کاش میں ایسی ہوتی کہ میرا کوئی ذکر نہ کرتا۔ اچھا ہوتا کہ میں مخلوق نہ ہوتی۔ اور وصیت فرمائی کہ قبر میں مجھ کو ذکوان میرا غلام

اتارے اور قبر کو راست کرے بعد اس کے وہ آزاد ہے۔

منقول ہے کہ بعد انتقال آپ کے گھر سے آواز نالہ وفریاد کی پیدا ہوئی، اس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی کو خبر کے واسطے بھیجا۔ اس نے آکر آپ کے انتقال کی خبر دی۔ ام سلمہ گریاں ہوئیں اور کہا رحمت حق تعالیٰ کی عائشہ پر ہو، کہ وہ دوست ترین مردم تھیں رسول اللہ ﷺ کے نزدیک، بعد اپنے باپ یعنی حضرت ابو بکر صدیق کے۔ یہ واقعہ شبِ سہ شنبہ سترہویں رمضان ۵۸ھ کو بہ عمر چھیاسٹھ سال کے ہوا، اور نمازِ جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ اور قاسم بن محمد بن ابی بکر وعبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر نے قبر میں اتارا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ بلفظہ۔

(جامع المناقب، ص:۱۶۱)

یہ ہے ایک شمہ حالات ومناقبات حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو محبوبہ حبیبِ خدا ﷺ کی تھیں۔ جن پر منافقین نابکار جہنمیوں نے افک اور بہتان لگایا تھا۔ انھیں کی سنت کے مطابق اس وقت کے منافقین بھی کتابوں میں بطور یادگار اس کا احیا کر رہے ہیں: «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ العظیم»

اب میں آپ کے اعتراض کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ حضور ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تہمت کی وجہ سے متردد رہے۔ اگر علمِ غیب ہوتا تو سخت متردد کیوں ہوتے، یہ آپ کا اعتراض ہے:

میں کہتا ہوں کہ جو اقوال وہابیہ آپ نے کسی رسالہ سے غلط ولط دیکھ لیے، اُسی پر آپ کا دار ومدار ہے، مادۂ تحقیق حاصل نہیں۔ مولوی جی! آپ کو لازم تھا کہ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھتے، پھر احادیث شریف پر نظر کرتے، پھر دیگر سیر کی کتب کو دیکھتے تو ایسا اعتراض نہ کرتے۔ آں حضرت ﷺ کا رنج کرنا یا متردد ہونا اس بات سے نہیں تھا کہ حضرت ام المومنین پر منافقین نے افک یا بہتان لگایا تھا، بلکہ اس سبب سے تھا جو وہ لوگ طعن اور استہزا کرتے تھے۔ دیکھیے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- «وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ»[1] یعنی تحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ ان کی باتوں سے آزردہ دل ہوتے ہو۔

اس کی تحقیق تفسیر کبیر جلد:۶، ص:۳۷۵ سے ہوتی ہے۔ زیر آیت قولہ:

«اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ»[2] الآیۃ۔ والجواب عن الثاني أنه عليه السلام كثيراً ما كان يضيق قلبه من أقوال الكفار مع علمه بفساد تلك الأقوال، قـال(الله) تعالى: «وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ »الآية، الخ.

یعنی جواب دوسرے اعتراض کا کہ اکثر ﷺ کفار کی طعنہ زنی اور بدکلامی سے رنجیدہ دل رہتے تھے، باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ قول ان کے لغویات سے ہیں، اور فرمانِ خداوندی کہ ہم جانتے ہیں کہ تم رنجیدہ خاطر یا آزردہ دل ہوئے یا رہتے ہو منافقوں یا کافروں کے کہنے سے، یا ان کی باتوں سے جو وہ کہتے ہیں۔

---

[1] پارہ:۱۴، حجر ۱۵، آیت:۹۷
[2] پارہ:۱۸، نور ۲۴، آیت:۱۱

دوسری صورت یہ ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ اس معاملہ میں خاموش اس لیے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی اس کا فیصلہ فرمائے گا، میں خود فیصلہ کرنا نہیں چاہتا، جس میں منافقین کے کہنے کی جگہ باقی رہے۔ اس کی تصدیق اس طرح پر ہوتی ہے:

شرح صحیح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ، فتح الباری، جلد ہشتم، ص: ۳۶۸۔

وفيه أن النبي صلى الله عليه و سلم كان لا يحكم لنفسه إلا بعد نزول الوحي لأنه صلى الله عليه و سلم لم يجزم في القصة بشئ قبل نزول الوحي.[1] الخ بلفظه.

یعنی اس میں یہ بات ہے کہ حضور اپنے نفس کے بارے میں بلا نزولِ وحی حکم نہیں فرماتے تھے، اس واسطے کہ حضور نے قصہ (افک) میں قبل وحی کسی امر کا جزم نہیں کیا، اس لیے ثابت ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کو اس کا علم پورا پورا تھا کہ یہ منافقین کی طرف سے محض افک اور بہتان ہے، اور چاہتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حکم سے اس کا فیصلہ کرے، اور یہ بھی علم تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ احسن طور پر کرے گا۔ اسی عرصۂ انتظار میں جب کفار منافقین کی طرف سے طعنہ زنی اور ایذا بڑھ گئی تو آپ نے خطبہ فرما کر یوں ارشاد فرمایا:

صحیح بخاری، جلد دوم، ص: ۱۷، سطر ۳۲، مصری:

فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي ، فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا ، وَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلاً مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا. بلفظه.[2]

یعنی فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے: کون ہے یا کوئی ایسا ہے جو اس کا بدلہ لے، اس آدمی سے جس نے میری اہل (بیوی) کی بابت مجھے ایذا دی ہے؟ پس قسم ہے اللہ کی کہ مجھے اپنی بیوی کی بابت علم ہے کہ وہ نیک اور پاک ہے، اور جس مرد (صفوان) کا ذکر کرتے ہیں، وہ بھی پاک ہے۔

مشارق الانوار میں بھی اس حدیث شریف کو اس طرح پر لکھا ہے:

عن عائشة قالت: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم : مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قد بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْل بيتي فَوَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا. (متفق عليه.)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کون شخص ہے بدلہ لینے والا یا میری طرف سے اس عذر کو سننے والا اس شخص سے جو مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس شخص نے میرے اہل بیت کی ایذا رسانی کی ہے؟ پس قسم ہے خدا کی کہ میں اپنے اہل کی نسبت بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا۔

تیسری ایک حدیث شریف صحیحین میں اس طرح پر ہے:

---

[1] فتح الباری، کتاب تفسیر القرآن، لولا إذ سمعتموه، حديث: ۱۳۸۱، ج: ۸، ص: ۴۸، دار الفكر، بيروت

[2] صحیح بخاری، کتاب الشهادات، باب تعديل النساء، حديث: ۲۶۶۱

عن عائشة فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ ، قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي ، فواللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ خَيْرًا ، وَلَقَدْ ذَكَرُوا رَجُلاً ، مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ إِلاَّ خَيْرًا ، وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلاَّ مَعِي[1] .

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمانوں کے گروہ کون ایسا ہے جو میرا عذر دریافت کر کے بدلہ لیوے اس مرد سے جس کی ایذا اور تکلیف میرے اہل بیت کو یعنی میری گھر والی کو پہنچی، سو قسم خدا کی نہیں جانا میں نے اپنی بیوی کو مگر نیک اور پاک، اور البتہ لوگوں نے ذکر کیا ہے ایسے مرد کا جس کو میں جانتا ہوں، اور نہیں جاتا وہ کبھی میرے گھر میں مگر میرے ساتھ۔

فائدہ: یہ حدیث ایک ٹکڑا بڑی طویل حدیث بخاری کا ہے، جس کا مختصر مطلب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ہجرت کے پانچویں سال حضرت ﷺ جنگ بنی مصطلق کو تشریف لے گئے، اور میں آپ کے ساتھ تھی، وقتِ واپسی مدینہ کے قریب قیام تھا، پھر شب کو کوچ کی خبر ہوئی، اس وقت میں رفع حاجت کے واسطے لشکر کے باہر چلی گئی تھی، اور جب واپس آئی تو معلوم ہوا کہ میرا گلے کا ہار وہیں گر پڑا ہے، میں اس کے ڈھونڈنے کو گئی اور یہاں سے لشکر کوچ کر گیا، اور جو شخص میرے کجاوے اٹھانے پر مقرر تھا، اس نے اسے اٹھا کر اونٹ پر کس دیا اور بہ سبب اس کے کہ میں اس وقت پتلی اور دبلی لاغر تھی، کچھ اس کو تمیز نہ ہوئی کہ اس میں کوئی ہے یا نہیں۔ پھر جب میں ہار کو تلاش کر کے آئی تو یہاں کسی کو نہ پایا، ناچار میں اُسی جگہ بیٹھ گئی، بدیں خیال کہ جب میرا حال معلوم ہوگا تو لوگ لینے کو آویں گے۔ پھر صفوان بن معطل جو لشکر کے پیچھے تھکے ماندوں کو لانے کے واسطے رہا کرتے تھے، اُس مقام پر پہنچے اور مجھ کو سوتا دیکھا اور پہچانا؛ بدیں سبب کہ نزولِ آیت حجاب سے قبل انھوں نے مجھ کو دیکھا ہوا تھا، پھر نہایت افسوس اور تعجب سے «اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن» پڑھا، اور کہا کہ یہ پیغمبر کی بی بی ہیں۔ میں جاگ پڑی اور ان کی اور بات میں نے نہیں سنی۔ انھوں نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور میں سوار ہوگئی۔ وہ اونٹ کی نکیل پکڑ کے روانہ ہوئے۔ ظہر کے وقت لشکر میں پہنچی تو تہمت کرنے والوں نے مجھ پر تہمت باندھی۔ الخ۔ (بہت لمبی حدیث ہے)

پھر حضرت منبر پر تشریف فرما ہوئے اور یہ حدیث فرمائی، اور فرمایا کہ اے گروہِ مسلمانان! کوئی اس منافق سے، یعنی عبداللہ بن سلول سے میرا بدلہ لیوے کہ ناحق میرے گھر کے لوگوں کو تہمت لگائی۔ اس وقت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو جو قومِ اوس کے سردار تھے، انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کا بدلہ لینے کو تیار ہوں، اگر تہمت کرنے والا میری قوم یعنی اوس سے ہو تو میں اس کی گردن ماروں۔ اور اگر دوسری قوم سے یعنی خزرج سے ہو تو جیسا حکم ہو ویسا میں کروں۔ اس وقت سعد بن عبادہ قومِ خزرج کے سردار نے اپنی قوم کی پچ[2] سے کہا کہ اے ابنِ معاذ! تو زیادہ گوئی کرتا ہے، ہماری قوم

[1] صحيح بخاري، كتاب المغازى، باب حديث الإفك، حديث: ٤١٤١
[2] پچ: حمایت، تعصب، ضد۔

والوں پر تیرا کچھ مقدور نہیں اور اپنی قوم کی بھی تو حمایت کرے گا، پھر اُسید بن حضیر سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے چچیرے بھائی نے کہا: اے سعد بن عبادہ! تو زیادہ گوئی کرتا ہے، قسم خدا کی ہم تہمت کرنے والے کو قتل کریں گے۔ کیا تو منافق ہے جو تہمت کرنے والوں کی حمایت کرتا ہے؟ غرض قریب تھا کہ کشت وخون ہوے، حضرت ﷺ نے سب کو چپ کیا۔ الخ

اس کے بعد قرآن شریف میں سورۂ نور کا نزول ہے، جس میں حضرت عائشہ صدیقہ مطہرہ کی بریت کا ذکر ہے اور افک لگانے والوں کو سزاے شرعی دی گئی ہے، لیکن آں حضرت ﷺ کو ان کی پاکی کا علم پہلے ہی سے تھا، اعتراضِ وہابیہ غلط اور جھوٹ ہے۔

اور سنیے! اگر دل میں وسوسہ ہو کہ اس بارہ میں صحابہ کرام سے مشورہ بھی آں حضرت ﷺ نے فرمایا تھا، تو اس سے عدم علمیت غیب رسول ﷺ نمایاں ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آں حضرت ﷺ نے بموجب حکم خداوندی «شَاوِرۡهُمۡ فِي الۡاَمۡرِ»[1] مشورہ صحابۂ کرام سے ضرور فرمایا، جس سے علم غیب رسولِ اکرم ﷺ کی اور بھی تائید ہوتی ہے کہ آں حضرت ﷺ نے جب مشورہ فرمایا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اس امر سے آگاہ کیا کہ منافقین کی طرف سے مجھ کو اور میرے اہلِ بیت کو ایذا پہنچائی گئی ہے، اس شخص سے جس نے یہ افک برپا کیا ہے، بدلہ لینا چاہیے، تب صحابہ میں سخت شورش پیدا ہوگئی، اور پھر یہ مشورہ بھی کیا گیا کہ افک لگانے والے کو کیا سزا ملنی چاہیے اور یہ مشورہ بھی اس قسم کا نہیں تھا کہ خاص طور پر صحابۂ کرام کو بُلایا گیا ہو، بلکہ جیسے جیسے ....حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے، اُن سے بات چیت ہوتی رہی اور اس بات میں بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اولوالعزمی اور طہارت ثابت ہوتی رہی اور علمِ غیب کی تقویت۔ اگر مشورہ نہ ہوتا تو صحابۂ کرام کے خیالات اور آں حضرت ﷺ کی عظمت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عفت اور عصمت پر معلوم ہوتے۔ سنیے وہ مشورہ جس کا ذکر ہے وہ یوں ہے:

تفسیر روح البیان:

روي أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان في الأيام أكثر أوقاته في البيت، فدخل عليه عمر فاستشاره في تلك الواقعة. الحديث.[2]

(آسانی اور عام فہم ہونے کے لیے صرف ترجمہ [مطلب] لکھا جاتا ہے) یعنی مروی ہے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ ان دنوں میں اکثر اوقات مکان میں تشریف رکھتے تھے، پس آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاضر آئے، پس اعلم عالم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا اس واقعہ میں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں یقین کرتا ہوں منافقوں کے جھوٹ پر، اس لیے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسدِ مبارک پر مکھیوں کے بیٹھنے کو روک رکھا

[1] پارہ: ٤، آلِ عمران: ٣، آیت: ١٥٩

[2] تفسیر روح البیان، سورۂ نور، إنَّ الذين جاؤا بالافك، الآية، ج: ٦، ص: ١٢٣، مكتبه اسلاميه كوئٹه.

ہے، کیوں کہ یہ مکھیاں ناپاکیوں پر بیٹھتی ہیں، اور اس میں لتھڑا جاتی ہیں، پس جب کہ اللہ پاک نے اس قدر معمولی نجاست سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو کیوں کر آپ کو محفوظ نہ رکھے گا، ایسے کی صحبت سے جو کہ اس قسم کی فحش کے ساتھ ملوث ہو۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ پاک نے آپ کا سایۂ مبارک زمین پر گرنے نہیں دیا، اس لحاظ سے کہ شاید کوئی شخص اس پر اپنا قدم رکھ دے، یا کہیں زمین ناپاک ہو، پس اللہ نے اتنی بھی قدرت کسی کو نہیں دی کہ جو آپ کے سایۂ مبارک پر اپنا قدم رکھے تو کیوں کر وہ قدرت دے سکتا ہے کسی کو جو آپ کے زوجۂ مطہرہ سے سوے ظن کرے۔

اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اے رسولِ خدا ﷺ: ہم سب آپ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے، پس اچانک آپ نے نماز کے درمیان اپنا جوتا مبارک اتار دیا، پس جب کہ جناب نے نماز تمام کی تو ہم سے جوتا اتار دینے کا سبب دریافت فرمایا۔ ہم نے جواب میں عرض کیا کہ اتباعِ جناب ﷺ کیا گیا، یعنی جب آپ نے نعلین مبارک اتارا تو ہم نے حضور ﷺ کی تابع داری کے لیے اتار دیا۔ یہ سن کر آں جناب ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے ان کے اتارنے کے لیے کہا کہ ان میں کمالِ نظافت نہیں، قدرے رینٹ لگی ہوئی ہے۔ پس جب اللہ پاک نے اس امر پر آپ کو خبردار کیا کہ آپ کے نعلینِ مبارک پر کچھ رینٹ ہے، ان کے اتارنے کا حکم دیا ان دونوں کی آلودگی کی وجہ سے، تو پھر وہ کس طرح حکم نہ دے گا جب کہ وہ برائی کی مرتکب ہوئی ہوں[1]

(۲) مدارج النبوۃ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، جلد دوم، ص:۲۲۱۔

آں[2] چہ مذکور است در صحیح بخاری ہمیں است کہ از علی و اسامہ و بریرہ (رضی اللہ عنہم) پرسید و ایشاں ایں جواب گفتند۔ اما بعض علماے سیر قصۂ عمر بن خطاب و عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما و مشاورت آں حضرت علیہ السلام بہ ایشاں و جواب دادن

---

[1] منیر الدین، آٹھواں شبهه قصۂ افك كے مشورہ پر، ص:۱٤٦، ۱٤٧، گلزار حسن ممبئی

[2] ترجمہ: صحیح بخاری میں جو مذکور ہے وہ اتنا ہی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی، اسامہ اور بریرہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا اور ان حضرات نے یہ جواب دیا۔ لیکن بعض علماے سیر نے حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما کے ساتھ مشورہ کرنے اور ان کے جواب دینے کا قصہ بھی بیان کیا ہے اور انھوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جواب اس مقام پر اسی طرح نقل کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ کے جسمِ اطہر پر مکھی تک نہیں بیٹھتی، کیوں کہ وہ نجاست اور گندگی پر بیٹھتی ہے اور اس سے اس کے پر آلودہ ہو جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے محفوظ رکھتا ہے تو جو اس سے کہیں زیادہ بدتر ہو اس سے آپ کی حفاظت کیوں نہ فرمائے گا۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: آپ کا سایۂ پاک زمین پر نہیں پڑتا کہ کہیں زمین پر نجاست پڑی ہو اور جب خداے تعالیٰ اس جیسی چیز سے آپ کے سائے کی حفاظت کرتا ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ آپ کے حرم محترم کو ناشائستہ باتوں سے محفوظ نہ رکھے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: حق تعالیٰ کو گوارا نہ ہوا کہ نماز کی حالت میں آپ کے پاے اقدس میں نجاست آلود نعلین ہوں آپ کو اس بات سے آگاہ فرمادیا کہ آپ اپنے پاے مبارک سے وہ جوتے اتار دیں۔ اگر یہ بات سچی ہوتی تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو اس کی خبر دیتا۔ آپ مطمئن رہیں کہ وہ ضرور حقیقتِ حال سے آپ کو آگاہ فرمائے گا۔ جب حضور نے یہ باتیں سنیں تو مسجد میں تشریف فرما ہوئے، خطبہ دیا اور فرمایا: کون ہے جو میری مدد کرے اور (فلاں سے) بدلہ لے۔

ایشاں ذکر کردہ اند و در آں جا علی رضی اللہ عنہ نیز موافق ایشاں گفتہ۔ اما عمر (رضی اللہ عنہ) گفت یا رسول اللہ! مگس بر اندام تو نمی نشیند، بہ جہت آں کہ مگس بر نجاست و مستقذرات می افتد و پائہاے او آلودہ بہ آں می گردد، وخداے تعالیٰ ترا ازاں نگاہ می دارد، پس چہ گونہ ترا از کسے کہ بہ بدترین چیزہا آلودہ باشد نگاہ نہ دارد۔ وعثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) گفت کہ سایۂ شریف تو بر زمین کہ نمی افتد، کہ مبادا بر زمین نجس افتد وحق تعالیٰ چوں صیانت سایۂ تو بدیں مشابہ می کند، چہ گونہ صیانت حرم محترم تو از ناشائستہ نہ کند۔ وعلی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) گفت کہ حق تعالیٰ روا نداشت کہ نعلین ملوث در نماز در پاے مبارک تو باشد، وخبر کرد ترا تا بکشی آں را از پاے مبارک خود، اگر ایں امر واقع بودے خبر کردے ترا ابداں، خاطر جمع دار کہ بہ حقیقت حال ترا خبر خواہند کرد۔ چوں آں حضرت ایں سخناں شنید بہ مسجد رفت وخطبہ خواند وگفت کیست کہ نصرت دہد مرا وانتقام کشد[1] الخ۔ بلفظہ۔

(منیر الدین، ص:۱۷۶)

یہ ہے مشورہ اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی گفتگو۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ کو سب حال معلوم تھا۔ لیکن چاہتے تھے کہ خداوند کریم خود اس کا فیصلہ احسن وجوہ پر فرمائے گا، اور اس پر ان کو یقین کامل تھا۔ اسی واسطے آپ نے خود حکم نہیں دیا، اور حکمِ سزا بھی ایسے افک لگانے والوں کے لیے نازل ہونے والا تھا، جس کے مطابق منافقوں اور ہاں میں ہاں ملانے والوں کے لیے سزا دی جاتی۔ لیکن مسلمانوں میں اس وقت منافق لوگ موجود ہیں، اگر وہ اپنے تئیں مسلمان سمجھتے ہیں تو ان کو لازم تھا اس بات کو زبان پر نہ لاتے اور اعتراض اور توہین کرنے والوں کو جو نصرانی خاصیت رکھتے ہیں اس طرح جواب دیتے جیسے ایک مسلمان خالص نے ایک نصرانی معترض کو دیا تھا، جس کا ذکر اس طرح پر ہے، سنیے!

(۳) ارشاد الساری، جلد چہارم، ص: ۳۸۴۔

امام قسطلانی تحریر فرماتے ہیں: ترجمہ: صفدری علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن خلکان کی تحریر میں دیکھا ایک مسلمان نے ایک نصرانی سے مناظرہ شروع کیا، پس نصرانی نے اثنائے گفتگو میں بوجہ کالا دل ہونے کے اور بغض وکینہ کی آگ بھڑکی ہوئی ہونے کے، طنزاً اور طعناً یہ کہا کہ اے مسلم! کیا صورت تھی تمھارے نبی کی زوجہ عائشہ (علیہ وعلیہا السلام) کی ان کی سواری کے پیچھے رہ جانے میں تمہارے نبی کے نزدیک، جس حال میں کہ وہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) اپنے ہار کے گم کرنے کا عذر پیش کرتی تھیں، پس کہا اس نصرانی سے مسلم نے: اے نصرانی! اس کی صورت مریم بنت عمران (رضی اللہ عنہا) کی صورت کے مانند تھی، جب کہ وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ کو اٹھائے ہوئے لائیں بغیر خاوند کے۔ پس جب کہ اعتقاد رکھتا ہے تو اپنے دین میں براءت مریم کا، تو ہم بھی مثل اس کے اعتقاد رکھتے ہیں اپنے دین میں براءت عائشہ رضی اللہ عنہا کا زوجہ نبی اپنے سے۔ پس خاموش ہو گیا نصرانی اور کچھ جواب اس سے نہ بن پڑا۔[2] ختم ہوا ترجمہ۔ (منیر الدین، ص:۱۷۷)

لیجیے! اب ایک عام فہم اردو زبان کی ایک تحریر دکھلاتا ہوں جس سے آپ کی سمجھ میں بخوبی آجائے گا کہ آں حضرت ﷺ

[1] منیر الدین، آٹھواں شبھہ قصہ افک کے مشورہ پر، ص:۱۴۷، ۱۴۸، گلزار حسنی، بمبئی [2] ایضاً، ص:۱۴۸

کوحضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بریت از بہتان کا حال پہلے ہی معلوم تھا۔ وھو ھذا.

(۴) وسیلہ جلیلہ مصنفہ حضرت مولانا وکیل احمد صاحب، ص:۱۶۶، چوتھاشبہہ:

جب آں حضرت ﷺ کوعلم غیب بالعرض ما کان و ما یکون کاتسلیم کیا گیا تو پھر حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملے میں آپ کو کیوں تردد رہا؟ جب وحی نازل ہوئی آپ کواطمینان ہوا۔ہم کہتے ہیں کہ اس بحث میں یہ بڑا شبہہ خیال کیا جاتا ہے، شاید مشرکینِ مکہ بھی اس سے بڑھ کر حجت پیش نہ کر سکے۔مولوی خرم علی (وہابی) نے یہ شبہہ پیش کیا ہے۔ نصیحت المسلمین میں ہے: اور کافروں نے حضرت عائشہ پر تہمت باندھی تھی، حضرت کو نہایت رنج ہوا، جب بہت روزوں کے بعد خدا نے قرآن میں فرمایا کہ عائشہ پاک ہے، کافر جھوٹے ہیں، تب حضرت کو خبر ہوئی، اگر آگے سے معلوم ہوا ہوتا تو غم کیوں ہوتا؟ فقط۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ شبہہ اصل واقعہ کی جہالت یا چشم پوشی سے ناشی ہوا۔آں حضرت ﷺ کو اصل واقعہ میں سرمو تردد نہیں تھا۔منافقین کی شہرت سے البتہ آپ کو رنج تھا۔اس امر میں وحی کے قبل جو کچھ آپ نے تفتیش فرمائی، اس میں محض تشریح منظور تھی۔وحی سے آپ براءت چاہتے تھے تاکہ منافقین کی زبان بند ہو۔

ایسی صورت میں کہ کفار طرح طرح سے اپنے دل کے پھپھولے توڑتے ہوں، اور ہرزہ سرائی میں مشغول ہوں، بدوں تمسکِ وحی کے مقتضاے مصلحت نہ تھا کہ آپ بطور خود اپنے علم کی بنا پر براءت فرماتے۔چوں کہ وحی میں توقف ہوا اور منافقین کی زبان بڑھتی چلی، آپ کو زیادہ تردد ہوا۔اگر آپ کو نفس معاملہ میں اطمینان نہ ہوتا اور صرف منافقین کی یاوہ گوئی سے ملال نہ ہوتا تو منبر پر رونق افروز ہو کر یہ نہ فرماتے:

يا معشر المسلمين! من يعذرني من رجل قد بلغني أذاه في أهلي، والله ما علمت علىٰ أهلي إلا خيرا.

یعنی اے گروہ مسلمانان کے! کون شخص مجھ سے معذرت کرے گا، ایسے شخص کی جس نے ہمارے اہل کو اذیت پہنچائی؟ خدا کی قسم ہم کو اپنے اہل پر بجز خیر کے کسی قسم کی بدگمانی نہیں۔یہاں علم بمعنیٰ اذعان ہے، تو اس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں اطمینانِ کلی تھا، صرف منافقین کے بہتان سے تردد تھا۔انتہیٰ بلفظہ

اسی طرح اہل سنت وجماعت کے مسلمانوں کا عقیدہ اور کتب میں بھی درج ہے، زیادہ لکھنا طوالت ہے اور خلاصہ یہ ہے:

سب سے زیادہ قول قاطع یہ ہے کہ محال ہے کہ کسی نبی کے جسم، یا ثوب، یا اہل، یا عیال کسی متعلق میں ایسی بات ہو جو اس نبی سے موجبِ نفرت ہو اور عوام کے نزدیک معاذ اللہ باعثِ ذلت ہو، تو تمام انبیا علیہم السلام کا ایسی باتوں سے منزہ ہونا واجب ہے، اور ہر نبی قبل از ظہور نبوت بھی بالیقین اُن تمام باتوں کو جانتا ہے جو اللہ عزوجل یا انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے واجب یا جائز یا ممتنع ہو۔نبی کا ان باتوں میں سے کسی بات کا جہل محال ہے۔سو یقیناً قطعاً حضور اقدس ﷺ حضرت ام المومنین صدیقہ وتمام ازواج مطہرات، و بنات مکرمات کی براءت وطہارت یقیناً جانتے تھے۔اور اس میں

شک وشبہہ سے مبرا اور منزہ تھے۔

قولہ : حنفیوں کے نزدیک وہ کافر ہے جو نبی علیہ السلام کوغیب داں اعتقاد کرے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے: «لو تزوج بلا شهود و قال خدا ورسول وفرشتگان را گواہ کردم یکفر لأنه اعتقد أن الرسول والملك يعلمان الغيب» خدا اور رسول اور فرشتوں کی شہادت پر نکاح کرنے والا کافر ہے، کیوں کہ اس نے نبی علیہ السلام اور فرشتوں کو غیب داں جانا اور بحر الرائق میں ہے، الخ۔ (ص:۲۰)

اقول : مفتی جی! آپ نے فتاویٰ بزازیہ اور بحر الرائق کی عبارت کسی وہابیہ رسالے سے نقل کی ہے، مگر اصل کتابوں کا ملاحظہ نہیں کیا۔ در اصل یہ عبارت فتاویٰ قاضی خاں علیہ الرحمہ کی ہے جو قطع و برید کر کے لکھی گئی ہے، کیوں کہ حضرت قاضی خاں علیہ الرحمہ چھٹی صدی میں ہوئے اور فتویٰ بزازیہ والے صاحب محمد بن محمد بن شہاب علیہ الرحمہ نویں صدی میں تین سو سال کے بعد گزرے ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں فتاویٰ قاضی خان سے لکھا گیا، جس کی اصل عبارت دو جگہ پر اس طرح ہے:

اول : فتاویٰ قاضی خان، جلد اول، ص:۱۵۵، فصل فی شرائط النکاح:

رجل تزوج امرأة بشهادة الله و رسوله كان باطلا؛ لقوله صلى الله عليه وسلم: لا نكاح إلا بشهود وكل نكاح يكون بشهادة الله، و بعضهم جعلوا ذٰلك كفراً لأنه يعتقد أن الرسول صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب و هو كفر.انتهٰى بلفظه .

یعنی ایک آدمی نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کیا اللہ اور اس کے رسول کی گواہی پر، یہ باطل ہے، بموجب ارشاد آں حضرت ﷺ کے نکاح بغیر شہادت گواہان کے نہیں ہوتا، اور ہر ایک نکاح میں گواہان ہونے چاہئیں، اور بعض کا قول ہے کہ یہ کفر ہے (لیکن اکثر اس کو کفر نہیں جانتے) اس لیے کہ اس بات کا اعتقاد کیا کہ رسولِ خدا ﷺ خود بخود علمِ غیب جانتے تھے۔

دیکھیے! اس عبارت میں بعض علما کا قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ اعتقاد کفر ہے۔ لیکن اکثر علما اس کے خلاف ہیں کہ یہ اعتقاد کفر نہیں، گو نکاح باطل ہوا، اور آپ نے سب حنفیوں کا عقیدہ لکھ دیا۔

دوم : فتاویٰ قاضی خان، جلد چہارم، ص:۴۶۷، کتاب السیر باب ما یکون کفراً و مالا یکون:

رجل تزوج امرأة بغير شهود، فقال الرجل والمرأة. خدائے را و پیغامبر مرا را گواہ کردیم قالوا: یکون کفراً لأنه اعتقد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب و هو ما كان يعلم الغيب.الخ. بلفظه.

یعنی ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ بلا گواہوں کے نکاح کیا اور عورت اور مرد دونوں نے کہا کہ ہم خدا اور رسول ﷺ کو گواہ کرتے ہیں۔ کہا بعض فقہا نے کہ ایسا کہنا کفر ہے، کیوں کہ انھوں نے رسولِ خدا ﷺ کو علمِ غیب کا اعتقاد

کیا۔

دیکھیے! اپنی دیانت کو کہ آپ نے دونوں عبارات کو پورا پورا نقل نہیں کیا، بلکہ لفظ «بعضهم» کو پہلی عبارت سے اور لفظ «قالوا» کو اس دوسری عبارت سے نکال ڈالا جو آپ کے خلاف تھا اور لفظ «فرشتگان» اپنی طرف سے زیادہ کر دیا۔ ایمان داری اور فتویٰ نگاری ہو تو ایسی ہی ہو۔ جزاک اللہ۔

اب میں لفظ «قالوا» کو جس کو آپ نے کسی استاذ کے مشورہ سے عبارت میں سے نکال ڈالا ہے، بتلاتا ہوں، اس کا سبب معلوم کیجیے، اور یہ بھی کہ خدا اور رسول کے گواہ کرنے میں آدمی کافر نہیں ہوتا اور اہل سنت و جماعت کا یہ مذہب نہیں ہے، اس کا ثبوت بھی ملاحظہ کیجیے۔

(۱) ردالمحتار حاشیہ درمختار جلد پنجم، ص: ۴۴۵، مقبولہ و مسلمہ عرب و عجم (معروف بہ شامی):

(الف) لفظة «قالوا» تذكر فيما فيه خلاف كما صرحوا به. اھ

یعنی لفظ «قالوا» کا ذکر اس میں کیا جاتا ہے جس میں علما کا باہمی اختلاف ہوتا ہے، جس کی تصریح کی گئی ہے۔

(۲) عقود الدریہ بہ تنقیح الحامدیہ، جلد دوم، ص: ۳۶۷، مصنفہ حضرت محمد امین مشہور بابن عابدین شامی علیہ الرحمہ:

(ب) **فائده**- لفظ «قالوا» يستعمل فيما فيه اختلاف المشايخ كذا في النهاية ، في كتاب الغصب، أن في لفظ «قالوا» إشارة إلى ضعف ما قالوا.اھ

یعنی فائدہ کر کے لکھا ہے کہ لفظ «قالو» کا استعمال اس وقت کیا جاتا ہے جب کہ مشائخ میں کسی مسئلہ کا اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح نہایہ کی کتاب الغصب میں ہے۔ تحقیق لفظ «قالوا» میں اشارہ اس بات کا ہے کہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں ضعف ہے، یعنی روایت ضعیف ہے۔

(۳) فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص: ۱۰۱:

فائده- لفظ «قالوا» يستعمل فيما فيه اختلاف المشايخ كذا في النهاية في كتاب الغصب، و كذا ذكره صاحب العناية والبناية في باب ما "يفسد الصلوٰة". و ذكر (ابن الهمام) في فتح القدير في «باب ما يوجب القضاء والكفارة من كتاب الصوم» كذا ذكر سعد الدين التفتازاني في حواشي الكشاف: ان في لفظ «قالوا» إشارة إلى ضعف ما قالوا.اھ

یعنی لفظ «قالوا» کا استعمال کیا جاتا ہے اس مضمون میں جس میں کہ مشائخ کا اختلاف ہوتا ہے۔ اسی طرح نہایہ کی کتاب الغصب میں ہے اور عنایہ و البنایہ کے باب مایفسد الصلوٰۃ میں ہے۔ اور ذکر کیا ہے ابن ہمام نے فتح قدیر کے باب ما یوجب القضاء والکفارۃ مِنْ کتاب الصوم میں............ اور اسی طرح ذکر کیا ہے سعد الدین تفتازانی نے حواشیِ کشاف میں کہ تحقیق لفظ «قالوا» میں اشارہ ضعف کا ہے، یعنی یہ قولِ ضعیف ہے۔

(۴) غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی ، ص:۴۰۲، (آخر بحث قنوت) میں حضرت قاضی خاں علیہ الرحمہ کی عبارت اس طرح درج ہے:

و كلام قاضي خان يشير إلىٰ عدم اختياره له حيث قال: وإذا صلى على النبي صلى الله عليه وسلم في القنوت، قالوا: لا يصلي عليه في القعدة الأخيرة، ففي قوله «قالوا» إشارة إلى عدم استحسانه له و إلى أنه غير مروي عن الأيمة.[1] إلخ بلفظه.

یعنی کلامِ قاضی خاں میں اشارہ ہے، اُس کے عدم اختیار کرنے کی طرف جیسے کہا ہے اور جس وقت حضرت ﷺ کو درود و سلام پڑھا جائے، قنوت میں کہا انھوں نے (یعنی فقہا نے) کہ آں حضرت ﷺ پر قعدۂ اخیر میں درود و سلام نہ پڑھا جائے، پس اس کے قول میں لفظ «قالوا» عدم استحسان کی طرف اشارہ ہے اور یہ کہ یہ بات ائمہ سے مروی نہیں ہے۔

پس ان تمام روایاتِ کتبِ معتبرات سے ثابت ہو گیا کہ قاضی خاں علیہ الرحمہ کی تحریر میں لفظ «قالوا» درج ہے جو ضعف پر دلالت کرتا ہے، اور اس پر کوئی فتویٰ نہیں ہو سکتا، کیوں کہ یہ قول ضعیف اور مرجوح ہے، جس کی بابت درِ مختار میں لکھا ہے:

ان الحكم والفتيا بالقول المرجوح جهل و خرق للإجماع.[2]

یعنی حکم اور فتویٰ قولِ مرجوح پر دینا جہل اور اجماع کا توڑنا ہے، یعنی خلافِ اجماع ہے۔ ردّ ہو گیا یہ آپ کا کہنا کہ تمام حنفیہ کے نزدیک وہ شخص کافر ہے، جس نے خدا اور رسول کی شہادت پر نکاح کیا۔

اچھا کہیے اور ذرا سوچ کر! کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ «وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا[3]» کہ رسولِ خدا ﷺ تم پر اے لوگو گواہ ہیں۔ تفسیر عزیزی کی مفصل عبارت پیچھے درج کر چکا ہوں کہ آں حضرت ﷺ نورِ نبوت سے سب حالاتِ نیک و بد اور تمھارے سارے اعمالِ روزمرہ دیکھ رہے ہیں، جس پر وہ گواہ ہیں اور گواہی دیں گے، اور وہ گواہی مقبول ہے تو کیا اس مرد عورت کے نکاح کی شہادت یا گواہی نہیں دیں گے؟ جب وہ ان کے نکاح کی خبر رکھتے ہیں، اور ان کے سامنے یہ نکاح ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ضرور اور بالضرور شہادت دیں گے، اور اس میں کوئی شبہہ نہیں ہے کہ بلا دیکھے وہ گواہی نہیں دیں گے۔ نتیجہ یہ کہ آں حضرت ﷺ سب کچھ دیکھ رہے ہیں، اس لیے ضرور ہے کہ گواہی دیں گے، البتہ اس سے انکار کرنے والا ضرور کافر ہے، اس لیے کہ وہ نص کا منکر ہے۔

اب اور لیجیے، اسی نکاح کی بابت کتبِ فقہ معتبرات کو دیکھیے:

(۵) درِ مختار کتاب النکاح:

---

[1] غنية المستملى معروف به حلبى كبير، آخر بحث قنوت، ص:٤٢٢، عارف آفندى، سنده
[2] در مختار، ج:١، ص:١٧٦، ١٧٧، (دار الكتب العلميه)
[3] پاره:٢، سوره بقره ٢، آيت:١٤٣

تزوج بشهادة الله و رسوله (صلى الله عليه وسلم) لم يجز. بل قيل: يكفر.

یعنی اگر نکاح کیا کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی شہادت پر تو جائز نہیں۔ اور قولِ ضعیف یہ ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اب اس کا حاشیہ شامی دیکھیے:

(۶) ردالمحتار شامی، حاشیہ درمختار، جلد دوم، ص:۲۷۶، سطر:۲۱، مطبوعہ مجتبائی، دھلی:

(قَوْلُهُ : قِيلَ يَكْفُر) لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَالِمُ الْغَيْبِ. قَالَ فِي التَّتَارْخَانِيَّة : وَفِي الْحُجَّةِ ذَكَرَ فِي الْمُلْتَقَطِ: أَنَّهُ لَا يُكَفَّرُ لِأَنَّ الْأَشْيَاءَ تُعْرَضُ عَلَى رُوْحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَّ الرُّسُلَ يَعْرِفُونَ بَعْضَ الْغَيْبِ. قَالَ تَعَالَى: «عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنْ ارْتَضٰى مِنْ رَسُولٍ» قُلْت : بَلْ ذَكَرُوا فِي كُتُبِ الْعَقَائِدِ: أَنَّ مِنْ جُمْلَةِ كَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ، الِاطِّلَاعَ عَلَى بَعْضِ الْمُغَيَّبَاتِ وَرَدُّوا عَلَى الْمُعْتَزِلَةِ الْمُسْتَدِلِّينَ.بهذه الآيةعلى نفيها.الخ بلفظه.

یعنی یہ قولِ ضعیف (قِيلَ يَكْفُر) اس واسطے کہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسولِ اکرم ﷺ علم غیب خود بخود جانتے ہیں، کہا فتاویٰ تاتارخانیہ اور حجۃ میں اور ذکر کیا کتاب ملتقط میں کہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ تمام اشیا آں حضرت ﷺ کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔ اور تحقیق پیغمبران علیہم السلام بعض غیب جانتے ہیں، جیسے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ عالم الغیب ہے وہ اللہ تعالیٰ نہیں ظاہر کرتا اپنے غیب کو کسی شخص پر لیکن جس کسی نبی یا رسول کو پسند فرماتا ہے، اُس کو علم غیب عطا فرماتا ہے (حضرت شامی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں: بلکہ کتب عقائد میں لکھا ہے کہ اولیاے کرام کی کرامات میں سے ہے، بعض غیب پر اطلاع پانا اور یہ امر معتزلہ فرقہ کا رد ہے۔

(۷) معدن الحقائق شرح کنزالدقائق، کتاب النکاح:

والصحيح أنه لا يكفر لأن الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام يعلمون الغيب ويعرض عليهم الأشياء. اھ

یعنی صحیح یہی ہے کہ (خدا اور رسول کی شہادت پر نکاح کرنے والا) وہ کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی باتیں جانتے ہیں اور تمام اشیا ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔

(۸) خزانۃ الروایات، باب النکاح:

و في المضمرات: والصحيح أنه لا يكفر لأن الأنبياء عليهم الصلوٰة والسلام يعلمون الغيب و يعرض عليهم الأشياء فلا يكون كفراً. اھ

یعنی مضمرات میں ہے کہ صحیح یہی ہے کہ وہ نکاح کرنے والا کافر نہیں ہوتا، کیوں کہ انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام علم غیب جانتے ہیں اور تمام چیزیں ان کے روبرو پیش کی جاتی ہیں۔

(۹) مجموعہ خانی، جلد ثانی، ص:۶۔

در[1] فتاویٰ حجۃ می گوید: صحیح آنست کہ آں مرد کافر نمی شود وزیرا کہ اعمال بندگان بر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم عرض می کنند، پس غیب نباشد۔ بلفظہ

لیجیے! مفتی جی! ان تمام عبارات کتب معتبرات سے آفتاب کی طرح روشن اور صاف ہو گیا کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول ﷺ کی گواہی پر نکاح کرے وہ ہرگز ہرگز کافر نہیں ہوتا اور یہی صحیح ہے۔ اور جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ بالکل غلط ہے اور یہی اعتقاد مذہب اہل سنت و جماعت احناف کا ہے۔ اور جن علما یعنی قاضی خاں و بزازی علیہما الرحمہ نے کفر کا لفظ تحریر کیا ہے، وہ خود اس کو ضعیف اور مرجوح فرما رہے ہیں۔ اور وجہ اس کی ظاہر اور صاف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور آں حضرت ﷺ کا حکم تاکیدی یہ ہے کہ نکاح کے وقت دو آدمی گواہ ہونے چاہئیں، جو شخص اس کے خلاف کرے گا، یا اس سے انکار کرے گا وہ واقعی کافر ہو جائے گا، لیکن یہ وجہ نہیں کہ کسی شخص نے رسولِ اکرم ﷺ کو عالم الغیب سمجھا۔ دیکھیے، اس کی تصدیق یوں ہے:

(۱۰) طحطاوی حاشیہ درمختار میں اسی مسئلہ کو اس طرح پر لکھا ہے:

قوله: يكفر، لعل وجهه أنه حلل ما حرّم الله تعالىٰ لأن الله تعالىٰ لم يحل النكاح إلا بشهود من الجنس فإذا اعتقد الحل بغير ذٰلك فقد خالف. اھ

یعنی یہ قول کہ (نکاح کرنے والا) کافر ہو جاتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اُس نے حلال اعتقاد کیا اس چیز کو، کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نکاح جائز نہیں ہوتا جب تک کہ دو گواہ آدمی اس کی جنس کے موجود اور حاضر نہ ہوں، پس جب کہ اس نے اعتقاد کیا اس بات کا کہ نکاح بغیر شہادت دو گواہان جنس خود کے حلال ہے، پس اس نے مخالفت کی حکم خداوندی کی اس لیے وہ کافر ہو گیا۔

ایک بات اور بھی آپ نے تحریر فرمائی ہے کہ جو فرشتوں علیہم السلام کو عالم الغیب کہے وہ بھی کافر ہے- یہ بھی غلط ہے۔ آپ کو اس بات کا علم نہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا کہ میں دنیا میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں تو فوراً فرشتوں نے یوں کہا:

---

[1] ترجمہ: فتاویٰ حجۃ میں ہے: صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا اس لیے کہ فرشتے بندوں کے اعمال رسولِ پاک ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں، تو یہ غیب نہ ہوگا۔

قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَ۔[1]

یعنی فرشتوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کو کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو پیدا کرنا چاہتا ہے جو زمین میں فساد اور خوں ریزی کرے گا۔

فرمایئے! یہ غیب کی بات فرشتوں نے کیسے کہہ دی، اور کہاں سے کہہ دی، یہ خبر ان کو کس نے بتلائی۔ اور خداوند تعالیٰ نے بھی اُن سے پوچھا نہیں کہ تم یہ غیب کی بات کیسے کہتے ہو۔ میرے سوا تو کوئی غیب کی بات نہیں جانتا، تم تو کافر ہو گئے تم نے غیب کی بات کہہ دی، اور نہ اللہ تعالیٰ نے اُن کے غیب کی بات کا انکار کیا فرمایا، صرف اتنا فرمایا کہ جو جو اسرار آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے اور خلیفہ بنانے کے میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے یعنی جو بات تم کہتے ہو، وہ بھی صحیح ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کا پیدا کرنا اور آخر دنیا پر آں حضرت ﷺ رحمۃ للعالمین کا ظہور کرنا میری مشیت میں ہے۔ کیا کہیے، مولوی جی! یہ فرشتے بھی سب کے سب آپ کے فتویٰ کفر کے نیچے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اگر آپ یہ کہیں کہ کسی مرد وعورت کے نکاح کے خبر فرشتوں کو کس طرح ہوئی، اور وہ حاضر کیسے ہوئے؟ میں کہتا ہوں کہ آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ ہر انسان کے ساتھ کم سے کم دو فرشتے تو ضرور ہر وقت ہر لحظہ، ہر لمحہ حاضر رہتے ہیں، یا یہ کہ آپ کا اس پر بھی ایمان نہیں۔ اور قرآن شریف کی آیات:

وَاِنَّ عَلَيْكُمْ لَحٰفِظِيْنَ. كِرَامًا كَاتِبِيْنَ. يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ.[2] (یعنی تمھارے پر محافظ مقرر ہیں سردار لکھنے والے وہ سب کچھ جانتے ہیں، جو تم کرتے ہو۔) پر بھی ایمان وایقان نہیں۔

یہاں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ فرشتوں کے غیب کو فرما رہا ہے کہ وہ فرشتے جو کچھ تم کرتے ہو وہ سب کچھ جانتے ہیں، پس اس صورت میں نکاح کرنے والے مرد اور عورت کے ساتھ دو دو فرشتے ہر وقت حاضر وناظر رہتے ہیں اور حاضر تھے بجائے دو گواہان کے چار گواہ موجود ہوئے، تو پھر کیوں کر اُن کا نکاح نہ ہوا۔ آپ کا اعتقاد یہ ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کی شہادت پر نکاح نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ وہ نکاح کے وقت حاضر نہ تھے، یا یہ کہ رسول ﷺ غیب نہیں جانتے جو نکاح کے وقت حاضر ہوں مگر میں پوچھتا ہوں کہ کیا خداوند تعالیٰ بھی آپ کے اعتقاد میں نکاح کے وقت حاضر نہیں ہوتا یا وہ علم غیب نہیں جانتا کہ نکاح کے وقت حاضر ہو سکے۔ لیکن ہمارا اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہے کہ نکاح کے وقت اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی حاضری میں یا فرشتوں کی حاضری میں نکاح نہ ہونے یا ناجائز ہونے کی وجہ اُن کی حاضری یا غیر حاضری یا علمِ غیب کا ہونا یا نہ ہونا نہیں ہے، بلکہ اس کی وجہ وہی ہے جو میں گزشتہ صفحہ نمبر ۱۰۱ پر عبارت طحطاوی حاشیہ درمختار کی نقل کر چکا ہوں، یعنی دو گواہان کا جنس انسان سے وقت نکاح بموجب حکم خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حاضر ہونا ضروری ہے، تا کہ اگر کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے کہ مرد وعورت میں ناچاقی وشکر رنجی کی صورت پیدا ہوا اور اُن میں سے کوئی ایک نکاح سے انکار کرے یا مہر مقررہ سے منکر ہو یا خدانخواستہ کچہری حکام میں مقدمہ دائر ہو جائے تو

[1] پارہ: ۱، بقرہ: ۲، آیت: ۳۰
[2] پارہ: ۳۰، انفطار: ۸۲، آیت: ۱۰ – ۱۲

اُس جگہ یہ دونوں گواہ حاضر ہوسکیں اور شہادت ادا کریں، کیوں کہ خداوندتعالیٰ اور حضرت رسول اکرم ﷺ یا فرشتگان کو کچہری یا غیر کچہری میں کسی فرد بشر یا حاکم کو طلب کرنے کی مجال اور طاقت اور قدرت نہیں۔

پس ثابت ہوا کہ دو گواہان کا نکاح کے وقت موجود اور حاضر ہونا ضروری ہے، ورنہ نکاح ہی نہ ہوگا، یہ شریعت کا حکم ہے۔ مگر افسوس آپ نے اس بات پر غور ہی نہیں کیا، اور نہ تمام کتب دینیہ کو مطالعہ کیا۔ ایک دو عبارتیں بے سمجھی سے لکھ دیں۔ خیر اب بھی امید نہیں کہ اپنے عقیدہ کو صاف کریں۔ غالباً ویسے کے ویسے ہی رہیں۔ بقول شخصے ؎

باز[1] گر دیدن ندارد سود جاہل را ز جہل
قلب ناداں گرکنی صد بار ناداں میشود

اب ایک اور امر کا اظہار ضروری ہے، جس کا تعلق علم غیب کے ساتھ ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں نے اپنی کتاب "کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی" مرزا قادیانی کی کتاب "انجام آتھم" کے رد میں لکھی تو میں نے اس کی کتاب "ازالہ اوہام" کے صفحات ۶۸۹، ۶۹۱ کے حوالہ سے لکھا کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ آں حضرت ﷺ کی وحی غلط نکلی۔ ملخصاً۔

تب آپ کے بھائیوں دیوبندیوں نے ایک حدیث شریف کچہری میں نکال کر مرزائیوں کو دی، اور انھوں نے کچہری میں پیش کی۔ وہ حدیث یہ ہے:

وعَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ : رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ ، فَذَهَبَ وَهَلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ الْهَجَرُ فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ.الحديث[2]

بات یہ تھی کہ مسلمانوں نے جب قادیانی پر اعتراضات کیے کہ تمام الہام تمھارے غلط اور جھوٹ ہیں، تب مرزا قادیانی نے جواب دیا کہ آں حضرت ﷺ کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔ اور اس کی تائید میں "ازالہ اوہام" کے صفحہ ۲۹ ۴ ر میں لکھا کہ "چار سو نبیوں نے بھی جھوٹ بولا تھا، کہ ایک بادشاہ کی فتح کی انھوں نے پیشین گوئی کی تھی، جو جھوٹی نکلی تھی، اور بادشاہ مذکور اُسی میدان میں مارا گیا، اور قصہ حدیبیہ میں بھی آں حضرت ﷺ نے غلطی کھائی"۔ ایسی ایسی عبارتیں دھوکا دینے کی غرض سے اُس نے لکھی تھیں۔ مرزا قادیانی کی تائید اور تصدیق میں آپ کے بھائیوں نے بڑے زور سے اس حدیث شریف کو کچہری میں پیش کروایا۔

ترجمہ حدیث شریف کا کیا جاتا ہے، جو کچہری میں نہیں کیا گیا۔ صرف یہ کہا گیا کہ خواب میں آں حضرت ﷺ نے ہجرت کا مقام وہ جانا کہ جہاں کھجوروں کے درخت ہیں وہ یمامہ یا ہجر ہے، مگر دراصل وہ مدینہ تھا، وہ ان کی اجتہادی غلطی تھی۔

اس پر میں نے کہا کہ اس حدیث کا یہ مطلب اور معنی نہیں ہیں۔ میں اس کے معنی اور مطلب بتاتا ہوں، لیکن مجوز نے

---

[1] ترجمہ: نصیحت نادان کو نادانی سے باز نہیں رکھ سکتی، اگر نادان کو سو بار نصیحت کرے گا تو بھی نادان رہے گا۔

[2] صحيح البخاري، ج:٢، الجزء:١٢، ص:٥١١، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام، مجلس بركات، اشرفيه

فرمایا کہ جس قدر ملزمان چاہتے ہیں اتنا ہی لکھا جائے گا۔ جس وقت تمھاری باری آئے گی، اس وقت تم اس کا مطلب بیان کرنا۔ آخر یہ ہوا کہ مہربان منصف نے جب میری باری جواب دینے اور سوالات کے صاف کرنے کا وقت آیا تو لکھنے سے انکار کر دیا۔ جیسے کہ مثل کچہری مقدمہ اور فیصلہ مجوز سے ظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی بدلہ لے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

چوں کہ اس کا جواب بھی اسی باب علم کے غیب کے متعلق ہے جو ہو جانا ضروری ہے، تا کہ آپ اور آپ کے وہابی بھائی اور مرزائی دونوں بھائی بھائی آپس میں سمجھ لیں جن کا اعتقاد ہے کہ آں حضرت ﷺ سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔

ترجمہ حدیث شریف بالا کا یہ ہے:

یعنی ابی موسیٰ (رضی اللہ عنہ) آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ نے کہ میں نے خواب میں دیکھا، کہ میں ہجرت کر رہا ہوں مکہ شریف سے ایک ایسی جگہ کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال ہوا کہ وہ یمامہ ہے یا ہجر۔ پس ناگہاں وہ مدینہ یثرب ہے۔ ترجمہ ختم ہوا۔

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سارا واقعہ خواب ہی کا ہے۔ اس حدیث شریف میں دو الفاظ قابل غور ہیں۔ ایک «وھلی» دوسرا «فاذا» لفظ «وھل» کے معنی دل کا کسی جگہ جانا، جو مراد اُس کی نہ ہو، یا دل میں کسی چیز کا بے قصد آنا (دیکھو منتخب اللغات صفحہ ۶، ۴) اور لفظ «فإذا» یا «إذا» کے معنی ناگہاں، فوراً اور اسی وقت کے ہیں۔ جیسے قرآن شریف میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے جادو چلانے کے وقت اپنے عصا شریف کو بحکم خدا تعالیٰ پھینکا، تب «فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ»[1] پس فوراً ناگہاں اسی وقت وہ عصا شریف سانپ یا اژدہا بن گیا۔ یا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کو معجزہ کے طور پر باہر نکالا تو «فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنّٰظِرِيْنَ»[2] پس فوراً اُسی وقت وہ ہاتھ نورانی سفید ہو گیا۔ اور یہی الفاظ حدیث شریف کے «فَإِذَا هِيَ» یعنی اسی وقت خواب ہی میں مدینہ شریف معلوم ہو گیا یہ دھوکا نہیں جو مرزا قادیانی نے دیا، اور مطلب نکالا ہے، کہ یمامہ اور ہجر مقامات کو آں حضرت ﷺ نے سمجھا، اور پھر کئی روز بعد آپ کو پتہ لگا کہ وہ مدینہ یثرب ہے۔ قرآن شریف میں «فَإِذَا» و «إذا» کثرت سے آیات میں موجود ہے۔ جس کے معنیٰ فوراً ناگہاں، اُسی وقت کے ہیں۔ اور لفظ «وھل» کے معنی صاف بتلا رہے ہیں، کہ یمامہ اور ہجر کا خیال جو دل میں آیا وہ اصل مقصد نہیں تھا، بلکہ مدینہ شریف جو عین خواب ہی میں معلوم ہو گیا تھا وہی تھا۔

غرضے کہ یہ حدیث شریف کلہم خواب ہی کے حالات فرما رہی ہے اس میں بیداری کا مطلق ذکر نہیں، بد مذہبیوں کا دھوکا ہے۔

اب باقی بات یہ ہے کہ مرزائیوں اور وہابیوں کا اعتقاد ہے، آں حضرت ﷺ سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے۔ سو......

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ ان کا کہنا سراسر بہتان اور دھوکا اور کسر شان رسول اکرم ﷺ کی ہے جس کا کوئی بھی

---

[1] پارہ: ۹، اعراف: ۷، آیت: ۱۰۷ [2] پارہ: ۱۹، شعراء: ۲۶، آیت: ۳۳

مسلمان قائل نہیں، بوجوہاتِ ذیل:

اول: اگر پیغمبران علیہم السلام کی نسبت یہ اعتقاد رکھا جائے کہ ان سے اجتہادی غلطی ہوتی رہی ہے تو تمام سلسلۂ نبوت اور شریعت، ہدایت و اخبار کا درہم برہم ہو جائے گا، جب کوئی بات ہوئی، یہ کہہ دیا کہ یہ ان کی اجتہادی غلطی ہوگی اور ان کے صدق کلام میں سخت رخنہ ہوگا۔ دیکھو میرے بیان کی تصدیق ذیل میں ہے:

دوم: انبیا علیہم السلام کی خواب وحی میں داخل ہے، اور اولیاے کرام کی خواب الہام میں داخل ہے۔

سوم: انبیا علیہم السلام کا اجتہاد وحی کے ساتھ مشتمل یقینی ہے اور اولیاے کرام کا اجتہاد ظنی ہے۔

چہارم: مکتوبات امام ربانی حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، جلد ثانی، نمبر ۳۶، ص:۹۰، سطر:۸، حصہ ششم، مطبوعہ امرت سر۔

احکامِ[1] اجتہادیہ در ثانی الحال احکام مُنزّلہ ساوی گشتہ است زیرا کہ بر خطا مقرر داشتن انبیا را جائز نیست۔ علی نبینا و علیهم الصلوات والتسلیمات. پس در احکامِ اجتہادیہ بعد از ثبوت اجتہاد مستنبطان و اختلاف آراے ایشاں حکمے از نزد حق جل وعلا نازل می گردد کہ صواب را از خطا جدا سازد و امتیاز مُحق از مُبطل نماید۔ پس احکام اجتہادیہ نیز در زمان آں سرور علیه و علیٰ آله الصلوٰة والسلام بعد از نزول وحی کہ تمیز صواب از خطا نمود قطعی الثبوت بودند، و احتمال خطا نداشتند۔ الخ بلفظہ[2]۔

پنجم: حجۃ اللہ البالغۃ ترجمہ اردو حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ محدث دہلوی، صفحہ:۱۹۹، سطر ۳۔

اِن علوم میں بعض وحی کے ذریعہ سے معلوم ہوتے ہیں، اور بعض آں حضرت ﷺ کے اجتہاد سے، لیکن آں حضرت ﷺ کا اجتہاد بھی وحی کے درجہ میں ہے خدا تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کی راے خطا پر جم سکے۔ الخ بلفظہ۔

ششم: تفسیر عزیزی، سورۂ بقرہ، شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ:۷، سطر ۱۲۔

تاثیر[3] نور القدس در قوت نظریہ او بوجہے واقع می شود کہ غلط و اشتباہ در معلومات او راہ نمی یابد۔ بلفظہ۔

ہفتم: مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، جلد دوم، صفحہ:۶۹، سطر:۸۔

---

[1] ترجمہ: کچھ زمانہ گزرنے کے بعد اجتہادی احکام کی حیثیت آسمان سے نازل شدہ احکام کی ہو جاتی تھی، کیوں کہ انبیاے کرام علی نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات کو خطا پر برقرار رکھنا جائز نہیں۔ لہٰذا احکامِ اجتہادیہ میں مجتہدین کے اجتہاد اور رایوں کے اختلاف کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ایک حکم نازل ہوتا ہے، جو صواب کو خطا سے جدا کرتا ہے اور حق کو باطل سے ممتاز کرتا ہے۔ لہٰذا سرورِ عالم علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام کے زمانے میں وحی نازل ہونے کے بعد جس سے صحیح اور غلط کے درمیان تمیز ہوتی ہے، احکامِ اجتہادیہ بھی قطعی الثبوت ہوتے تھے اور خطا کا احتمال نہیں رکھتے تھے۔

[2] مکتوبات امام ربانی، ج:۲، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۳۶، ص:۹۲، مکتبہ ایشیق، استنبول، ترکی.

[3] ترجمہ: نورِ قدس کی تاثیر حضور کی قوتِ نظری میں اس طرح واقع ہوتی ہے کہ آپ کی معلومات میں غلطی وشبہہ کی کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

وصل: جان اس بات کو کہ عالموں نے وحی کے مراتب عدید ذکر کیے ہیں۔یعنی کئی وجہ سے: اول: رویا صالحہ ہے۔ چناں چہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی حدیث میں آیا ہے:

أول ما بدئ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الرویاء الصّالحة.

یعنی اول جس چیز سے کہ ابتدا (وحی) کیا گیا رسول خدا ﷺ کے ساتھ وہ رویا صالحہ ہے۔

و في رواية ايضًا وكان لا يرى رويا إلا جاءت مثل فلق الصبح[1].

«فلق» بمعنیٰ شگاف ہونا۔اور «فلق» یعنی پو پھٹنا صبح کا اور مراد اس سے نور صبح ہے یعنی وحی کے مراتب سے ایک رویا صالحہ ہے۔لفظ صالحہ کے واسطے کہ خواب میں اکثر چیزیں نظر پڑتی ہیں کہ محمول ہوتی ہیں وے اوپر اہمال کے اور فساد کے،لیکن انبیا کو یہ نہیں بلکہ وہی رویا ہے انبیا کا بمنزلہ وحی ہو۔اسی واسطے کہا "رویاے صالحہ" اور بعض روایت میں آیا ہے "رویا صادقہ" پس نہیں دیکھتا رویا کے تئیں مگر آتا ہے رویا مثل «فلق صبح» یعنی نور صبح۔بعضے کتابوں میں واقع ہوا ہے رویا چھ مہینے تک تھا،اور ثبوت میں اس مدت کے کلام ہے۔واللہ اعلم۔بلفظہ۔

ھشتم: مناہج النبوۃ درترجمہ مدارج النبوۃ ایضاً صفحہ ۸۶ر،سطر ۶ رجلد دوم:

«وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى»[2] ....صاحب مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى سے مراد پیغمبر (ﷺ) کی زبان ہے یعنی جو کلام کرتا ہے پیغمبر،نہیں ہے وہ کلام مگر وحی،اپنی طرف سے نہیں۔الخ بلفظہ۔

پس ثابت ہو گیا کہ آں حضرت ﷺ کا اجتہاد بھی وحی الٰہی ہے اس میں کسی قسم کی غلطی کو راہ نہیں۔اور مردود ہے کلام قادیانی کا اور ساتھ ہی وہابیہ دیوبندیہ کا۔

اب میں قصہ حدیبیہ کا بھی مختصر حال لکھ دیتا ہوں۔جس پر قادیانیوں اور وہابیوں کو غلطی کا گمان ہے۔

مناہج النبوۃ درترجمہ مدارج النبوۃ،جلد دوم،ص:۴۳۶۔

روایت کرتے ہیں کہ حدیبیہ کی صلح کے روز اصحاب رضی اللہ عنہم نہایت اندوہناک اور محزون ہوئے۔ایک تو اس جہت سے کہ اُن کے تصور میں یہ بات آئی تھی،کہ اِسی سال میں اُس جناب کی خواب کا نتیجہ ظاہر ہوگا،اور مکے کی فتح میسر ہوگی،اور اہل اسلام مسجد الحرام میں داخل ہوں گے۔

نقل ہے عمر ابن الخطاب سے کہ ایک روز میرے دل میں ایک امر عظیم آیا،اور مراجعت کی میں نے حضرت (ﷺ) کے ساتھ کہ ہرگز اس کے مانند نہیں کی تھی،اور کہا میں نے: آیا تو پیغمبر برحق نہیں ہے؟ فرمایا: ہوں! پھر کہا میں نے کہ ہم برحق نہیں ہیں؟ اور مخالف باطل پر؟ فرمایا: ہاں! کہا میں نے: پس کس واسطے یہ مذلت اور حقارت کھینچیں ہم،اور اس طور

[1] مدارج النبوۃ، جلد دوم، قسم دوم، باب سوم، ص:۳۵، برکات رضا پور بندر، گجرات.
[2] پارہ:۲۷، نجم ۵۳، آیت:۳، ٤

سے صلح کر کے پھریں ہم؟ حضرت ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے خطاب کے! تحقیق کہ میں فرستادۂ خدا ہوں، اور بے فرمانی اُس کی نہیں کرتا میں، اور وہ میرا ناصر اور معین ہے، وہ مجھے ضائع نہ چھوڑے گا۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ یہ صلح وحی سے واقع ہوئی، نہ رائے اور اجتہاد سے۔

عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! آپ نے ہم سے وعدہ نہیں کیا کہ جلد ہو کہ مکے میں جاویں ہم، اور بیت اللہ کا طواف بجالاویں ہم؟ فرمایا: ہاں! وعدہ کیا میں نے لیکن یہ نہیں کہا کہ اس برس۔ اے عمر! غم مت کھا کہ تو کعبے کی زیارت کو پہنچے گا۔ پس ویسا ہی، اندوہ گیں پیغمبر ﷺ کے آگے سے اٹھا میں، اور ابوبکر صدیق کے نزدیک گیا میں، اور وہی حکایت جو حضرت سے میں نے عرض کی تھی، اُس سے بھی کہی میں نے، اور وہی جواب جو میں نے حضرت سے سنا تھا صدیق سے بھی سنا میں نے ......اور ایک روایت میں ہے کہ صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اے مرد جا اور ہاتھ اُس کی رکاب میں مارا، اور کچھ اعتراض مت کر، کہ وہ فرستادۂ خدا ہے، جو کرتا ہے وحی سے یعنی پیغام خدا سے کرتا ہے، اور مصلحت اس میں ہے اور خدا ناصر ہے اُس کا۔

اور یہ قول عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بر سبیل استکشاف اور استفسار تھا، نہ بر سبیل شک و انکار، اور ساتھ اُس کے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ ایک عمر گذری ہے کہ شیطان کے وسواس سے اور کید نفس سے جو اُس روز میری خاطر میں گذرا تھا استغفار کرتا ہوں، اور اعمال صالحہ سے صوم و صلوٰۃ اور اعتاق و تصدقات سے توسل ڈھونڈتا ہوں میں، تاکہ میری اس جرأت کی کفالت ہو۔

نقل ہے کہ حدیبیہ کی صلح کی مدت میں مشرکین اتنے مسلمان ہوئے کہ برابری کرتے تھے ابتداے بعثت سے حین مصالحت تک۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کوئی فتح اہل اسلام میں حدیبیہ کی صلح کے برابر نہ تھی، لیکن ادراک عقل اس معنی پر نہیں پہنچتا، وہ ایک سرّ تھا درمیان اس جناب ﷺ کے اور اُس کے پروردگار کے، لیکن بندے تعجیل کرتے تھے، اور خداوند عز و علا عجلت یعنی جلدی کرنے سے مبرّا اور منزہ ہے یعنی پاک ہے۔

اور جب واقع ہوئی حدیبیہ کی صلح تب مختلط ہوئے کفار مسلمانوں سے اور آکے مدینے میں مطلع ہوئے احوال شریف پر اُس جناب ﷺ کے، اور اصحاب رضی اللہ عنہم کے، کہ پڑھتے تھے قرآن کو کفار کے سامنے بے تحاشے، اور مباحثہ و مناظرہ کرتے تھے بے ملاحظہ، اور گئے اہل اسلام مکے میں، اور خلوت اور جلوت کی انھوں نے اپنے اہل و عیال سے، اور اپنے یاروں سے، اور دوستوں سے، اور نصیحت کی انھوں کے تئیں، اور سنا اہل نے احوال شریف اس جناب ﷺ کا، اور معجزات ظاہرہ اور آثار بینہ، یعنی روشن اس جناب ﷺ کا، اور اعلام نبوت اور حسنِ سیرت یعنی ظاہر کرنا نبوت کا، اور نیکی خصلت کی، اور جمال طریقت پیغمبر ﷺ کا۔ پس پیدا ہوئی اُن کے دلوں میں محبت رسول خدا ﷺ کی، اور مائل ہوئے بواطن (جمع باطن) کی طرف ایمان کے اور اُس کے احکام کے، اور یہ وہی لوگ تھے کہ اس سے آگے نہیں سنتے تھے

سوا اہل کفر کے افتراؤں کے (افترا بمعنی بہتان) اور طغیان اور مخترعات نفس کے، اور شیطان کے۔ مخترعات ”اختراع“ سے آیا ہے۔ بمعنی نو پیدا کرنا کسی بات کا خیر ہو یا شر۔ پس ایمان لائے حدیبیہ کی صلح کے بعد میں، اور مکے کی فتح میں بہت سے لوگ، اور حاصل کی میل یعنی رغبت طرف اسلام کے اور اہل اسلام کے، یہاں تک کہ طلوع ہوا نور مکے کی فتح کا، یعنی مکے کی فتح ہوئی۔ اور ساطع ہوا برہان دین، یعنی روشن ہوئی حجت دین کی۔ الخ بلفظہ۔

میں کہتا ہوں کہ مدارج النبوۃ میں بہت مفصل حالات قصہ حدیبیہ کے درج ہیں، نتیجہ یہ ہے کہ یہ سفر حدیبیہ بموجب وحیِ الٰہی تھا، ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرمان «وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى. اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى»[1] سے نافرمان ہونا پڑے گا ان لوگوں کو جو حضور سرورِ عالم ﷺ پر غلطی کرنے کا الزام لگاتے ہیں اور کسرِ شان اور توہین کرتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

اب میں پھر اصل مطلب پر آتا ہوں اور یہ بتلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا علم کتنا ہے، اور آں حضرت ﷺ کا علم غیب کس قدر ہے، اور اولیاے کرام کو علم غیب کہاں تک ہے، تاکہ ان لوگوں کے شک اور وہم کا ازالہ ہو جائے جو کہتے ہیں کہ سنیوں نے آں حضرت ﷺ کو خدا کے برابر کر دیا ہے۔

اول: علم اللہ تبارک وتعالیٰ

(۱) شرح عقائد علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ، :۲۷۔

معلومات الله تعالیٰ أكثر من مقدوراته مع لاتناهيهما. اھ

یعنی اللہ تعالیٰ کی معلومات مقدورات سے بہت زیادہ ہیں، باوجود اس کے کہ دونوں کی کوئی انتہا نہیں۔ (یعنی معلومات اور مقدورات کی)

(۲) شرح مواقف، موقف ثانی، علامہ جرجانی علیہ الرحمہ:

و أعلم أن معلومات الله تعالیٰ أكثر من مقدوراته مع أن كل واحد منهما غير متناهيه. اھ

یعنی جان تو! تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات بہت زیادہ ہیں، اس کی تقدیر کیے ہوئے سے، باوجود اس کے کہ ہر ایک ان دونوں میں سے غیر منتہی ہیں۔

(۳) صحيح بخاري، جلد دوم، ص:٧٦، سطر:٤، مصري. (قصہ حضرت موسیٰ وحضرت خضر علیہما السلام:)

فَلَمَّا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ جَاءَ عُصْفُورٌ، فَوَقَعَ عَلَى حَرْفِ السَّفِينَةِ، فَنَقَرَ فِي الْبَحْرِ نَقْرَةً أَوْ نَقْرَتَيْنِ، قَالَ لَهُ الْخَضِرُ: يَا مُوسَىٰ ! مَا نَقَصَ عِلْمِي وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللهِ إِلاَّ مِثْلَ مَا نَقَصَ هَذَا الْعُصْفُورُ بِمِنْقَارِهِ مِنَ الْبَحْرِ. الحديث بلفظه.

---

[1] پارہ:۲۷، نجم ۵۳، آیت:۳، ٤

یعنی ایک چڑیا کشتی کے کنارہ پر آکر بیٹھی، اور اس نے اپنی چونچ کو سمندر میں ڈبو دیا، پس حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا علیہ الصلاۃ والسلام سے فرمایا کہ تمھارا علم اور میرا علم سارے جہانوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں اتنا ہے جتنا چڑیا نے اپنی چونچ میں لیا۔

(۴) علامہ خفاجی علیہ الرحمہ حاشیہ بیضاوی میں ہے:

ان معلومات الله تعالیٰ لا نهاية لها وغيب السمٰوات والأرض وما يبدونه وما يكتمونه قطرة منها. اھ

یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ کے معلومات کی انتہا نہیں ہے اور غیب آسمانوں اور زمینوں، اور جو کہ ظاہر کرتے ہیں اس کو اور جو کہ چھپاتے ہیں اس کو ایک قطرہ ہے اس سے۔

(۵) کیمیاے سعادت، امام غزالی علیہ الرحمہ:

و ہیچ [1] سلیم دل نبود کہ ایں مقدار نداند کہ علم فرشتگان وآدمیان در جنب علم حق تعالیٰ ناچیز است و ہمہ را گفتہ است «وَمَآ أُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيْلًا» [2]

دوم: علمِ آں حضرت ﷺ و اولیاے کرام علیہم الرحمہ

(۱) تفسیر روح البیان (لیلۃ الاسراء):

وقد قال عليه السلام: ليلة المعراج : قُطرت في حلقي قطرة علمت ما كان وما سيكون. اھ [3]

یعنی تحقیق فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ معراج کی رات کو میرے حلق میں قطرہ ٹپکایا گیا، تب جانا میں نے جو کچھ ہو چکا تھا، اور جو کچھ آئندہ ہوگا۔

(۲) تفسیر حسینی، باب معراج۔

در [4] احادیث معراجیہ آمدہ است کہ درزیر عرش بودم، قطرہ در حلق من ریختند «فَعُلِمْتُ بِها مَاكَانَ وَمَا سَيَكُوْنُ» [5] اھ بلفظہ

(۳) تفسیر روح البیان، ص:۳۷۵۔

قال شيخنا العلامة أبقاه الله بالسلامة في "الرسالة الرحمانية في بيان الكلمة العرفانية:" علم

---

[1] ترجمہ: اور کوئی سلیم دل انسان ایسا نہ ہوگا جسے اتنا بھی نہ معلوم ہو کہ تمام فرشتوں اور آدمیوں کا علم اللہ تعالیٰ کے علم سامنے کچھ بھی نہیں۔ خدا کا فرمان ہے تمھیں تھوڑا علم دیا گیا۔

[2] ملخصاً کیمیاے سعادت، رکن چہارم، ص:۴۰۰، مطبع کریمی پریس، بمبئی

[3] تفسير روح البيان، ج:۳، ص:۳۵، مكتبه اسلاميه، كوئٹه.

[4] ترجمۂ معراج کی احادیث میں مذکور ہے کہ عرش کے نیچے میرے حلق میں قطرہ ٹپکا دیا گیا تو میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔

[5] تفسیر حسینی زیر آیت: "وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ" ج:۱، ص:۱۱۵، مطبع احمدی، کان پور

الأولياء من علم الأنبياء بمنزلة قطرة من سبعة أبحر، وعلم الأنبياء من علم نبينا محمد عليه الصلوٰة والسلام بهذه المنزلة، وعلم نبينا من علم الحق سبحانه بهذه المنزلة انتهى . وفي القصيدة البردية ؎

وكلهم من رسول الله ملتمس غرفا من البحر أو رشفا من الديم

وواقفون لديه عند حدهم من نقطة العلم أو من شكلة الحكم

حاصله أن علوم الكائنات وإن كثرت بالنسبة إلى علم الله عزوجل بمنزلة نقطة أو شكلة ومشربها بحر روحانية محمد صلى الله عليه وسلم فكل رسول ونبي و ولي اٰخذون بقدر القابلية والاستعداد مما لديه وليس لأحد أن يحذوه أو يتقدم عليه. انتهى[1].

یعنی کہا ہمارے شیخ علامہ نے باقی رکھے اللہ تعالیٰ اُس کو ساتھ سلامتی کے، اپنے "رسالہ رحمانیہ فی بیان کلمۃ العرفانیہ" میں علم اولیا کا انبیا علیہم السلام کے علم کے مقابلہ میں سات سمندروں میں سے ایک قطرہ ہے۔ اور علم تمام انبیا علیہم السلام کا مقابلہ میں علم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ایسا ہی ہے، اور علم سرور عالم ﷺ کا علم الٰہی سبحانہ تعالیٰ کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے۔

اور قصیدہ بردہ میں ہے (اور تمام انبیاے کرام سرکارِ دوعالم ﷺ سے امید رکھنے والے ہیں کہ چلّو دریائے فضل سے یا ایک قطرہ بارش جود سے ملے، اور کھڑے ہوئے ہیں دربار مختار دوعالم ﷺ میں اپنے اپنے مرتبہ کے موافق تا کہ مل جاوے ایک نقطہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام سے، یا ایک شکل شکلوں سے حکمت کے۔)

حاصل ان تمام کا یہ ہے کہ تحقیق علوم کل کائنات اگرچہ بہت ہیں، مگر علم الٰہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے قائم مقام ایک نقطہ یا ایک شکل کے ہے۔ اور اس علم حاصل کرنے کی جگہ سمندر ہے، روحانیت محمد رسول ﷺ کا۔ پس ہر رسول و نبی و ولی اس دریا سے اپنی اپنی قابلیت اور استعداد کے موافق پاتے ہیں۔ کسی کی طاقت نہیں کہ اُس کی برابری کرے یا اُس سے بڑھ جائے۔ کما فی الابریز، ص: ۲۶۲۔

لو عاش جبريل مائة ألف عام إلىٰ مائة ألف عام إلىٰ مالا نهاية له ما أدرك رُبعًا من معرفة النبي صلى الله عليه وسلم ولا من علمه بربه تعالىٰ، وكيف يمكن أن يكون سيّدنا جبرئيل أعلم و هو إنما خلق من نورالنبى صلى الله عليه وسلم؟الخ. وقد[2] كان الحبيب صلى الله عليه وسلم مع حبيبه عزّ و جل حيث لا جبريل ولا غيره ،واستمد صلى الله عليه وسلم من ربه تعالىٰ اذ ذاك ما

---

[1] روح البیان: زیر آیت الکرسی. تفسیر "وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ" الخ، ج:۱، ص:۴۰۳، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ.

[2] ترجمہ:- حبیب پاک ﷺ اپنے رب عز و جل کے وہاں ایسے مقام پر فائز ہوئے جہاں حضرت جبریل اور کسی کی رسائی تک نہیں۔ رسولِ پاک ﷺ نے وہاں اللہ کریم کی عطا اور اس کی عظمت جلال کے شایانِ شان فیضِ خاص پایا۔

يليق بعطية الكريم وجلاله و عظمته مع حبيبه صلى الله عليه وسلم إلى اٰخر ما أفادو أجاد فلينظر ثمه من أراد.

یعنی پس کہا تحقیق اگر زندہ رہیں، جبرئیل علیہ السلام ایک لاکھ برس سے دوسرے لاکھ برس تک، یا اس قدر زندہ رہیں کہ جس کی حد و عد نہیں، تو بھی معرفت سرورِ عالم ﷺ سے، اور نہ ان کے علم سے جو اُن کو اُن کے رب جل مجدہ نے عطا فرمایا ہے چوتھا حصہ بھی نہیں پائیں گے۔ اور یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام زیادہ علم والے ہوں سرورِ عالم ﷺ سے، حالاں کہ جبرائیل علیہ السلام انھیں کے نورِ مبارک سے بنائے گئے ہیں۔ (منیر الدین)

(۴) درر الغواص عن فتاویٰ علی الخواص حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ، ص:۸۰۔

قال: ولما لقن رسول الله صلى الله عليه وسلم علي ابن أبي طالب رضى الله عنه و خلع عليه ذٰلك صار يقول: عندي من العلم الذي أسرّه إليّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ليس عند جبرئيل ولا ميكائيل، فقال له ابن عباس: كيف ذٰلک يا امير المؤمنين! فقال: إن جبرئيل عليه السلام تخلف عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الإسراء وقال: ما منا إلا له مقام معلوم فلايدري ما وقع بعد ذٰلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم. اھ

یعنی کہا: اور جب تعلیم کیا رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حضرت علی پر اس تلقین کو پیش کیا تو حضرت علی کہنے لگے کہ میرے پاس اس علم میں سے جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے حاصل کیا، وہ علم بھی ہے جو جبرائیل و میکائیل جیسے فرشتوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس بات پر ابن عباس نے آپ سے سوال کیا، کس طرح ہے یہ؟ یعنی اس کا کیا مطلب ہے یا امیر المومنین! پس جواب دیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے۔ تحقیق جبرائیل علیہ السلام پیچھے رہ گئے، جدا ہو گئے رسولِ خدا ﷺ سے شبِ معراج میں، اور کہا جبرائیل نے: ہم میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں ہے، جس کے لیے ایک خاص حد نہ ہو، بلکہ ہر ایک کے لیے ایک مقرر مقام ہے کہ وہ اس سے تجاوز نہیں کرسکتا، پس نہیں جانتے جبرائیل علیہ السلام جو کچھ واقعہ ہوا بعد اس کے رسولِ خدا ﷺ پر۔

(۵) تفسیر نیشاپوری، زیرِ آیت:

«فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى» والظاهر أنها أسرار وحقائق ومعارف لا يعلمها إلا الله ورسوله[1]. بلفظه

یعنی آیت شریف "پس وحی کی رسولِ خدا ﷺ پر جو کچھ وحی کی" اس سے ظاہر ہے کہ وہ تمام چھپے بھید اور حقائق اور معارف ہیں، کوئی چیز بھی چھپی نہیں رہی۔ (سب کچھ بتلا دیا)

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[1] التفسير النيسافورى، جز:۷، ص:۷۶.

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ.[1]

اور اتاری ہم نے تم پر کتاب، جس میں ہر چیز کا روشن طور بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے رحمت اور ہدایت کی خوش خبری ہے۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ.[2]

یعنی قرآن شریف ایسی بات نہیں جو افترا بنایا جائے، بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے اور اس میں ہر شے کا مفصل بیان ہے۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ.[3]

ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز لکھنے سے نہیں چھوڑی، یعنی سب کچھ لکھ دیا ہے۔

(۹) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ.[4]

کوئی دانہ نہیں ہے زمین کے اندھیروں میں، اور نہ کوئی تر، اور نہ کوئی خشک، مگر یہ کہ وہ روشن کتاب میں لکھا ہوا موجود ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ.[5]

یعنی ہر چیز کو ہم نے روشن پیشوا میں جمع کر دیا ہے، یعنی قرآن شریف میں ہر شے کا ذکر فرما دیا ہے۔

(۱۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ.[6]

یعنی ہر چھوٹی بڑی چیز کو (لوح محفوظ میں) لکھ دیا ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں سب کچھ جو ہونے والا ہے، درج کر دیا ہے۔

دیکھیے! قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ صاف صاف "کل" کے لفظ سے فرما رہا ہے کہ رسول خدا ﷺ کو قرآن مجید میں ہر شے کا علم دیا گیا ہے، کوئی چیز باقی نہیں رہی، اور لوحِ محفوظ میں جو کچھ درج ہے ان سب کا علم آں حضرت ﷺ کو حاصل لوحِ محفوظ کا علم تو آں حضرت ﷺ کے علموں میں سے ایک شمہ ہے جیسے کہ اس بحث میں ثابت کر چکا ہوں۔ بلکہ لوح محفوظ تو ادنیٰ خادمانِ آں حضرت ﷺ یعنی اولیاے کرام کے بھی ہر وقت پیش نظر ہے جیسے مولانا روم علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ؎

---

[1] پارہ:۱۴، نحل: ۱۶، آیت:۸۹ [2] پارہ:۱۲، یوسف ۱۲، آیت:۱۱۱ [3] پارہ:۷، انعام:۶، آیت:۳۸

[4] پارہ:۷، انعام ۶، آیت:۵۹ [5] پارہ:۲۳، یس:۳۶، آیت:۱۲ [6] پارہ:۲۷، قمر:۵۴، آیت:۵۳

لوح[1] محفوظ است پیش اولیا از چہ محفوظ ست محفوظ از خطا

منکرین علم غیب رسول اکرم ﷺ کے، منکر قرآن شریف اور احادیث شریف کے ہیں۔ اور مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود کافر بلکہ اکفر ہیں، نتیجہ کامل اخیر بحث پر درج ہوگا۔

اب میں چند عقائد آپ کے امام الطائفہ کے اُن کی ”صراط مستقیم“ سے دکھلاتا ہوں تاکہ اُن کی نسبت بھی فتویٰ کفر عائد ہو۔ (دیکھو صراط مستقیم مولوی اسماعیل دہلوی)

(الف) و[2] ہم چنیں اصحاب ایں مراتب عالیہ و ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند۔ ابن کبار اولی الایدی والابصار رامی رسد کہ تمامی کلیات را بسوئے خود نسبت نمایند۔ مثلاً ایشاں رامی رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ما است۔ الخ بلفظہ۔ (صفحہ ۱۰۱، سطر: ۲)

(ب) افادہ[3]: ۱- برائے انکشاف حالات سماوات و ملاقاتِ ارواح و ملائکہ و جنت و نار و اطلاع بر حقائق آں مقام و دریافت امکنہ آں جا و انکشاف امرے لوح محفوظ ذکر یا حی یا قیوم است۔ الخ بلفظہ۔ (صفحہ: ۱۱۳، سطر: ۷)

(ج) افادہ[4]: ۱- برائے کشف ارواح و ملائکہ و مقاماتو آنہا و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند و طریقش در فصل اوّل مفصلاً مذکور شد۔ الخ بلفظہ۔ (صراط مستقیم، صفحہ: ۱۱۷، سطر: ۸)

لیجیے اپنے امام الطائفہ کی تحریری دستاویز کو ملاحظہ کیجیے کہ اولیاے کرام علیہم الرحمۃ کے کیسے مراتب لکھ رہے ہیں، اور تمام آسمانوں زمینوں کے حالات اور دوزخ و بہشت کے سیر اور لوحِ محفوظ پر اطلاع پانا اُن کا ثابت کرتے ہیں، اور یہ بھی استحقاق لکھتے ہیں کہ ان کو جائز ہے، کہ وہ یہ بات بھی صاف کہہ دیں کہ عرش سے لے کر فرش تک ہماری بادشاہی اور سلطنت ہے، اور وظیفہ بھی یا حی یا قیوم کا بتلا رہے ہیں۔

دیکھو! جب اولیاے کرام کا تمام جہانوں پر تصرف اور علم غیب لوحِ محفوظ پر اطلاع ہے جو حضور ﷺ کے علم کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا بھی مقدار نہیں ہے، تو پھر ان کے تصرف اور علم کا اندازہ سوائے خدا کے کون کر سکتا ہے۔ اللہ غنی۔

---

[1] ترجمہ: لوح محفوظ اولیاے کرام کے پیش نظر ہے، اس کی ہر چیز خطا سے محفوظ ہے۔

[2] ترجمہ: -سی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصبِ رفیعہ کے صاحبان، عالم مثال اور عالمِ شہادت میں تصرف کرنے کے مطلق ماذون ومجاز ہوتے ہیں اور ان بزرگواروں کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات کو اپنی طرف نسبت کریں۔ مثلاً ان کو جائز ہے کہ کہیں عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ صراطِ مستقیم اردو ترجمہ، خاتمہ متفرق فائدوں کے بیان میں، دوسرا افادہ ص: ۱۱٤، کتب خانہ رحیمیہ، دیو بند.

[3] ترجمہ: آسمانوں کے حالات کے انکشاف اور ملاقاتِ ارواح اور ملائکہ اور بہشت و دوزخ کی سیر اور اس کے مقام کے حقائق پر اطلاع اور اس جگہ کے مکانوں کے دریافت اور لوحِ محفوظ سے کسی امر کے انکشاف کے لیے یا حی یا قیوم کا ذکر کیا جاتا ہے۔ (صراط مستقیم مترجم، تیسرا باب، راہ سلوک کے طریقہ کے بیان میں، فصل: ۲، ص: ۱۲۸)

[4] ترجمہ: کشف ارواح اور ملائکہ اور ان کے مقامات اور زمین و آسمان اور جنت و نار کی سیر اور لوحِ محفوظ پر مطلع ہونے کے لیے دورے کا شغل کرے اور اس کا طریقہ پہلی فصل میں مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ (ایضاً، فصل: ۳، ص: ۱۳۳)

اب میں ایک فتویٰ علمائے کرام ہندوستان کا علمِ غیب پر لکھ دیتا ہوں اس کو بغور پڑھیے از کتاب "انباء المصطفیٰ بحال سر و اخفیٰ" (فاضل بریلوی)

استفتا

مسئلہ از دہلی چاندنی چوک موتی بازار۔ مرسلہ بعض علمائے اہل سنت۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرات علمائے کرام اہل سنت اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ زید[1] دعویٰ کرتا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کو حق تعالیٰ نے علم غیب عطا فرمایا ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا اور ہوگا حتیٰ کہ بدءالخلق سے لے کر دوزخ و جنت میں داخل ہونے تک کا تمام حال اور اپنی امت کا خیر و شر بالتفصیل جانتے ہیں، اور جمیع اولین و آخرین کو اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح اپنی کف دست مبارک کو۔ اور اس دعویٰ کے ثبوت میں آیات و احادیث و اقوال علما پیش کرتا ہے۔ بکر اس عقیدے کو شرک اور کفر کہتا ہے اور بہ کمال درشتی دعویٰ کرتا ہے کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کچھ نہیں جانتے، حتیٰ کہ آپ کو اپنے خاتمہ کا بھی حال معلوم نہ تھا، اور اپنے اس دعوے کے اثبات میں تقویۃ الایمان کی عبارتیں پیش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نسبت یہ عقیدہ کہ آپ کو علم ذاتی تھا، خواہ یہ کہ خدا نے عطا فرمایا تھا، دونوں طرح شرک ہے۔

اب علمائے ربانی کی جناب میں التماس ہے، کہ اِن دونوں میں کون برسرِ حق موافق عقیدہ سلف صالحین، اور کون بدمذہب جہنمی ہے۔ عمرو کا دعویٰ ہے کہ شیطان کا علم (معاذ اللہ) حضور سرورِ عالم ﷺ کے علم سے زیادہ ہے۔ اُس کے گنگوہی مرشد نے اپنی کتاب "براہین قاطعہ" کے صفحہ: ۴۷ پر اس کا بیان یوں لکھا ہے۔ "کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی تو فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے" اس شخص کی نسبت کیا حکم ہے؟

الجواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللھمَّ لك الحمد سرمدًا صلِّ و سلِّم وبارِك علىٰ منْ علمته الغیب ونزھته من کل عیب و علیٰ آله و صحبه أبدًا، رب إني أعوذبك من همزات الشیطٰن و أعوذبك رب أن یحضرون.

زید کا قول حق و صحیح، اور بکر کا زعم مردود و قبیح ہے۔ بے شک حضرت عزت عظمتہ نے اپنے حبیب اکرم ﷺ کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا، شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انھیں دکھایا «ملکوت السَّمٰوَاتِ وَالْاَرض» کا شاہد بنایا۔ روزِ اول سے آخر تک سب «مَاکَانَ وَمَایَکُوْنَ» انھیں بتایا، اشیاے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا، علم

[1] زید سے مراد مولوی ہدایت الرسول صاحب لکھنوی ہیں، المصحح عفی عنہ، منیر الدین، ص: ۲۶۱، مطبوعہ ۱۳۳۴ھ بار ثانی۔

عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اُن سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر ہر رطب و یابس جو پتا گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے، سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا۔ الحمدللہ حمداً کثیراً۔ بلکہ جو کچھ بیان ہوا، ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ ﷺ کا پورا علم نہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے۔ ہنوز احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار در ہزار بے حد و بے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں، یا اُن کا عطا کرنے والا اُن کا مالک و مولیٰ جل وعلا، والحمدلله العلي الاعلى، کتب حدیث وتصانیف علمائے قدیم وحدیث میں اس کے دلائل کا بسط شافی و بیان وافی ہے۔ اور اگر کچھ نہ ہو تو بحمداللہ قرآن عظیم خود شاہد عدل وحکم فصل ہے۔

وقال الله تعالیٰ: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ[1]

اُتاری ہم نے کتاب تم پر ہر چیز کا روشن بیان ہے، اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت وبشارت۔

وقال الله تعالیٰ: مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ[2]

قرآن وہ بات نہیں جو بنائی جائے، بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق ہے، اور ہر شے کا صاف جدا جدا بیان۔

وقال الله تعالیٰ: مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ[3]

ہم نے کتاب میں کوئی چیز اُٹھا نہ رکھی۔ الخ بلفظہ۔

(کتاب منیر الدین مصنفہ مولانا بشیر الدین صفحہ:۲۶۱)

اس کے آگے اس فتویٰ میں قرآن شریف واحادیث شریف وتفاسیر وکتب سیر واقوال علما درج کر کے زید کے دعویٰ کو کامل واکمل طور سے ثابت کیا ہے، اور دعویٰ بکر وعمر کو مردود ظاہر کیا ہے۔

تعداد علما جن کی اِس فتوے پر تقاریظ ومواہیر ودستخط ہیں

۱-	علمائے کرام بریلی شریف	۵	۲-	علمائے کرام بدایوں شریف	۳
۳-	علمائے کرام سورت	۴	۴-	علمائے کرام حیدرآباد دکن	۱۷
۵-	علمائے کرام مدراس	۳	۶-	علمائے کرام احمدآباد گجرات	۴
۷-	علمائے کرام ممبئی	۹	۸-	علمائے کرام بنگلور	۷
۹-	علمائے کرام دہلی	۱	۱۰-	علمائے کرام علی گڑھ	۱
۱۱-	علمائے کرام کان پور	۱		(میزان کل)	۵۵، علما

دوسرا فتویٰ علمائے حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً

[1] پارہ:۱۴، نحل:۱۶، آیت:۸۹ [2] پارہ:۱۲، یوسف ۱۲، آیت:۱۱۱ [3] پارہ:۷، انعام:۶، آیت:۳۸

جن کے دستخط کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" مصنفہ حضرت مولانا مولوی غلام دستگیر علیہ الرحمۃ پر ہیں جو ۱۳۰۷ھ میں مولانا نے خود کروائے۔

(۱) محمد صالح کمال صاحب مفتی الحنفیہ۔ (۲) محمد سعید بابصیل صاحب مفتی شافعیہ۔

(۳) محمد عابد بن حسین صاحب مفتی مالکیہ۔ (۴) خلف ابن ابراہیم صاحب مفتی حنابلہ۔

(۵) شیخ الدلائل محمد عبدالحق صاحب الہ آبادی مہاجر مکی۔

(۶) عبداللہ سندھی صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ۔

(۷) امام الدین احمد صاحب مدرس مدرسہ صولتیہ۔

(۸) محمد سعید صاحب مہتمم مدرسہ صولتیہ۔ (۹) سید اعظم حسین صاحب۔

(۱۰) عظمت علی صاحب۔ (۱۱) محمد رحمت اللہ صاحب پایہ حرمین شریفین مہاجر مکی۔

(۱۲) حضرت نور صاحب۔ (۱۳) عبدالسبحان صاحب۔

نام علماے مدینہ منورہ

(۱) عثمان بن عبدالسلام داغستانی مفتی حنفیہ

(۲) سید محمد علی بن طاہر، مدرس اعلیٰ۔

لیجیے مولوی جی! علم غیب رسول اکرم ﷺ کو آیات واحادیث وتفاسیر وکتب سیر واحوال واقوال علمائے متقدمین و متاخرین سے کامل طور پر ثابت کر دیا گیا، اور آپ کے اعتراضات کا جو غلط فہمی یا دھوکا دہی سے کیے گئے تھے، ان کا بھی دنداں شکن جواب ہو چکا۔ اب ماننا نہ ماننا آپ لوگوں کے اختیار میں جب تک خداوند تعالیٰ کی مہربانی نہ ہو، تب تک کچھ نہیں بنتا، مگر ہم دعا کرتے ہیں کہ خداوند کریم صراطِ مستقیم عطا کرے۔ اب علم غیب کو مختصراً آخری نتیجہ پر ختم کرتا ہوں، وہ نتیجہ قرآن شریف سے اس طرح پر ہے۔

نتیجۂ اخیر علم غیب کا یہ ہے کہ جو کوئی شخص علم غیب آں حضرت ﷺ کا مطلقاً انکار کرے وہ بہ موجب حکم خداوندی منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح پر:

اگر چہ اصولاً بالعموم کوئی شخص قرآن شریف اور احادیث شریف کا استہزا کرے، یا انکار کرے، وہ شخص بالاتفاق کافر ہے۔ لیکن یہاں پر بالخصوص جو شخص علم غیب رسول اکرم ﷺ کا مطلقاً یا استہزاءً انکار کرے وہ بہ موجب حکم خداوند تعالیٰ منافق، کافر، مرتد ہے۔ اس طرح پر:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ [1]

ترجمہ: اگر تم ان سے (منافقین سے) پوچھو، تو وہ (منافقین) ضرور کہیں گے، ہم تو یوں ہی ہنسی کھیل میں تھے (اے میرے حبیب) آپ فرما دیجیے کہ کیا تم اللہ اور اُس کی آیتوں اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ٹھٹھا کرتے تھے، پس بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے (یعنی مرتد)

(۱) تفسیر امام ابن جریر علیہ الرحمۃ مطبوعہ مصر جلد دہم، صفحہ: ۱۰۵۔

(۲) تفسیر درمنثور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ جلد سوم، ص: ۲۵۴ [2]

حضرت ابن شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کرتے اور شان نزول اس آیت شریف کا یوں فرماتے ہیں:

انه قال في قوله تعالىٰ «وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ» الآیه، قال: قال رجل من المنافقين: يحدثنا محمد: أن ناقة فلان بوادي كذاو كذا في يوم كذا وكذا وما يدريه بالغيب.

کہا امام مجاہد رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں: "اور اگر تم اُن سے (منافقین سے) پوچھو تو وہ (منافقین کہیں گے) کہ ہم تو یوں ہی ہنسی اور کھیل کرتے جاتے تھے (اخیر آیت تک) (وہ منافقین استہزاءً یہ کہتے جاتے تھے) جب کہ ایک شخص کی اونٹنی گم ہوگئی تھی، اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں شخص کی اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ پر ہے۔ اس پر ایک منافق بولا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بتاتے ہیں کہ اونٹنی فلاں فلاں جگہ میں ہے وہ غیب کی بات کیا جانیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریف اتاری کہ تم اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے مت بناؤ، تم مسلمان کہلا کر اس لفظ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کو کیا جانیں) کے کہنے سے کافر ہو گئے۔

دیکھیے! اس وقت کے منافقین کی مطابقت اس وقت کے منافقین کے ساتھ کیسی ہے وہ کہتے تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب کی بات کیا جانیں اور اس وقت بھی منافقین کا یہی قول ہے کہ "غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر" بلفظہ۔

(تقویۃ الایمان صفحہ: ۵۸، سطر: ۳)

فرق اس قدر ہے کہ اس وقت کے منافقین اس عقیدۂ علم غیب کو کفر نہیں کہتے تھے، یا اس عقیدہ والے مسلمان کو کافر نہیں کہتے تھے۔ لیکن اس وقت اور اس زمانہ کے ان کے سگے بھائی مسلمانوں کو جو قرآن شریف کے مطابق عقیدہ رکھتے

---

[1] پارہ: ۱۰، توبہ: ۹، آیت: ۶۵، ۶۶

[2] تفسیر بیضاوی، جلد اول، سورۂ توبہ، ص: ۳۳۹، سطر: ۲۸، اور تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی، جلد اول، ص: ۳۹۹، سطر: ۱۲، ۱۳۔ ۱۲ منہ

ہیں بڑے زور سے علی الاعلان کافر کہتے اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں کافر لکھتے ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ گویا یہ اُن سے بھی اعلیٰ درجہ کے عالی مرتبت کافر ہیں۔ جزاک اللہ تعالیٰ۔

نکتہ: منکرین علم غیب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دو دلائل سے منافق اور کافر ہیں۔ ایک تو یہی آیت شریف ظاہرہ «قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ»[1] ہے۔ دوسری دلیل یہ ہے «قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ»:..یعنی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب کے منکروں کو فرمایا کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے۔ صریح طور پر یوں ہے کہ اس آیت شریف کے اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ اور ادھر جملہ یا فقرہ برآمدہ یعنی "فرقہ زنادقہ نجدیہ اسماعیلیہ وہابیہ دیوبندیہ" کے بھی وہی اعداد جمل ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) ہیں۔ گویا خداوند کریم نے پہلے ہی سے اس آیت میں اس فرقہ زنادقہ کو داخل کر دیا۔ علاوہ اس کے اگر چہ اعداد جمل الفاظ بلغمی اور اغلامی کے بھی وہی اعداد (۱۰۸۲) ہیں لیکن مجھے ان کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

لیجیے مولوی جی! علم غیب کی بحث مختصراً لیکن مسکتاً ختم ہوئی، زیادہ لکھنا طوالت میں ہے۔

---

[1] پارہ: ۱۰، توبہ: ۹، آیت: ٦٦

باب ہفتم

عقیدہ نمبر ۱۰: آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے۔ ملخصاً

(تقویۃ الایمان، صفحہ: ۱۰، ۴۰)

عقیدہ نمبر ۱۱: آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے۔ ملخصاً

(تقویۃ الایمان، صفحہ: ۴۰، ۴۱، ۴۳)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۷ بر عقیدہ نمبر ۱۰، ۱۱۔

آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۰ یہ لکھا ہے کہ «آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی فقط زیارت کو سفر کرنا شرک ہے» اور عقیدہ نمبر ۱۱ یہ لکھا ہے کہ «آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کے سامنے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا شرک ہے»

ساری تقویت کے تلاش کرنے کے بعد یہی واضح ہوا کہ ان ہر دو عقیدوں کی عبارات بھی سوائے بہتان اور افترا ہونے کے کوئی اصلیت نہیں رکھتیں۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۲۰)

اقول: مفتی جی! معلوم ہو گیا ہے کہ آپ کو اردو عبارات کے پڑھنے کی بھی لیاقت نہیں، میری عبارت میں کہیں بھی یہ بات درج نہیں کہ یہ عبارات بلفظہٖ ہی ہیں، بلکہ لفظ ملخصاً لکھ کر تقویت کے صفحات ۱۰، ۴۰، ۴۱، ۴۳ کا حوالہ دیا ہوا ہے، آپ ان صفحات کو پڑھتے نہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ساری تقویت میں یہ مضمون ہی نہیں، اور بہتان و افترا کا الزام لگاتے ہیں، اور اسی طرح کرتے چلے آتے ہیں، اور اس پر ہنسی اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ جو کچھ میں لکھتا ہوں اس کا جواب بھی لکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ بندۂ خدا! اگر وہ عبارت یا مضمون تقویت میں نہیں ہے تو پھر اس کی حمایت میں جواب کس بات کا لکھتے ہیں اور کیوں؟ صرف یہ لکھنا کافی تھا کہ یہ مضمون ہی تقویت میں نہیں ہے، اس لیے اس کا جواب بھی نہیں ہے۔ واہ عجب! لیجیے میں ان عبارات کو پورے طور پر لکھتا ہوں، جو آپ کو نظر نہیں آتیں، جن کا خلاصہ میں نے لکھا ہے۔ وھو ھذا.

(الف) تیسری بات یہ ہے کہ بعضے کام اللہ نے اپنے لیے خاص کیے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا الخ۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۱۰، تقویۃ الایمان)

(ب) پھر جو کوئی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی کی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو یا کسی تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر

کھڑا ہووے یا جانور چھڑاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے، غلاف ڈالے، چادر چڑھائے، ان کے نام کی چھڑی کھڑی کر کے رخصت ہوتے الٹے پاؤں چلے، یا ان کی قبر کو بوسہ دے، مورچھل جھلے، اوراس پر شامیانہ کھڑا کرے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، دعا مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرے ایسی قسم کی باتیں کرے سو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ بلفظہٖ (تقویۃ الایمان، ص:۱۰)

(ج) اس آیت سے معلوم ہوا کہ ادب سے کھڑا ہونا اوراس کو پکارنا اوراس کا نام جپنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ صاحب نے خاص اپنی تعظیم کے لیے ٹھہرائے ہیں، اور کسی سے یہ معاملہ کرنا شرک ہے۔ بلفظہٖ (تقویۃ الایمان، صفحہ:۴۰)

(د) اور کسی کی قبر پر یا چلہ پر یا کسی کے تھان پر دور دور سے قصد کرنا اور سفر کر کے رنج اور تکلیف اٹھا کر وہاں پہنچنا یہ سب شرک کی باتیں ہیں۔ بلفظہٖ (صفحہ:۴۱)

(ہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی محض تعظیم کے واسطے اس کے روبروے ادب سے کھڑا رہنا انھیں کاموں میں سے ہے کہ اللہ نے اپنی تعظیم کے لیے ٹھیرائے ہیں سو اور کسی کے لیے نہ کیا جاوے۔ بلفظہٖ (تقویۃ الایمان، صفحہ:۴۳)

دیکھیے مفتی جی! یہ عبارات مندرجہ بالا تقویۃ الایمان میں موجود ہیں جن کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے جو آپ کو نظر نہیں آئیں۔ کیا مسلمان لوگ دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ کی زیارت کے لیے نہیں جاتے؟ اور حاضر ہو کر ہاتھ باندھ کر حضور میں کھڑے نہیں ہوتے؟ اور «الصَّلوٰۃ والسَّلام علیك یا رسول اللّٰہ» نہیں پکارتے؟ اور اپنے گناہوں کی مغفرت بموجب حکم خداوند تعالیٰ «وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ »[1] الآیۃ نہیں مانگتے؟ ضرور ضرور مسلمان لوگ ایسا ہی کرتے ہیں اور کریں گے اور تا قیامت کرتے رہیں گے اس لیے کہ ایسا کرنا خداوند کریم اور حضرت رسول کریم ﷺ کا حکم ہے لیکن وہابیوں کے گھر میں یہ سب شرک ہے۔ العیاذ باللہ.

قولہ: البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے: بعضے کام اللہ نے تعظیم کے اپنے لیے خاص کیے ہیں ان کو عبادت کہتے ہیں جیسے سجدہ کرنا، رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا وغیرہ وغیرہ الخ۔ بلفظہٖ (صفحہ ۲۱، سطر:۲۱)

اقول: مفتی جی! شاباش اور آفریں! یا تو ایسی سختی سے انکار تھا کہ ”ساری تقویت میں دیکھا یہ عبارات ہی نہیں نرا افترا اور بہتان ہے“ یا یہ کہ اسی وقت اعلیٰ حیا سے فوراً اقرار بھی کر لیا اور البتہ کر کے یوں لکھ دیا: «البتہ تقویت میں یہ عبارت ضرور ہے» سبحان اللہ بحمدہ! جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے۔

اچھا فرمایئے! یہ کام جو آپ کے امام الطائفہ نے خاص خدا کے لیے مقرر کیے ہیں صحیح ہیں؟ اور ان کی صحت پر کیا دلائل ہیں؟ وہ کام یہ ہیں:

---

[1] پارہ:۵، سورۃ النساء:۴، آیت:٦٤

ان کا جواب میری طرف سے بموجب مذہب اہل سنت	وہ کام جو مولوی اسماعیل دہلوی نے خاص خدا کے لیے مقرر کیے ہیں۔
(۱) یہ خاص اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہیں ہے، آں حضرت ﷺ کے روضہ مطہرہ کے سامنے دست بستہ جیسے نماز میں کھڑے ہوتے ہیں، ایسے ہی وہاں تعظیم کے لیے کھڑا ہونا کتب دینیہ اور تعامل صحابہ و مسلمین سے ثابت ہے۔	(۱) ہاتھ باندھ کر کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔
(۲) یہ کام بھی خاص خدا کے لیے نہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا کی بھی کوئی قبر ہے جس کے لیے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا چاہیے؟ ہاں! حضرت رسول اکرم ﷺ کا روضہ منورہ ہے جس کی زیارت کے لیے دور دور سے قصداً لوگ بموجب ارشاد لازم الانقیاد حضور ﷺ کے جاتے ہیں اور احادیث شریفہ میں درج ہے کہ جس نے حج بیت اللہ کا کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے میرے پر ظلم کیا، جس نے زیارت کی میری قبر کی اس کی شفاعت میرے پر واجب ہوگئی۔ کیا آں حضرت ﷺ نے یہ تعلیم شرک کی فرمائی؟ العیاذ باللہ۔	(۲) کسی کی قبر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا۔
(۳) کیا کوئی غلاف خدا پر ڈالا جاتا ہے؟ یا کوئی نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کی قبر ہے جس پر غلاف ڈالا جاتا ہے؟ یہ کام کیوں کر اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہوا؟ ہاں روضہ مطہرہ ﷺ پر نہایت قیمتی زری دار غلاف موجود ہے جو جائز ہے۔	(۳) اُس پر غلاف ڈالنا۔
(۴) کیا خدا کی بھی کوئی چوکھٹ ہے جہاں کھڑے ہو کر پکارنا چاہیے؟ یہ کام خدا کے لیے کیوں کر ہوا؟ ہاں! آں حضرت ﷺ کے روضہ مبارکہ کی چوکھٹ کے سامنے کھڑے ہو کر «الصلاۃ والسلام علیک یا رسول اللہ» ضرور پکارا جاتا ہے اور دعاے مغفرت بھی مانگی جاتی ہے، جو حضور کے لیے خاص ہے۔	(۴) اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر پکارنا یا دعا مانگنا۔
(۵) کیا خداوند تعالیٰ کے گرد بھی کہیں روشنی کی جاتی ہے؟ یہ کام خدا کے لیے کیسے خاص ہوا؟ ہاں روضہ مطہرہ آں حضرت ﷺ کے گرد نہایت عمدہ خوشبودار روشنی وہابیہ سوز کی جاتی ہے، جس سے وہابیہ کی آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اس لیے وہاں جاتے ہی نہیں۔ خدا نصیب نہ کرے۔	(۵) اس کے گرد روشنی کرنی۔

(۶) فرش بچھانا۔	(۶) کیا کوئی فرش بھی "نعوذ باللہ منہا" خدا کے بیٹھنے کے لیے بچھایا جاتا ہے؟ یہ کام خدا کے لیے کیسے ہوا؟ ہاں روضۂ مطہرہ آں حضرت ﷺ پر نہایت عمدہ عمدہ قیمتی قالینیں بچھی ہوئی ہیں کافی زینت بغرض تعظیم حضور انور کے ہے «قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللهِ الآية»[1] حکم خداوندی کے مطابق ہے۔ وہابیہ ! جلو، بھنو مگر کسی کی مت سنو۔
(۷) پانی پلانا۔	(۷) یہ بھی خوب کہی۔ پانی پلانا بھی خدا کو ہی چاہیے ورنہ شرک ہے، اگر اور کسی کو پلا دیا یہ بھی خاصۂ خدا ہے۔ العیاذ باللہ۔
(۸) وضو اور غسل کا لوگوں کے لیے سامان کرنا۔	(۸) کیا یہ کام بھی خاص خدا کے لیے ہے؟ خدا کو بھی غسل اور وضو کی ضرورت ہے؟ شاباش! یا آپ کے امام الطائفہ یہ چاہتے ہیں، سب لوگ بے غسل اور بے وضو نماز پڑھیں؟ یا یہ کہ جس شخص نے نمازیوں کے لیے یہ سامان کیا وہ مشرک ہے؟ العیاذ باللہ۔
(۹) اور اس کے کنویں کا پانی تبرک سمجھ کر پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لیے لے جانا۔	(۹) یہ کام بھی خاص خدا کو کیوں کر ہے؟ کیا کوئی کنواں بھی خداوند تعالیٰ کا ہے؟ آب زمزم مکہ شریف میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا، اور آب کوثر مدینہ شریف میں آں حضرت ﷺ کے چاہ مبارک کا پینا اور بانٹنا اور غائبوں کے لیے لے جانا شرک ہوا اور اس پانی کو لے جانے والا مشرک ہوا۔ العیاذ باللہ۔
(۱۰) رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا۔	(۱۰) یہ کام بھی خاص خدا کے لیے کیوں کر ہوا؟ خدا سے بھی کوئی رخصت ہو کر سیدھے پاؤں چلتا یا خدا کے جنگل کا بھی ادب کیا جاتا ہے؟ کیا وہابیوں کے نزدیک آں حضرت ﷺ حیات النبی کی طرف پشت کر کے چلنا چاہیے حالاں کہ روضۂ مطہرہ کی طرف منہ کر کے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا حکم ہے اور کعبہ کی طرف پشت کرنے کا حکم ہے اور مدینہ طیبہ بھی کعبہ کی طرح حرم ہے، ان سب کا اثبات آگے ہوگا۔
(۱۱) ان کی قبر کو بوسہ دے۔	(۱۱) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کے لیے خاص کیوں کر ہوا؟ کیا اللہ تعالیٰ کی بھی کوئی، نعوذ باللہ، قبر ہے جس کے بوسہ دینے کا حکم ہے؟ عام لوگوں کی قبر کو بوسہ دینا جائز ہے تو اگر کسی نے نہایت محبت کے ساتھ آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کو بوسہ دیا تو وہ مشرک کیسے ہو گیا؟ وہابیوں کے دادا پیر حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ محدث دہلوی اپنے والدین کی قبر کو بوسہ دیا کرتے تھے، تو کیا وہ مشرک ہیں؟ العیاذ باللہ منہا۔

[1] پارہ:۸، الاعراف:۷، الآیۃ:۳۲.

(۱۲) مورچھل جھلے۔	(۱۲) یہ کام بھی اللہ تعالیٰ کو کیوں کر خاص ہے؟ کیا کوئی مورچھل اللہ تعالیٰ کو بھی جھلا جاتا ہے؟ گو یا خدا کو مورچھل جھلنا چاہیے۔
(۱۳) اُس پر شامیانہ کھڑا کرے۔	(۱۳) یہ شامیانہ بھی نعوذ باللہ خدا کی قبر پر کھڑا کرنا چاہیے، ورنہ شرک ہے۔
(۱۴) مجاور بن کر بیٹھ رہے۔	(۱۴) چوں کہ یہ کام بھی خاص خدا کے لیے ہے تو خدا کی قبر "نعوذ باللہ" پر مجاور بن کر بیٹھے، اور بقول ان کے آں حضرت ﷺ کے روضۂ مطہرہ کے سب مجاور مشرک ہیں۔العیاذ باللہ۔

لیجیے مفتی جی! یہ چودہ کام جو آپ نے اپنے امام الطائفہ کی کتاب « تقویۃ الایمان » سے اپنے رسالہ کے صفحہ: ۲۱، ۲۲ میں سے نقل کیے ہیں پیش کر کے ساتھ ہی مختصر سا جواب بھی دے دیا ہے۔اب آپ فرمائیے اور اپنے اماموں سے پوچھ کر جواب دیجیے کہ یہ کن کن آیات و احادیث کا ترجمہ ہیں؟ ان کو پیش کیجیے ورنہ سخت متعصب وہابی ہونا قبول کیجیے جس کی آپ کو بظاہر بڑی چڑ ہے، اور میں ان شاء اللہ تعالیٰ وہابیوں کی تعریف جداگانہ باب میں لکھوں گا، انتظار کریں۔

فصل اول

اب میں چند آیات و احادیث و دیگر کتب معتبرات کی عبارات مختصراً آپ کے اطمینان کے لیے نقل کرتا ہوں، جن سے ثابت ہوگا کہ حضور سرور عالم ﷺ کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کے لیے دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا قریب واجب ہے، نیز مدینہ منورہ بھی مکہ معظّمہ کی طرح حرم ہے اسی واسطے مکہ معظّمہ و مدینہ منورہ دونوں کو حرمین شریفین" زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً" بولا اور لکھا جاتا ہے۔اور قبر کو بوسہ دینا، غلاف چڑھانا، شامیانہ کھڑا کرنا وغیرہ وغیرہ سب درست ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا.[۱]

یعنی جب وہ اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ کریں تیرے (اے ﷺ) پاس آویں اور اللہ سے معافی مانگیں، اور معافی مانگے ان کے واسطے رسول (ﷺ) تو البتہ وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پاویں گے یعنی گناہ بخشے جاویں گے۔

(۲) مواہب[۲] اللدنیہ جلد ثانی، مصری، صفحہ: ۳۸۳، سطر: ۲۸۔(الفصل فی زیارۃ قبرہ الشریف ومسجدہ المنیف)

عن انس بن مالك قال: قال رسول الله: «صلى الله عليه وسلم» من زارني محتسبًا إلى المدينة كان في جواري يوم القيٰمة. (رواه البيهقي)

ايضًا قال العلامة زين الدين بن الحسين المراغي: و ينبغي لكل مسلم اعتقادُ كون زيارته صلى

---

[۲] مواهب اللدنيه ٥٧٢/ ٤. بركات رضا پور بندر

الله عليه وسلم قربة للأحاديث الواردة في ذلك ولقوله تعالىٰ: **وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ**[1]. الآیۃ بلفظہ

یعنی فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ جو کوئی شخص (مسلمان) دلی قصد سے مدینہ شریف میں میری زیارت کے لیے آیا وہ قیامت کے دن میری پناہ اور پڑوس میں ہوگا۔

اور علامہ زین الدین بن حسین مراغی نے فرمایا ہے کہ ہر ایک مسلمان کو لازم ہے کہ آں حضرت ﷺ کی زیارت کو باعث قربت الٰہیہ کا اعتقاد رکھے، کیوں کہ اس میں بہت احادیث وارد ہیں، اور بموجب قول اللہ تعالیٰ کے، کہ "اور اگر وہ لوگ جو گناہ کریں اور تیرے پاس آویں اور استغفار کریں اللہ سے اور رسول خدا (ﷺ) ان کے لیے بخشش مانگیں" (تو اللہ ان کو بخش دے گا) «لأن تعظيمه صلى الله عليه وسلم لا ينقطع بموته» یہ اس لیے ہے کہ آں حضرت ﷺ کی تعظیم ہے، وہ ان کے وصال سے قطع نہیں ہوتی۔ الخ، حیات و ممات برابر ہیں۔

(۳) مرغوب القلوب ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی، صفحہ: ۲۱۳، سطر: ۱۸۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زیارت قبر شریف رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے جس پر سب کا اجماع ہے اور وہ فضیلت ہے جس میں سب کی رغبت ہے، اور بعض علما اس کو واجب کہتے ہیں، اور دوسرے اس قول کی تاویل سنن واجبہ کی کرتے ہیں اور گویا کہ مراد سنن واجبہ سے سنت مؤکدہ نہایت تاکید کر ہے۔ بلفظہٖ

(۴) ایضاً: حضرت ﷺ کی زیارت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک سارے مندوبات سے افضل ہے، اور سارے مستحبات سے مؤکدہ قریب بدرجہ واجبات ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۲۱۴)

(۵) ایضاً: بعضے کہتے ہیں: اگر مدینہ منورہ حج کی راہ میں پڑے تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلے مدینہ منورہ کی زیارت کرے، اور بعضے سلف باوجود اس بات کے کہ راہ حج مدینہ منورہ کی طرف سے نہ ہو تو بھی اس پر زیارت مدینہ منورہ کو مقدم رکھتے۔ بلفظہٖ (ص: ۲۱۴)

(۶) ایضاً: اور تاج الدین سبکی نے حضرت ﷺ کی زیارت کی فضیلت کو باصول اربعہ بیان کیا ہے۔ چناں چہ کتاب اللہ پس حق تعالیٰ کے اس قول سے "**وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ**" الآیۃ" اور کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ دلالت کرتی ہے درگاہ رسالت پناہ میں حاضر ہونے کی ترغیب پر اور اس بات کی ترغیب کہ اس آستانہ شریف پر حاضر ہو کر سوال مغفرت کریں، اور حضرت ﷺ سے استغفار مانگیں اور یہ ایک رتبۂ عظیمہ ہے کہ منقطع ہونے والا نہیں، اس واسطے کہ حضرت ﷺ کی حالت حیات و ممات برابر ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۲۱۴)

(۷) ایضاً سارے علما نے حضرت ﷺ کی حالت حیات و ممات کا برابر ہونا اس آیت مجیدہ سے سمجھ کر آداب زیارت

---

[1] پارہ: ۵، النساء: ٤، آیت: ٦٤

میں حکم دیا۔ بلفظہ (صفحہ: ۲۱۴)

(۸) ایضاً ائمۂ اعلام نے باسانید معتبرہ صحیحہ روایت کی ہے کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حاضر ہو کر زیارت قبر شریف سے شرف حاصل کیا ایک روز مواجہ شریفہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی نے آ کر زیارت قبر مطہرہ کی کی، اور عرض کیا کہ یا خیر الرسل! حق سبحانہ تعالیٰ نے ایک سچی کتاب آپ پر اتاری ہے اور اس میں فرمایا ہے: "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ " اور میں آپ کے حضور میں حاضر ہوا ہوں، اپنے گناہوں سے استغفار مانگتا ہوں، اور آپ کی جناب سے طلب شفاعت کرتا ہوں۔

پھر اعرابی نے رو کر بیت پڑھے، پھر وہ اعرابی چلا گیا بعد اس کے جانے کے میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں کہ تو اس اعرابی کے پاس جا اور اس کو بشارت دے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اس کی مغفرت کی، اور اس کے گناہوں کو بخش دیا۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۲۱۵)

(۹) ایضاً، حافظ ابو عبداللہ "مصباح الظلام" میں حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ "بعد تین دن کے حضرت ﷺ کے دفن سے ایک اعرابی نے آ کر اپنے تئیں اپنے آپ کو قبر شریف پر گرا دیا اور خاک میں لوٹنے لگا اور کہنے لگا کہ یا رسول اللہ! جو کچھ آپ نے خدا سے سنا ہے وہ ہم نے آپ سے سنا ہے اور جو کچھ آپ نے خدائے تعالیٰ سے سیکھ کر یاد کیا ہے، ہم نے آپ سے سیکھ کر یاد کیا ہے۔ اور از جملہ اس کے کہ آپ پر اترا ہے یہ آیت ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا" میں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور آپ کی جناب میں آیا ہوں کہ آپ میرے واسطے استغفار کیجیے، قبر میں سے آواز آئی «قد غفر لک» (تحقیق تیرے گناہ بخشے گئے)۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۲۱۵)

فصل دوم: احادیث در زیارت روضۂ مطہرہ

(۱) حدیث شریف:

من زار قبري و جبت له شفاعتي.

یعنی فرمایا حضرت ﷺ نے: جس شخص نے زیارت کی میری قبر کی، اس کے واسطے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(ترجمہ جذب القلوب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ: ۱۹۶، سطر: ۳)

(۲) حدیث شریف:

من زار قبري حلت له شفاعتي.

یعنی فرمایا حضرت ﷺ نے: جس کسی مسلمان نے زیارت کی میری قبر کی، اس کے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

(ترجمہ جذب القلوب شیخ عبدالحق محدث دہلوی، صفحہ:۱۹۶، سطر:۱۴)

(۳) حدیث شریف:

من حج فزار قبري بعد وفاتي كان كمن زارني في حياتي.بلفظه.

یعنی فرمایا آں حضرت ﷺ نے: جس کسی نے حج کیا، اور پھر میرے انتقال کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی۔ (ترجمہ جذب القلوب، صفحہ:۱۹۶، سطر:۱۹)

(۴) حدیث شریف:

من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني. بلفظه.

یعنی فرمایا حضرت ﷺ نے: جس کسی نے حج بیت اللہ شریف کا کیا اور اس نے میری زیارت نہ کی پس تحقیق اس نے میرے پر ظلم کیا۔ (جذب القلوب کا ترجمہ اردو، صفحہ:۱۹۷، سطر:۶)

(۵) حدیث شریف:

من زار قبري كنت له شفيعًا و شهيدا. بلفظه

فرمایا رسول اکرم ﷺ نے: جس نے زیارت کی میری قبر کی تو میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔

(ترجمہ جذب القلوب، صفحہ:۱۹۷، سطر:۱۰)

(۶) حدیث: حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

من زار قبري بعد موتي فكأنما زارني في حياتي ومن لم يزر قبري فقد جفاني.

یعنی فرمایا رسول کریم ﷺ نے: جس نے میرے انتقال دنیا کے بعد میری قبر کی زیارت کی پس گویا اس نے میری زیارت میری زندگی میں کی، اور جس شخص نے میری قبر کی زیارت نہ کی پس تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(ترجمہ جذب القلوب، صفحہ:۱۹۸، سطر:۳)

دیکھیے! یہ چھ احادیث ایسی ہیں جن میں حضور سرور عالم ﷺ نے اپنی قبر کی زیارت کے لیے فرمایا ہے اگر چہ اور بھی احادیث موجود ہیں لیکن قبول کرنے والے کے لیے یہی کافی سے زیادہ ہیں، اور نہ ماننے والے کے لیے قرآن شریف بھی ناکافی ہے۔ ان میں یہ بھی وعید موجود ہے کہ اگر کوئی مسلمان میری قبر کی زیارت نہ کرے گا تو اس نے فی الواقعہ مجھ پر ظلم کیا۔ پس یہ شخص جو منکر ہے یا مانع ہے، ظالم ہے۔ ظالم بھی ایسا ظالم جو آں حضرت ﷺ پر ظلم کرنے والا، اس ظالم کے برابر دنیا و آخرت میں بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ العیاذ باللہ۔ جس کی بابت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَا لَعۡنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِیۡنَ.[۱] یادرکھواللہ کی لعنت ظالموں پر ہے۔
اور دوسری جگہ فرماتا ہے:
وَالۡکٰفِرُوۡنَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ.[۲] یعنی جولوگ کافر ہیں وہی ظالم ہیں۔
پس کیا حال ہے ان اشد ظالموں کا، کہ جوآں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضۂ مطہرہ کی زیارت کرنے کو علی الاعلان شرک کا فتویٰ دے رہے ہیں، اور زیارت کرنے والے مسلمانوں پر شرک کے فتوؤں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں جو تمام دنیا پر ہیں۔ «لاحول ولاقوّة الا باللّٰه العلی العظیم»

فصل سوم: آداب زیارت روضۂ مطہرۂ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں

(کتب سیر وفقہ)

(۱) غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اول صفحہ: ۶۲۳، سطر: ۴۔ (کتاب الحج)

(الف) فصل ثانی: قبر شریف کے آداب زیارت میں:

سنن ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ”کوئی ایسا نہیں جو سلام کرے مجھ کو مگر حق تعالیٰ میری روح کو پھیر دیتا ہے تا ایں کہ میں اس کو سلام کا جواب دیتا ہوں۔“ روح پھیرنے سے مراد یہ ہے کہ بمجرد سلام کرنے کے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس عالم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں سلام کے جواب دینے کے واسطے۔

اور ابوبکر بن ابی شیبہ وغیرہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو درود پڑھے گا میری قبر کے پاس میں اس کو سنتا ہوں، اور جو درود پڑھتا ہے دور تو مجھ کو پہنچتا ہے۔ یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں۔

دارقطنی اور ابوبکر بزاز نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ « جو شخص میری قبر کی زیارت کرے گا میری شفاعت اس کے واسطے واجب ہوگئی۔» یعنی بالضرور ثابت ہوگئی مخبر صادق کے وعدۂ صادقہ سے۔

اور دارقطنی نے «امالی» میں اور ابوبکر مقری نے اپنے «معجم» میں اور طبرانی نے «معجم کبیر» اور «اوسط» میں بہ سند معتمد عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ «جو میری زیارت کرنے کو آوے گا اس طرح کہ اس کا کچھ مطلب اور حاجت نہ ہو سوا میری زیارت کے تو مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس کا شفیع ہوں گا قیامت کے دن۔»

م: حضرت کی زیارت عام ہے حیات میں یا بعد ممات کے چناں چہ اگلی حدیث میں مصرح ہے۔

دارقطنی اور طبرانی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا

[۱] پارہ: ۱۲، ھود: ۱۱، آیت: ۱۸ [۲] پارہ: ۳، البقرۃ: ۲، آیت: ۲۵۴

اور میری قبر کی زیارت کی میری وفات کے بعد تو گویا اس نے میری زیارت کی میری حیات میں۔

اور دارقطنی اور ابن عدی نے روایت کی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو اس نے مجھ پر ستم کیا۔

اور حافظ ابن عساکر نے یہ مضمون انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کچھ عذر نہیں جس کو وسعت اور مقدور ہو میری امت سے اور میری زیارت نہ کرے۔کذا في المنح و تاريخ المدينة للسيد السمهودی.

اور حافظ منذری نے روایت کیا کہ رسول ﷺ نے فرمایا کہ علم میرا بعد وفات کے ایسا ہے جیسا علم میرا حیات میں ہے۔

اور ابن عدی اور ابو یعلی نے روایت کیا ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیا زندہ ہیں اپنی قبور میں نماز پڑھتے ہیں۔بلفظہٖ (صفحہ:۶۲۳)

(ب) جب قبہ شریف نظر آوے تو اس کی عظمت اور فضیلت کو دھیان کرے کہ یہ وہ مکان ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے پسند فرمایا سو کمال شوق اور تعظیم سے درود پڑھے، پھر جب مدینہ شریف میں داخل ہو تو یوں کہے: «بسم الله رب ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق الخ »بلفظہٖ (صفحہ:۶۲۴،سطر:۵)

(ج) اور لازم ہے کہ کمال فروتنی اور عاجزی سے اس شہر معظم کو دھیان کرتے ہوئے درود پڑھتا داخل ہو اور یہ تصور کرے کہ اس شہر کو کس ذات پاک کے رہنے سے شرف وجلالت حاصل ہے۔الخ۔بلفظہٖ (صفحہ:۶۲۴،سطر:۸)

(د) پھر قبر شریف کی طرف کمال عجز وانکساری سے آنکھیں جھکائے متوجہ ہو۔بلفظہٖ (صفحہ:۶۲۴،سطر:۱۸)

(ہ) بالجملہ قبر شریف کے سامنے قبلہ کو پشت دے کر زیارت کے واسطے کھڑا ہو............امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ حضرت ﷺ کی قبر کی طرف قبلہ کی سمت سے آوے اور پشت اپنی قبلہ کی طرف کرے اور حضرت ﷺ کی قبر کی طرف منہ کرے پھر کہے: «السلام عليک ايها النبی ورحمة الله وبركاته»انتهى كلامه.

اور یہی مذہب ہے ائمہ ثلاثہ رحمۃ اللہ علیہم کا الخ۔اصل زیارت کے وقت مؤدب بطور نماز کھڑے ہو کر صورت مقدسہ رسول کریم ﷺ کا تصور کرے گویا حضرت ﷺ لحد مبارک میں آرام فرماتے ہیں، اور میرے حاضر ہونے کو جانتے ہیں اور میرا کلام سنتے ہیں اسی واسطے کہ حضرت کی حیات اور سماعت حدیث میں منصوص ہے، پھر کمال حیا اور ادب سے یوں عرض کرے: «السلام عليک أيها النبی ورحمة الله وبركاته» تین بار «السلام عليک يا رسول رب العلمين، السلام عليک يا خير الخلائق اجمعين، السلام عليک يا سيد المرسلين و خاتم النبيين. الخ»بلفظہٖ (صفحہ:۶۲۴،سطر:۲۱)

(۲) «مرغوب القلوب» ترجمہ «جذب القلوب الی دیار المحبوب» شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، صفحہ: ۲۴۱، ۲۴۲۔

اور جس قدر ممکن ہو سکے ظاہر و باطن میں خضوع وخشوع عجز وانکسار سے ایک ذرہ فرو گذاشت نہ کرے............
اور سلام کے وقت داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوا کرتے ہیں چناں چہ کرمانی نے اس بات کی تصریح کی ہے، اور قبلہ کی طرف پیٹھ کرلے۔ بلفظہٖ

بہر حال جالی شریف کے قریب کھڑا ہو یا دور، ادب کو ہاتھ سے نہ دے، اور یقین رکھے اس بات کا کہ آں حضرت ﷺ اس کے کھڑے ہونے اور حاضر رہنے پر مطلع ہیں، اور آواز معتدل سے کہ نہ بہت اونچی ہو اور نہ بہت پست، بہ صفت حیا و وقار سلام عرض کرے: «السلام علیک یأیها النبی ورحمة الله وبرکاته» پھر تین بار کہے «السلام علیک یا رسول الله، السلام علیک یا نبی الله، السلام علیک یا سید المرسلین، السلام علیک یا خاتم النبیین.» الخ آخر عبارت تک جو زیارت کے رسالوں میں لکھی ہے۔ بلفظہٖ (صفحہ: ۲۴۱ سے ۲۴۲ تک)

(۳) کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی، باب زیارت روضۂ مطہرہ:
«فالأولیٰ له وضع یمینه علیٰ یساره کالصلاة »الخ، بلفظه.
یعنی زیارت روضۂ مطہرہ آں حضرت ﷺ کے وقت بہتر یہ ہے کہ اپنا داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے جیسے نماز میں رکھے جاتے ہیں۔

(۴) فتاویٰ عالم گیری، باب زیارت قبر شریف:
و یقف کما یقف فی الصلاة.
یعنی زیارت کرنے والا ایسا کھڑا ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔

(۵) مواہب[1] اللدنیہ جلد دوم، صفحہ: ۳۸۳، سطر: ۱۰، مطبوعہ مصر:
اعلم أن زیارة قبره الشریف من أعظم الآیات وأرجی الطاعات والسبیل إلی أعلیٰ الدرجات ومن اعتقد غیر هٰذا فقد انخلع من ربقة الاسلام وخالف الله و رسوله و جماعة العلماء الأعلام. بلفظه.

یعنی جان لے کہ زیارت قبر مطہرۂ حضرت ﷺ نہایت عظیم آیات سے ہے اور تمام طاعتوں سے ثواب زیادہ دلانے والی اور اعلیٰ درجات کی طرف راستہ ہے، اور جو کوئی اس کے خلاف عقیدہ رکھے (یعنی زیارت کرنے کا مانع ہو) اس نے اپنی گردن پر سے اسلام کا قِلادہ[2] اتار ڈالا۔ (یعنی اسلام سے نکل گیا) اور اس نے مخالفت کی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اور ایک جماعت علماے اعلام کی۔ (العیاذ باللہ)

[1] مواهب اللدنیه، ۵۷۰/ ٤، برکات رضا پور بندر. [2] قِلادہ: ہار، مالا، پٹّا۔

(۶) مواہب[۱] اللدنیہ جلد دوم، صفحہ:۳۸۷، سطر:۶، مصری

«وينبغي أن يقف عند محاذاة اربعة أذرع ويلازم الأدب والخشوع والتواضع غاض البصر في مقام الهيبة كما كان يفعل بين يديه في حياته ويستحضر علمه بوقوفه بين يديه و سماعه للسَّلام كما هو في حال حياته إذلا فرق بين موته و حياته في مشاهدته لأمته و معرفته بأحوالهم ونياتهم و عزائمهم وخواطرهم و ذلك عنده جلي لاخفاءبه» بلفظه.

یعنی (زیارت کرنے والے کو) لازم ہے کہ حضور ﷺ کے روضہ مطہرہ کے سامنے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو، اور لازم کر لے ادب اور عاجزی کو آنکھیں نیچے کیے ہوئے ہیبت زدہ جیسے کہ ان کی حیات میں کرتا اور یقین جانے اپنے دل میں یہ بات کہ حضرت ﷺ میرے کھڑے ہونے کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں، اور میرے سلام کو سنتے ہیں جیسے کہ زندگی کی حالت میں، کیوں کہ حضور ﷺ کی وفات اور حیات میں بالکل فرق نہیں، اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور سب کو پہچانتے ہیں، ان کے حالات اور ان کے دلوں کی نیتیں اور ان کے مقاصد و مرادات اور ان کے دلوں کے بھید سب کچھ ان کے سامنے روشن ہیں، ان سے کچھ بھی چھپا نہیں۔

(۷) مواہب[۲] اللدنیہ جلد دوم، صفحہ:۳۸۷، سطر:۱۸، مصری:

ثم يقول الزائر بحضور قلب و غض طرف و صوت و سكون جوارح و اطراق: «السلام عليك يا رسول الله، السلام عليك يا نبي الله» الخ. بلفظه.

یعنی زیارت کرنے والا (روضۂ مطہرہ آں حضرت ﷺ کا) اپنے دل کو حاضر کرے اور اپنی آنکھوں کو نیچے کرے۔ اور آواز کو نرم کرے اور تمام اعضا کو ساکن کرے اور سر کو جھکا کر یوں کہے: اے اللہ تعالیٰ کے رسول آپ پر سلام، اے اللہ تعالیٰ کے نبی آپ پر سلام، اسی طرح آخر تک۔

لیجیے مفتی جی! اسی قدر کافی ہے اور تمام اہل سنت و جماعت کا یہی عقیدہ ہے اس سے ظاہر و باہر ہے کہ آں حضرت ﷺ کی قبر شریف اور روضۂ مطہرہ کی زیارت کے لیے دور دور سے سفر کر کے جانا واجبات سے ہے مسلمانوں کے لیے، اور آں حضرت ﷺ کے سامنے ہاتھ باندھ کر جیسے نماز میں خدا کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں نہایت عجز و انکساری، خشوع اور خضوع سے کھڑا ہونا چاہیے اور ان کو اپنے سامنے حاضر و ناظر سمجھنا چاہیے اور «ایها النبي» اور «یا رسول الله، یا نبی الله» پکارنا چاہیے، ایسا کرنے والا عین مسلمان اور پکا دین دار، دوست خدا و رسول ﷺ کا ہے، اس کو مشرک کہنے والا خود ڈبل مشرک ہے۔ مبارک ہو۔

---

[۱] مواهب اللدنيه، ۴/ ۵۷۰، برکات رضا پور بندر.   [۲] ایضاً.

فصل چہارم: مدینہ منورہ بھی مکہ معظّمہ کی طرح حرم ہے

پہلے صحیح بخاری سے دوایک احادیث نقل کی جاتی ہیں جس کو وہابیہ بعض مسائل میں قرآن شریف سے بھی مرجح سمجھتے ہیں، یا کم سے کم قرآن شریف کے بعد یہی کتاب ان کے نزدیک بھی صحیح اور قابل عمل اور دوسری صحیح مسلم:

(۱) صحیح بخاری[۱] جلداول، صفحہ:۲۳۵، سطر:۱۸، مصری۔(باب حرم المدينة)

عن انس رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: المدينة حرم من كذا الىٰ كذا لا يقطع شجرها ولا يحدث فيها حدث، من أحدث فيها حدثا فعليه لعنة الله والملٰئِكة والنّاس اجمعين.

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ مدینہ منورہ حرم ہے اس جگہ سے لے کر اس جگہ تک اس میں سے کوئی درخت نہ کاٹا جائے، اور نہ اس میں کسی قسم کی نئی بات خلاف شرع پیدا کی جاوے اور جو کوئی شخص ایسا کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔

(۲) صحیح بخاری[۲] جلداول، صفحہ:۲۳۵، سطر:۲۸، مصری

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم المدينة حرم مابين عائر الىٰ كذا من أحدث فيها حدثا أو اوى محدثا فعليه لعنة الله والملٰئكة والناس اجمعين.(الحديث)

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ رسولِ اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا (رسولِ خدا ﷺ نے) کہ مدینہ منورہ حرم ہے درمیان عائر (پہاڑ جگہ ہے) کے اس جگہ تک، جو کوئی شخص اس میں نئی بات خلاف شرع کرے یا اس میں ایسے پلید شخص کو پناہ دے تو اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں وتمام انسانوں کی لعنت ہے۔

(۳) صحیح بخاری[۳] جلداول، مطبوعہ مطبع احمدی، صفحہ:۱۹۸۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: رسول خدا ﷺ نے جناب الٰہی میں دعا کی:

اللّٰهُمَّ إني احرم ما بين جبلَيْها مثل ما حرم به ابراهيمُ عليه الصلوٰة والسلام مكةَ.

یعنی الٰہی میں دونوں پہاڑوں کے درمیان مدینہ منورہ کو حرم کرتا ہوں مانند حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جیسے انھوں نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

(۴) صحیح مسلم[۴] جلداول، صفحہ:۴۴۱، سطر:۶، مطابق حدیث بالا صحیح بخاری ہے۔

(۵) صحیح مسلم[۵] جلداول، صفحہ:۴۴۰، سطر:۱۲۔

عن جابر رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم : إن ابراهيم حَرَّمَ مكة و إنّي حرمتُ

---

[۱] صحيح بخارى، كتاب فضائل المدينة، باب حرم المدينة، حديث:۱۸۶۷ [۲] ايضاً. [۳] ايضاً

[۴] و[۵] مسلم: حديث:۳۳۱۷، كتاب الحج، باب فضل المدينة.

المدینةَ ما بین لابتَیها لایقطع عِضاهها ولا یصاد صیدها. بلفظه.

یعنی فرمایا حضرت ﷺ نے کہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم قرار دیا اور میں نے بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بنایا ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ اس میں شکار کیا جائے۔

دیکھیے مفتی جی! مدینہ منورہ بھی مکہ معظّمہ کی طرح حرم ہے، کیسی سخت تاکیدی احادیث ہیں، آپ کے امام الطائفہ کا یہ قول کہ «اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا بھی شرک ہے۔»

آپ کے عقیدہ نمبر ۱۰، ۱۱ کا ردّ پورے طور سے کافی ہو چکا ہے یعنی دور دور سے قصد کر کے روضہ مطہرہ آں حضرت ﷺ کی زیارت کے لیے جانا، اور روضۂ منورہ کے آگے کھڑے ہونا، اور نہایت تعظیم اور خشوع اور خضوع اور انکساری اور عجز سے دست بستہ دونوں ہاتھ باندھ کر جیسے نماز پڑھنے کے وقت باندھے جاتے ہیں کھڑے ہونا، اور رسول اکرم ﷺ کو حاضر و ناظر جان کر «ایها النبي ورحمة الله وبركاته، السلام عليك يا رسول الله» کہہ کر پکارنا، ان سے نجات مانگنا، استغفار کرنا، دعا مانگنا اور مدینہ منورہ کو حرم جان کر اس کے گرد و پیش جنگل کا ادب کرنا، درختوں کو نہ کاٹنا، شکار نہ کرنا، آیات و احادیث سے ثابت کر دیا گیا۔ اب آپ کو سوا قبول کرنے کے چارہ نہیں اور باقی آپ کے امام الطائفہ کے اقوال جن پر آپ کا بھی ایمان ہے مثلاً غلاف ڈالنا، اس کے گرد روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا، وضو غسل کا لوگوں کے لیے سامان کرنا، کوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا، یا غائبوں کے لیے لے جانا، قبر کو بوسہ دینا، شامیانہ کھڑا کرنا، مجاور بن کر بیٹھنا وغیرہ یہ سب افعال اہل سنت و جماعت کے نزدیک حلال و جائز ہیں۔ وہابیہ کے پاس کوئی دلیل آیت اور حدیث سے ان کے خلاف نہیں ہے، یہ باتیں میری بحث سے خارج ہیں اس لیے ان کا جواب دینا ترک کیا گیا، یہ سب عقائد وہابیہ کے ہیں جو اہل سنت و جماعت سے خارج ہیں اور بس۔

لیجیے! آپ کے سب کے سب مطالبے جو اس بحث کے نیچے تھے گاؤ خورد ہو گئے۔ اب ایک مطالبہ باقی ہے جو میری بحث سے خارج ہے اور آپ کا نیا سوال ہے جس کا جواب دینا میرے لیے ضروری نہیں مگر چوں کہ آپ سائل ہیں اس لیے جواب دیا جانا مناسب ہے اس خیال سے بھی کہ شرک مسئولہ آپ کے گھروں میں بہت ارزاں ہے جس کو وہابیہ نے سمجھا ہی نہیں کہ شرک کیا چیز ہے لیجیے میں بتاتا ہوں، پہلے آپ کا سوال لکھ لوں، وہ یہ ہے:

قوله: مطالبہ نمبر ۷ شرک کسے کہتے ہیں؟ بلفظہ (صفحہ: ۲۳، سطر: ۳)

اقول: شرک کے لغوی معنی شریک کرنا اور اصطلاح شریعت میں خدا کے ساتھ کسی کو مخلوق میں سے شریک کرنا، ساجھی، برابر بنانا ہے عبارت ایک کتاب معتبر لغت کی درج کی جاتی ہے۔

منتخب اللغات، صفحہ: ۲۴۹:

شرک: بالکسر انباز شدن و اعتقاد انباز بخدائے بے انباز۔ نعوذ باللہ۔ و شریک با کسے۔ بلفظہ

یعنی لفظ شرک شین کی زیر سے: شرک کرنا، ہمتا، برابر کا ساتھی اور اعتقاد خدا کے ساتھ شریک کرنا۔ خدا پناہ

دے۔ اور کسی کے ساتھ شریک یا ساجھی کرنا۔

علم عقائد کی کتاب شرح عقائد نسفی میں اس طرح لکھا ہے جس کا ترجمہ یوں ہے: (شرک کے معنی) شرک اس کو کہتے ہیں کہ کسی کو خدائی میں شریک کرنا یعنی جیسے اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے ایسا ہی کسی دوسرے کو مستقل بالذات واجب الوجود سمجھنا، یا جس طرح خدا تعالیٰ کو مستحق عبادت جانتے ہیں کسی دوسرے کو بھی مستحق عبادت جاننا، انتھی (ترجمہ ختم ہوا)

یہ شرک ہے یاد رکھیے لیکن آپ اور آپ کے امام الطائفہ یا جماعت وہابیہ نے شرک کو یوں سمجھ کر سستا کر دیا ہے۔

(۱) اگر کسی نے مولود شریف کیا وہ مشرک ہوگیا۔
(۲) اگر کسی نے مولود شریف میں تعظیم کی، ذکر ولادت پر اس نے قیام کر دیا تو مشرک ہوگیا۔
(۳) اگر کسی نے فاتحہ خوانی کی کسی بزرگ یا فوت شدگان اقربا کی تو وہ مشرک ہوگیا۔
(۴) اگر کسی نے طعام و آب و شرینی سامنے رکھ کر قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ پڑھی مشرک ہوگیا۔
(۵) اگر کسی نے بعد دفن میت قبر پر اذان بہ نیت تلقین مسنونہ کہی تو وہ بھی مشرک ہوگیا۔
(۶) اگر کسی بزرگ سلسلہ قادریہ نے وظیفہ مقررہ «یاشیخ عبد القادر جیلاني شيئًا لله» پڑھا وہ مشرک ہوگیا۔
(۷) اگر کسی نے یارسول اللہ ﷺ کہا وہ مشرک ہوگیا۔
(۸) اگر کسی نے درود شریف «الصلوٰة والسلام عليك يا رسول الله» پڑھا وہ بھی مشرک ہوگیا۔
(۹) اگر کسی نے درود تاج پڑھا وہ بھی مشرک ہوگیا۔
(۱۰) اگر کسی نے کہا کہ حضور سرور عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا علم غیب تھا مشرک ہوگیا۔
(۱۱) اگر کسی نے آں حضرت ﷺ کو اپنا شفیع جانا تو وہ بھی مشرک ہوگیا۔
(۱۲) اگر کسی نے آں حضرت ﷺ کو حیات النبی کہا تو مشرک ہوگیا۔
(۱۳) اگر کسی نے کہا کہ آں حضرت ﷺ ہمارا درود شریف پڑھنا سنتے ہیں مشرک ہوگیا۔
(۱۴) اگر کسی امتی نے کہا کہ آں حضرت ﷺ ہمارے اعمال دیکھتے ہیں تو مشرک ہوگیا۔
(۱۵) اگر کسی نے کہا کہ آں حضرت ﷺ کی نظیر یا مثل پیدا نہیں ہوسکتا تو مشرک ہوگیا۔
(۱۶) اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کو مکان و جہت سے منزہ سمجھا تو وہ بدعتی ہوگیا بلکہ حقیقی بدعتی۔
(۱۷) اگر کسی نے کہا کہ آں حضرت ﷺ کو بڑا بھائی کہنا توہین ہے تو وہ خلاف نص کہہ کے مشرک ہوگیا۔
(۱۸) اگر کسی نے کہا کہ مولود شریف کی تشبیہ کنھیا کے جنم کے ساتھ دینا توہین ہے تو وہ مشرک ہوگیا۔
(۱۹) اگر کسی نے کہا کہ آں حضرت ﷺ کو شیطان سے کم علم کہنا توہین ہے تو خلاف نص کہہ کر مشرک ہوگیا۔
(۲۰) اگر کسی نے کہا کہ اللہ اپنے وعدہ میں سچا ہے کذب کا بہتان لگانا کفر ہے تو وہ مشرک ہوگیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیجیے! آپ کے شرک کی تعریف پوری ہوگئی، مسلمانوں کے نزدیک کا شرک اور وہابیہ کا شرک جدا جدا معلوم ہوا۔

بابِ ہشتم

عقیدہ وہابیہ دیوبندیہ

عقیدہ نمبر ۱۲: آں حضرت ﷺ کو «یا محمد» یا «یا رسول اللہ» کہنا شرک ہے۔ ملخصاً
(تقویۃ الایمان، صفحہ: ۲۳)

قولہ : توضیح مطالبہ نمبر ۸، برعقیدہ نمبر ۱۲۔

آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۲، یہ لکھا ہے کہ کتاب مذکور میں آں حضرت ﷺ کو «یا محمد ، یا رسول کہنا شرک ہے » یہ عبارت بعینہٖ تقویت میں کہیں نہیں لیکن یہ عرض کیے دیتا ہوں کہ اہل سنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

من قال أرواح المشائخ حاضرون يعلمون يكفر.

جو کہے بزرگوں کی روحیں حاضر و ناظر ہیں اور ہمارے حالات جانتے ہیں ہر وقت، کافر ہو جاتا ہے۔ بلفظہ
(صفحہ: ۲۳، سطر: ۸)

اقول : مفتی جی کی عادت میں داخل ہے کہ میری عبارت "ملخصاً" لکھی ہوئی کا ضرور انکار کریں گے صفحہ محولہ پر نظر نہیں کرتے، یا کرتے ہیں تب اس کی فوراً تاویل کر کے جواب لکھنے لگ جاتے ہیں، کیا میں نے یہ بات کہیں لکھی ہے کہ یہ عبارت آپ کی تقویت میں بعینہٖ لکھی ہوئی ہے؟ جب یہ بات نہیں ہے تو پھر آپ عبارت بعینہٖ کیوں تلاش کرتے ہیں؟ اور جب صریحاً لفظ «ملخصاً» لکھا ہوا موجود ہے تو پھر یہ اغماض کیوں ہے؟ لیکن ساتھ ہی میرے اعتراض کا جواب بھی عبارت کو قبول کر کے لکھنا شروع کر دیا جاتا ہے، عجب حالت ہے انکار بھی ہے اور ساتھ ہی اقرار بھی ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ:

«اہل سنت اللہ کی ذات کے سوا کسی اور کو حاضر و ناظر اعتقاد رکھنا شرک جانتے ہیں»

یہ عبارت آپ کی کس آیت یا حدیث کا ترجمہ ہے؟ کیا کراماً کاتبین فرشتگان ہر وقت ہر انسان کے پاس حاضر و ناظر نہیں، یا شیطان لعین سب جگہ موجود نہیں، یا چاند اور سورج ہر وقت حاضر و ناظر نہیں، اگر آپ کا ایمان اس بات پر ہے کہ یہ ضرور حاضر و ناظر ہیں تو آپ پکے مشرک ہیں کیوں کہ خدا کی ذات کے سوا اوروں کو حاضر و ناظر سمجھا اور اگر آپ کا ایمان یہ نہیں کہ ہر وقت، ہر آن، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے، چلتے پھرتے کسی وقت بھی کراماً کاتبین ہمارے پاس حاضر و

ناظر ہیں تو آپ قرآن شریف کا انکار اور احادیث سے روگردانی کر کے کافر ہوتے ہیں اب تو آپ کے لیے کوئی راستہ نہیں نہ راہ رفتن نہ جاے ماندن۔ یہ آپ کا تفقہ فی الدین ہے۔

آپ نے یہ عبارت فتاویٰ بزازیہ کو کسی وہابیہ کے رسالہ سے غلط نقل کر دیا، اور اس کے معنوں میں بھی آپ نے تحریف کی ہے۔ یعنی الفاظ «ناظر ہمارے حالات، ہروقت» فتاویٰ بزازیہ کے کون سے الفاظ کا ترجمہ ہے جو آپ نے لکھ دیے ہیں؟ دیکھیے اصل عبارت فتاویٰ بزازیہ کی اس طرح پر ہے:

«من قال إن أرواح المشائخ حاضرة تعلم يكفر» بلفظه.

یعنی جو شخص یہ بات کہے کہ تحقیق ارواح مشائخ حاضر ہیں، جانتے ہیں وہ کافر ہو جاتا ہے۔

مراد اس عبارت کی یہ ہے کہ جس کا اعتقاد یہ ہو کہ مشائخ کی ارواح بلا حکم و قدرت اللہ تعالیٰ کے خود بخود استقلالاً حاضر ہیں جو خاصہ اللہ تعالیٰ کا ہے، تو ضرور کافر ہو جاتا ہے۔ اور جس کسی کا یہ اعتقاد نہیں وہ کافر نہیں ہوسکتا کیوں کہ ارواح انبیا علیہم السلام و اولیا علیہم الرحمۃ کا خدا کے حکم سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا جائز ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا.[1]

یعنی تم سب پر رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) گواہ اور حاضر ہیں۔

اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اس آیت شریف کی تفسیر حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ محدث دہلوی نے جو تمام وہابیہ دیوبندیہ .... کے دادا پیر ہیں، اپنی تفسیر «فتح العزیز» میں مفصل فرمائی ہے، جس کو میں علمِ غیب کی بحث باب ششم کے فصل دوم کے نمبر ۱۷، پر درج کر چکا ہوں۔

فصل اول: «یا محمد» اور «یا رسول اللہ» کے کہنے کے جواز کے اثبات میں اور ان کا حاضر و ناظر ہونا

(۱) حدیث شریف، مواہب اللدنیہ جلد دوم، ص: ۱۹۲، سطر: ۴ (مطبوعہ مصر)

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله قد رفع لي الدّنيا فأنا أنظر إليها و إلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيٰمة كأنما أنظر إلى كفي هذه.بلفظه.

یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تحقیق اٹھائی گئی تمام دنیا میرے ملاحظہ کے واسطے، پس میں دیکھتا ہوں اس کی طرف اور تمام ان چیزوں کی طرف جو قیامت تک ہونے والی ہیں، میں ان کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

---

[1] پارہ: ۲، البقرۃ: ۲، آیت: ۱۴۳

اس سے ثابت ہے کہ آں حضرت ﷺ بحکمِ خدا حاضر وناظر ہیں۔

(۲) شفا حضرت قاضی عیاض وشرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما،ص: ۱۱۷،جلد ثانی

إن لم يكن في البيت أحد فقل السلام على النبي و رحمة الله و بركاته لأن روحه عليه السلام حاضر في بيوت أهل الإسلام.

یعنی (اگر کسی مسلمان کی ملاقات کو جاؤ) وہ گھر میں موجود نہ ہوتو کہو کہ میرا اسلام ورحمت وبرکت آں حضرت ﷺ پر ہے، یہ اس واسطے کہ آں حضرت ﷺ کی روحِ مبارک ہر اہلِ اسلام کے گھر میں حاضر رہتی ہے۔

اس سے بھی آں حضرت ﷺ کا حاضر وناظر ہونا ثابت ہے۔

(۳) شفا قاضی عیاض علیہ الرحمہ:

ان عبد الله بن عمر خدرت رجله فقيل له: اذكر أحب الناس إليك يزل عنك فصاح يا محمداه. اھ بلفظہ[۱]

شرح ملا علی قاری:

أي فنادىٰ بأعلىٰ صوته و كأنه رضي الله تعالىٰ عنه قصد به اظهار المحبة في ضمن الاستغاثة.[۲]

یعنی تحقیق عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سو[۳] گیا، اُن کو کہا گیا کہ یاد کرو آدمیوں میں سے اُس شخص کو جو سب سے زیادہ پیارا ہے آپ کو، تب انھوں نے زور سے پکارا یا محمد (ﷺ) اس کے شارح حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اظہارِ محبت کا قصد کر کے استغاثہ یا فریاد کے ضمن سے پکارا تھا۔

(۴) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ جلد اول،ص: ۴۴۳،سطر: ۱۴۔

روایت ہے کہ عبد اللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) کا پاؤں سُن ہو گیا تھا، لوگوں نے اُن کو کہا یاد کرو اُسے جو تیرے پاس سب سے زیادہ محبوب ہے تا کہ یہ آفت جاتی رہے تب انھوں نے یا محمد (ﷺ) کر کے پکارا، پاؤں ان کا اچھا ہو گیا۔ بلفظہ

(۵) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین مطبوعہ نامی لکھنؤ ۱۳۰۱ھ ص: ۱۰۱،سطر: ۲۸۔

وإذا خدرت رجله فليذكر أحبّ الناس إليه.

اور جب سو جائے پاؤں کسی کا پس چاہیے کہ یاد کرے بہت پیارے کو آدمیوں میں سے طرف اپنے۔ نقل کی یہ حدیث موقوفاً ابن سنی نے۔

فائدہ: یاد کرے محبوب کو تا کہ حاصل ہو خوشی نزدیک اس کے پس محمد ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ بلفظہ (یہ

---

[۱] الشفا، فصل فيما روى عن السلف والأئمة (من محبتهم للنبي ﷺ وشوقهم له) ج:۲، ص:۲۳.

[۲] شرح الشفا، فصل فيما روى عن السلف والأئمة (من محبتهم للنبي ﷺ وشوقهم له) ج:۳، ص:۳۵۵، بركات رضا، پور بندر، گجرات.

[۳] سو گیا: بے حس وحرکت ہو گیا۔ ۱۲

حدیث شریف بہت مشہور ہے، اور اکثر کتب معتبرات میں مسطور ہے)

(۶) ایضاً: عبداللہ بن عباس اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت ہے:

إن الإنسان إذا خدرت رجله فليناد، يا محمد! فان الخدر يذ هب عنه. بلفظه.

یعنی جب کسی آدمی کا پاؤں سو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ پکارے یا محمد (ﷺ) تو اس کے پاؤں کا سو جانا جاتا رہے گا۔ بلفظہ (ص:۱۰۱)

اسی طرح صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمیشہ عمل رہا اور بالخصوص غزوات میں یارسول اللہ! یا نبی اللہ! پکارتے تھے اور حضور سرورِ عالم ﷺ ان کی سخت مشکلات میں اعانت اور امداد فرماتے تھے خصوصاً حاجت روائی اور مشکل کشائی مصیبت اور آفتوں کے وقت خاص نام نامی حضور سید ولد آدم رحمۃ للعالمین ﷺ کا لے کر ندا کرتے تھے، اسی طرح تابعین و تبع تابعین و دیگر بزرگان دین آج تک کرتے چلے آئے ہیں اور کرتے چلے جائیں گے، جو وہابیوں، نجدیوں، دیوبندیوں کے نزدیک سب مشرک ہیں۔ العياذ بالله من هذه الخرافات والخز عبيلات.

(۷) تاریخ ابن جریر طبری میں حضرت ابن اثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

إنّ[1] الصحابة بعد موتِ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم كان شِعارهم في الحروب يا محمد!

اسی طرح غزوۂ یرموک میں جب دھاوا ہوا ہزار ہا صحابی رضی اللہ عنہم یا محمد امت امت (وقت ظہور، وقت ظہور) کا آوازہ کرتے اور نعرہ مارتے تھے۔

(۸) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین منزل یک شنبہ ص:۵۷، سطر:۲۹۔

"وإذا انفلتت دابة فليناد أعينوني عباد الله رحمكم الله" مو،مص.

جب بھاگ جائے جانور کسی کا پس چاہیے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے، نقل کی بزاز نے ابن عباس سے۔

فائدہ: مراد بندوں سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنّات۔

ابن مسعود نے آں حضرت ﷺ سے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے جانور کسی کا جنگل میں چاہیے کہ کہے:

يا عباد الله ! احبسوا، يا عباد الله! احبسوا! يا عباد الله! احبسوا.

یعنی اے بندگانِ خدا! اس کو روکو، پس اللہ کے بندے زمین میں ہیں کہ روکتے ہیں اُس کو، پس ایک بزرگ سے منقول ہے کہ جانور اس کا بھاگ گیا اور وہ یہ حدیث جانتے تھے، انھوں نے یہ کلمے کہے فی الحال اللہ تعالیٰ جانور اس کا پھیر لایا۔ بلفظہ

(۹) ایضاً: ص:۵۷، سطر:۳۳۔

وإن أراد عوناً فليقل يا عباد الله! أعينوني، يا عباد الله! أعينوني، يا عباد الله! أعينوني.

جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیے کہ کہے، اے بندو خدا کے! مدد کرو میری اے بندو

[1] ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد جنگوں میں صحابۂ کرام عام طور سے "یا محمد" (ﷺ) کہتے تھے۔

خدا کے! مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے! مدد کرو میری۔ نقل کیا یہ طبرانی نے۔ «وقد جُرّب ذٰلك» -ط- یہ امر آزمایا گیا ہے۔ نقل کی طبرانی نے۔ بلفظہ

مفتی جی! ذرا سمجھ کر فتویٰ اپنا آں حضرت ﷺ پر دینا، نعوذ باللہ منھا۔

دیکھیے! رسول خدا (ﷺ) نے وہابیت کی کیسی قطع[1] الوتین کی ہے۔ یہاں تک کہ خداوند تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کو بھی چھوڑ دیا اور آں حضرت ﷺ نے کیسی تعلیم فرمائی: «یا عباد الله! أعینوني» تین بار کہہ کر فرمایا کہ اے خدا کے بندو! میری مدد کرو۔ کیا یہ تعلیم نہیں ہوسکتی تھی کہ اے اللہ! میری مدد کر؟ پس اس سے صاف ثابت ہے کہ خدا کے بندوں سے امداد مانگنا اور ان کو «یا» کے لفظ ندائیہ سے حاضر و ناظر جان کر پکارنا عین سنتِ رسولِ اکرم ﷺ ہے، اور تمام مسلمانانِ اہلِ سنت و جماعت اس حکم کے عامل ہیں یہاں تک کہ آپ کے مسلمہ علما نواب قطب الدین خاں صاحب اور شاہ عبدالعزیز وشاہ ولی اللہ علیہم الرحمۃ خاندانِ محدثین دہلوی اس کے عامل ہیں۔

سلسلہ اجازت اس طرح ہے:

یعنی مولف کتاب حصن حصین حضرت ابوالخیر محمد بن محمد بن محمد الجزری الشافعی علیہ الرحمہ ۷۵۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۳۳ھ میں فوت ہوئے، ان سے اس کتاب حصن حصین کے پڑھنے کی اجازت خاندانِ محدثین دہلی کو ہوئی۔

(دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین کا دیباچہ، ص:۳)

پس آپ کے اعتقاد میں آں حضرت ﷺ سے لے کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین اور تمام بزرگانِ دین معہ حضرت مولف کتاب اور تمام خاندان بزرگان دہلی اور آج تک تمام مسلمانانِ اہل سنت و جماعت سب کے سب نعوذ باللہ مشرک ہوئے، تو موحد کون؟ یہ اس وقت کے چند وہابی دیوبندی، آفرین ہے مفتی جی! شاید آپ کو وہ حدیث یاد نہیں کہ «جو شخص کسی ایک مسلمان کو کافر یا مشرک کہتا ہے، وہ کفر اور شرک اسی کے گلے کا ہار ہوتا ہے» اور جو شخص تمام مسلمانان کو ابتدا سے اخیر تک حتی کہ آں حضرت ﷺ کو بھی نہ چھوڑے اس کا کیا حال، اسکے گلے میں کتنے کفر کے ہار پڑنے چاہئیں۔ اچھا اس کو خدا کے سپرد کیا جاتا ہے۔ ظاہرہ[2] شریعت یا علمائے کرام ابقاہم اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی نسبت جو فتویٰ صادر فرمائیں گے وہ آخر (آپ) پر ظاہر ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہاں! ایک بات یاد آ گئی وہ یہ کہ حصن حصین کے اس ترجمہ ظفر جلیل کے وقت اس حدیث مندرجہ بالا کے لکھتے ہوئے ایک آپ جیسے وہابی بہت سٹپٹائے اور وہابیت کے رنگ میں آئے اور یہ بات جھوٹ اپنے منہ پر الحاقا لائے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ (دیکھو ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین، مولفہ نواب قطب الدین صاحب دہلوی، کا صفحہ:۵۷) مگر افسوس انھوں نے اسی کتاب کا دیباچہ نہیں دیکھا ورنہ اس الحاق کرنے کا موقع نہ ملتا اور ندامت اٹھانی نہ پڑتی کیوں کہ حضرت

[1] قطع الوتین: شہ رگ کاٹنا۔ [2] ظاہرہ شریعت: شریعتِ ظاہرہ۔

مولف حصن حصین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ «جو احادیث اس کتاب میں جمع کی گئی ہیں وہ سب صحیح احادیث کا مجموعہ ہے، اس میں کوئی حدیث ضعیف نہیں ہے» اور یہ الحاقی وہابی کہتے ہیں کہ «یہ حدیث ضعیف ہے»۔

دیکھیے! حضرت مولف علیہ الرحمہ شروع میں اس طرح (لکھتے) ہیں:

واخرجته من الأحاديث الصحيحة وأبرزته غدّة عند كلّ شدّة و جرّدته جنة تقي من شرّ الناس والجنّة.

یعنی اور نکالا میں نے اس کتاب کو صحیح حدیثوں سے، ظاہر کیا میں نے اس کو در حالے کہ سامان ہے نزدیک ہر سختی کے، اور خالص کیا میں نے اس کو در حالے کہ سپر (ڈھال) ہے کہ بچاتی ہے برائی آدمیوں اور جنوں کی سے۔ بلفظہ

دیکھیے! مولف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب میں سب احادیث صحیح درج کی ہیں، کوئی ضعیف حدیث اس میں نہیں ہے۔ لیکن وہابی صاحب ترجمہ میں یہ الحاق کرتے ہیں کہ یہ حدیث استمدادی «يا عباد الله! أعينوني» ضعیف ہے، اس شخص نے نہ تو مولف علامہ اور بزرگ فہامہ کے کلام کو دیکھا، اور نہ مترجم کے وظیفہ کو دیکھا اور نہ ان کے اساتذہ کی اجازت پر خیال کیا اور ضعیف لکھ دیا۔ «لا حول ولا قوة الا بالله» چلیے اسی کتاب سے ایک اور سیف المسلول کو دیکھیے۔

(۱۰) ظفر جلیل ترجمہ حصن حصین، منزل دوشنبہ، ص: ۹۰، سطر: ۳۔

ومن كانت له ضرورةٌ فليتوضأ فيُحْسنُ وضوءه «ت، س، ق، مس» و يُصلي ركعتين «س» ثم يدعو، اللّٰهم اِني أسئلك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد! إني أتوجه بك إلىٰ ربي في حاجتي هٰذهِ لتقضىٰ لي، اللهم فشفعه في «ت، س، ق، مس»

اور جس کو ہووے کوئی ضرورت یعنی حاجت (اللہ تعالیٰ کی طرف) یا آدمی کی طرف پس وضو کرے اور اچھا کرے وضو اپنا، «نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے» اور پڑھے دو رکعتیں نفل کی «یہ فقط نسائی کی روایت میں ہے» اور باقی سب متفق ہیں، پھر دعا کرے یہ، اللہ! تحقیق مانگتا ہوں تجھ سے حاجت اپنی، اور متوجہ ہوتا ہوں میں تیری طرف ساتھ وسیلے نبی تیرے کے کہ حضرت محمد ﷺ نبی رحمت ہیں۔ اے حضرت محمد (ﷺ)! تحقیق میں متوجہ ہوتا ہوں ساتھ وسیلے تیرے کے، طرف پروردگار اپنے کے، بیچ اس حاجت اپنی کے، کہ روا کی جاوے حاجت واسطے میرے یا اللہ! پس شفاعت قبول کر میرے حق میں۔ «نقل کی یہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، حاکم نے»۔

فائدہ: حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک اندھے نے آں حضرت ﷺ کے پاس حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ! دعا کرو اللہ تعالیٰ سے کہ مجھ کو عافیت دے اس مرض سے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ «اگر چاہے تو، تو دعا کروں میں اور چاہے تو صبر کر یہ بہتر ہے تیرے لیے» اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کیجیے۔ پس اس کو وضو کے لیے حکم فرمایا اور فرمایا کہ یہ دعا پڑھے۔ پس اس نے پڑھی، اور سمکھا[1] ہوا۔ بلفظہ (کذا فی المشکوٰۃ)

[1] سمکھا: ہندی لفظ ہے، یعنی وہ نابینا، بینا ہو گیا۔ ۱۲ منہ

فرمایئے! تسلی ہوئی یا نہیں؟ یا آپ کا فتویٰ جاری ہے، اور لیجیے:

(۱۱) فتوح شام، ص: ۲۹۸۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے قِنَّسرین سے کعب بن ضمرہ کو بہ ارادہ حرب روانہ کیا ایک ہزار سوار دے کر اور کعب بن ضمرہ کی لڑائی یوقنا سے پڑی، اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے، اور یہ لڑائی ہو رہی تھی کہ پانچ ہزار سپاہ یوقنا کی اور دوسری طرف سے مسلمانوں پر آپڑی، غرضے کہ دس ہزار کا مقابلہ ٹھہر گیا، مسلمان جاں بازیاں کر رہے تھے، اور کعب بن ضمرہ نہایت بے آرام اور بے چین گردوا[1] دیتے تھے اور پکارتے تھے: «يا محمد! يا محمد! يا نصر الله ! انزل» اور مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے: «يا معاشر المسلمين! اثبتوا لهم فإنما هي ساعة وأنتم الأعلون»۔ بلفظہٖ

یعنی اے محمد ﷺ! اے محمد ﷺ! اے اللہ تعالیٰ کی مدد! آ، نزول فرما۔ اے مسلمانوں کے گروہ! ثابت قدمی دکھلاؤ، پس جان لو یہی گھڑی ہے اور تم غالب ہونے والے ہو۔

(۱۲) حضرت شیخ مصلح الدین معروف سعدی شیرازی علیہ الرحمہ متوفیٰ ۶۹۰ھ ولیِ کامل جن کی ملاقات حضرت خضر علیہ السلام سے ہوئی، کتاب بوستان میں فرماتے ہیں ؎

چہ[2] کم گردد اے صدر فرخندہ پے | زقدرِ رفیعت بدرگاہِ حے
کہ باشند مشتے گدایانِ خیل | بہ مہمان دار السلام طفیل
چہ وصفت کند سعدیِ ناتمام | علیک الصلوٰۃ اے نبی والسلام

(۱۳) حضرت شمس التبریز علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

یا[3] رسول اللہ! حبیبِ خالقِ یکتا توئی | برگزیدہ ذوالجلالِ پاک بے ہمتا توئی
نازنینِ حضرتِ حق صدر و بدرِ کائنات | نورِ چشمِ انبیا چشم و چراغِ ما توئی
درشبِ معراج بودت جبرئیل اندر رکاب | پا نہادہ بر سرِ گنبدِ خضرا توئی

---

[1] گرداوا: چکر لگانا، پھرنا۔

[2] ترجمہ: اے نیک عادت والے سردار! اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کی قدر و منزلت میں کیا کمی ہوسکتی ہے۔
کہ آپ کے صدقہ و طفیل فقیروں کی تھوڑی سی جماعت جنت میں مہمان ہوجائے۔
ناچیز سعدی آپ کی کیا تعریف کرسکتا ہے۔ اے نبی! آپ پر درود و سلام ہو۔

[3] ترجمہ: (۱) اے اللہ کے رسول! آپ خالق یکتا کے حبیب اور اللہ عزوجل کے بے مثل مقرب بندے ہیں۔
(۲) آپ اللہ کے محبوب، کائنات کے سردار، ماہِ کامل، انبیائے کرام کے نورِ نظر اور ہمارے لیے سرمایۂ بینائی ہیں۔
(۳) معراج کی رات جبرئیل علیہ السلام آپ کے ہم رکاب تھے اس شان سے آپ آسمان پر جلوہ گر ہوئے
(۴) اے اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہے کہ آپ کے امتی پریشان حال ہیں اور آپ بے کسوں کے رہ نما اور تمام مخلوق کی جائے پناہ ہیں۔
(۵) شمس تبریزی کی کیا مجال کہ آپ کی بلند و بالا نعت لکھے، آپ مصطفیٰ، مجتبیٰ اور عظیم المرتبت سردار ہیں۔

یا رسول اللہ تو دانی امتانت عاجز ند | عاجزاں را رہ نما و جملہ را ماویٰ توئی
شمس تبریزی چہ دم درنعت والایت زند | مصطفیٰ و مجتبیٰ و سیدِ اعلیٰ توئی

(۱۴) حضرت مولانا تھانیسری علیہ الرحمہ جو سلطان امیر تیمور کے زمانہ میں فاضل اور بزرگ گزرے ہیں، اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں ؎

[۱] يا حيوٰتي و يا روحي و يا جسدي | و يا فوادي و يا ظهري و ياعضدي
ما لي إليك بقطع البيداء من قبل | وليس لي باصطبار عنك من مددي

(۱۵) حضرت مولانا عبدالرحمٰن بن احمد جامی علیہ الرحمہ متوفی ۸۹۸ھ صاحبِ شرح کافیہ وشرح فصوص الحکم وشرح عقاید وشرح لمعات وغیرہ کتب، اس طرح لکھتے ہیں ؎

[۲] زمہجوری برآمد جانِ عالم | ترحم یا نبی اللہ ترحم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی | زمہجوراں چرا فارغ نشینی
شب اندوہ مارا روز گرداں | زرویت روز ما فیروز گرداں
تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے | کنی برحالِ لب خشکاں نگاہے

(۱۶) شیخ محمد عبدالحق علیہ الرحمہ محدث دہلوی، صوفی کامل، محدث، فقیہ، حنفی جن کی ایک سو بیس کتابیں عربی فارسی کی تصنیف ہیں، تاریخ ولادت آپ کی «شیخ اولیا ۹۵۸ھ» اور تاریخ وفات «فخر عالم ۱۰۵۲ھ» ہے، اپنی کتاب «اخبار الاخیار» میں یوں قصیدہ لکھتے ہیں ؎

[۳] بہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما | بلطفِ خود سر و سامان جمع بے سر و پا کن
محب آل واصحابِ تو ام کارِ من حیراں | بلطفِ خویش ہم امروز ہم در روز فردا کن

---

[۱] ترجمہ: اے میری زندگی، میری جان، میرے جسم، میرے دل، میرے پشت پناہ اور میرے بازو!
میرے اندر آپ کی بارگاہ تک پہنچنے کے لیے صحرا کو طے کرنے کی طاقت نہیں ہے، اور نہ آپ کی جدائی پر صبر کرنے میں میرا کوئی معاون ہے۔

[۲] ترجمہ: (۱) آپ کی فرقت میں دنیا کی جان نکلی جارہی ہے، اے اللہ کے نبی رحم فرمائیں، رحم فرمائیں۔
(۲) یقیناً آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو فراق زدوں سے بے فکر کیوں کر ہو سکتے ہیں۔
(۳) یا رسول اللہ! اپنے دیدار سے ہمارے رنج وغم کی تاریکی کو روشن کر دیجیے اور ہمارا نصیبہ چمکا دیجیے
(۴) آپ بہترین ابر رحمت ہیں، کبھی تو خشک لبوں کے حالِ زار پر نگاہِ کرم فرمائیں۔

[۳] ترجمہ: (۱) اے اللہ کے رسول! آپ جیسے چاہیں مدد فرمائیں اور اپنے لطف وکرم سے پریشاں حال کے اطمینان کا سامان کریں۔
(۲) میں آپ کے آل واصحاب کا چاہنے والا ہوں، میرا کام بگڑا ہوا ہے۔ یا رسول اللہ! مجھ ناتواں پر آج بھی رحم فرمائیں اور کل بھی۔

(۱۷) حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ؎

گر[1] نبودے یا رسول اللہ ذاتِ پاک تو
ہیچ پیغمبر نبردے دولتِ پیغمبری

(۱۸) حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ محدث دہلوی اپنے قصیدہ عربی «اطیب النغم» میں لکھتے ہیں ؎

وصلی علیك الله یا خیر خلقه و یا خیر مامول و یا خیر واهب
و یا من یرجی لکشف رزیة ومن جوده قد فاق جود السحائب

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت کرے، اے سب خلقت سے اچھے! اور اچھے امید گاہ اور اچھے بخشش کرنے والے اور اچھے امید کیے گئے واسطے کشف مصیبت اور بخشش آپ کی فائق ہے بارشوں والے ابر کی بخشش سے۔

(۱۹) حضرت مولانا نظامی گنجوی علیہ الرحمہ متوفی ۵۹۲ھ اس طرح خطاب کرتے ہیں ؎

من[2] از کم ترین امتاں خاک تو بدیں لاغری صید فتراک تو
نظامی کہ در گنجہ شد پائے بند مبادا ز سلام تو نا بہرہ مند

(۲۰) حضرت عارف باللہ حاجی حافظ شاہ محمد امداد اللہ علیہ الرحمہ تمام دیوبندیوں کے پیر و مرشد اپنی نظم نعتیہ میں کیا اچھی غزل وہابیہ سوز رقم فرماتے ہیں ؎

ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ مجھے دیدار تم اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ
کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں بس اب چاہو ہنساؤ، یا رلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا ہوں بے طرح گردابِ غم میں ناخدا ہو کر مری کشتی کنارہ پر لگاؤ یا رسول اللہ
اگرچہ ہوں ناقابل واں کے پر امید ہے تم سے کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امدادؔ عاجز کو بس اب قیدِ دوعالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

(۲۱) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی، ص: ۱۲، جلد اول:

اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کو ایسی قدرت اور طاقت بخشی ہے کہ شش جہت داہنے، بائیں، آگے، پیچھے، نیچے، اوپر ان کے سامنے ایک ہی جہت ہے اور وہ اپنے سامنے ہر ایک چیز کو برابر دیکھ رہے ہیں اور

---

[1] ترجمہ:- اے اللہ کے رسول! اگر آپ کی مبارک ذات نہ ہوتی تو کسی نبی کو نبوت کی دولت نہ ملتی۔
[2] ترجمہ: (۱) میں آپ کا ایک حقیر امتی ہوں۔ اس کم زوری میں آپ کے شکار بند کا شکار ہوں۔
(۲) نظامی مقامِ "گنجہ" میں مقید ہے، کہیں آپ کے سلام سے محروم نہ رہ جائے۔ (گنجہ ایران کے ایک شہر کا نام ہے۔)

سب پر محیط ہیں، وھو ھذا.

یعنی نیک اور پسندیدہ یہ بات ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس سرور کے دلِ مبارک کو ایک احاطہ اور کشائش دریافت میں اور جاننے میں معقولات کے ارزانی رکھا اسی طرح اس جناب کے حواس لطیف کے تئیں حکم میں ایک جہت کے گردانا، واللہ اعلم.

یعنی چھ طرفیں جن کو فوق، تحت، یمین، شمال، قبل، بعد کہتے ہیں ان طرفوں کو حضرت کے حضور ایک جہت کی مانند گردانا۔ قطعہ

اے برگزیدۂ حق عالی ہے تیرا پایا　　خالق نے شش جہت کو تیرے لیے بنایا
تیرا مقام بالا ہے شش جہت سے اعلیٰ　　سوئے نشیب و بالا چاروں طرف کو سایہ
پیشِ نظر ہے تجھ کو افضال ایزدی سے　　تو ہے محیط سب پر یا اشرف البرایا

(۲۲) درمختار مقبولہ عرب و عجم کے باب اذان میں لکھا ہے:

مسئلہ فقہی: نماز پڑھنا سونے سے بہتر ہے تو سامعین کو چاہیے کہ اس کا جواب اس طرح دیں «صَدَقْت وبَرَرتَ» یعنی تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی۔ اس پر علامہ شامی علیہ الرحمہ حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں کہ یہ حدیث میں آیا ہے۔

دیکھیے! موذن مسجد میں اذان کہہ رہا ہے اور اذان سننے والا اذان کا جواب اپنے گھر میں بطور ندا حاضر کے دیتا ہے اور ایسا جواب دینے کا حکم حدیث شریف میں ہے، جیسے صاحبِ درمختار اور ردالمحتار فرما رہے ہیں، اگر آپ ان کو نہیں مانتے تو لیجیے آپ کے بزرگ اور آپ کے قطب الاقطاب مولوی رشید احمد صاحب اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھ چکے ہیں، اس پر ہی ایمان لائیے، اب تو کچھ عذر نہیں ہونا چاہیے، وہ یوں لکھتے ہیں:

«**سوال سترہواں** صبح کی اذان میں «الصَّلٰوۃ خَیر من النوم» کے جواب میں «صَدَقْت و بَرَرتَ» کہنا کسی حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب: یہ کہنا چاہیے، ثابت ہے۔ بلفظہ (فتاویٰ رشیدیہ، حصہ اول، ص:۸، سطر:۸)

یہاں پر اور زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں، آں حضرت ﷺ کے حاضر و ناظر جاننے کی زیادہ تحقیق ان شاء اللہ تعالیٰ عقیدہ ۲۰ میں لکھی جائے گی، انتظار کیجیے۔

ایک آدمی جو سکھوں کا پیشوا تھا ان کے کلام سے رسالت کا بھی اقرار ثابت ہوتا ہے جیسے وہ کہتے ہیں کہ:

«پا چھ محمد بھگت جائیں» یعنی بغیر تابع داری حضرت محمد ﷺ کے عبادت کرنا ضائع اور بے سود ہے، اگرچہ بہ ظاہر ان کا اسلام لانا ثابت نہیں، کون ہیں وہ؟ گورونانک صاحب ہیں جو ملک پنجاب ضلع گورداس پور میں ساڑھے چار سو سال کے قریب عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے، جو راقم حروف کا وطن اور ضلع ہے، وہ آں حضرت ﷺ کو اپنے الہام سے (اپنے حسن

عقیدت سے) ہر ایک چیز میں موجود ہونا ثابت کرتے ہیں، یعنی ہر ایک چیز میں نام محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہونا ثابت کرتے ہیں، ان کا کلام ایک رباعی میں ان کی زبان[1] میں درج ہے، وہ یوں ہے۔

رباعی گورونانک صاحب بانی مذہب سکھی ؎

عدد گنو ناؤں انچھر کے کرو چوگنے تا دس ملاؤ پنج گن کیجو کاٹو بیس بنا

باقی بچے سونو گن کیجو دو اس میں اور ملا نانک ہر کے بچن سے محمد نام بنا

ترجمہ: عدد گنو، ناؤن، نام۔انچھر، حروف۔یعنی کسی نام کے حروف کے اعدادِ جمل نکالو، چوگنے، اس کو چار میں ضرب دو، حاصل ضرب میں دس عدد ملاؤ، پھر ان سب کو پانچ میں ضرب دو، اس حاصل ضرب کو بیس پر تقسیم کرو، تقسیم کرنے پر جو باقی بچ جائے اس کو نو سے ضرب دو اور حاصل ضرب میں دو عدد اور ملا دو۔تب گورونانک صاحب کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نامِ مبارک بن جائے گا۔

طریقہ[2] تمثیلاً

نام «لوح» کو لو، یہ وہ چیز ہے جس میں بہ حکم خداوند کریم ابتدا سے اخیر تک جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ درج ہے۔اس نام «لوح» کے اعدادِ جمل چوالیس (۴۴) ہیں، ان کو چار میں ضرب دیا تو ایک سو چھہتر (۱۷۶) ہوئے، اس میں دس ملائے تو ایک سو چھیاسی (۱۸۶) ہوئے، انکو پانچ میں ضرب دیا تو نو سو تیس (۹۳۰) ہوئے، ان کو بیس (۲۰) پر تقسیم کیا تو دس (۱۰) باقی بچے۔پھر ان دس عدد کو نو سے ضرب دیا تو نوے (۹۰) ہوئے، اس میں دو (۲) عدد اور ملائے تو بانوے (۹۲) ہوئے۔پس بانوے (۹۲) عدد نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہیں، اسی طرح جس چیز کے عدد نکالو گے اس میں نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوگا۔

آپ کے اعتقاد کے مطابق تمام دنیا کے چورانوے کروڑ مسلمان ہر پانچ وقت روزمرہ کافر اور مشرک ہوتے ہیں، کیوں کہ وہ ہر نماز میں تشہد کے وقت «التَّحيَّات لله» میں «أيُّها النَّبِيُّ ورحمة الله وبركاته» پڑھتے ہیں، اور پڑھنے کے وقت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتے ہیں، اگر ایسا نہ جانیں تو نماز ہی نہیں ہوتی، پس اب وہابیوں کو نماز ہی سے دست بردار ہونا چاہیے، اس کی زیادہ تحقیق اور تشریح آپ کے عقیدہ نمبر ۲۰ میں ہوگی۔ وہاں دیکھیں۔اس تمام تحقیق میں آپ کے لیے کوئی راہ نہیں۔

قوله: توشیح میں ہے:

---

[1] ان کی زبان یعنی پنجابی بھاشا۔ ۱۲منہ

[2] طریقہ تمثیلاً الخ۔اس طریقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طریقہ سے اور نام بھی پیدا ہو سکتے ہیں، مگر اس میں گورونانک صاحب نے اپنے حسنِ عقیدت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی اسمِ مبارک پیش کیا۔ الأعمال بالنيات حدیث صحیح ہے۔ ۱۲منہ

الذين يدعون الأنبياء والأولياء عند الحوائج ذٰلك شِرك قبيح و جهل صريح.
ترجمہ: وہ لوگ جو پکارتے ہیں انبیا اور اولیا کو اپنی حاجتوں کے وقت، یہ شرک ہے برا، اور جہل ہے کھلم کھلا۔ بلفظہ (ص: ۳۳۳، سطر: ۱۴)

اقول: آپ نے عبارت توشیح کی اور اس کا غلط ترجمہ دھوکا دہی کے لیے لکھ دیا ہے، اس میں آپ نے لفظ «یدعون» کا ترجمہ «پکارتے» کا کیا ہے جو غلط ہے۔ «یدعون» کے معنیٰ عبادت کرنے کے ہیں یعنی جو لوگ اپنی حاجتوں کے وقت انبیا اور اولیا کی عبادت کرتے ہیں اور ان کو پوجتے ہیں وہ شرک ہے، اور ضرور شرک ہے، لیکن محض پکارنا جیسے کہ میں اوپر کافی سے زیادہ ثبوت دے چکا ہوں اس میں داخل نہیں۔ تمام مسلمانوں کا قول اور فعل « یا محمد! یا محمد! یا عباد الله ! اعینونی» بہ تعلیم خود آں حضرت ﷺ ثابت ہے، اس کے اثبات میں قرآن شریف کی اکثر آیات ہیں، جن میں «یدعو» یا «یدعون» کے معنی «یعبد» کے آئے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ.[1]

یعنی اور گالیاں مت دو ان کو جنھیں وہ پوجتے یا عبادت کرتے ہیں خدا کے سوا۔

اسی طرح اللہ فرماتا ہے:

وَمَنْ[2] اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ[3].

یعنی کسی مخلوق کی عبادت کرنا بہت گم راہی ہے، یا ایسا کرنے والا بہت گم راہ ہے۔

چناں چہ تفاسیر جلالین، خازن، معالم التنزیل، مدارک، نیشاپوری وغیرہا میں «یدعوا» کے معنی «یعبد» کے لکھے ہیں۔ عبارت کا لکھنا بہ وجہِ اطناب ترک کیا گیا، خود نبی ﷺ صحیح حدیث میں فرماتے ہیں «الدعاء هو العبادة» دعا بمعنی عبادت ہے، پکارنا کے معنی کرنا سوائے اہل سنت و جماعت کے وہابیہ کا ہی علم اور کام ہے۔ جو دیونجد اور دیوبند جن کے اعدادِ جمل بھی نسبتاً ایک کی کمی اور زیادتی سے درجۂ برابر ہیں۔ یعنی دیونجد کے ۷۷، دیوبند کے ۷۶ ہیں قدرتی ارتباط و اتحاد ہے، مبارک ہو۔

---

[1] پارہ: ۷، الانعام: ٦، آیت: ۱۰۸
[2] ومن اضل الآیۃ اس کا مفصل حال باب پنجم میں لکھا جا چکا ہے۔ منہ
[3] پارہ: ۲٦، الاحقاف: ٤٦، آیت: ٥

باب نہم

عقیدہ نمبر ۱۳: وہابیہ دیوبندیہ

آں حضرت ﷺ کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے۔ ملخصاً

(تقویۃ الایمان، صفحہ: ۳۱)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۸، بر عقیدہ نمبر ۱۳۔

آپ نے تقویت کے حوالہ پر عقیدہ نمبر ۱۳ یہ لکھا ہے کہ اس میں لکھا ہوا ہے کہ « آں حضرت ﷺ کی نظیر اور بھی پیدا ہونا ممکن ہے » بعینہ یہ عبارتقویت میں نہیں، غالباً آپ نے عبارت ذیل کو تحریف کر کے لکھا ہے « اُس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکمِ کُن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلعم کے برابر پیدا کر ڈالے، اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک اُلٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اس کی جگہ قائم کر دے، اس کے تو محض ارادہ ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے » بلفظہ (صفحہ: ۲۴، سطر اول)

اقول: آپ کی عادتِ مستمرہ یہ ہے کہ پہلے میرے اشتہار کی عبارت یا مضمون کا انکار کرنا، اور پھر خود ہی اقرار کر کے اس عبارت یا مضمون کو پیش کر دینا، اور پھر اپنے امام الطائفہ کی (اور پوری) جماعت کی حمایت کر کے جواب بے جوڑ بھی لکھ دینا، جواب کیا دیا، وہ یہ کہ « کیا خدا حضرت ﷺ کے پیدا کرنے پر یا ان کی نظیر پیدا کرنے پر قادر نہیں؟ یا اب اس کی قدرت سلب ہوگئی ہے؟ » حضرت شرف الدین یحییٰ منیری اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہما کی عبارات بے ربط جن میں لفظ « اگر خواہد » کا بھی درج ہے لکھ دیں، جن کا جواب باب اول عقیدہ نمبر اول میں پورے طور پر ہو چکا ہے۔

اول تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مفتی جی لکھا کرتے ہیں کہ مولانا (اسماعیل دہلوی) نے قرآن کی آیات کی ترجمانی کی ہے، فرمایئے! یہ عبارت جو تقویۃ الایمان کے صفحہ: ۳۱ پر ہے جس کی آپ نے نقل کی ہے، کس آیتِ قرآنی کی ترجمانی ہے یا یہ مضمون کس حدیث شریف رسول رحمانی ﷺ کا ہے؟ ذرا اس کا پتہ تو دیجیے کہ آپ کی علمیت کا اندازہ ہو جائے، بات یہ ہے کہ گستاخی بھری طبیعت ہے جو چاہا، جو دل میں آیا لکھ مارا خوف خدا تعالیٰ اور رسولِ اکرم ﷺ کا دل میں ہو تو ایسا کب ہو سکتا ہے، یوں تو علما و شہید و مرحوم و رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ سارے القاب مریدوں کی طرف سے عنایت و عطا شدہ ہیں، مگر جب اللہ تعالیٰ کے فرمان « اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا[1] » کی بو تک بھی نہیں، تو یہ درجے اور رتبے اور القاب کیسے؟

فائدہ: اس میں کوئی شبہہ نہیں کہ کتاب تقویت الایمان میں ایسے ہی اناپ شناپ باتیں فتنہ اور فساد کی لکھ کر

---

[1] پارہ: ۲۲، فاطر: ۳۵، آیت: ۲۸

بھری پڑی ہیں، توہین انبیا علیہم السلام اور اولیاے کرام رحمۃ اللہ علیہم سے یہ کتاب مملو ہے۔ اسی وجہ سے تمام عرب اور عجم کے فتاویٰ کفر کتاب اور مولف کتاب پر ہو چکے ہوئے موجود ہیں، لیکن وہابیہ، نجدیہ و دیوبندیہ اس کو صحیفۂ آسمانی اور اپنے ایمان کی نشانی جانتے ہیں، اس کا حال بھی ان شاء اللہ تعالیٰ آئے گا۔

آپ کے اور آپ کے امام الطائفہ وتمام جماعت وہابیہ، دیوبندیہ کے عقائد میں ہے کہ آں حضرت ﷺ کی طرح اور بھی کروڑوں ہو سکتے ہیں، اس لیے کہ ایسا کرنے پر اللہ تعالیٰ قادر ہے، اور اپنے حکم اور وعدہ اور خبر کے برخلاف گو کیوں نہ ہو، اور اب اس پر عمل بھی شروع ہو گیا ہے اور ہونا چاہیے۔ جب گروہِ وہابیہ نے اپنا عقیدہ ظاہر کر دیا کہ آں حضرت ﷺ کی نظیر بھی خاتم اور نبی ہو سکتے ہیں، تب مرزا قادیانی نے فوراً اپنے آپ کو نبی بنا کر بلکہ حضرت محمد (ﷺ) بنا کر پیش کر دیا تب آپ کی آنکھیں کھلیں کہ ہم تو ابھی تجاویز سوچ ہی رہے تھے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بازی لے گیا۔ اس پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی خوابِ شیطانی اور اضغاث[1] احلام کے ذریعہ رسالت کا دعویٰ کر کے بجاے کلمہ طیبہ یعنی «لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ» کے اپنا کلمہ «لا اِلٰہ الا الله اشرفعلي رسول الله» نعوذ بالله منها گڑھ لیا، اور ساتھ ہی درود شریف بھی اپنا جڑ لیا، لا حول ولا قوة الا بالله. جس کو رسالہ «الامداد» ماہ صفر ۱۳۳۶ھ میں درج کر کے شائع بھی کر دیا۔ انا لله وإنا إليه راجعون.

فصل اول: در بیان عدم نظیر آں حضرت ﷺ کا آیاتِ قرآنی سے اثبات

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ. الآية[2]

یعنی نہیں ہیں محمد (ﷺ) باپ کسی مرد کے تم میں سے لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور ختم کرنے والے تمام پیغمبروں کے ہیں۔

تمام اہلِ اسلام کا اجماع واتفاق ہے اس بات پر کہ آں حضرت ﷺ ختم کرنے والے ہیں تمام انبیا علیہم السلام کے، ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا، اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل ومکمل واٹل حکم ہے، اپنے اس حکم کے خلاف ہر گز نہیں کرے گا، پھر نظیر کیسے ہوسکتا ہے؟ ہمارا خدا وہابیوں کا خدا نہیں ہے جو جھوٹ بولے، یا وعدہ خلافی کرے اس کی بحث باب اول میں کامل ہو چکی ہے، زیادہ ضرورت نہیں۔

(۲) آیت شریف:

---

[1] اضغاث احلام: پریشان خواب جن کی کوئی تعبیر نہ ہو۔

[2] پارہ: ۲۲، الاحزاب: ۳۳، آیت: ۴۰

قُلۡ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَا۔[1]

آں حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام جہاں کے لوگوں کو کہہ دیجیے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اور تم سب کی طرف قیامت تک کے واسطے بھیجا گیا ہوں۔

کیا خداوند کریم کسی اور کو بھی کبھی ایسا رسولِ کریم ﷺ کی طرح پیدا کرے گا؟ ہرگز نہیں! اگر پیدا کرے تو رسولِ کریم ﷺ تمام آدمیوں کی طرف رسول کب ہوئے، اور اگر حضورِ اقدس ﷺ اس نئے نبی کی طرف بھی رسول ہوں اور وہ حضور کا امتی ہو تو وہ حضور کا نظیر کب ہوا، امتی حضور کا نظیر کب ہوسکتا ہے، اگر یہ کہو کہ حضور تمام آدمیوں کی طرف رسول ہیں کہ ان میں فرض کردہ نبی بھی داخل ہے، اور وہ فرض کردہ نبی بھی تمام آدمیوں کی طرف رسول ہے جن میں حضور بھی داخل ہیں، تو وہ حضور کا امتی ہوا، اور حضور معاذ اللہ اس کے امتی ہوئے، اور یہ قطعاً محال ہے لہٰذا حضور کا نظیر ہونا محال ہے۔

(۳) آیت شریف:

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیۡرًا وَّنَذِیۡرًا۔[2]

یعنی اور نہیں رسول بنا کر بھیجا ہم نے آپ کو لیکن تمام جہاں کے لوگوں کے لیے قیامت تک بشارت دینے والا بہشت کی اور ڈرانے والا عذاب دوزخ سے۔

(۴) آیت شریف:

وَاَرۡسَلۡنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوۡلًا۔[3]

یعنی ہم نے آپ کو تمام جہاں کے لوگوں کی طرف قیامت تک رسول بنا کر بھیجا ہے۔

(۵) آیت شریف:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَاَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ۔[4]

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آج کامل کردیا ہم نے تمہارے لیے دین تمہارا (کبھی منسوخ نہ ہوگا) اور تمام کردی میں نے اوپر تمہارے اپنی نعمت۔

کیا خداوند تعالیٰ اس اپنے حکم کے برخلاف اس دین کو ناقص کرے گا؟ اور اپنی نعمت کو پھر ناتمام کرے گا؟ ہرگز نہیں! اگر کہو کہ مانا اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا مگر قادر تو ہے اور «اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ» قرآن میں موجود ہے، اس کا جواب عقیدہ نمبر اول میں کافی وافی ہو چکا ہے۔

---

[1] پارہ: ۹، اعراف: ۷، آیت: ۴۰
[2] پارہ: ۲۲، سبا: ۳۴، آیت: ۲۸
[3] پارہ: ۵، نساء: ۴، آیت: ۷۹
[4] پارہ: ۶، مائدہ: ۵، آیت: ۳

فصل دوم: عدم نظیر آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اثبات احادیث سے

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد دوم، ص: ۱۹۲، سطر: ۲۳ مصری۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَرَجُلٍ بَنٰى دَارًا فَأَكْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ .بلفظه.

یعنی فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثل اور انبیا کی مثل ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے ایک گھر بنایا اور اس کو اچھی طرح مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پھر اس میں آدمی داخل ہوئے، انھوں نے تعجب سے کہا کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی یعنی یہ اینٹ کی جگہ میں ہوں جس نے گھر کو مکمل کر دیا۔

کیا خداوند تعالیٰ اب اس گھر میں ایک فالتو اینٹ یا کئی اینٹیں یوں ہی ڈال دے گا؟ ہرگز نہیں!

(۲) حدیث شریف صحیح بخاری، جلد دوم، ص: ۱۹۲، سطر: ۷ ۲ مصری۔ (باب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَأَحْسَنَهٗ وَأَجْمَلَهٗ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ.بلفظه

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میری مثال اور انبیا کی مثال جو مجھ سے پہلے گزرے ہیں ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا اور اس کو اچھی طرح خوب سجایا مگر ایک کونہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد پھرتے اور تعجب کرتے تھے کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، پھر فرمایا آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: پس وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کا ختم کرنے والا ہوں، میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(۳) حدیث شریف صحیح بخاری جلد چہارم، ص: ۱۴۹، سطر: ۲۸، مصری۔

عن أبي هريرة قال: سمعتُ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم يقول: لم يبق من النبوة الا المبشرات، قالوا: وما المبشرات؟ قال: الرویاء الصَّالحة. بلفظه

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے: نبوت ختم ہوگئی اس میں کچھ باقی نہیں رہا مگر صرف مبشرات۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: نیک خواب۔

(۴) صحیح مسلم جلد دوم، ص: ۲۴۸، سطر: ۱۱ تا ۲۰ مطابق صحیح بخاری کے ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) جامع ترمذی جلد دوم، ترجمہ: اردو، صفحہ: ۴۸۱۔

روایت ہے ابی بن کعب سے کہ فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے: میری مثال پیغمبروں میں ایسی ہے کہ جیسے کسی نے ایک محل بہت خوب صورت اور اچھا اور پورا بنایا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی اور لوگ اس میں پھرتے تھے اور تعجب کرتے تھے

اس کی خوبی کو دیکھ کر اور کہتے تھے: کاش کہ یہ جگہ ایک اینٹ کی بھی پوری ہو جاتی، پس (میں) پیغمبروں میں ایسا ہوں۔

اور اسی اسناد میں مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میں امام ہوں گا پیغمبروں کا، اور خطیب ہوں گا ان کا، اور صاحبِ شفاعت ہوں گا ان کا۔ الخ۔ بلفظہ

ان تمام احادیث صحیحین و جامع ترمذی سے آں حضرت ﷺ کا خاتم النبیین اور خطیب الانبیا اور صاحب شفاعت الانبیا علیہم السلام بہ موجب آیات قرآنی کے ثابت ہے، علاوہ ان کے کثرت سے احادیث صحیحہ وارد ہیں، جن پر تمام اہلِ اسلام کا اجماع قائم ہے کہ آں حضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں، کوئی نبی ان کے بعد قیامت تک پیدا نہیں ہوگا اللہ تعالیٰ اصدق الصادقین کا حکم اور اس پر سید المرسلین کا ارشاد اس بات کی دلیل قوی بلکہ اقویٰ ہے کہ کوئی بھی نظیر یا مانند یا مثل ان کا نہیں ہو سکتا اور نہ ہوگا، اور اگر یہ قول وہابیہ اور مرزائیہ ایسا ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کا حبیب پاک ﷺ دونوں «نعوذ باللہ» کاذب ٹھہرتے ہیں اور یہ بات ان کی شان کے سخت خلاف ہے اور محال ہے، اور کہنے والا دجال ہے۔

فصل سوم: اقوال علماے اعلام سے ثبوت اور وہابیہ کی تردید

(۱) معتمد فی المعتقد حضرت علامۃ العلما تورپشتی علیہ الرحمہ، ص:۹۷۔ مطبوعہ مدراس یہ کتاب ساتویں صدی ہجری میں لکھی گئی تھی لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص قائل ہو مثل یا نظیر حضرت ﷺ کا وہ کافر ہے۔

تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل، ص:۶۶ اور کتاب بوارق لامعہ، ص:۵۸ اصل عبارت علامہ علیہ الرحمہ کی یہ ہے:

کہ وے[1] ﷺ باز پسیں ہمہ پیغمبران است، در زمان وے تا قیامت بعد از وے ہیچ نبی نہ باشد و ہر کہ دریں بشک باشد دراں نیز بشک باشد، وآں کس کہ گوید بعد ازیں نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود، وآں کس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر است۔ اینست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وذریاتہ وسلم۔ انتہی۔

ولنعم ما قال واصل ؎

ربـنـا اللّٰهُ لا عـديـل له　　حبه كيـف لا مـثيـل له　　بلفظه

(۲) تفسیر روح البیان، بوارق لامعہ، ص:۵۸۔

---

[1] ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاے کرام علیہم السلام کے بعد تشریف لائے، آپ کے زمانے میں اور آپ کے زمانے کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہ ہوگا، جسے اس میں شک ہوگا، اُس میں بھی شک ہوگا، جو شخص یہ کہتا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد دوسرا کوئی نبی ہوا، یا ہے، یا ہوگا، اور وہ شخص جو کہتا ہے کہ آپ کے بعد نبی ہونا ممکن ہے کافر ہے۔ خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایمان کی درستی کی یہی شرط ہے۔

واصل نے کیا ہی بہتر کہا ہے: اللہ ہمارا رب ہے اس کا کوئی ہم سر نہیں، اس کی محبت ایسا کیف جس کی کوئی مثال نہیں۔

مسئلہ: حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے وقت میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا، اس نے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو مہلت دو کہ میں علامت نبوت کی تم کو دکھلاؤں، حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا: جو شخص اس سے نشانِ نبوت اور معجزہ طلب کرے گا وہ اسی وقت کافر ہو جائے گا، اس لیے کہ جو شخص اس سے معجزہ طلب کرے گا، یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے (ﷺ) ممکن الوقوع سمجھتا ہے، حالاں کہ آپ (ﷺ) فرما چکے ہیں: «لا نبي بعدي»۔ بلفظہ

(۳) «تمہید» یہ کتاب پرانی عقائد کی ہے جس کو حضرت نظام الدین اولیا علیہ الرحمہ نے بھی پڑھا ہے، قدما میں درسی کتاب تھی، «بوارق لامعہ» ص: ۵۸۔

من ادعى النبوة في زماننا يصير كافراً و من طلب منه المعجزة فانه يصير كافراً لأنه شك في النصّ.

یعنی جو کوئی دعویٰ نبوت کا کرے ہمارے زمانہ میں کافر ہو جائے گا، اور جو کوئی اس سے معجزہ طلب کرے وہ بھی کافر ہو جائے گا کیوں کہ اس نے نص (آیت و حدیث) میں شک کیا۔

(۴) مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، ص: ۶۳۰، مصری۔

وأما الإيمان بسيدنا محمد عليه الصلوٰة والسّلام فيجب بأنه رسولنا في ما قال، و خاتم الأنبياء والرّسل فإذا اٰمن بأنه رسول ولم يومن بأنه خاتم الأنبياء لا يكون مؤمنا. بلفظه

یعنی اور ایمان لانا ہمارے سردار محمد ﷺ پر یوں واجب ہے کہ تحقیق وہ اب بھی ہمارے رسول ہیں اور یہ کہ وہ انبیا علیہم السلام کے خاتم ہیں، جو یہ ایمان لائے کہ وہ ہمارے رسول ہیں لیکن اس بات پر ایمان نہ لایا کہ وہ خاتم الانبیا ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔

دیکھیے! اگر کوئی شخص اس بات پر ایمان لاتا ہے کہ آں حضرت ﷺ ہمارے رسول تو ہیں مگر خاتم الانبیا اور رسل نہیں تو وہ کافر ہے یہی ایمان وہابیہ اور مرزائیہ کا ہے۔

فیصلہ شدہ کہ دونوں گروہ کافر ہیں کیوں کہ ان دونوں کا یہی عقیدہ ہے۔

(۵) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ، مطبوعہ لاہور، ص: ۵۹، حاشیہ۔

أنت موج أوّل الأمواج في بحر القديم

ليس مثلك ممكناً في الكائنات يا رسول

یعنی اے رسولِ خدا ﷺ آپ سب سے پہلے بحر القدیم کی موج ہیں آپ کا مثل یا نظیر کائنات میں ہونا ممکن ہی نہیں۔

(۶) "مظہر الحق" و "بہار جنت" عقائد میں دونوں کتابیں، جو ۱۲۸۴ھ میں تالیف ہوئیں:

نبی بعدِ حضرت نہ ہوگا کوئی — سمجھ خاتم الانبیا ہیں وہی
نہیں شرع میں مصطفیٰ کے سوا — کسی کا لقب خاتم الانبیا
نبی ایسا بھیجا بشیر و نذیر — ہوا ہے نہ ہو جس کا ہرگز نظیر

(۷) وسیلۃ المعاد فی اثبات میلاد خیر العباد، مولفہ مولانا مولوی محمد عبد اللہ ڈھاکوی، مطبوعہ نامی، لکھنؤ، ۱۳۰۳ھ، ص:۴۸ نعت آں حضرت ﷺ۔

ظہورِ نورِ احمد سے ہوا کون و مکاں پیدا — ملک پیدا، فلک پیدا، زمیں پیدا، زماں پیدا
کہاں عالم میں احمد سا ہوا عالی مکاں پیدا — ہوئے ہیں جس کے باعث سے زمین و آسماں پیدا
ہوئی ظلمت نہاں یکسر فروغِ نورِ احمد سے — ہوئے انجم عیاں سارے ہوئے سب آسماں پیدا
بنایا عرش خالق نے انھیں کے نورِ انور سے — کیا لوح و قلم ظاہر ہوئے کرّ و بیاں پیدا
رسولِ پاک کے باعث، شہِ لولاک کے باعث — ہوئے دونوں جہاں پیدا، ہوئے سب انس و جاں پیدا
نہ کوئی عرش سے تا فرش تجھ سا ہے نہ ہوئے گا — نہ نوری میں وہاں پیدا، نہ خاکی میں یہاں پیدا

پس ہمارا اہلِ سنت و جماعت کا ایمان ہے کہ آں حضرت ﷺ کی نظیر یا مانند یا مثل نہ کبھی ہوا ہے اور نہ ہوگا جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی شانِ الوہیت میں واحد و بے نظیر ہے اسی طرح حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنی شانِ نبوت ورسالت و عبودیت میں واحد اور بے نظیر ہیں اور جو شخص یہ کہتا ہے خواہ وہ وہابی ہو یا مرزائی کہ ان کی طرح ان کی نظیر یا مانند اور بھی کروڑوں ہوسکتے ہیں وہ قرآن شریف واحادیث واقوال علماے اعلام کا منکر بلکہ مکذب ہے اور بس۔

قولہ : امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیمیاے سعادت کے ص:۵۳۶ پر لکھتے ہیں:

کہ آسمان[1] وزمین و ہرچہ درمیان آنست .... و ہفت آسمان وزمین در قبضہ قدرت ویست الخ۔

شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب کے ص:۵۷ پر ہے:

اگر خواہد[2] درلحظہ ہزار ہزار آدم وعالم بیافریند الخ۔

اور ص:۹۶ پر ہے: اگر خواہد[3] درلحظہ صد ہزار الخ۔ بلفظہ (ص:۲۴)

اقول : مفتی جی! ان عبارات سے آپ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ آں حضرت ﷺ کی طرح اور بھی کروڑوں پیدا ہوسکتے ہیں، اور یہ بات خدا کی قدرت میں داخل ہے۔ آپ سے میں پوچھتا ہوں کہ ان عبارات کا ماخذ کہیں قرآن

[1] ترجمہ: آسمان وزمین اور جو کچھ اس میں ہے اور ساتوں آسمان اور زمین اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔
[2] ترجمہ: اگر چاہے ایک آن میں ہزار ہا ہزار آدمی اور دنیا پیدا فرمادے۔
[3] ترجمہ: اگر چاہے ایک آن میں سو ہزار (بے شمار) عالم پیدا فرمادے۔

شریف واحادیث شریف سے بھی دکھلا سکتے ہیں؟ یا کہیں ان کی سند نص صریح سے بتلا سکتے ہیں؟ کیوں کہ آپ کو تو قرآن اور حدیث سے سند لانا چاہیے جو وہابیہ کا بہ ظاہر بڑا اصول ہے، یا بزرگانِ دین اور صوفیاے کرام کے مؤل کلام کو ہی پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں خواہ وہ بہ ظاہر نص کے خلاف ہی ہوں، ان تحریراتِ عبارت کا جو مطلب آپ سمجھے بیٹھے ہیں وہ غلط اور محض غلط ہے حالاں کہ وہ بزرگان لفظ «اگر خواہد» کا ساتھ ہی فرمارہے ہیں جس کا جواب پہلے ہو چکا۔

قوله : مطالبہ نمبر ۹ کیا آپ کے نزدیک خداوند کریم سے وہ قدرت جو اس میں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی اب سلب ہوگئی؟ اگر نہیں ہوئی تو آپ کو مولانا کی تحریر پر کیا اعتراض ہے؟ الخ۔ بلفظہ (ص: ۲۴)

اقول : مفتی جی! یہ عجیب آپ کی منطق ہے جس کا صغریٰ اور کبریٰ آپ کے ذہنِ ماؤف میں ہے۔ یہ کس نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سلب ہوگئی، ایسی ایسی گستاخیاں اللہ تعالیٰ کی شان میں کرنا آپ لوگوں کو ہی شایاں ہے، جو ہر پیچ و پیچ سے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا الزام قائم کرنا چاہتے ہیں، کیا اللہ تبارک وتعالیٰ اگر بموجب اپنے حکم اور وعدہ کے آں حضرت ﷺ کو دوبارہ پیدا نہ کرے یا آں حضرت ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کو پیدا نہ کرے تو اس سے اس کی قدرت سلب شدہ تصور ہوگی جو آپ فرماتے کہ «وہ قدرت جو اس میں نبی علیہ السلام کے پیدا کرنے کے وقت تھی اب سلب ہوگئی»

واہ! سبحان اللہ!! آپ کی دلیل۔ کہیے آپ کے نزدیک آں حضرت ﷺ خاتم النبیین کے پیدا کرنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے یہ بھی اقرار کرلیا تھا کہ میں نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا لیکن میں اپنے حکم اور وعدہ کے خلاف کروڑوں نبی پیدا کروں گا، یا کم سے کم سید احمد بریلوی یا مرزا قادیانی یا مولوی اشرف علی تھانوی کو تو ضرور نبی بناؤں گا تاکہ وہابیہ فرقہ یا مرزائیہ کو یہ گمان نہ گزرے کہ میری قدرت سلب ہوگئی ہے۔ اگر ایسا وعدہ یا حکم کہیں آپ کے قرآن شریف میں ہے تو دکھلایئے، ورنہ ایسے ایسے بے ہودہ دلائل کو علما کے روبہ رو پیش کرنے کی جرأت نہ کیجیے۔

اچھا کہیے! اللہ تبارک وتعالیٰ کو کبھی اپنی اولاد کے پیدا کرنے کی بھی قدرت تھی، اگر تھی تو کتنے لڑکے لڑکیاں۔ نعوذ باللہ۔ پیدا کیے؟ اگر نہ تھی تو کیوں؟ اور اب بھی یہ قدرت ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس قدرت کو ظاہر کیوں نہیں کرتا؟ یا آپ کے خیال اور عقیدہ کے مطابق وہ قدرت اب سلب ہوگئی ہے؟ آپ اپنے مولانا کی روح سے دریافت کرکے اس کا جواب دیجیے بہ شرطے کہ وہ روح مدد دینے کے قابل ہو ورنہ اپنے مولانا کی تحریر کو غت[1] ربود سمجھیے، اور باقی مطالبات کو اسی ذیل میں رکھیے۔

---

[1] غت ربود: خراب، گڑبڑ، برباد۔

باب دہم

عقیدہ نمبر ۱۴: وہابیہ، دیوبندیہ

آں حضرت ﷺ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ بلفظہ

(براہین قاطعہ، صفحہ: ۳، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۰ بر عقیدہ نمبر ۱۴۔

آپ نے براہین قاطعہ کے حوالہ پر وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۴ یہ لکھا ہے کہ « آں حضرت ﷺ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں » صاحبان! کیا آپ نبی علیہ السلام کو خدا کے برابر اعتقاد رکھتے ہیں؟ بلفظہ (صفحہ: ۲۵، سطر: ۱۵)

اقول: مفتی جی! الحمد للہ آپ نے عبارت محررہ براہین قاطعہ کا حسب عادت خود انکار نہیں کیا اور آں حضرت ﷺ کو نبی علیہ السلام بار بار لکھنا آپ کی دینی معلومات کا نمونہ ہے جو قرآن شریف کی آیت شریف «یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا» کے برخلاف ہے، جو درود شریف کو چھوڑ کر صرف سلام ہی پر اکتفا کرتے ہیں اور یوں مفتی ہیں۔

ہم نے کہاں کہا یا لکھا ہے کہ آں حضرت ﷺ خدا کے برابر ہیں؟ یا حسب عادت بہتان لگاتے ہیں ہاں! ہم یہ ضرور کہتے ہیں اور کہیں گے کہ: ع

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

کہیے! اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اور بھی کوئی آں حضرت ﷺ کے برابر ہے؟ ہرگز نہیں، اگر کوئی ہے تو اس کا پتہ دیجیے اور نام بتلائیے۔ ہاں! آپ کے اعتقاد میں بڑے بھائی کے برابر یا جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔ العیاذ باللہ۔ یا تو یہ قول آپ کے امام الطائفہ کے آں حضرت (ﷺ) کو بڑے بھائی کے برابر سمجھا جاتا تھا یا یہ تفریط، اس سے بھی بڑھ گئے کہ جملہ بنی آدم کے برابر کر دیا اس میں مسلم، کافر، مشرک، منافق، چوہڑے اور چمار کی بھی کوئی تمیز نہ رہی ایسی صورت میں اگر ہم کہیں کہ مولوی اسماعیل ایک چوہڑے کے برابر ہیں یا مولوی رشید احمد ایک چمار کے برابر ہیں، یا یہ کہیں کہ مولوی خلیل احمد ایک کنجر[1] کے برابر ہیں، یا مولوی اشرف علی ایک ڈوم[2] کے برابر ہیں تو کیا آپ اس پر بہت خوش ہوں گے اور توہین ان کی نہیں سمجھیں گے؟ جب کہ آپ کے اعتقاد میں آں حضرت ﷺ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں تو آپ کے بزرگوں کو ایسی مماثلت سے کیا عذر ہو گا خواہ لفظ بشریت بھی ان میں شامل کر لیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[1] کنجر: یہ ایک قوم جرائم پیشہ ہے جو دہلی پہاڑ گنج میں رہتے ہیں۔ ۱۲ منہ [2] ڈوم: ایک قوم جس کا پیشہ گانا بجانا ہے۔

"قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ "أي في الألوهية.

اسی طرح ہم کہتے ہیں:

قل هو محمد أحدٌ صلى الله عليه و آله وسلم أي في العبودية و المحبوبية.

یعنی جیسے اللہ تعالیٰ اپنی الوہیت میں احد اکیلا ہے اسی طرح حضرت محمد ﷺ عبودیت ونبوت ورسالت ومحبوبیت میں احد یکتا ہیں کوئی ان کا شریک نہیں، بس۔

قولہ: نصوص قرآنیہ آں حضرت ﷺ کو نفس بشریت میں بنی آدم کے برابر بتلاتی ہیں جو کہ «قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ» ترجمہ: اے پیغمبر ﷺ لوگوں سے کہہ دو کہ میں بھی تو تم ہی جیسا ایک بشر ہوں۔ بلفظہٖ (صفحہ:۲۵، سطر:۱۷)

اقول: مفتی جی! آپ حضور سرورِ عالم ﷺ کو جملہ بنی آدم کے برابر بنانے میں ایسے منہمک ہیں کہ آیت قرآنی سے لفظ «يُوْحٰى اِلَيَّ» کو بھی چھوڑ گئے، اور تحریف قرآنی کا بھی خوف نہ کیا، مراد اس سے یہ کہ آں حضرت ﷺ کی کسی طرح بھی کوئی فضیلت ظاہر نہ ہو۔ نعوذ باللہ منھا۔ کسی مسلمان کی زبان یا قلم سے یہ لفظ نہ نکلے گا کہ آں حضرت ﷺ ہماری طرح، ہماری مثل یا مانند بشر تھے البتہ کفار نابکار کا قول تھا کہ رسول خدا ﷺ یا دیگر پیغمبران علیہم السلام ہماری طرح آدمی اور بشر تھے جیسے اللہ تعالیٰ اس کی خبر قرآن شریف میں دیتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا.[1]

یعنی پس کہا رئیس لوگوں نے جو کافر تھے قوم (حضرت نوح علیہ السلام) میں سے کہ نہیں دیکھتے ہم تجھے مگر اپنی طرح ایک آدمی۔

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ. يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ.[2]

پھر کہا ان بڑے آدمیوں نے جو کافر ہوئے تھے اُس کی قوم (حضرت نوح) سے نہیں ہے شخص مگر ہماری طرح ایک آدمی چاہتا ہے تمہارے پر اپنی بڑائی۔

(۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ. وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ.[3]

یعنی اور کہا ایک گروہ رئیسوں نے اس (رسول) کی قوم میں سے جو ایمان نہیں لائے (یعنی کافروں نے) اور جھوٹ سمجھا انھوں نے روزِ قیامت کو اور نعمت دی تھی ہم نے ان کو زندگی دنیا میں (کہنے لگے) نہیں ہے یہ رسول مگر آدمی مثل تمہارے، کھاتا ہے اس میں سے جس میں سے تم کھاتے ہو اور پیتا ہے اس میں سے جس میں سے تم پیتے ہو، اور اگر تم

[1] پارہ:۱۲، ہود:۱۱، آیت:۲۷ [2] پارہ:۱۸، المومنون:۲۳، آیت:۲٤ [3] پارہ:۱۲، المومنون:۱۸، آیت:۳۳، ۳٤

فرماں برداری کروگے ایک آدمی کی جوتمہارے مانند ہے بے شک تم اسی وقت ٹوٹا یا نقصان پانے والے ہو۔

(۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا.[۱]

یعنی کہا کافروں نے رسولوں سے کہ تم ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ.[۲]

یعنی ظالموں، کافروں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) تمہاری ہی طرح ایک آدمی ہیں۔

(۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا.[۳]

کہا (کافروں نے) نہیں ہے تو (حضرت صالح علیہ السلام) مگر ایک آدمی ہماری مانند۔

(۷) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا.[۴]

یعنی کہا کافروں نے: (رسولوں سے) نہیں ہو تم مگر ہماری مانند آدمی۔

(۸) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَقَالُوْٓا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا.[۵]

کہا انھوں نے: آیا آدمی ہدایت کریں گے، پس وہ کافر ہوئے۔

علاوہ ان کے اور بہت آیات قرآن شریف میں موجود ہیں، کافر لوگ پیغمبران علیہم السلام کو کہا کرتے تھے کہ تم ہماری مانند یا مثل آدمی ہی ہو اور دلیل میں یہ بھی کہا کرتے تھے کہ جیسے ہم کھاتے پیتے ہیں ویسے ہی تم بھی کھاتے پیتے ہو۔

یہی حال وہابیہ کا ہے، ذرہ بھر بھی زبان کو نہیں روکتے اور نہ اس کو گستاخی یا بے ادبی تصور کرتے ہیں بلکہ بڑے زور اور تعلّی[۶] سے کہتے ہیں کہ ہم نص کے مطابق کہتے ہیں، اور جو نص «**قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بشر مثلكم**» تم قرآن شریف سے پیش کرتے ہو، وہ تواضع اور کسر نفسی پر محمول ہے، اور تم کو اس طرف سے ذہول ہے، اور ذہن ان کا مجبول اور مجہول ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم آں حضرت ﷺ کو ہے کہ آپ تواضعاً کہہ دیجیے کہ میں بھی بشر ہوں، یعنی خدا نہیں خدا کی طرف سے میری عزت اور توقیر یہ ہے کہ میرے پاس وحی آتی ہے جو کسی بشر کے پاس تمہارے میں نہیں آتی، اس کی تصدیق میں صرف دو معتبر کتابوں سے نقل کرتا ہوں تا کہ آپ کا اطمینان ہو۔

(۱) تفسیر کبیر جلد خامس، ص:۵۱۱، سطر:۵ مصری۔

---

[۱] پارہ:۱۳، ابراهیم:۱٤، آیت:۱۰ [۲] پارہ:۱۷، انبیاء:۲۱، آیت:۳ [۳] پارہ:۱۹، الشعراء:۲٦، آیت:۱٥٤

[۴] پارہ:۲۲، یٰس:۳٦، آیت:۱٥ [۵] پارہ:۲۸، تغابن:٦٤، آیت:٦. [۶] تعلّی: شیخی، ڈینگ، لاف گزاف۔

واعلم أنه تعالىٰ لما بين كمال كلام الله امر محمداً صلى الله عليه وسلم بأن يسلك طريقة التواضع فقال: **قُلْ اِنَّمَا انا بشر مثلكم**. بلفظه.

یعنی اور جان لے کہ جب اللہ تعالیٰ نے کمال کلامِ الٰہی کا بیان کیا تو حکم دیا حضرت محمد ﷺ کو کہ طریقہ تواضع اور کسر نفسی کا اختیار کریں پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے رسول میرے (ﷺ) کہہ دیجیے کہ میں بھی تمہاری طرح آدمی ہوں۔

(۲) مجمع بحار الانوار جلد اول، ص: ۲۰، سطر: ۱۶، نعت وشرح احادیث شریف:

اعبدوا الله ربكم و اكرموا اخاكم. أراد نفسه صلى الله عليه وسلم هضماً لنفسه اي اكرموا من هو بشر مثلكم لما اكرم الله تعالىٰ بالوحي. بلفظه.

یعنی اس حدیث شریف میں ہے کہ بندگی کرو اللہ تعالیٰ اپنے رب کی، اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی یعنی اس کہنے میں آں حضرت ﷺ کا ارادہ اور منشا کسر نفسی ہے، یعنی تعظیم اور عزت کرو اس کی جو تمہاری طرح آدمی ہے، جب کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیج کر معزز فرمایا ہے۔

دیکھیے حدیث شریف کا اور آیت شریف کا مطلب کہ آں حضرت ﷺ کا ایسا فرمانا محض کسر نفسی اور تواضع کا منشا اور مطلب ہے، نہ واقعی وہ کسی آدمی کے بھائی ہیں جیسے وہابیہ سمجھ رہے ہیں۔

قولہ: «لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ»[1]

ترجمہ: اللہ نے مسلمانوں پر بڑا ہی فضل کیا کہ ان میں ان ہی میں کا ایک رسول بھیجا۔ بلفظہ (ص: ۲۵، سطر: ۵)

اقول: مطلب آپ کا اس حصۂ آیت شریف کے لکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم سنی لوگ آں حضرت ﷺ کو خدا سمجھے ہوئے ہیں «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ العلی الْعَظِيْم» کیا اس آیت شریف سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہماری مانند آدمی ہیں؟ یا آپ کو بھی یہ حق پیدا ہو گیا کہ ان کو بھائی یا جملہ بنی آدم کے برابر سمجھیں باوجودے کہ اس آیت میں لفظ رسول موجود ہے اور دوسرے لوگوں سے آپ کو جدا کر رہا ہے تو کیا جملہ بنی آدم مع آپ کے بزرگوں کے سب رسول ہی ہیں؟ نعوذ باللہ منہا۔

اچھا اگر آپ کے امام الطائفہ یا کوئی بزرگ جملہ بنی آدم میں داخل ہیں اور رسولِ خدا ﷺ بھی ایسے ہی ہیں تو (جس طرح) آں حضرت ﷺ کے لیے لفظ یا جملہ آیت شریف «لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ» قرآن شریف میں آیا ہے، تو کسی اور کے لیے بھی ایسا جملہ قرآن شریف میں آیا ہے، اگر ایسا ہے تو دکھلائیے؟ تو پھر آں حضرت ﷺ کو بھی جملہ بنی آدم میں داخل کیجیے ورنہ ایسی گستاخی سے باز آئیے، کیوں کہ آں حضرت ﷺ اور تمام انبیا علیہم السلام اور اولیائے کرام

[1] پارہ: ٤، آلِ عمران: ۳، آیت: ١٥٤.

علیہم الرحمہ کو جملہ بنی آدم کے برابر سمجھنا اور لکھنا سخت توہین اور خلافِ قرآن شریف واحادیث شریف واجماع امت ہے، دیکھیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ. [۱]

یعنی کیا مومن اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں۔

(۲) قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ. [۲]

یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کہہ دیجیے کہ پاک اور ناپاک برابر نہیں۔

(۳) لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ. [۳]

یعنی دوزخی اور بہشتی لوگ برابر نہیں۔

(۴) وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ. [۴]

یعنی اندھا اور سماکھا [۵] برابر نہیں۔ (سنی اور وہابی برابر نہیں)

(۵) قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. [۶]

یعنی عالم اور جاہل برابر نہیں، آپ فرما دیجیے۔

(۶) اَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِيْنَ كَالْمُجْرِمِيْنَ. [۷]

کیا ہم مسلمانوں کو کافروں کی طرح بناتے ہیں۔ (یعنی نہیں بناتے)

دیکھیے اور ہوش سے سوچیے کہ کیا جملہ بنی آدم برابر ہیں اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی؟ کیوں کفر کی دلدل میں پھنسے ہو؟

فصل اول میں تفاسیر قرآنی سے ثبوتِ کافی کہ جملہ بنی آدم برابر نہیں اور نہیں ہیں

(۱) تفسیر کبیر جلد ثانی، ص: ۴۴۰، سطر: ۲۲ مصری۔ زیرِ آیت: «اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ الآية»

و اعلم أن تمام الكلام في هٰذا الباب أن النفس القدسية النبوية مخالفة بماهيتها لسائر النفوس[۸]. اھ بلفظه

یعنی نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت باقی تمام نفوس کی ماہیت سے مخالف ہے۔

---

[۱] پارہ: ۲۱، سجدہ: ۳۲، آیت: ۱۸ [۲] پارہ: ۷، مائدہ: ۵، آیت: ۱۰۰ [۳] پارہ: ۲۸، حشر: ۵۹، آیت: ۲۰

[۴] پارہ: ۲۲، فاطر: ۳۵، آیت: ۱۹ [۵] سماکھا: آنکھ والا، بینا۔ [۶] پارہ: ۲۳، زمر: ۳۹، آیت: ۹

[۷] پارہ: ۲۹، قلم: ۶۸، آیت: ۳۵.

[۸] ۲/ ۲۰، زیر آیت اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ دار الكتب العلمية، بيروت. ۱۴۲۱ھ

(۲) تفسیر کبیر جلد پنجم، ص:۴۹۶، سطر:۱۳، مصری۔ زیرِ آیت سورہ کہف: «وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا»

فنقول[1] جواهر النفس الناطقة مختلفة بالماهية. بلفظه

یعنی جواہر نفوس مختلف الماہیت ہیں۔

پس آں حضرت ﷺ کے نفس مطہرہ کی ماہیت تمام انسانوں کی ماہیت سے جداگانہ ہے، اس لیے نفس بشریت میں مساوات یا مماثلت کسی انسان سے نہیں۔

« تصحیح الایمان » میں « فتاویٰ سراجیہ » سے نقل کیا ہے:

جس شخص نے عیب لگایا حضور سرورِ کائنات ﷺ کو کہ بال آپ کے چھوٹے تھے، یا چادر آپ کی میلی تھی، یا آپ بھی ایک آدمیوں میں سے تھے، یا پیغمبر کسی کو کیا بخشوائیں ہم اپنی عبادت میں بخشے جائیں گے، یہ سب توہین میں داخل ہے، خواہ عمداً ہو یا سہواً، توبہ اس کی قبول نہیں اور ہمیشہ دوزخ ہے اس کو، اور وہ کافر ہے، واجب ہے قتل اُس کا اور جو راضی نہ ہو قتل پر اس کے وہ بھی اس کفر میں داخل ہے۔

(۳) تفسیر کبیر جلد دوم، ص:۴۳۹، ۴۴۰، سطر:۳۵، مصری۔ «اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ[2]»

وذكر الحليمي في كتاب المنهاج: أن الأنبياء عليهم الصلوٰة والسّلام لابد وأن يكونوا مخالفين لغيرهم في القوى الجسمانية، والقوى الروحانية، وقوله صلى الله عليه وسلم: "زويت لي الأرض فأريت مشارقها و مغاربها" و قوله صلى الله عليه وسلم: "اقيموا صفوفكم و تراصوا فإني أراكم من وراء ظهري." بلفظه.

یعنی وہ بہتر جاننے والا ہے کہ رسالت کہاں رکھی جاتی ہے، اور حلیمی نے کتاب "منہاج" میں ذکر کیا ہے کہ تحقیق انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ دوسرے لوگوں سے قویٰ بدنی اور قویٰ روحانی میں جدا ہوں اور فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ میرے لیے زمین کو سمیٹا گیا، پس میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ اور فرمایا آں حضرت ﷺ نے کہ قائم اور سیدھی کرو نماز میں اپنی صفوں کو (اور) مل کر کھڑے ہو، پس تحقیق میں دیکھتا ہوں تم کو اپنی پشت کی طرف سے بھی۔

(۴) تفسیر فتح العزیز[3] معروف تفسیر عزیزی شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ، پارہ عم، ص:۲۱۸، سطر:۱۰، آں حضرت ﷺ کی خصوصیات:

---

[1] زیر آیت اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ الآية ملخصًا. ۲/ ۱۹، دار الكتب العلمية بيروت. ۱۴۲۱

[2] ۲۱/ ۱۲۸، دار الكتب العلمية بيروت ۱۴۲۱ھ. [3] المطبع المحمدی سن اشاعت، ۱۳۰۹ھ

ازخصوصیا[۱] تے کہ آں حضرت ﷺ رادر بدن مبارکش دادہ بود۔

(۱)-آں حضرت ﷺ از پس پشت خودمی دیدند چناں چہ از پیش روے خودمی دیدند۔

(۲)-ودرشب ودرتاریکی چناں میدیدند کہ بروز درروشنی۔

(۳)-وآبِ دہن ایشاں آب ہاے شوررا شیریں می کرد۔

(۴)-وباطفال شیرخوارہ یک قطرہ ازلعاب دہن می چشانیدند وآں اطفال تمام روزشکم سیرمی ماندند، وطلب شیر نمی کردند، چناں چہ درروز عاشورا بہ اطفال اہل بیت تجربہ شدہ۔

(۵)-وبغل آں حضرت ﷺ سفید رنگ براق بود واصلا موے نداشت۔

(۶)-وآواز ایشاں جاے میرسد کہ آواز دیگران بعشر عشیر آں نہ رسد واز دورے می شنیدند کہ دیگراز اں مسافت نمی تواند شنید۔

(۷)-ودرخواب چشم ایشاں خواب آلودہ می شد ودل خبردار می ماند۔

(۸)-وفازہ دہن ہرگز ایشاں رادرتمام عمراتفاق نیفتادہ۔

(۹)-واحتلام ہرگز واقع نہ شدہ۔

(۱۰)-وعرق مبارک ایشاں خوش بوتر ازمشک بود بحد یکہ اگردرکو چہ می گزشتند مردم بسبب بوے خوش عرق ایشاں کہ درہوا سرایت کردہ می ماند پے می بردند کہ ازیں کوچہ آں حضرت ﷺ گزشتہ اند۔

---

[۱] ترجمہ:-ان بعض خصوصیتوں کا بیان جورسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ میں تھیں۔

(۱)-رسول اللہ ﷺ جس طرح اپنے آگے دیکھتے تھے اسی طرح اپنے پیچھے بھی دیکھتے تھے۔

(۲)-آپ جس طرح دن کی روشنی میں دیکھتے تھے اسی طرح رات کی تاریکی میں دیکھتے تھے۔

(۳)-آپ کالعابِ دہن کھارے پانی کوشیریں کردیتا تھا۔

(۴)-لوگ شیرخوار بچوں کوآپ کے لعاب دہن کا ایک قطرہ چکھاتے تھے تو وہ بچے پورے دن آسودہ رہتے تھے اور دودھ طلب نہ کرتے تھے،جیسا کہ عاشورا کے دن اہلِ بیتِ کرام کے بچوں کے ساتھ اس بات کا تجربہ ہو چکا ہے۔

(۵)-آپ ﷺ کی بغلیں سفید اور صاف وشفاف تھیں،ان میں بال کا نام ونشان نہ تھا۔

(۶)-آپ کی آواز اتنی دورتک پہنچتی کہ دوسروں کی آواز اس کے دسویں حصے تک نہ پہنچتی تھی اور آپ اتنی دور سے سن لیتے کہ کوئی دوسرا اس قدر فاصلے سے نہیں سن سکتا۔مجدد اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

دورونزدیک کے سننے والے وہ کان کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

(۷)-آپ کی آنکھیں سوجاتی تھیں اور دل بیدار رہتا تھا۔

(۸)-ساری عمرآپ کوجماہی نہ آئی۔

(۹)-آپ کوکبھی بھی بدخوابی نہ ہوئی۔(احتلام نہ ہوا)

(۱۰)-آپ کا مبارک پسینہ مشک وعنبر سے زیادہ خوش بودار تھا حتی کہ اگرکسی راستہ سے آپ گزرجاتے تولوگ ہوا میں پھیلی ہوئی آپ کے مبارک پسینہ کی خوش بو سے معلوم کر لیتے تھے کہ آپ اسی راستے سے گزرے ہیں۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کیا مہکتے ہیں مہکنے والے بو پہ چلتے ہیں بھٹکنے والے

(۱۱)-ہیچ کس[1] اثر فضلۂ ایشاں رابرروے زمین ندیدہ زمین می شگافت وفرومی بردواز آں مکان بوے مشک می شمیدند۔
(۱۲)-ودروقت تولد مختون پیدا شدند۔
(۱۳)-وناف بریدہ و پاک وصاف ہرگز لوث نجاست بربدن ایشاں نبود۔
(۱۴)-وچوں برزمین افتادند سجدہ کناں وانگشت خودراسوے آسمان برداشتہ۔
(۱۵)-ودروقت تولد ایشاں نورے متشعشع شد کہ بہ سبب آں شہر ہاے شام مادر ایشاں رانمودارشد۔
(۱۶)-ومہد ایشاں ملائکہ می جنبانیدند۔
(۱۷)-وماہ تاب بہ ایشاں درحالت طفولیت کہ درگہوارہ بودند حرف میزد۔
(۱۸)-وہرگاہ اشارہ بوے می فرمودند بسوئے ایشاں مایل می شد
(۱۹)-وبارہا درحالت گہوارہ تکلم فرمودہ اند۔
(۲۰)-وہمیشہ ابر دروقت تمازت گرما بر ایشاں سایہ میداشت۔
(۲۱)-واگر زیر درختے می آمدند سایہ درخت بسمت ایشاں متوجہ می شد۔
(۲۲)-وسایہ ایشاں برزمین نمی افتاد۔
(۲۳)-وبرجامہائے ایشاں مگس نمی نشست۔

---

[1] ترجمہ: (۱۱)-کسی شخص نے روئے زمین پر آپ کے بول وبراز کو نہ دیکھا، زمین پھٹ جاتی اور اسے نگل لیتی تھی اور اس جگہ سے مشک و عنبر سی خوشبو اٹھتی تھی۔
(۱۲)-آپ ختنہ شدہ پیدا ہوئے تھے۔
(۱۳)-ناف کٹے ہوئے پیدا ہوئے تھے کسی قسم کی کوئی آلودگی آپ کے مبارک بدن پر نہ تھی۔
(۱۴)-زمین پر سجدہ کرتے ہوئے اور اپنی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند کیے ہوئے دنیا میں تشریف لائے۔
(۱۵)-پیدائش کے وقت ایسی روشنی پھوٹی کہ اس کے سبب آپ کی والدہ ماجدہ کو شام کے شہر نظر آئے۔
(۱۶)-فرشتے آپ کو جھولا جھلاتے تھے۔
(۱۷)-بچپن کے زمانہ میں جب آپ گہوارے میں ہوتے تو چاند آپ سے باتیں کرتا تھا۔
(۱۸)-جب آپ اس کی طرف اشارہ کرتے تو وہ آپ کی طرف جھک جاتا۔
(۱۹)-اور بارہا گہوارے میں آپ نے (چاند سے) باتیں کی ہیں۔
(۲۰)-گرمی کے موسم میں بادل ہمیشہ آپ پر سایہ فگن رہتا۔
(۲۱)-اگر آپ کسی درخت کے نیچے تشریف لے جاتے تو اس کا سایہ آپ کی جانب متوجہ ہوجاتا تھا۔
(۲۲)-زمین پر آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔
(۲۳)-آپ کے لباس پر مکھی نہ بیٹھتی تھی۔

(۲۴)-وسپش[۱] ایشاں راایذا نمی داد۔

(۲۵)-واگر بر جانورے سواری شدند آں جانور تامدت سواری ایشاں بول وبراز نمی کرد۔

(۲۶)-ودر عالم ارواح اول کسے کہ پیدا شد ایشاں بودند۔

(۲۷)-اول کسے کہ در جواب «الست بر بکم» بلی گفت نیز ایشاں بودند۔

(۲۸)-وسیر معراج مخصوص با ایشاں است۔

(۲۹)-وسواری براق نیز مخصوص با ایشاں۔

(۳۰)-وبالائے آسمان رفتن وبحد قاب قوسین رسیدن وبہ دیدار الٰہی مشرف شدن۔

(۳۱)-وملائکہ رافوج وحشم ایشاں ساختن تا ہمراہ ایشاں مانند لشکریاں جنگ وقتال کردند نیز خاصہ ایشاں است۔

(۳۲)-وشق قمر ودیگر معجزات عجیبہ وغریبہ نیز مخصوص با ایشاں است۔

(۳۳)-وروز قیامت آں چہ ایشاں را دہند ہیچ کس را نہ دہند۔

(۳۴)-اول کسے کہ از قبر سر برآرد ایشاں باشند۔

(۳۵)-واول کسے کہ از بے ہوشی افاقہ کند ایشاں باشند۔

(۳۶)-وایشاں را بر براق حشر نمایند۔

---

[۱] ترجمہ: (۲۴)-آپ کو تکلیف نہیں پہنچاتی تھیں۔
(۲۵)-اگر آپ کسی جانور پر سوار ہوتے تو جب تک سوار رہتے وہ جانور لید اور پیشاب نہ کرتا۔
(۲۶)-عالمِ ارواح میں سب سے پہلے آپ پیدا ہوئے تھے۔
(۲۷)- «الست بربکم» (کیا میں تمھارا رب نہیں ہوں؟) کے جواب میں سب سے پہلے جس نے «بلی» (کیوں نہیں) کہا، آپ ہی تھے۔
(۲۸)-سفر معراج آپ کے ساتھ خاص ہے۔
(۲۹)-اور براق کی سواری بھی آپ ہی کے ساتھ خاص ہے۔
(۳۰)-آسمان سے اوپر جانا «قاب قوسین» تک پہنچنا اور دیدار الٰہی سے مشرف ہونا، آپ ہی کے خصائص سے ہے۔
(۳۱)-فرشتوں کو آپ کی فوج وسپاہ بنانا کہ لشکر کی طرح ان کے ہم راہ ہو کر لڑیں، یہ بھی آپ ہی کا خاصہ ہے۔
(۳۲)-چاند کا دو ٹکڑے کرنا اور دوسرے عجیب وغریب معجزات بھی آپ کے ساتھ مخصوص ہیں۔
(۳۳)-قیامت کے دن جتنا آپ کو دیا جائے گا، اتنا کسی اور کو نہ دیا جائے گا۔
(۳۴)-قبر سے سب سے پہلے آپ باہر تشریف لائیں گے۔
(۳۵)-بے ہوشی کے بعد جسے سب سے پہلے ہوش آئے گا، آپ ہی ہیں۔
(۳۶)-حشر کے دن آپ براق پر سوار ہوں گے۔

(۳۷)-و ہفتاد[1] ہزار فرشتہ گرداگرد ایشاں جلوہ دار باشند۔
(۳۸)-و بجانب راست عرش بالائے کرسی ایشاں را جا دہند۔
(۳۹)-و بہ مقامِ محمود مشرف سازند۔
(۴۰)-و دست ایشاں لواء الحمد دہند کہ حضرت آدم و تمام ذریت ایشاں زیر آں نشان باشند۔
(۴۱)-و ہمہ انبیا بہ امتیانِ خود پس روے ایشاں باشند۔
(۴۲)-و در دیدار خدا اول با ایشاں شروع نمائند۔
(۴۳)-و بہ شفاعت عظمیٰ ایشاں را مخصوص سازند۔
(۴۴)-و اول کسے کہ بر پل صراط بگزرد ایشاں باشند، و تمام خلائق حشر را حکم شود کہ چشم ہائے خود را فرو بندید تا دختر ایشاں فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بر پل صراط بگزرد۔
(۴۵)-اول کسے کہ دروازۂ جنت را بکشاید ایشاں باشند۔
(۴۶)-و روزِ قیامت ایشاں را بمرتبہ "وسیلہ" مشرف سازند و آں مرتبہ ایست نہایت بلند کہ کسے را از مخلوقات میسر نشدہ۔
(۴۷)-و حقیقت آں آنست کہ ایشاں در آں روز از جناب خداوندی بمنزلۂ وزیر از بادشاہ باشند۔
و آں چہ در شرائع باآں مخصوص اند چیزہائے بسیار است کہ تعدادِ آں موجبِ تطویل است۔ الخ۔ بلفظہ

---

[1] ترجمہ: (۳۷)-ستر ہزار فرشتے آپ کے جلو میں ہوں گے۔
(۳۸)-عرشِ عظیم کے داہنی جانب آپ کرسی نشین ہوں گے۔
(۳۹)-آپ کو مقامِ محمود سے مشرف کیا جائے گا۔
(۴۰)-آپ کے دستِ مبارک میں «لواء الحمد» (حمد کا جھنڈا) دیا جائے گا، حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی تمام اولاد اسی جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔
(۴۱)-تمام انبیائے کرام اپنے امتیوں کے ساتھ آپ کے پیچھے ہوں گے۔
(۴۲)-دیدارِ الٰہی سے سب سے پہلے آپ مشرف ہوں گے۔
(۴۳)-شفاعتِ عظمیٰ سے آپ ہی کو سرفراز کیا جائے گا۔
(۴۴)-پل صراط پر سب سے پہلے آپ گزریں گے اور محشر کے تمام لوگوں کو حکم ہوگا کہ اپنی آنکھیں جھکا لیں، تاکہ شہزادی مصطفیٰ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزر جائیں۔
(۴۵)-جنت کا دروازہ سب سے پہلے آپ کھلوائیں گے۔
(۴۶)-قیامت کے دن آپ کو "وسیلہ" کے مرتبہ سے سرفراز کیا جائے گا اور یہ اتنا بلند مرتبہ ہے کہ مخلوقات میں سے کسی کو میسر نہ ہوا۔
(۴۷)-اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ اس دن بارگاہِ خداوندی میں قرب و منزلت میں ایسے ہوں گے جیسے وزیر بادشاہ سے ہوتا ہے۔
اور جن چیزوں سے سب شریعتوں میں آپ مخصوص ہیں، وہ بہت زیادہ ہیں، ان کے شمار کرنے سے گفتگو طویل ہو جائے گی۔

دیکھیے! ان خصائل وفضائل وخصائص کا کوئی فرد بشر، حتیٰ کہ انبیا علیہم السلام میں بھی کوئی نہیں ہے۔ نہ تو پیدا ہوا اور نہ ہوگا لعنت خدا اس شخص پر ہو جس کا یہ قول ہو" کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے بھائی کے برابر ہیں یا وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں" اور لعنت خدا اور تمام فرشتوں اور انسانوں کی اس قائل پر ہو جس کا قول یہ ہو کہ «وہ چوہڑے اور چمار سے بھی ذلیل ہیں»۔

(۵) تفسیر قادری، جلد اول، ص: ۴۶۰، سطر: ۱۰، سورہ ہود:

«فَقَالَ الْمَلَاُ» پس کہا اشراف اور رئیس لوگوں نے «الَّذِيْنَ كَفَرُوْا» وہ لوگ کہ کافر تھے «مِنْ قَوْمِهٖ» قومِ نوح علیہ السلام میں سے کہ «مَا نَرٰىكَ» نہیں دیکھتے ہیں تجھے «اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا» مگر بشر مثل اپنے۔

یعنی تجھ میں وہ فضیلت ہم نہیں پاتے جس کے سبب سے نبوت کے ساتھ تیری تخصیص ہو، اور ہم پر تیری اطاعت واجب ہو انھوں نے بشر کی صورت دیکھی اور حقائق انسانی کے ادراک سے غافل رہے۔ بلفظہ

(۶) مثنوی مولانا روم علیہ الرحمہ، دفتر اول، ص: ۱۱، مطبوعہ بمبئی

حکایت مرد بقال

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ آید در نوشتن شیر شیر
شیر آں باشد کہ مردم را درد — شیر آں باشد کہ مردم می خورد
جملہ عالم زیں سبب گم راہ شد — کم کسے ز ابدالِ حق آگاہ شد
کافراں را دیدۂ بینا نبود — نیک و بد در دیدہ شاں کساں نمود
ہم سری با انبیا برداشتند — اولیا را ہم چو خود پنداشتند
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر — ما وایشاں بستۂ خوابیم و خور
ایں نہ دانستند ایشاں از عمیٰ — ہست فرقے درمیاں بے منتہیٰ
ہر دوگوں زنبور خورد از یک محل — از یکے سرگیں شد از دیگر عسل
ہر دوگوں آہو گیاہ خوردند و آب — از یکے سرگیں شد وزاں مشک ناف
آں دو نے خوردند از یک آبِ خور — آں یکے خالی و دیگر پر شکر
صد ہزاراں ایں چنیں اشباہ بین — فرق شاں ہفتاد سالہ راہ بیں

دیکھیے! مولانا روم علیہ الرحمہ مطابق قرآن شریف وتفاسیر کے کیا حسب ذیل فرماتے ہیں کہ یہ قول کفار نابکار کا تھا کہ پیغمبران علیہم السلام ہماری مانند ہیں، اور ان کے ساتھ دعویٰ ہم سری کرتے تھے اور اولیاء اللہ کو بھی اپنے جیسا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم بھی آدمی یا بشر ہیں ایسے ہی پیغمبران علیہم السلام ہیں، جس طرح ہم کھاتے پیتے ہیں اسی

طرح وہ بھی کھاتے پیتے ہیں مگر یہ ان کی نابینائی چشم تھی ورنہ ہم میں اور ان میں زمین وآسمان کا فرق ہے، پھر اس کی مثالیں لکھتے ہیں کہ دیکھو دو قسم کے زنبور ہیں ان کی خوراک ایک ہی چیز ہے مگر ایک میں زہر دار نیش[1] ہے، اور دوسری سے شہد پیدا ہوتا ہے جس کی تعریف قرآن شریف میں ہے پھر دو ہرن ایک ہی جنگل میں چرتے ہیں مگر ایک مینگنی کرتا ہے اور دوسرے سے مشک نافہ پیدا ہوتا ہے، اسی طرح دونے (نرسل) ایک ہی پانی سے پرورش پاتے ہیں، لیکن ایک ویسا ہی پھیکا ہوتا ہے اور دوسرا ایسا میٹھا کہ اس سے شکر اور مصری پیدا ہوتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ ایسی لاکھوں مثالیں، نظیریں، صورتیں موجود ہیں کہ جن میں بہت فرق اور تفاوت ہے جس کا اندازہ نہیں اور یہاں آپ جملہ بنی آدم کے برابر کہہ رہے ہیں۔ «لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ»۔

(۷) تفسیر قادری، جلد دوم، ص: ۴۹۰، سطر: ۱، سورہ قمر:

«عند مليك» ایسے بادشاہ کے پاس جو «مقتدر» قادر ہے سب چیزوں پر۔

صاحب بحر الرائق نے فرمایا ہے کہ «مقعد صدق» وحدت قربت کا مقام ہے کہ عندیت کے مرتبہ میں متحقق ہوتا ہے۔

اور کشف الاسرار میں لکھا ہے کہ «عند» کا کلمہ تقریب اور تخصیص کی علامت رکھتا ہے یعنی اہل قرب کل اس گھر میں اس مرتبہ کے ساتھ اختصاص رکھیں گے اور حضرت رسولِ اکرم ﷺ اسی عالم میں اس مرتبہ کے ساتھ مخصوص تھے کہ «ابيت عند ربي يطعمني ويسقيني» اور جب وہ مرتبہ جس کے سبب سے خاص لوگ کل کو ناز کریں گے، آج آپ کا ادنیٰ رتبہ تھا تو کل قیامت میں جو مرتبہ اعلیٰ آپ کو حاصل ہوگا اس کا نشان کون دے سکتا ہے۔

اے[2] محرمِ سرِّ لایزالی　　مرأت جمال ذو الجلالی
مہمان ابیت عند ربی　　صاحب دل لاینام قلبی
از قربتِ حضرتِ الٰہی　　ہستی بمثابۂ کہ خواہی
قربے کہ عبارتش نہ سنجد　　در حوصلۂ خرد نہ گنجد
گم گشتہ بود عبارت آنجا　　بلکہ نہ رسد اشارت آنجا　　بلفظہ

(۸) تفسیر عزیزی شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمہ، پارہ عم، ص: ۲۳۳، سطر: ۷۔

---

[1] نیش: ڈنک

[2] ترجمہ: اے اللہ عزوجل کے بھید کے راز داں، آئینۂ جمالِ الٰہی۔
آپ ایسے مہمان ہیں جن کا فرمان ہے "ابیت عند ربی" (میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں) اور ایسے صاحبِ دل جن کا ارشاد ہے "لاینام قلبی" (میرا دل نہیں سوتا)۔
آپ قربِ الٰہی کے ایسے مرتبے پر فائز ہوئے جو آپ چاہتے تھے۔
ایسا قرب جسے کوئی عبارت تعبیر نہیں کرسکتی اور نہ وہ رتبۂ بلند کسی کی عقل میں سما سکتا ہے۔
ان کے مقامِ بلند کے بیان سے عبارت عاجز رہ گئی، بلکہ اس کی طرف اشارہ بھی نہ ہوسکا۔

«وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ » یعنی[1] بلند کردیم برائے تو ذکر ترا، بایں مرتبہ جامعیت کمالات ترا میسر شد کہ ظل مرتبہ الوھیت گشتی و بایں جامعیت منفرد و طاق برآمدی حالا ترا ہم راہ خدا یاد کنند مثلاً گویند اللہ و رسول دانا تر است، واللہ و رسول چنین فرمودہ کہ واجب الاطاعت است و علیٰ ہذا القیاس۔

و در حدیث شریف وارد است کہ آں حضرت ﷺ از حضرت جبرئیل علیہ السلام پرسیدند کہ رفع ذکر من چگونہ فرمودہ اند؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام گفت کہ ذکر تو قرین ذکر خود گردانیدہ اند در بانگ نماز و التحیات و اقامت و خطبہ و در کلمۂ طیبہ و در کلمہ شہادت و در امر بہ اطاعت کہ «اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول» و در حرمت معصیت کہ «من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خٰلدین فیھا ابدا» پس ہر جا کہ ذکر خدا آمدہ ذکر رسول نیز ہم راہ آنست۔ الخ۔ بلفظہ

فصل دوم: احادیث سے ثبوت کہ آں حضرت ﷺ کسی کی مانند نہیں ہیں

(۱) حدیث شریف صحیح بخاری[2]، جلد اول، ص: ۲۴۶، سطر: ۳۵، مصری (باب الوصال)

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوَاصِلُوا قَالُوا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ إِنِّي أُطْعَمُ وَأُسْقَى أَوْ إِنِّي أَبِيتُ أُطعَمُ وَأُسْقَى. بلفظه.

یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ آں حضرت ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ وصل نہ کرو، یعنی روزۂ وصل نہ رکھو، عرض کیا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہ آپ جو وصل کرتے ہیں اس لیے ہم بھی روزہ وصل رکھیں گے، اس پر فرمایا ﷺ نے کہ میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں ہوں کہ مجھ کو کھانا پینا دیا جاتا ہے، یا یہ کہ مجھ کو رات کو کھانا دیا جاتا ہے اور پانی دیا جاتا ہے۔

(۲) صحیح بخاری[3] جلد اول، صفحہ: ۲۴۶، سطر: ۳۷، مصری۔

عن عبد الله بن عمر رضي الله تعالى عنهما قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن

---

[1] ترجمہ:- ہم نے آپ کے لیے آپ کا ذکر بلند کر دیا، یعنی آپ ایسے جامع کمالات مراتب سے سرفراز ہوئے کہ مرتبہ الوہیت کا ظل اور سایہ ٹھہرے، اور ان خوبیوں میں یکتا اور طاق ہو کر تشریف لائے تو اب لوگ آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں کہ «اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے» اور "اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا یہ حکم ہے اس کی بجا آوری ضروری ہے» وغیرہ۔

حدیث شریف میں ہے: رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا ذکر کس طرح بلند کیا ہے؟

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے اذان، تشہد، اقامت، خطبہ، کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت میں آپ کے ذکر کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ «اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول» میں اپنی اطاعت کے ساتھ آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور «من یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جھنم خٰلدین فیھا ابدا» میں اپنی نافرمانی کے حرام ہونے کے ساتھ آپ کی نافرمانی کے حرام ہونے کا بیان فرمایا ہے۔

معلوم ہوا کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اس جگہ رسول اللہ کا بھی ذکر ہے۔

[2] حدیث: ۱۹۶۱ [3] حدیث ۱۹۶۲

الوصال قالوا: إنک تواصل قال: إنی لستُ مثلکم انی اطعم واسقی.

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ منع فرمایا رسول خدا ﷺ نے وصال سے (یعنی روزہ وصال سے) صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ آپ جو وصال کرتے ہیں فرمایا حضرت ﷺ نے کہ «تحقیق میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں مجھے کھانا پینا دیا جاتا ہے۔»

(۳) صحیح بخاری[۱] اول، صفحہ: ۲۴۷، سطر: ۲ مصری۔

عن أبي سعيد رضي الله عنه أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: لا تواصلوا فأيكم أراد أن يواصل فليواصل حتى السحر، قالوا: فإنك تواصل يا رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: لستُ كهيئتكم إني ابيت لي مطعم يطعمني وساق يسقين.

یعنی حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق میں نے سنا رسول خدا ﷺ سے فرمایا: مت وصل کرو، اور اگر وصل کرنے کا ارادہ کرو تو سحری تک وصل کرو عرض کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہ تحقیق آپ وصل فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا حضور ﷺ نے کہ «میں تمہاری صورت و شکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں کیوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کھلانے والا کھلاتا ہے، اور پلانے والا پلاتا ہے۔»

(۴) صحیح بخاری[۲] جلد اول، صفحہ: ۲۴۶، سطر: ۵ مصری۔

عن عائشة رضي الله تعالى عنها قالت: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الوصال رحمة لهم فقالوا: إنك تواصل قال: إني لستُ كهيئتكم إني يطعمني ربّي و يسقين. بلفظه.

یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا: منع فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے بطریق رحمت ان کے لیے، پس صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ آپ جو خود وصل فرماتے ہیں، تب فرمایا حضور ﷺ نے کہ «میں تمہاری شکل و صورت اور خو و خصلت کی مانند نہیں ہوں، مجھ کو تو میرا رب کھلاتا پلاتا ہے۔»

(۵) صحیح بخاری[۳] جلد اول، صفحہ: ۲۴۶، سطر: ۹ مصری۔

ان أبا هريرة رضي الله عنه قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الوصال في الصوم فقال له رجل من المسلمين: إنك تواصل يا رسول الله! قال: وأيكم مثلي اني ابيت يطعمني ربي ويسقين «الحديث» بلفظه.

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا: منع فرمایا رسول خدا ﷺ نے روزہ میں وصل کرنے سے پس کہا ایک صحابی نے کہ حضور جو خود وصال کرتے ہیں، تب فرمایا حضور سرور عالم ﷺ نے کہ « کون ہے تمہارے میں

---

[۱] حدیث: ۱۹۶۷　[۲] حدیث: ۱۹۶۴　[۳] حدیث: ۱۹۶۵

میرے مانند یعنی تمہارے میں میرے مانند کوئی نہیں ہے۔» تحقیق مجھے میرا رب رات کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔«الحدیث»

اسی قسم کی دو اور احادیث اسی صحیح بخاری میں موجود ہیں بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں ایمان والے کے لیے پانچ احادیث کم نہیں بلکہ ایک ہی حدیث کافی ہے اور نہ ایمان لانے والے کے لیے قرآن شریف بھی کافی نہیں۔

(۶) صحیح مسلم جلد اول، صفحہ: ۳۵۱، ۳۵۲ میں سات احادیث کسی قدر خفیف الفاظ کے فرق سے موجود ہیں ان میں آں حضرت ﷺ کی طرف سے ان کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ حسب ذیل ہیں۔

(الف) لستُ كأحدٍ منكم[1]. میں تمہارے میں سے کسی ایک کی مانند نہیں ہوں۔

(ب) إني لستُ مثلكم[2]. تحقیق میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔

(ج) إني لستُ كهيئتكم[3]. تحقیق میں تمہاری خو و خصلت و شکل و مثل و صورت کا نہیں ہوں۔

(د) وأيّكم مثلي[4]. اور کون ہے تمہارے میں میری مثل؟ (یعنی کوئی بھی میری مثل نہیں ہے)

دیکھیے حضور سرور عالم ﷺ کیا ارشادات فرما رہے ہیں اور تعجب اور افسوس ہے جماعت وہابیہ پر کہ وہ علی الاعلان منہ پھاڑ پھاڑ کر یہ کہہ رہے ہیں کہ رسول خدا ﷺ ہماری مثل ہیں اس پر بھی بس نہیں بلکہ یہ کہہ کر کتابوں میں شائع کر رہے ہیں کہ وہ جملہ بنی آدم کے برابر ہیں۔«العیاذ باللہ»

ہم کہتے ہیں کہ جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات الوہیت میں بے مثل ہے اسی طرح آں حضرت ﷺ اپنی ذات و صفات عبودیت و نبوت و رسالت میں بے مثل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا ثانی محال ہے اسی طرح آں حضرت ﷺ کا ثانی محال ہے اور جن لوگوں کا عقیدہ اس کے خلاف ہے ان پر خدا کی طرف سے نکال[5] و وبال ہے۔

(۷) شفا قاضی عیاض و شرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہما میں ان احادیث بالا کی شرح یوں ہے:

قال: أي فيما رواه الشيخان عن ابن عمر و أبي هريرة و انس و عائشة (رضي الله عنهم) جوابًا لقولهم انك تواصل فكيف تنهانا؟ قال: «إني لستُ كهيئتكم» أي: على صفتكم وما هيتكم اني يطعمني ربي ويسقيني. بلفظه.

یعنی آں حضرت ﷺ کا فرمانا کہ تم میں کون ہے میری مثل؟ جسے روایت کیا حضرت شیخین (امام بخاری و امام مسلم علیہما الرحمۃ) نے ابن عمر اور ابی ہریرہ اور انس اور عائشہ رضی اللہ عنہم سے ان کے جواب میں کہ آپ (ﷺ) تو روزہ وصل رکھتے ہیں پھر ہمیں کیوں منع فرماتے ہیں؟ اس پر فرمایا حضرت ﷺ نے تحقیق میں تمہاری ہیئت کا نہیں ہوں یعنی تمہاری صفت اور ماہیت خو، خصلت، شکل اور مثل کا نہیں ہوں، تحقیق مجھ کو میرا رب کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

---

[1] حدیث: ۱۷٤۹ [2] حدیث: ۲٥٦٤، ۲٥٧١ [3] حدیث: ۲٥٦۳، ۲٥٧۲ [4] حدیث: ۲٥٦٦

[5] نکال: عقوبت، سزا۔

(۸) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ[له]، جلد ثانی، شیخ عبد الحق علیہ الرحمۃ محدث دہلوی، صفحہ: ۸۶، سطر: ۶۔

عن أبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الوصال في الصوم «نہی کردہ است آں حضرت از وصال یعنی روزہ داشتن دو روز یا زیادہ بے اکل و شرب درمیان آں «فقال له رجل» پس گفت مر آں حضرت را مردے از اصحاب «انك تواصل» بدرستی کہ تو وصال میکنی «یا رسُول الله» پس مرا چرا منع کنی ازاں و حالاں کہ تو میخوانی مارا دائم باتباع خود «قال» گفت آں حضرت «وايكم مثلي» وکدام یکے از شما مانند من است «اني ابيت يطعمني ربي ويسقيني» بدرستی کہ من شب میکنم در حالے کہ طعام میدہد و مرا آں کہ پرورندہ و تربیت کنندۂ من است و آب میدہد وے مرا۔ «متفق علیہ»

بداں کہ علما را دریں طعام و شراب چند قول است یکے آں کہ طعام و شراب محسوس بود کہ برائے آں حضرت ہر شب از نزد پروردگار می آید و می خورد و می نوشید، و ایں کرامتے بود از خدا تعالیٰ مخصوص بوے ﷺ و ایں منافی وصال و موجب بطلان صوم نبود اگرچہ خود روز آنہ نیز فرض کنند۔ چناں کہ در روایت دیگر آمدہ است «اظل عند ربي يطعمني و يسقيني» روز می کنم نزد پروردگار خود طعام و شراب میدہد مرا چہ آں چہ موجب افطار است شرعاً طعام و شراب معتاد است۔ اما آں چہ بطریق خرق عادت از بہشت و از پیش پروردگار آمدہ باشد مبطل صوم بنود۔ الخ۔ بلفظہ

(۹) مناہج النبوۃ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول، صفحہ: ۶۳۳، ۶۳۴، سطر: ۶:

وصل: آں حضرت ﷺ رمضان میں بعضے راتوں میں وصال فرماتے تھے یعنی برابر روزہ رکھتے تھے نہ کچھ کھاتے اور نہ پیتے تھے اور نہ افطار فرماتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بوجہ رحمت اور شفقت اور دور اندیشی کے اس سے ممانعت فرماتے تھے چناں چہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں آیا ہے کہ آں حضرت ﷺ نے اس روزہ رکھنے کو منع فرمایا، انھوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جو روزۂ وصال رکھتے ہیں ہم کو کیوں اس کی ممانعت فرماتے ہیں باوجود اس بات کے کہ ہمیشہ اپنی متابعت کے لیے فرماتے ہیں۔

«لستُ كأحدٍ منكم.» یعنی میں تم سے کسی کی مانند نہیں ہوں، اور ایک روایت میں فرمایا ہے: «وأيّكم مثلي» یعنی کون تم میں سے میری مثل ہے۔ «إني ابيت عند ربي» بے شک میں اپنے پروردگار کے پاس جو میرا پالنے والا ہے تربیت دینے والا ہے، رات کو رہتا ہوں۔ «يطعمني ويسقيني» وہ مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ اور ایک روایت میں آیا ہے کہ میرا ایک کھلانے والا پلانے والا ہے مجھ کو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

اور عالموں کے اس کھانے اور پینے میں بہت سے قول ہیں بعضے کہتے ہیں اس سے مراد طعام و شراب محسوس ہے یعنی آں حضرت ﷺ کے واسطے ہر شب کو طعام و شراب بہشت سے آتے تھے، آپ کھاتے تھے اور پیتے تھے، یہ آں حضرت

[له] اشعة اللمعات ۲/ ۸۱، باب درسحور و مقاصد مختلفه از صوم، مطبع شیخ کمار واقع لکھنؤ. سن اشاعت ندارد.

ﷺ کے ساتھ خدا تعالیٰ جل شانہ کی ایک کرامت مخصوص تھی اور خلاف وصال کے اور روزہ کے جاتے رہنے کا سبب نہ تھا کیوں کہ جو چیز شرعاً افطار کا سبب ہوتی ہے وہ کھانا معمول دنیا کا ہے لیکن جو بطریق معجزے کے پروردگار کی طرف سے بہشت سے آئے وہ روزے کے افطار کا اور جاتے رہنے کا باعث نہ ہوگا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آں حضرت ﷺ گیارہ روزہ تک طے کا روزہ رکھتے تھے اور ابرام تیمی سے «جو تابعین میں سے ہیں» منقول ہے کہ آں حضرت ﷺ چالیس دن میں ایک انگور یا کئی دانے انگور کے نوش فرماتے تھے، اور نقل کیا ہے بعضوں نے اپنی قوت اور توانائی سے طے کا روزہ چالیس دن کا رکھا ہے۔ الخ۔ بلفظہ

(۱۰) مواہب اللدنیہ للشیخ قسطلانی علیہ الرحمۃ، جلد اول، صفحہ: ۲۴۸، مقصد ثالث، سطر: ۲۳۔

اعلم أن من تمام الایمان به صلی الله علیه وسلم الایمان بالله تعالیٰ بأنه جعل خلق بدنه الشریف علیٰ وجه لم یظهر قبله ولا بعده خلق اٰدمي مثله الخ. بلفظه.

یعنی خوب جان لے کہ آں حضرت ﷺ کے ساتھ کمال ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے اللہ تعالیٰ پر کہ اس نے پیدا کیا آں حضرت ﷺ کے بدن شریف کو ایسی صورت پر کہ ان کے برابر نہ کوئی پہلے پیدا ہوا ہے اور نہ ان کے بعد پیدا ہوگا، یعنی ان کی مثل یا نظیر کوئی نہیں ہوگا۔

(۱۱) مکتوبات حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ، جلد سوم، مکتوب نمبر: ۱۰۰، ترجمہ اردو۔

جاننا چاہیے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی کیوں کہ آں حضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ آں حضرت ﷺ نے فرمایا ہے «خُلِقْتُ من نور الله» میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں، دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔ اس دقیقہ کا بیان یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ حضرت واجب الوجود جل شانہٗ کے صفات ثمانیہ حقیقیہ اگرچہ دائرہ وجوب میں داخل ہیں لیکن اس احتیاج کے باعث جو ان کو حضرت ذات تعالیٰ کے ساتھ ہے ان میں امکان کی بو پائی جاتی ہے، اور جب صفات حقیقیہ قدیمیہ میں امکان کی بو پائی جاتی ہے تو حضرت واجب الوجود جل شانہٗ کے صفات اضافیہ میں بطریق اولیٰ امکان ثابت ہوگا، اور ان کا قدیم نہ ہونا ان کے امکان پر پہلی دلیل ہوگا۔

کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی پیدائش اس امکان سے پیدا ہوئی ہے جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے، ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آں حضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا بلکہ ان کی خلقت کو امکان کا منشا عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں، کیوں کہ اس عالم سے برتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا، نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی

نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے جب جہاں میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہوسکتا ہے۔ بلفظہ

(۱۲) شمول الوہابیہ فی سلک النجدیہ، مطبوعہ لاہور، مطبع فخر الدین، صفحہ: ۵۹، نظم وہابیہ کش۔

السلامُ علیک منّي والصّلوٰۃ یا رسول　　لیس لي حسن العمل کیف النجا ۃیا رسول
ما اقول کیف حالي حیث لا یخفٰی علیک　　انت تعلم ما مضی او ما سیئاتي یا رسول
انت موج اول الامواج فی البحر القدیم　　لیس مثلك ممکنًا فی الکائنات یا رسول
انت خیر الخلق خیر الانبیا خیر الرسل　　مصدر الخیرات محمود الصفات یا رسول
انت جواد کریم نحن قوم سائلون　　من نصاب الفضل شیئًا فی الزکوٰۃیارسول
ان في ھجرك عذابا فی عذاب لا یطاق　　ان في وصلك حیاتاً فی حیاۃ یا رسول
کنت کنزاً مخفیا في کنت کنزا مخفیاً　　اختفاء النخل في عین النوا ۃیا رسول
سلم اللہ علیٰ روحك و صلّی دائما　　کل ساعات النهار والبیات یا رسول

یہ نظم قطع الوتین وہابیہ ہے، عربی آسان ہے، اس لیے ترجمہ نہیں کیا گیا آپ کسی مولوی سے پوچھ لیں۔

ترجمہ: (۱)-اے خدا کے رسول! میری طرف سے آپ پر درود وسلام ہو، میرے پاس اچھے اعمال نہیں، میری نجات کی سبیل کیا ہوگی۔
(۲)-اے خدا کے رسول! میں اپنی حالت کیا بیان کروں، آپ سے تو کچھ پوشیدہ نہیں اور آپ تمام گزری ہوئی اور واقع ہونے والی چیزوں سے واقف ہیں۔
(۳)-اے خدا کے رسول! آپ بحرِ قدیم کی سب سے پہلی موج ہیں، دنیا میں آپ جیسا ممکن ہی نہیں ہے۔
(۴)-اے خدا کے رسول! آپ تمام مخلوق، تمام انبیا اور تمام رسولوں میں سب سے افضل، تمام بھلائیوں کے سرچشمہ اور عمدہ صفات والے ہیں۔
(۵)-اے خدا کے رسول! آپ بہت بڑے داتا ہیں، اور ہم بھکاری، آپ کے فضل وکرم کے امیدوار ہیں۔
(۶)-اے خدا کے رسول! آپ سے جدا ہونے پر عذاب درعذاب ہے جس کی طاقت نہیں اور آپ سے تعلق خاطر رکھنے میں حیاتِ جاودانی ہے۔
(۷)-اے خدا کے رسول! آپ « کنت کنزا مخفیا» کے سربستہ خزانہ تھے، جس طرح گٹھلی کے اندر درخت چھپا ہوتا ہے۔
(۸)-اے خدا کے رسول! اللہ تعالیٰ شب وروز ہر ہر لحظہ آپ کی روحِ مبارک پر صلاۃ وسلام کی بارش فرمائے۔

باب یازدہم

عقیدہ نمبر ۱۵: وہابیہ دیوبندیہ

کہ آں حضرت ﷺ سے شیطان کو علم زیادہ ہے۔ ملخصًا

(براہین قاطعہ، صفحہ:۵۱)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۱ بر عقیدہ نمبر ۱۵

آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۵ یہ لکھا ہے کہ براہین کے صفحہ: ۵۱ پر ہے کہ «آں حضرت ﷺ سے شیطان کو علم زیادہ ہے» مشتہرہ و مصدق صاحبان! اگر آپ یہ عبارت بعینہٖ کتاب مذکور میں دکھلا دیں تو آپ کو پھولوں کا ہار دوں ورنہ گلا...... کے لیے تیار رکھیے۔ بلفظہٖ (صفحہ:۲۶، سطر:۱۰)

اقول: مفتی جی! حسب عادت مستمرہ آپ نے عبارت براہین سے قطعی انکار کر دیا، کیا میں نے اشتہار میں بلفظہٖ یا بعینہٖ کا لفظ لکھا ہے یا ملخصاً کا لفظ اس میں موجود ہے؟ آپ نے صفحہ ۵۱ کو بھی دیکھا ہے یا یوں ہی لکھ دیا ہے مگر افسوس کہ اپنے بزرگوں کی اردو عبارت کا بھی مطلب نہیں سمجھا اس پر زیادہ کیا آپ کی فہمید اور علمیت کا اندازہ کیا جائے یہی وجہ ہے کہ آپ بلا سمجھے بوجھے جواب دیتے ہیں لیجیے میں اصل عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ کی ذیل میں لکھتا ہوں تا کہ آپ کو پھولوں کے ہار یا گلا تیار رکھنا یاد آ جائے، اور اردو عبارت سمجھنے کا بھی ملکہ حاصل ہو۔ وھو ھذا.

«الحاصل غور کرنا چاہیے شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے؟ شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت علم نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔» بلفظہٖ (صفحہ:۵۱، براہین)

دیکھیے یہ عبارت براہین کی ہے جس کا خلاصہ میرے اشتہار میں ہے اور آپ کو صفحہ ۵۱ پر نظر نہ آیا؟ آپ کو معلوم نہیں کہ مولوی محمد عبد السمیع مرحوم نے اپنی کتاب انوار ساطعہ میں کیا لکھا تھا، وہ مضمون یہ ہے:

جب ملک الموت ہر جگہ موجود ہے وہ تو مقربین ملائک میں سے ہے شیطان لعین کو دیکھو کہ وہ بھی ہر جگہ موجود ہے پھر شرک کیسے ہوا، اور اگر رسول اکرم ﷺ کو جو تمام مخلوق ملائک وغیرہ سے افضل ہیں تو ان کے ہر جگہ فیض رساں ہونے میں کیوں کر شرک ہو گا۔ الخ۔

اس پر مولوی خلیل احمد آپ کے بزرگ یہ درفشانی فرماتے ہیں:

«کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت علم کی نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کورد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔»

مطلب اس کا یہ ہوا کہ شیطان اور ملک الموت کی وسعت یا زیادتی علم پر نص موجود ہے اور آں حضرت ﷺ کی وسعت علم پر کوئی نص نہیں، اس لیے شیطان لعین کو آں حضرت ﷺ سے علم زیادہ ہے، اگر کوئی حضور سرور عالم ﷺ کے علم کو شیطان کے علم سے زیادہ بلکہ برابر بتائے گا تو مشرک ہوگا۔ اب سمجھے یا نہیں، اگر نہیں سمجھے تو آپ کو خدا سمجھے۔

علم کی بحث جو آں حضرت ﷺ کو خدا نے عطا فرمایا ہے ہو چکی ہے، اور یہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضور کے علم کی تھاہ یا حد نہیں حتی کہ لوح محفوظ کا تمام علم ان کے علموں میں سے ایک شمہ[1] ہے۔ مخلوق الٰہی میں سے کوئی فرشتہ یا جن وانس میں سے کوئی بھی حضور کے علم سے زیادہ یا برابر جاننے والا ہو ہی نہیں سکتا، یہ سخت کفر کی گستاخی ہے۔

قوله: مطالبہ نمبر ۱۱۔

ہم نے کتاب مذکور میں عبارت عقیدہ نمبر ۱۰ تلاش کرنے کے بعد یہ لکھا ہے کہ اس میں عبارت نہیں ہے، جب یہ عبارت اس میں نہیں، تو کیوں یہ عقیدہ آپ کا نہ سمجھا جائے۔ بقول حضرت عمر: «کلام الفواد یدل علی اللسان» اور کیوں اس کذب نویسی کے باعث آپ کو آیت «عَلَى الْكَاذِبِيْنَ» کا مصداق نہ قرار دیا جائے (کسی کو خواہ مخواہ وہابی کہنے کی سزا ہے) بلفظہ (صفحہ: ۲۶، سطر: ۱۴)

اقول: مفتی جی! آپ نے عبارت کی تلاش آنکھ بند کر کے کی اگر آنکھیں کھول اور دماغ کو پھول کر ڈھونڈتے تو ضرور یہ عبارت جو دکھلا چکا ہوں مل جاتی اور ایسی ندامت اٹھانی نہ پڑتی اب بھی آنکھ آپ کی نہیں کھلی، اس سہ سطرہ عبارت میں تین غلطیاں کیں۔ اول: عقیدہ نمبر ۱۵ کو عقیدہ نمبر ۱۰ لکھ دیا۔ دوم: آیت شریف «عَلَى الْكٰذِبِيْنَ» کو رسم الخط کے خلاف لکھا۔ سوم: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نام کے ساتھ کلمہ تعظیمی نہیں لکھا اب بھی اپنی آنکھیں کھولیں ورنہ بہتر ہے کہ نہ بولیں اور جو آپ جملہ آیت شریف «عَلَى الْكٰذِبِيْنَ» کا مجھے مصداق لکھتے ہیں یہ بالکل جھوٹ اور غلط ہے اس کے مصداق آپ ہی موزون ہیں جن کا خدا بھی اس میں مطعون ہے، تصدیق اس کی یوں ہے کہ اس آیت شریف کے جملہ «عَلَى الْكٰذِبِيْنَ» کے اعداد جمل نو سو تیئیس (۹۲۳) ہیں اور اسی طرح (مفتی مصنوعی مع حزب) اور (مفتی نفسانی عبداللہ) اور (نالائق ابد مفتی عبداللہ وحزب وہابیہ) کے بھی وہی اعداد نو سو تیئیس (۹۲۳) ہی ہیں۔

یہ اس لیے کہ آپ خالص سنی حنفی مسلمانوں کو خواہ وہ حرمین شریفین «زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً» کے ہی ہوں بدعتی، کافر، مشرک کہتے ہیں یہ اس کی سزا ہے مگر اس کی آپ کو کیا پروا ہے جب کہ آپ خود بدولت بڑے گھر میں تشریف فرما رہ چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے۔

---

[1] شمہ: قلیل مقدار، تھوڑی سی چیز۔

باب دوازدہم

عقیدہ نمبر ۱۶

یہ کہ آں حضرت ﷺ کی علم غیب کی کیا خصوصیت ہے، ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ بلفظہ

(حفظ الایمان، اشرف علی، صفحہ: ۷)

قولہ: توضیح مطالبہ نمبر ۱۲ بر عقیدہ نمبر ۱۶۔

آپ نے وہابیہ کا عقیدہ نمبر ۱۶ یہ لکھا ہے کہ «حفظ الایمان» میں ہے کہ «آں حضرت ﷺ کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے ایسا علم زید و بکر و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔»

آپ نے اس عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا ہے، عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر مخلوق کو آپ نے خوب مغالطہ میں ڈالا ہے یہ کام اسی سے ہوسکتا ہے جسے ایمان کی خواہش اور عاقبت کا خوف نہ ہو، پوری عبارت اتمام حجت کی غرض سے یہاں نقل کی جاتی ہے:

«آپ کی (نبی علیہ السلام) ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا، اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل علم اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے، جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔» بلفظہ (صفحہ: ۲۶، سطر: ۱۸)

اقول: مفتی جی! شکر ہے کہ اس عبارت کے موجود ہونے کا آپ نے اقرار کرلیا ہے مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی لکھ دیا کہ عبارت کے نقل کرنے میں چالاکی سے کام لیا، عبارت کا اول و آخر چھوڑ کر مخلوق کو خوب مغالطہ میں ڈالا، مگر افسوس یار عیار پر کہ اس چالاکی یا مغالطہ کو تحریر نہیں کیا کہ جو عبارت میں نے نقل کی اس میں کیا چالاکی تھی اور مخلوق کو کیا مغالطہ ہوا، اور آپ نے اس کی عبارت اتمام حجت کے لیے جو نقل کی اس نے کیا صفائی کی، اور کس چالاکی اور مغالطہ کا دفعیہ کیا، یا بس یوں ہی عبارت لکھ دی اور اپنی زبان سے بکواس کر دیا اور اس عبارت کے نقل کرنے میں بھی چند غلطیاں کیں۔ مثلاً میری عبارت میں صرف زید و عمر لکھا ہے اور آپ نے زید و بکر و عمر لکھ دیا گو یا بکر کا لفظ اپنے پاس سے ڈال دیا، اصل عبارت میں «حضور کی کیا تخصیص ہے» لیکن آپ نے «حضور ہی کی کیا تخصیص ہے» میں لفظ «ہی» کو اپنی طرف سے لکھ دیا، اور اصل عبارت میں «ہر صبی و مجنون» درج ہے، لیکن آپ نے «ہر صبی مجنون» لکھ دیا ہے، خوب چالاکی اس کو کہتے ہیں جو

صریح غلطیاں کی ہیں۔ میں نے عبارت کو مختصراً نقل کیا تھا لیکن آپ نے پوری عبارت نقل کر کے میرے مضمون کو اور بھی واضح کر دیا اور اس پر اور واضح کیا جاتا ہے دیکھو رسالہ «حفظ الایمان» میں تین سوالات ہیں اور ان کے جوابات ہیں۔ تیسرا سوال وہ ہے جس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب نے مندرجہ بالا دیا جس کو آپ نے بھی پورا نقل کر دیا ہے اصل سوال یہ ہے:

اور زید کہتا ہے کہ «علم غیب کی دو قسمیں ہیں، بالذات اس کے معنیٰ کہ عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا اور بواسطہ اس معنی کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب تھے زید کا یہ استدلال اور عقیدہ کیسا ہے؟ بینوا و توجروا۔» بلفظہ

(صفحہ: اول ...... حفظ الایمان، سطر: ۶)

میں کہتا ہوں کہ «اس سوال میں صاف لکھا ہے علم الغیب دو قسم پر منقسم ہے ایک بالذات جو خاصہ خدا ہے، دوسرا اس میں شریک نہیں جب تک خداوند تعالیٰ خود مطلع نہ کرے، اور دوسری قسم کا علم غیب بالواسطہ ہے۔ یعنی جو خداوند تعالیٰ نے حضور سرور عالم ﷺ کو «ماکان وما یکون» کا عطا فرما دیا، اس کا جواب مولوی اشرف علی صاحب یوں دیتے ہیں:

اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع اور ناجائز ہوگا اس لیے حضور سرور عالم ﷺ پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا۔ الخ۔ بلفظہ (صفحہ: ۷)

اس پر بھی زیادہ غصہ جب مولوی صاحب کو آیا تو غصہ وغیظ وغضب میں اس طرح پر رسالہ «حفظ الایمان» برائے نام میں نکل گیا۔

«پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض ہے یا .... کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ کیوں کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔» بلفظہ (صفحہ ۷، ۸، «حفظ الایمان» مولوی اشرف علی)

دیکھیے اس تمام عبارت سے بالکل اظہر من الشّمس ہو گیا کہ حضور سرور عالم ﷺ پر نعوذ باللہ کوئی خصوصیت علم غیب کی نہیں ایسا علم غیب زید و عمر بلکہ ہر لڑکے اور پاگل اور جانوروں چار پایوں اور ڈنگروں کو بھی حاصل ہے جیسا آں حضرت ﷺ کو علم غیب ہے نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات و الخز عبیلات۔ یہ ہے آپ کے امام یا بزرگ مولوی اشرف علی اور آپ کا عقیدہ، یہی وجہ ہے کہ عرب و عجم کے فتاویٰ کفر لگے ہوئے ہیں۔

قولہ: مطالبہ نمبر ۱۲۔

آپ کے اشتہار کی عبارت عقیدہ نمبر ۱۶ سے واضح ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کو غیب دان جانتے ہیں۔ بتلائیے کل

غیب کے جاننے والے جانتے ہیں یا بعض کے، اگر کل کے جانتے ہیں تو آیت «لَا یَعْلَمُ الْغَیبَ اِلَّا اللّٰہُ وَعِنْدَہٗ مَفَاتِیحُ الْغَیْبِ» وغیر ہا کا آپ کے پاس کیا جواب ہے، اور اگر بعض غیب کا جانتے ہیں تو کیا بہت سی باتیں پوشیدہ ایسی نہیں جو دوسروں کو معلوم ہوں اور آپ کو معلوم نہ ہوں یا اس کے برعکس تو اس میں آں حضرت ﷺ کی کوئی خصوصیت ثابت فرمایئے۔ بلفظہ (صفحہ:۲۷، سطر:۳)

اقول: مفتی جی! ہمارا اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ آں حضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام علوم ما کان و ما سیکون کے عطا فرما دیے ہیں اور یہ علوم غیب کل اور بعض سب بخش دیے ہوئے ہیں حتی کہ ایک ذرہ بھی حضور سے پوشیدہ نہیں۔

مفصل بحث اور اثبات علم غیب باب ششم عقیدہ نمبر ۸، ۹ میں گزر چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

لیکن یہ بتلایئے کہ مولوی اشرف علی آپ کے پیغمبر نے جو عبارت اور اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ «ایسا علم غیب تو زید وعمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے» کس آیت اور حدیث کا ترجمہ ہے؟ یا کس کتاب سلف وخلف میں ایسا لکھا ہے؟ میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات نہ آیت میں ہے، نہ حدیث میں، نہ کسی بزرگ دین کی کتاب میں ہاں مولوی اشرف علی کے قرآن میں ہو تو اس سے نکال کر پیش کیجیے۔ یہ سب افترا اور توہین ان کے اپنے ناپاک دل اور قلم سے نکلے ہوئے خبیث کلمات ہیں جن کا تمغہ ان کو مل چکا ہے۔

اَلْعَیَاذُ بِاللّٰہِ الرَّحِیْمِ الْکَرِیْمِ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیم.



بابِ سیزدہم

عقیدہ نمبر ۱۷، ۱۸

عقیدہ نمبر ۱۷: خدا سے ہم کو کام ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہیں۔ ع
با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست۔ بلفظہ (بسط البنان، صفحہ: ۷)
عقیدہ نمبر ۱۸: حق سبحانہ تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے۔ ملخصاً
(ایضاح الحق مولوی اسماعیل امام الطائفہ وہابیہ نجدیہ و دیوبندیہ، صفحہ: ۳۵، ۳۶)

قولہ: عقیدہ نمبر ۱۷، ۱۸

آپ نے «بسط البنان» و «ایضاح الحق» کے حوالہ لکھے ہیں چوں کہ یہ کتابیں میرے پاس نہیں ہیں، ان عقائد کے متعلق جو کہ سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں کتابوں کے ملنے پر لکھا جائے گا۔ بلفظہ (صفحہ: ۲۷، سطر: ۸)

اقول: مفتی جی! نہایت افسوس ہے آپ کی عقل و دانش پر دراں حالے کہ وہ کتابیں آپ نے دیکھی بھی نہیں اور نہ آپ کے پاس موجود ہیں اور نہ آپ نے دیوبند یا سہارن پور سے منگوا کر دیکھیں، بلا دیکھے افترا لکھ دیا اور لفظ سراسر بھی قلم بند فرما دیا، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم غیب پر ہزاروں نکتہ چینیاں ہوں اور بڑے بڑے لفظ استعمال کیے جاتے ہیں اور شرک و کفر لگایا جاتا ہے مگر خود غیب کی خبریں اور باتیں کہہ رہے ہیں کہ «سراسر افترا معلوم ہوتے ہیں» کہیے کیوں کر معلوم ہوا کہ "جو میں نے کتابوں کی عبارتیں اور ان کے صفحے لکھے ہیں اور وہ آپ نے دیکھے بھی نہیں ہیں" وہ سراسر افترا ہیں، کیا یہ غیب کی باتیں اور غیب کی خبریں نہیں؟ حالاں کہ برابر عبارات لکھتا ہوا چلا آ رہا ہوں مگر بے شرمی کا کیا علاج جو کسی حکیم کے پاس بھی نہیں۔

کتاب رسالہ «بسط البنان» کی عبارت تو بلفظہ، صفحہ: ۷ سے اپنے اشتہار میں درج کر چکا ہوں جس کا خلاصہ نمبر ۱۷ ہے مگر اس کو بھی آپ نے نہیں دیکھا وہ یوں ہے: ع

با خدا داریم کار و با خلائق کار نیست

یہ مصرعہ فارسی زبان کا ہے شاید آپ نے سمجھا نہ ہو اس کے معنی یہ ہیں:
کہ ہم کو خدا سے کام ہے اور کسی شخص سے جو مخلوق میں ہے اس سے کام نہیں چوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی خلائق میں سے

ہیں اس لیے ان سے بھی کام نہیں پس خلاصہ میرے مضمون عقیدہ وہابیہ کا یہ ہوا کہ خدا سے ہم کو کام ہے آں حضرت ﷺ سے نہیں۔

یہ مضمون یا خلاصہ یا عبارت جو «بسط البنان» میں ہے وہ تقویۃ الایمان سے لیا گیا ہے، وہ یوں ہے۔

اصل عبارات تقویۃ الایمان

(الف) تمام آسمان اور زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں ہے۔ بلفظہ (صفحہ:۶، سطر:۲۲)

(ب) سو جان رکھو کہ بے شک بات یوں ہے کہ نہیں کوئی حاکم سوائے میرے اور کوئی مالک سوائے میرے۔ بلفظہ (صفحہ:۱۶، سطر:۶)

(ج) (خدا نے قول و قرار لیا) میرے سوائے کسی کو حاکم و مالک نہ جانیو اور کسی کو میرے سوائے نہ مانیو۔ بلفظہ (صفحہ:۱۷، سطر:۱)

(د) اللہ کے سوائے اور کسی کو نہ مان (یعنی محمد ﷺ کو بھی نہ مان)۔ بلفظہ (صفحہ:۱۸، سطر:۲)

اب میں اس عقیدہ نمبر ۱۷ کی تردید قرآن شریف اور احادیث سے کرتا ہوں۔

فصل اول: آیات قرآن شریف سے تردید

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ۔[1]

یعنی مت کھاؤ آپس میں مال ناحق یا فریب سے اور نہ لے جاؤ حاکموں کے پاس۔

کہیے یہ خدا کے سوائے کون حاکم ہیں؟

(۲) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. الآيۃ۔[2]

یعنی کہہ دے (اے رسول من) کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو تو میری پیروی کرو، اور میرا حکم مانو، تب اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

کہیے یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے ماننے کو فرماتا ہے۔

(۳) وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ۔[3]

یعنی جب تم حکم کرو لوگوں میں تو انصاف اور عدل سے حکم کرو۔

کہیے خدا کے سوا کون حاکم ہیں جن کو عدل کرنے کا حکم ہو رہا ہے؟

---

[1] پارہ:۲، البقرۃ:۲، آیت:۱۸۸ [2] پارہ:۳، آلِ عمران:۳، آیت:۳۱ [3] پارہ:۵، نساء:۴، آیت:۵۸

(۴) اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔[1] الآیۃ

یعنی اے لوگو حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور حکم مانو بادشاہان اسلام یا مجتہدین کا جو تم میں سے ہیں۔

کہیے خدا کے رسول اور اس کے تابع داران مجتہدین اور بادشاہان اسلام کے حکم ماننے کا حکم ہو رہا ہے ابھی ماں باپ، استاد، مرشد باقی ہیں اور مولوی اسماعیل کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان، وہابیہ کا عمل در آمد یہاں قرآنی آیت پر نہیں بلکہ «تقویت الایمان» پر ہے۔

(۵) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ۔[2]

جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی یا حکم مانا اس نے تحقیق اللہ کی اطاعت کی اور حکم مانا۔

دیکھیے یہاں اللہ تعالیٰ نے خود رسول کا اپنے ساتھ ذکر فرمایا، یعنی جیسا کہ حکم اللہ تعالیٰ کا ہے ویسا ہی حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔

(۶) فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ۔[3] الآیۃ

یعنی پس قسم ہے پروردگار تیرے کی کہ نہیں ایمان لاویں گے جب تک کہ حاکم نہ بنا دیں تجھ کو بیچ اس چیز کے کہ جھگڑا پڑے درمیان ان کے۔

دیکھیے یہاں پر اللہ تعالیٰ قسم کے ساتھ فرماتا ہے کہ جب تک لوگ تم کو اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا حاکم اور منصف نہ بنا لیں گے وہ مسلمان ہی نہیں اور آپ کے امام الطائفہ یہ کہہ رہے ہیں کہ خدا کے سوائے کسی کو مانو ہی مت اور نہ کسی کو حاکم جانو، فرمایئے یہ کن آیات کا ترجمہ ہے؟ یہ سب خانہ ساز باتیں ہیں۔

فصل دوم: چند احادیث سے تردید

(۱) حدیث شریف:

لا يؤمن أحدكم حتى اكون أحبَّ إليه من والده وولده والناس أجمعين۔[4]

یعنی فرمایا رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہارے میں کوئی بھی مسلمان مومن نہ ہوگا جب تک کہ وہ شخص اپنے باپ اور بیٹے اور تمام لوگوں سے مجھے زیادہ محبت نہ کرے۔ متفق علیہ۔

(۲) حدیث شریف، فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے:

---

[1] پارہ:۵، النساء:٤، آیت:٥٩ [2] پارہ:٥، النساء:٤، آیت:٨٠ [3] پارہ:٥، نساء:٤، آیت:٦٥

[4] صحيح البخاري، ، كتاب الايمان، باب حب الرسول من الايمان، حديث:١٥ ● صحيح مسلم، كتاب الايمان، باب وجوب محبة رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث:١٧٨.

من أطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد أبي.[1]

یعنی جس نے میرا حکم مانا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میرا حکم نہ مانا اس نے میرا انکار کیا (وہ دوزخ میں داخل ہوگا) صحیح بخاری۔

(۳) حدیث شریف طویل، فرمایا آں حضرت ﷺ نے:

فمن أطاع محمدًا صلى الله عليه وسلم فقد أطاع الله ومن عصى محمدًا صلى الله عليه وسلم فقد عصى الله.[2]

یعنی پس جس کسی نے حکم مانا محمد ﷺ کا پس تحقیق حکم مانا اس نے اللہ تعالیٰ کا اور جس نے نافرمانی کی محمد ﷺ کی اس نے نافرمانی کی اللہ تعالیٰ کی۔

دیکھیے! یہ احادیث بھی مثل آیات کے ہیں، سبحان اللہ وبحمدہ! یہ بات سب سچ ہے کہ جب تک آں حضرت ﷺ کے حکم کو کوئی نہ مانے خدا تعالیٰ کا حکم مان سکتا ہی نہیں کیوں کہ وہی خدا نما ہیں، اور کثرت سے احادیث اسی قسم کی موجود ہیں بوجہ اطناب ترک کی گئی ہیں۔

فصل سوم: عقیدہ نمبر ۱۸ کی اصل عبارت

عقیدہ نمبر ۱۸ کی عبارت «ایضاح الحق الصریح فی احکام المیت والضریح»

مترجم مطبع فاروقی دہلی جو آپ کو نہیں ملی اس طرح پر ہے:

فائدہ اولیٰ در بیان آنچہ در بدعت حقیقۃ داخل است: و آں مشتمل بر چند مسائل است۔

مسئلہ اولیٰ

باید دانست کہ مسئلہ در وحدت وجود و شہود و مبحث تنزلات خمسہ و صادر اول و تجدد امثال و کمون و بروز و امثال آں از مباحث تصوف، و ہم چنیں مسئلہ تجرد واجب و بساطت او تعالیٰ بحسب ذہن یعنی تنزیہ او تعالیٰ از زمان و مکان و جہت و ماہیت و ترکیب عقلی و مبحث عینیہ و زیادِ صفات و تاویل متشابہات و اثبات رویت بلا جہت و محاذات و اثبات جو ہر فرد و ابطال ہیولیٰ و صورت و نفوس و عقول یا بالعکس، و کلام در مسئلہ تقدیر و کلام و قول بصدور عالم بر سبیل ایجاب، و اثبات قدم عالم و امثال آں از مباحث و فن کلام و الٰہیات فلاسفہ ہم از قبیل بدعات حقیقیہ است اگر صاحب آں اعتقادات مذکورہ را از جنس عقاید دینیہ می شمارد و الا دریں جز و زمان در بدعات حکمیہ البتہ مندرج است، چہ سعی در ادراک حقیقۃ آں و اہتمام بتنقیح آں و

[1] و [2] صحيح البخاري، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم، حديث: ۷۲۸۰/ ۷۲۸۱

معدود شدن صاحب آں در زمرہ علمائے دین وحکمائے ربانیین وتمدح بآں در مقام ذکر کمالات دینیہ در عرف عوام بلکہ در کلام خواص ہم دائر وسائر است۔ بلفظہ (صفحہ: ۳۵، ۳۶)

خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ فائدہ اولیٰ اس بیان میں ہے جو باتیں بدعت حقیقۃ میں داخل ہیں اس میں کئی مسئلے ہیں:

پہلا مسئلہ ہے کہ مسئلہ وحدت وجود اور شہود اور بروز اور کمون، تصوف کی باتیں، خدا تعالیٰ کا مجرد یا بسیط (واحد) ہونا یا اللہ تعالیٰ کے تجرد اور بساطت پر اعتقاد رکھنا، یعنی اللہ تعالیٰ کو زمان اور مکان اور طرف اور ماہیت اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا وغیرہ وغیرہ سب «بدعات حقیقۃ» کی قسم سے ہیں اگر اعتقادات دینیہ سے گنے جاویں ورنہ اس زمانہ میں «بدعات حکمیہ» کی قسم میں داخل ہیں۔ الخ۔

اس تمام عبارت کا میرا خلاصہ مضمون صرف یہ ہے کہ «حق تعالیٰ کو جہت و مکان سے منزہ سمجھنا بدعت و گمراہی ہے» اگر اب بھی آپ کو میری طرف سے افترا ہی نظر آتا ہے تو بس معلوم ہو گیا کہ آپ کی نظر ہی نہیں اور آپ کورے ہیں۔

دیکھیے آپ کے امام الطائفہ نے خداوند تعالیٰ کو مجرد اور بسیط اعتقاد کرنا بھی «بدعات حقیقیہ» میں داخل کر دیا ہے اور زمان و مکان اور جہت یا طرف و ماہیت و ترکیب سے پاک و منزہ اعتقاد کرنا بھی «بدعات حقیقیہ» میں شمار کیا ہے، اور گمراہی لکھا ہے۔ ان کی سنت یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک زمانہ میں ہونا، ایک خاص مکان میں رہنا اور ایک طرف خاص مشرق یا مغرب یا شمال یا جنوب یا فوق یا تحت میں ہونا اور اس کی صورت و شکل خاص کا ہونا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی اور بچوں کا ہونا اعتقاد کیا جاوے۔ العیاذ باللہ اس عقیدہ کی تردید میں اہل سنت کا مذہب یوں ہے۔

فصل چہارم: تردید عقیدہ نمبر ۱۸ کتب معتبرات سے

(۱) تحفہ اثنا عشریہ حضرت شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی صفحہ: ۲۱۹، سطر: ۱۱۔

عقیدہ[۱] سیز دہم آں کہ حق تعالیٰ را مکان نیست و اورا جہتے از فوق و تحت متصور نیست و ہمیں است مذہب اہل سنت و جماعت۔ بلفظہ

(۲) مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ دفتر اول، حصہ چہارم، صفحہ: ۱۱۰، سطر: ۱۵۔ امرتسری مکتوب نمبر ۲۶۶۔

(اللہ تعالیٰ) جسم[۲] وجسمانی نیست ومکانی وزمانی نہ۔ بلفظہ

(۳) عقائد شمسی ترجمہ عقائد نسفی، صفحہ: ۳۲، سطر: ۱۷۔

نہ وہ (خداوند تعالیٰ) متمکن کسی مکان میں ہے۔ بلفظہ

[۱] ترجمہ: تیرہواں عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکان سے منزہ ہے، فوق، تحت وغیرہ کوئی جہت اس کے لیے متصور نہیں، یہی اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ [۲] ترجمہ: اللہ تعالیٰ جسم وجسمانیات اور مکان وزمان سے پاک ہے۔

خداوند عالم پر زمانہ جاری نہیں ہوتا یعنی وہ ذات زمانی نہیں ہے۔ بلفظہ (صفحہ: ۳۳، سطر: ۹)

(۴) سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، صفحہ: ۶، سطر: ۱۹۔

ولا في جهة ولا في مكان ولا في زمان. پروردگار عالم نہ کسی طرف ہے نہ کسی مکان میں ہے نہ کسی وقت میں۔ بلفظہ

(۵) مجمع الانہر فی شرح ملتقی الابحر مصری، صفحہ: ۶۲۹، سطر: ۱۰۔

وبإثبات المكان لله تعالىٰ فإن قال: الله في السماء، فإن قصد به حكاية ما جاء في ظاهر الأخبار لا يكفرو إذا أراد به المكان كفر، وان لم تكن له نية يكفر، عند أكثرهم و عليه الفتوىٰ كما في البحر. بلفظہ

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے مکان ثابت کرنا (کفر ہے) پس اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے اگر اس کا قصد بطور حکایت کے ہو جیسا کہ ظاہر احادیث میں آیا ہے تو کافر نہیں ہوتا اور جب ارادہ کرے اور قصداً کہے کہ وہ کسی مکان خاص میں ہے تو وہ ضرور کافر ہو جائے گا۔ خواہ اس کی نیت نہ ہو، اکثر کے نزدیک کافر ہو جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ بحر میں ہے۔

(۶) فتاویٰ عالم گیری ترجمہ اردو جلد دوم صفحہ: ۸۳۶، ۸۳۷۔

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے لیے جہت و مکان ثابت کیا وہ کافر ہے۔ بلفظہ

اسی طرح تمام کتب اہل سنت و جماعت میں درج ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مکان و زمان و جہت ثابت کر کے اس پر اعتقاد رکھے وہ کافر ہے مگر آپ کے امام الطائفہ اس پر بڑے شد و مد اور سختی سے اعتقاد رکھتے ہیں اور ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا خاص مکان بھی ہے وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ جو شخص ایسا اعتقاد نہ رکھے وہ بڑا بھاری حقیقی اور حکمی بدعتی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ.

اب میں اس مسئلہ پر ایک فتویٰ خود علمائے دیوبند کا لکھتا ہوں۔

(۷) دیوبندی مولویوں کا ایمان مشتہرہ محمد عبد الغنی رام پوری مورخہ ۱۸ رصفر المظفر ۱۳۲۹ھ مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی۔

علمائے دیوبند کا فتویٰ کفر اپنے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی پر

سوال: کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس شخص کے بارہ میں جو یہ کہے کہ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کو زمان و مکان اور ترکیب عقلی سے پاک کہنا اور اس کا دیدار بے جہت و بے محاذات حق جاننا بدعت ہے۔ یہ قول کیسا ہے۔ بینوا و توجروا.

الجواب(۱): یہ شخص عقائد اہل سنت و جماعت سے جاہل اور بے بہرہ ہے اور یہ اعتقاد اور مقولہ جو درج سوال ہے کفر ہے۔ نعوذ باللہ منہ، حضرات سلف صالحین اور ائمہ دین کا یہی مذہب ہے اور یہی احادیث صحیحہ وکلام اللہ شریف کی آیات صریحہ سے ثابت ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ زمان اور مکان اور جہت سے پاک ہے اور دیدار اس کا بہشت میں مسلمانوں کو نصیب ہوگا چناں چہ کتب عقائد اس سے مشحون ہیں۔ فقط واللہ اعلم۔ مہر: رشید احمد ۱۳۰۱ھ گنگوہی

الجواب(۲): الجواب صحیح۔ اشرف علی عفی عنہ۔

الجواب(۳): اگر حق تعالیٰ کو زمان ومکان سے اور ترکیب سے پاک نہ مانا جائے گا تو حق تعالیٰ کا محتاج ہونا اور صفات حادث کے ساتھ متصف ہونا لازم آوے گا حالاں کہ حق تبارک وتعالیٰ احتیاج سے منزہ صمدیت ازلیہ کے ساتھ متصف ہے لم یزل اور لا یزال اس کی صفت ہے، زمان ومکان حادث ومخلوق ہیں «کان اللہ ولم یکن معہ شئ قال تعالیٰ: **كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ**، و قال تعالیٰ: **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ**» الغرض حق تعالیٰ کو زمان و مکان سے اور ترکیب عقلی سے منزہ جاننا عقیدہ اہل ایمان کا ہے اس کا انکار الحاد اور زندقہ ہے اور دیدارِ حق تعالیٰ جو آخرت کو ہوگا مومنین کو وہ بے کیف اور بے جہت ہوگا۔ مخالف اس عقیدہ کا بددین اور ملحد ہے۔

کتبہ عزیز الرحمٰن مفتی مدرسہ دیوبند | وتوکل علی العزیز الرحمن |

الجواب(۴): الجواب صحیح۔ بندہ محمود عفی عنہ مدرس اول مدرسہ دیو بند۔

الجواب(۵): الجواب صحیح۔ محمود حسن عفی عنہ۔

الجواب(۶): الجواب صحیح۔ غلام رسول عفی عنہ۔

الجواب(۷): زمان ومکان اور ترکیب یہ سب علامات حدوث وخواص امکان ہیں، واجب تعالیٰ سبحانہٗ ان سب سے بری ہے چناں چہ شرح عقائد نسفی میں جو ایک متداول کتاب ہے لکھا ہے۔ الخ۔ حررہ المسکین محمد عبد الحق عفی عنہ

الجواب(۸): الجواب صواب۔ محمود حسن مدرس دوم مدرسہ شاہی مرادآباد۔

الجواب(۹): ایسے عقیدہ کو بدعت کہنے والا دین سے ناواقف ہے۔ ابوالوفا ثناء اللہ

مہر: ثناء اللہ المحمود ۱۳۱۵ھ بلفظہ۔ فتویٰ ختم ہوا۔

اس فتویٰ سے ظاہر ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا جیسا کہ مولوی اسماعیل کا ہے جاہل، بے بہرہ، کافر، زندیق، ملحد، بددین، سلفِ صالحین کا مخالف ہے۔ لیجیے۔ ع

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

عجیب ہوشیاری و زیرکی مستفتی کی

اس فتویٰ کے حاصل کرنے میں سائل مستفتی نے کمال عقل مندی اور ہوشیاری کی، جو قابل تعریف وداد ہے کہ اس استفتا میں انھوں نے مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ ظاہر کر کے پیش نہیں کیا جس سے علماے دیوبند کو پتہ بھی نہیں لگا کہ ہمارے امام کا ہی عقیدہ ہے اگر علماے دیوبند کو پتہ لگ جاتا تو ایسا فتویٰ کفر کا کبھی بھی نہ دیتے بلکہ بہ تاویلات رکیکہ اپنے امام کی حمایت میں مدد کرتے اور مرنے مارنے پر ہوجاتے۔ اللہ! اللہ!! ایمان!!!

دیکھو! مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید، مرحوم، رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ وغیرہ خطابات دیتے دیتے ملحد، زندیق، بددین، کافر، جاہل، بے بہرہ خود ہی ثابت کر دیا۔

